کہر میں کرن

سیما مناف

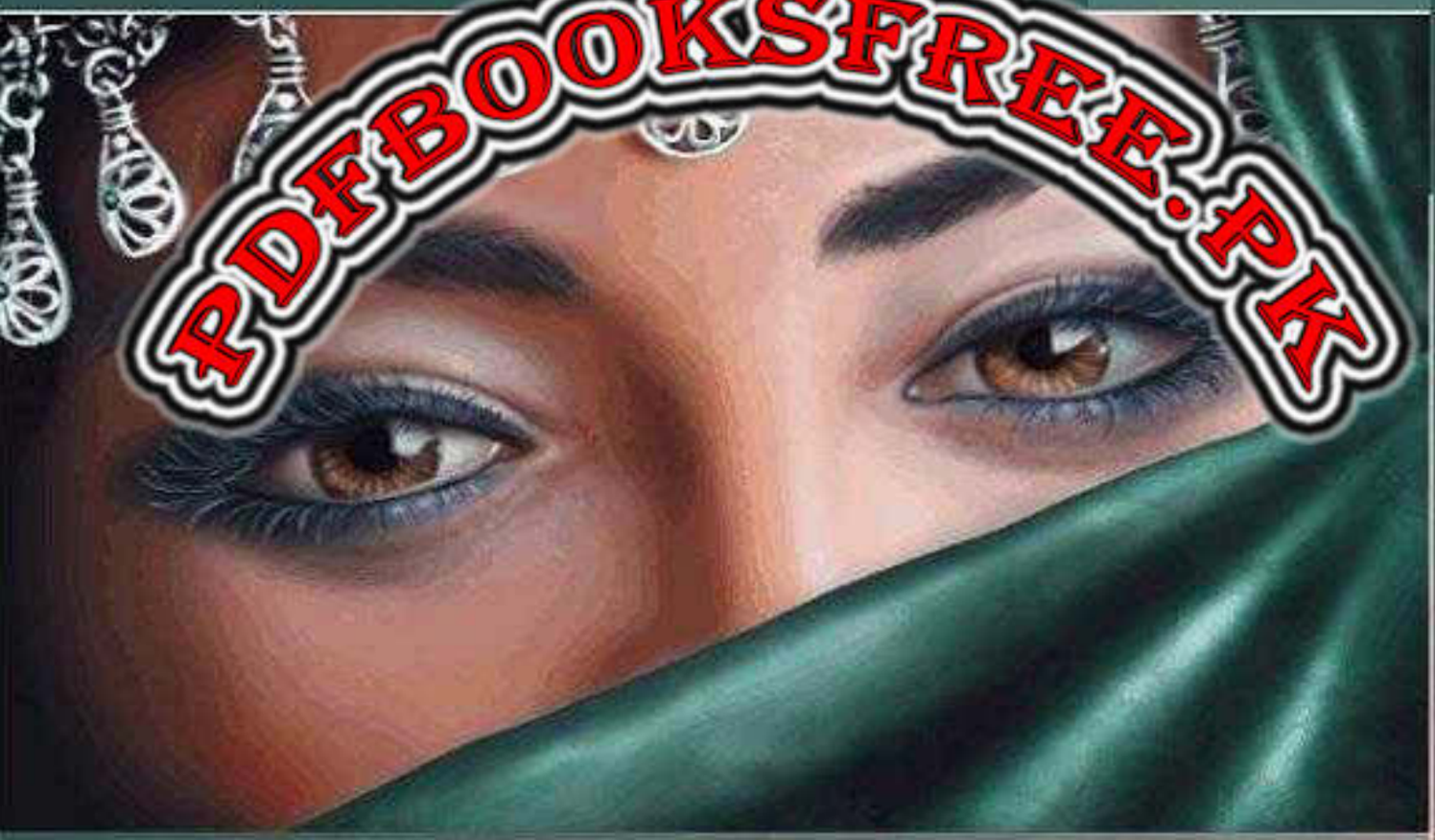

PDFBOOKSFREE.PK

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

پاکستان ورچوئل لائبریری پر موجود تمام کتابیں قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ہمارے معاشرے میں لڑکی سے ہوئی غلطی کو کبھی معاف نہیں کیا جاتا، اسکا خمیازہ صرف وہی نہیں بلکہ اسکے سب پیارے بھی بھگتتے ہیں

حساس موضوع پر لکھا گیا، مقصدیت سے بھرپور ایک خوبصورت ناول..... سیما مناف کی ایک پراثر تحریر

کہر میں کرن

سیما مناف

علم وعرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40۔اُردو بازار، لاہور

فون:042-37352332-37232336

نوٹ:

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق مصنفہ (سیما مناف) اور پبلشرز (علم وعرفان) محفوظ ہیں۔ادارہ علم وعرفان نے اردو زبان اور ادب کی ترویج کیلئے اس کتاب کو kitaabghar.com پر شائع کرنے کی خصوصی اجازت دی ہے، جس کے لئے ہم انکے بے حد ممنون ہیں۔

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	.....	کہر میں کرن
مصنفہ	.....	سیما مناف
ناشر	.....	گل فراز احمد علم و عرفان پبلشرز، لاہور
مطبع	.....	زاہدہ نوید پرنٹرز، لاہور
پروف ریڈنگ	.....	شیر محمد طاہر
کمپوزنگ	.....	فیضان/مدثر/انیس احمد
سن اشاعت	.....	نومبر 2010ء
قیمت	.....	300/= روپے

.....ملنے کے پتے.....

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40۔ اُردو بازار، لاہور

فون 7352332-7232336

ادارہ علم و عرفان پبلشرز کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔ جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے متفق ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائیگا۔ (ناشر)

انتساب!

اپنی امی کے نام

جو ہمیشہ میرے،

اور

ہم سب کے لیے

مشعلِ راہ بنی رہیں

اپنی بات

میں نے لکھتے وقت ہمیشہ مقصدیت کو اوّلیت دی ہے۔

اس لیے اس ناول کو لکھتے وقت بھی میرے قلم نے معاشرے کے اس نازک پہلو کو ذہن میں رکھا ہے۔ ہمارا معاشرہ کتنا بھی ایڈوانس ہو جائے، ان میں موجود پابندیوں سے اگر ہم تجاوز کر جائیں تو زندگی کی ہولناکیاں تمام عمر ہمارا احاطہ کیا رکھتی ہیں۔

لڑکیوں کا اٹھایا ہوا ایک غلط قدم ساری زندگی انہیں معتبر نہیں رہنے پاتا۔

حتیٰ کہ جس کے لیے وہ ایسا کرتی ہیں وہ خود بھی انہیں وہ عزت اور محبت نہیں دیتا۔ اور وہ زندگی کا ایک ایک لمحہ شرمساری سے سر جھکائے گزار دیتی ہیں، اور اس کا بھگتان ان سے متعلق ان کے پیاروں کو بھی بھگتنا پڑتا ہے۔

میری اس کہانی کے کردار، ناسمجھ لڑکیوں کو یہی بات سمجھاتے نظر آتے ہیں۔

اس ناول کو پڑھتے وقت آپ کو ستارہ سے ہمدردی بھی ہوگی، تو کبھی کبھی آپ کو اس پر غصہ بھی آئے گا۔ یہ سوچ کر کہ نہ وہ اپنے ماں باپ کی عزت کو روند کر اپنے گھر سے نکلتی، نہ ہی ساری عمر یوں نا آسودہ رہتی۔

ہم کتنے بھی کھلے ذہن کے مالک ہوں۔

لیکن ایسی لڑکیوں کو ہم ایسا ہی مقام دیتے ہیں۔

کسی بھی کتاب کو کامیاب بنانے کے لئے جتنی کوشش رائٹر کو کرنی پڑتی ہے۔ اتنی ہی کوشش پبلشر کو کرنی پڑتی ہے۔ میری کتابوں کے حقوقِ اشاعت حاصل کرنے کے بعد علم و عرفان پبلشرز نے اس ذمہ داری کو میری توقعات سے زیادہ بہتر طور پر ادا کیا ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد قارئین میری اس رائے سے اتفاق کریں گے۔

سیما مناف

کہر میں کرن

آنا ہے کسی روز ترے خواب کدے میں
خوشبو کی ردا اوڑھ کے بادل سے گزر کر
اے آبِ رواں دھول ہوئی جاتی ہیں آنکھیں
کب آئے گا کوئی ترے جل تھل سے گزر کے

پورا آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھک چکا تھا۔ تیز بارش کے آثار تھے۔ وہ جلدی جلدی الگنی پر ٹنگے دھلے ہوئے کپڑوں کو سمیٹ رہی تھی۔ صبح سے تیز دھوپ نکلی ہوئی تھی، سارے کپڑے سوکھ چکے تھے اور اب اس کی ساری محنت برباد ہو جانا تھی۔ آج صرف تین دن بعد اس نے مشین لگائی تھی لیکن سارا صحن دھلے ہوئے کپڑوں سے بھر گیا تھا۔

تمام کپڑے سمیٹ کر برآمدے میں پڑے تخت پر ڈالتے ہوئے اس نے کپڑوں کے ڈھیر کو دیکھا۔ ابھی انہیں استری کرنا اور تہ کرنا باقی تھا لیکن اس وقت اسے کچن میں جا کر روٹی تیار کرنا تھی۔ سالن وہ دوپہر میں ہی بنا چکی تھی۔ آٹا گوندھ کے فریج میں رکھ دیا تھا۔ بھائی اور ابا گرم روٹی کھاتے تھے۔ اس لیے وہ ان کے آنے کا انتظار کرتی تھی۔

''اتنا اچھا موسم اور تنہائی!'' اس نے یاسیت سے سوچا۔

تینوں بھائی اپنے اپنے دھندوں میں باہر نکلے ہوئے تھے۔ ابا کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ کبھی تو وقت پر گھر آ جاتے کبھی رات گئے اور کبھی کبھار بالکل نہ آتے۔

امی کو ان کی ان ہی باتوں نے وقت سے پہلے مار دیا تھا۔ وہ بہت حساس تھیں۔ کوئی اور عورت ہوتی تو شاید اپنے شوہر کی ان بے اعتدالیوں کو مارے باندھے قبول کر لیتی لیکن وہ اندر ہی اندر سلگتی رہتیں۔ ابا کی بے حسی آہستہ آہستہ انہیں اندر سے ختم کرتی جا رہی تھی۔

عفیفہ کو اچھی طرح یاد تھا۔ جس رات ابا بہت رات کو گھر آتے، امی اور ان کا جھگڑا ضرور ہوتا۔ وہ انہیں گھر، بیوی اور بچے یاد دلاتیں لیکن ابا پر کیا اثر ہونا تھا، وہ جیسے تھے ویسے ہی رہے۔

امی وہ نہ رہیں۔ ان کی گلابی رنگت میں پیلاہٹ گھلتی گئی۔ چمکدار سیاہ آنکھوں کی جوت آہستہ آہستہ بجھتی گئی۔ ان کی ہنسی کھو گئی۔ یوں لگتا جیسے وہ زبردستی جی رہی ہوں۔ ابا سے شادی ان کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں اپنے بچوں سے بہت پیار تھا۔ خاص کر عفیفہ سے۔ وہ ان کی بہت سی دعاؤں کے نتیجے میں ان کی زندگی میں آئی تھی۔ باسط، سمیط، اور وسیط ان کے تینوں بیٹے بہت پیارے تھے لیکن ہر بار وہ ایک بیٹی کی آرزو رکھتے ہوئے ماں بنتیں۔

ان کا دل چاہتا اللہ تعالیٰ انہیں ایک بیٹی کی نعمت سے نوازے۔ وہ اسے بنائیں، سنواریں۔ اس کے ریشمی بالوں میں پونیاں بنائیں۔ اسے پیاری پیاری فراکیں سی کر پہنائیں۔ اسے ہر وہ ہنر سکھائیں جو ان کے اندر تھا۔

لیکن ایک کے بعد ایک بیٹے ان کی گود میں آتے گئے لیکن جب وہ چوتھی بار ماں بننے والی تھیں تو ہر نماز کے بعد اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے انہوں نے اللہ سے ایک ہی دعا کی۔ ''اے اللہ! تیرے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔ مجھے ایک پیاری سی بیٹی سے نواز دے۔''

اور ان کی دعائیں بارآور ہوئیں۔ عفیفہ ان کی گود میں کیا آئی، وہ زندگی کی تمام بدصورتیاں اور کلفتیں بھول گئیں۔ نرم و نازک گلابی سی گڑیا۔ انہوں نے بے اختیار اسے سینے سے لگا لیا اور سسکنے لگیں۔

انہیں لگا کوئی ہے جس سے وہ اپنے دل کی بات کر سکیں گی، اسے سب کچھ بتا سکیں گی۔ خاور سعید اپنی زندگی کے ساتھی سے بھی جو کچھ وہ نہیں کہہ پاتیں وہ اس سے کہیں گی۔ وہ ان کی بیٹی نہیں ہوگی بلکہ وہ اسے سہیلی بنا کر رکھیں گی۔

امی اکثر اسے یہ سب کچھ بتایا کرتی تھیں۔ وہ اتنی بڑی نہ سہی تو اتنی چھوٹی بھی نہیں تھی کہ ان کی باتیں نہ سمجھ سکے۔ جب بھی وہ اسے اپنی سوچیں بتاتیں، اسے خود پر مان ہونے لگتا۔ تینوں بھائی امی کی اس سے اس قدر انسیت پر تھوڑا چڑ سے جاتے تھے۔

سب سے چھوٹا وسیط تو اس بات پر اکثر رونے بیٹھ جاتا تھا۔ ''امی، آپ ہم سے اتنا پیار نہیں کرتیں جتنا اس عافی سے کرتی ہیں۔ ہم تو آپ کے بیٹے ہی نہیں ہیں۔''

''نہیں بیٹا!'' وہ جلدی سے کہتیں ''ماں کے لیے تو سب اولاد برابر ہوتی ہے۔ بس عافی پرایا دھن ہے نا، چلی جائے گی اک دن۔ اس لیے مائیں بیٹیوں سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔''

''پرایا دھن، یہ پرایا دھن کیا ہوتا ہے امی؟'' وہ سب کچھ بھول کر سوال کرنے لگتا۔

''یہ بیٹیاں جو ہوتی ہیں نا بیٹا، کسی دولت سے کم نہیں ہوتیں لیکن دنیا کے دستور کے مطابق انہیں دوسرے گھر جانا ہوتا ہے۔ پھر ماؤں کے پاس ان کے لیے صرف ان کی خوشیوں کی دعائیں اور ان کا انتظار رہ جاتا ہے کہ کب وہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ ہنستے مسکراتے ان سے ملنے آئیں۔'' بتاتے بتاتے ان کی آنکھوں میں اپنی جان سے عزیز بیٹی کی جدائی کا عکس لہرانے لگتا۔ انہیں لگتا جیسے وہ ابھی ان کے گھر سے رخصت ہو جائے گی۔ پتا نہیں وہ کس دل سے اسے خود سے جدا کر سکیں گی۔

لیکن کیا پتا تھا کہ اس کے جانے کا دکھ اٹھانے سے پہلے وہ خود اس دنیا سے اٹھ جائیں گی۔ آج تک عفیفہ کو ان کی رخصتی کا منظر یاد تھا۔ وہ کیسے اپنی جان سے عزیز بیٹی کو روتا بلکتا چھوڑ گئی تھیں۔

امی، آپ کیوں چلی گئیں۔ آپ کو کیا معلوم، میں کتنی تنہا ہو گئی ہوں۔ اتنا بڑا گھر اور میں اکیلی..... آپ کو جانا ہی تھا تو مجھے اپنا اتنا عادی نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرتیں۔ دیکھیں بارشوں کا موسم پھر آ گیا ہے۔ آپ کو بارشیں کتنی پسند تھیں۔ اس موسم میں آپ کس قدر خوش رہتی تھیں۔ گنگناتی ہوئی، نکھری نکھری، ہم سب بہن بھائیوں کے پسندیدہ پکوان بناتے ہوئے اور میں آپ کے چہرے کو تکتی رہتی تھی۔ اس سے آپ کتنی پیاری لگتی تھیں۔

''امی' آپ اسی طرح رہا کریں۔ یونہی ہنستی مسکراتی، گیت گاتی ہوئی۔'' میں آپ سے کہتی تو لمحہ بھر کے لیے آپ کی ہنسی تھم سی جاتی۔ آپ کی آنکھوں میں دکھ کے سائے لہراتے، ملال کے موسم اترتے لیکن اگلے ہی لمحے آپ سنبھل جاتیں۔

''چلو پکوڑے، گلگلے اور کچوریاں بناتے ہیں۔'' آپ میرا ہاتھ تھام کر باورچی خانے میں آ جاتی تھیں۔

مجھے اس وقت کچھ پکانا نہیں آتا تھا لیکن میں آپ کے ساتھ باورچی خانے میں چھوٹے سے اسٹول پر بیٹھی رہتی تھی۔ آپ کے ہاتھ تیزی سے چلتے رہتے۔ بیسن گھلتا، ڈھیروں ڈھیر پیاز اور ہری مرچیں کٹ جاتیں۔ گلگلوں کے لیے میدہ گھولا جاتا۔ کچوریوں کے لیے آٹا گندھتا۔ چٹنی کے لیے املی بھگوئی جاتی اور میں دیکھتی رہتی۔ پتا نہیں سب عورتیں آپ کی طرح ہنرمند، سگھڑ اور ایکٹو ہوتی ہیں یا نہیں لیکن میں نے آپ کو ایسا ہی دیکھا تھا۔ منٹوں میں کھانا تیار، گھر صاف، بچے تیار۔ شاید آپ کے اندر کوئی جن تھا۔ برابر والی اماں بی تو یہی کہتی تھیں۔

''ستارہ، جیسا میں نے تمہیں گھر کے کاموں میں طاق دیکھا بیٹا، بہت کم لڑکیاں ایسی نظر آتی ہیں۔''

''حالاں کہ شادی کے وقت تو مجھے کچھ نہیں آتا تھا اماں بی! یہ سب کچھ تو بعد میں سیکھا۔ کچھ اداروں سے، کچھ ملنے جلنے والوں سے، کچھ آپ سے۔ ضرورت جو تھی پھر اچھا ہوا، آج میرا سیکھا ہوا میری بیٹی کے کام آئے گا۔ اسے سکھاؤں گی سب کچھ۔ جن ماؤں کو کچھ نہیں آتا وہ بھلا اپنی بیٹیوں کو کیسے سکھا سکتی ہیں۔'' آپ کا جواب ہوتا۔

مجھے آج بھی حیرت ہوتی ہے۔ اتنے اونچے خاندان کی بیٹی، ایک معمولی شخص کے ساتھ کیسے گزارہ کر رہی تھی۔ ابا کے پاس کیا تھا، سوائے اچھی شکل کے اور آپ ان کے لیے سب کچھ چھوڑ کر چلی آئی تھیں۔

''عافی! یار، اتنا اچھا موسم ہو رہا ہے۔ پکوڑے نہیں بنائے تم نے؟'' نوین کی آواز پر وہ چونکی۔

دروازہ شاید کھلا رہ گیا تھا تبھی تو اتنے مزے سے وہ اندر آ گئی تھی۔ تھوڑی بھیگی ہوئی۔

''میں تو سوچ رہی تھی، تم نے پکوڑے تو ضرور بنائے ہوں گے۔ امی کو بچہ دے کر آئی ہوں کہ تم نے کسی کام سے بلوایا ہے۔'' وہ دھڑ سے تخت پر بیٹھ گئی۔

''خدا کے لیے، سارے کپڑے دھلے ہوئے ہیں اور تم لگ رہی ہو پانی کی بلی۔ ذرا دور رہو ان سے۔'' اس نے ٹوکا اور بڑھ کر کپڑوں کے ڈھیر کو سمیٹنے لگی۔

''توبہ ہے عافی! تم کس قدر ان رومینٹک ہو گئی ہو۔ اتنے اچھے موسم میں کپڑوں میں لگی ہو۔ چلو، پکوڑے بناتے ہیں۔ بیسن تو ہے نا؟'' وہ کچن کی جانب جاتے جاتے مڑی۔

''ہاں ہے..... لیکن میرا جی نہیں چاہ رہا'' اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''کیوں، تمہارے جی کو کیا ہوا؟'' نوین نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا۔ ''ستارہ خالہ یاد آ رہی ہیں؟'' اگلے ہی لمحے وہ سمجھ گئی تھی۔

جواباً اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو اتر آئے۔

یہ موسم تھا ہی ایسا ظالم، یوں تو وہ اپنی ماں کو ایک لمحہ نہیں بھولتی تھی لیکن اس موسم میں تو جیسے ان کی یاد کا آنچل اور گہرے رنگ کا ہو جاتا تھا۔

''بُری بات عافی! اتنے پیارے موسم میں نہیں روتے۔ دیکھو، ستارہ خالہ بہت اچھی جگہ ہیں۔ کم از کم اس دنیا سے تو بہت اچھی۔ تم اس طرح روؤ گی تو وہ وہاں اداس ہو جائیں گی۔ تمہیں معلوم ہے نا، وہ تم سے کتنی محبت کرتی ہیں؟''

وہ ان کے لیے ہمیشہ حال کا صیغہ استعمال کرتی تھی۔ اسے ان کی محبتیں آج تک یاد تھیں حالاں کہ ان دنوں وہ بھی کوئی خاص بڑی نہیں تھی تقریباً عفیفہ ہی کی ہم عمر ہوگی، کوئی گیارہ بارہ سال کی۔ وہ عفیفہ کی سہیلی ہونے کے ناطے اس سے بھی بہت شفقت سے پیش آتی تھیں۔ کوئی اچھی چیز بناتیں تو عفیفہ کے ہاتھ اسے ضرور بھیجتیں۔ حالانکہ خود اس کی امی انہیں کچھ زیادہ پسند نہیں کرتی تھیں۔ ان کی مقبولیت سے وہ حسد کرتی تھیں۔ محلے میں جب ان کی خوبصورتی، سگھڑاپے اور اچھے رویے کی تعریف ہوتی تو وہ دل ہی دل میں سلگ جاتیں۔ لیکن ان کی اپنی اولاد اس عورت کے پیچھے مری جاتی تھی اور آج تک ان کا ذکر بہت اچھے لفظوں میں کرتی تھی۔

''نوین! ان بادلوں سے کہا کرو، یہاں نہ اترا کریں۔ کہیں اور جا کر برسیں۔ ان کا استقبال خوشی خوشی کرنے والی تو گئی، اب یہاں کوئی نہیں ہے جو انہیں دیکھ کر خوش ہوگا۔'' وہ اس کے کندھے سے لگ کر سسکنے لگی۔

''کیوں، ان کی بیٹی نہیں ہے یہاں..... بالکل ان کے جیسی، ہر لحاظ سے۔ جب تمہیں ستارہ خالہ کی یاد آئے، تم خود کو دیکھ لیا کرو۔ میں تو حیران رہ جاتی ہوں عافی! تم کتنی ملنے لگی ہو ان سے۔ ہر بات تو ان کی لی ہے تم نے۔'' نوین کا لہجہ اس کے زخموں پر مرہم رکھنے لگا۔

''ہاں، جانے سے پہلے وہ مجھے اپنے جیسا بنا گئیں۔ شکل و صورت اللہ تعالیٰ نے بنا دی۔''

''بس تو پھر چلو، ان کی طرح فوراً اٹھو مجھے اپنے ہاتھ کے پکوڑے بنا کر کھلاؤ ورنہ پھر وہ وسیط کا بچہ آ جائے گا۔ یاد نہیں ہے، پچھلی مرتبہ ہم دونوں نے کس قدر محنت سے آلو کے پراٹھے بنائے تھے، عین وقت پر آ گیا اور ہم دونوں دیکھتے ہی رہ گئے۔ دونوں پراٹھے منٹوں میں صاف.....''

''ہاں.....'' عفیفہ کو یاد آنے پر ہنسی آ گئی۔ ''میں کہہ بھی رہی تھی کہ میں اور بنا لاتی ہوں۔ ہر چیز رکھی ہوئی ہے۔ آلو کا بھرتہ، گندھا ہوا آٹا اور چٹنی۔ وہ تمہیں کھانے دے ورنہ خالہ بلوا بھیجیں گی، پہلے ہی دیر ہو گئی ہے لیکن اس کا کہنا تھا کہ وہ یہی پراٹھے کھائے گا کہ ان کا مزہ ہی دوسرا ہے۔''

''بچپن سے ایسا ہی ندیدہ ہے وہ۔ خاص طور پر میری پلیٹ اور میرے پیٹ پر اس کی نظرِ خاص رہتی ہے۔'' وہ جل کر بولی تھی۔

''دراصل سسٹر، میں چاہتا ہوں تم کھا کھا کر موٹی نہ ہو جاؤ۔ پھر کوئی تمہیں قبول نہیں کرے گا اور مجھے ہی قربانی دینی پڑے گی۔'' وسیط اچانک آ ٹپکا۔

''منہ دھو کر رکھو، تم سے شادی کرنے سے بہتر ہے کہ میں کسی کھائی میں کود جاؤں۔ تم تو میری روٹیاں ہی گنتے رہو گے۔'' وہ اسے دیکھ کر سلگ گئی تھی۔

''میرا بھی کوئی ارادہ نہیں آپا جان سے شادی کرنے کا۔'' جواب تڑ سے آیا تھا۔

''کیا کہا آپا جان!'' وہ صدمے سے چیخی ''چھ مہینے چھوٹی ہوں تم سے.....''

''تو چلو آپا ہٹالو، خالی جان رہنے دو۔'' وہ شرارت سے مسکرایا۔

''بُری بات وسیط'' عفیفہ نے اسے پھیلتے دیکھ کر ٹوکا۔

''اچھا، اب تم نصیحتیں مت کرنے لگنا۔ تم تو پورے ڈیڑھ سال چھوٹی ہو مجھ سے۔''

''اچھا بابا! آ گئے خواہ مخواہ..... چلو عافی، کچن میں چلیں اور خبردار، جو تم وہاں آئے تو.....''

''پکوڑے جلدی بھجوانا..... بڑی بھوک لگی ہے'' وہ تخت پر ہی لیٹ گیا۔

''بس پانچ منٹ میں'' عفیفہ بھائی کی طرف دیکھ کر اسی شفقت سے مسکرائی اور وہ اس کی مسکراہٹ میں ماں کو تلاش کرتا رہ گیا۔

پتا نہیں اس چھوٹی سی لڑکی میں ماؤں جیسی شفقت اور محبت کیسے عود کر آئی تھی اور وہ بہن، جس سے وہ ماں کی زندگی میں اتنا چڑتا تھا، اسے خود بخود جان سے پیاری لگنے لگی تھی۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی صبح کا آغاز ایسی ہی مصروفیات سے ہوتا تھا۔ تینوں بھائیوں اور ابا کا ناشتہ، خود اس کی اسکول پھر کالج کے لیے تیاری۔ گھر کی چابی وہ جاتے جاتے اماں بی کو دے جاتی۔ امی کی خواہش تھی کہ گھر کے دھندوں کی وجہ سے اس کی تعلیم متاثر نہ ہو۔ وہ اکثر اس سے اس سلسلے میں وعدہ لیا کرتی تھیں۔

''دیکھو عائی! میری جان! مجھ سے ایک وعدہ کرو، کیسے بھی حالات ہوں، جو بھی مشکل آن پڑے، تم پڑھائی مت چھوڑنا۔ بہت نہ سہی لیکن اتنی تعلیم ضرور حاصل کرنا کہ معاشرے میں تضحیک کا نشانہ نہ بنو۔ اس کے علاوہ تعلیم انسان کو سلیقہ سکھاتی ہے۔ شعور بخشتی ہے، ضرورت کے وقت انسان کے کام آتی ہے۔ وعدہ کرو مجھ سے.....''

''میں کیوں چھوڑوں گی امی! آپ کو تو معلوم ہے، مجھے کتنا شوق ہے، بہت سا پڑھنے کا۔ میں تو خوب پڑھوں گی۔ آپ کیوں سوچتی ہیں اس طرح.....؟'' وہ الجھ کر کہتی۔

''ہاں بیٹا، لیکن حالات کا کچھ نہیں پتا ہوتا۔ آج میں ہوں، کل نہ رہوں'' وہ دھیرج سے اسے سمجھاتیں۔

''امی!'' اس کا چہرہ پیلا پڑ جاتا ''ایسا مت کہا کریں۔ میں تو ایک منٹ نہیں رہ سکتی، آپ کے بغیر۔''

''بیٹیوں کو رہنا پڑتا ہے ماؤں کے بغیر۔ وہ سدا ماں کے ساتھ نہیں رہ سکتیں'' پتا نہیں وہ اسے کون سے آنے والے وقت کے لیے ذہنی طور پر تیار کر رہی تھیں۔

رہنا پڑتا ہے امی! لیکن اتنی جلدی تو نہیں۔ آپ تو بہت پہلے مجھے چھوڑ کر چلی گئیں۔ مجھے بتاتیں تو سہی کہ کون سا دکھ آپ کو اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔ میں تو آپ کی سہیلی تھی لیکن آپ نے مجھ سے بھی چھپایا لیکن دیکھیے، میں نے اپنا وعدہ نبھایا۔ چھوٹی سے عمر میں تنہا گھر سنبھالا لیکن تعلیم نہیں چھوڑی۔ حالاں کہ میری کسی کو پروا نہیں تھی کہ آگے پڑھوں یا نہ پڑھوں۔

اسے یاد آیا جب بی اے کے بعد اس نے ابا سے آگے پڑھنے کی اجازت مانگی تھی تو وہ عجیب سی نظروں سے اسے دیکھنے لگے تھے۔

''کیا کرنا ہے اتنا پڑھ کر، کافی نہیں ہے یہ.....؟''

''ابا! امی کی خواہش تھی کہ میں خوب پڑھوں۔ ان کے بعد بھی اپنی تعلیم کو نہ چھوڑوں۔ تبھی ان حالات کے باوجود میں نے پڑھائی نہیں چھوڑی'' اس نے نظریں جھکا کر جواب دیا تھا۔

وہ امی سے جتنا قریب تھی، ابا سے اتنی ہی جھجک محسوس ہوتی تھی۔ انہوں نے بھی تو کبھی باپ والا رویہ نہیں رکھا تھا اس سے۔ ہاں بیٹوں سے وہ پھر بھی ڈھنگ سے بات کر لیا کرتے تھے۔

''تاکہ اس کی طرح ایک دن کسی کے ساتھ.....'' وہ کہتے کہتے رک گئے تھے۔

اس نے چونک کر سر اٹھایا تھا۔ ان کے چہرے پر جو کچھ تھا وہ اس کا دل دھڑکانے کے لیے کافی تھا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے.....بس کافی ہے اتنی پڑھائی۔ زیادہ ہی شوق ہے تو گھر بیٹھ کر پرائیویٹ امتحان دے لو۔ وسیط سے کہہ دو، تمہیں کتابیں لا دے گا۔'' ان کا لہجہ انتہائی ٹھنڈا تھا اور فیصلہ کُن۔ آگے کچھ بولنے کی اس کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔ حالاں کہ وسیط اسے کافی اکساتا رہتا تھا۔

''تم نے ابا کا یہ حکم کیوں مانا، تمہیں احتجاج کرنا چاہیے تھا۔ امی چاہتیں تھیں کہ تم کم از کم ماسٹرز ضرور کرو۔ آج کل بی اے بھی کوئی تعلیم

ہے،لڑکیوں کو دیکھو.....ایک سے ایک اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔"

"ہاں لیکن ان کے سروں پر ان کی ماؤں کا سایہ ہوتا ہے اور ان کے باپ ابا کی طرح نہیں ہوتے" اس کا لہجہ بھیگ گیا تھا۔

"لیکن ان کے بھائی مجھ جیسے نہیں ہوتے ہوں گے، پاگل لڑکی! رونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بات کروں گا ابا سے۔ خود پڑھے لکھے ہیں لیکن تعلیم کی اہمیت نہیں جانتے۔ انہیں کیا حق ہے کسی کو پڑھنے سے روکنے کا" وسیط نے اس کا سر اپنے کندھے سے لگا لیا تھا۔

"نہیں وسیط! تم ایسا مت کرنا۔ میں ابا کی نظروں میں معتبر رہنا چاہتی ہوں۔ ان کے کسی فیصلے سے انحراف کرنے کا مطلب ہے، میں انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ وہ کیسے بھی سہی، میرے باپ ہیں۔ میں پرائیویٹ پڑھ لوں گی آگے۔ تم میری مدد کرو گے ناں۔" پتا نہیں اس میں اتنا صبر کہاں سے آ گیا تھا۔ ایک ایک کر کے وہ امی کی ساری خوبیاں اپناتی جا رہی تھی۔

امی بھی تو ساری عمر صبر کے سوائے اور کیا کر سکی تھیں۔ یوں اب وہ امی کی طرح صبح ہی صبح بیدار ہو جاتی۔ نماز اور تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد باورچی خانے میں آ جاتی۔

ناشتے کی تیاری کے ساتھ ساتھ وہ ابا اور باسط بھائی کے لیے لنچ تیار بھی کر لیتی۔ دونوں کے ٹفن تیار کرنے کے بعد چاروں کا ناشتہ بناتی۔ ابا اور باسط بھائی جلدی نکلا کرتے تھے۔ اس کے بعد سمیط نکلتا تھا۔ پتا نہیں وہ روز کہاں جاتا تھا۔ اس نے تعلیم بھی مکمل نہیں کی تھی اور ٹی وی اور فلموں کے چکر میں پڑ گیا تھا۔ کسی نے اس سے کہہ دیا تھا کہ وہ ماڈلنگ اور ایکٹنگ کے لیے خاصا موزوں ہے۔ اس لیے اسے پڑھنے پڑھانے میں وقت ضائع کرنے کے بجائے اس طرف توجہ دینا چاہیے۔ یوں وہ بی کام کے آخری سال کو ادھورا چھوڑ کر روز اِدھر اُدھر دھکے کھاتا پھرتا تھا۔ حالاں کہ اسے ابا، باسط بھائی اور وسیط تک نے کتنا سمجھایا تھا لیکن وہ اب سمجھنے کی حدود سے بہت باہر جا چکا تھا۔ یوں وہ ناشتہ کر کے نکلتا تو رات گئے گھر میں گھستا۔

"ہاں بھئی، کب آ رہی ہے تمہاری فلم!" وسیط اکثر اس کا مذاق اُڑاتا تو وہ چڑ جاتا۔

"اُڑا لو مذاق! لیکن یہ جو بڑے بڑے ایکٹرز اور سنگرز ہیں نا، یہ ایک دن میں نہیں بن گئے۔ جوتیاں چٹخانی پڑتی ہیں۔ عمریں گزر جاتی ہیں اس کوشش میں۔"

"عمر گزر گئی تو پھر تو بھائی کریکٹر ہی کے رول ملیں گے تمہیں" وہ ہنستا۔

"بکواس مت کرو، تم جلتے ہو مجھ سے" سمیط طنزیہ اسے دیکھتا۔ وہ شکل وصورت اور قد کاٹھ میں اس سے قدرے بہتر تھا اور اسی بات کا اسے زعم تھا۔

"میں نے جل کر کیا کرنا ہے بھائی، مجھے تو پڑھنے سے فرصت نہیں ملتی" وہ کمپیوٹر انجینئرنگ کر رہا تھا۔

"گنواؤ گے پڑھ لکھ کر۔ ہزاروں بے کار پھر رہے ہیں۔ ایک تمہارا اور اضافہ ہو جائے گا۔" وسیط تاسف سے اس کو دیکھ کر رہ جاتا۔ ابا کی چاروں اولادوں میں صرف وہی تعلیم کی اہمیت سے نابلد تھا۔ جبکہ باسط بھائی نے بھی بڑے سکون اور لگن کے ساتھ اپنی تعلیم مکمل کی تھی اور آج ایک اچھی کمپنی میں اچھے عہدے پر کام کر رہے تھے۔ خود عفیفہ کو آگے پڑھنے کا کتنا شوق تھا۔ ابا اور امی دونوں ماسٹرز تھے۔ یہ جانے کس پر چلا گیا تھا۔

☆

''اماں بی! میں آج ذرا دیر سے گھر آؤں گا۔ آپ کھانے پر میرا انتظار مت کیجیے گا۔'' ناشتا کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''کیوں بیٹا!'' ان کے ہاتھ رک گئے۔

''دوستوں کے ساتھ پروگرام ہے۔ بس آخری سال ہے یونیورسٹی میں پھر تو وہ کہاں اور ہم کہاں۔ سب نوکریوں کے چکر میں خوار ہوں گے۔ دھکے کھائیں گے۔ ملنے ملانے اور گھومنے پھرنے کی فرصت کہاں ملے گی'' وہ تلخی سے مسکرایا۔

اماں بی نے بغور پوتے کے چہرے کو دیکھا۔ جانے اتنی تلخی اس کے اندر کہاں سے بھر گئی تھی۔ انہوں نے تو اسے بڑی شفقت، محبت اور نرمی سے پالا تھا۔ ڈانٹنا تو دور کی بات کبھی اس سے سختی سے بات تک نہ کی تھی۔ ایک وہی تو دنیا میں ان کا واحد سہارا رہ گیا تھا۔ کبھی کبھی انہیں احمد علی کی یاد اتنی شدت سے آتی کہ وہ بے چین ہو اٹھتیں۔ مرے کو صبر آجاتا ہے لیکن زندوں پر کون صبر کرے۔ جانے کہاں تھا وہ۔ کیا اسے بیٹے کی یاد بھی نہیں آتی تھی۔ کیا اسے ماں کا خیال بھی نہیں آتا تھا۔ صرف ایک بے وفا عورت کے لیے وہ کیسے اتنے عزیز رشتوں کو بھول گیا تھا۔

''تقدیر نے تمہارے ساتھ جو بھی کیا ہو بیٹا لیکن تم نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ ہمیں یوں تنہا چھوڑ کر..... اپنے بیٹے کو اس طرح بے آسرا کر کے اور اتنے سالوں۔ کیا کبھی بھی تمہیں اس کا خیال نہیں آیا۔ وہ کس قدر تنہا ہو گیا ہے۔ بجھا ہوا، ہر ایک سے خفا، خود سے ناراض۔ اس سب میں اس کا کیا قصور تھا۔'' اکثر وہ تنہائی میں بیٹے سے شکوہ کرتیں۔

''رات کا کھانا تو گھر پر کھاؤ گے نا؟'' وہ برتن سمیٹنے لگیں۔

''نہیں اماں بی، کھانا بھی سب دوست باہر سے کھائیں گے۔'' آپ پریشان مت ہوئیے گا، کھانا کھا کر سو جایئے گا۔ میں تالا کھول کر خود ہی آجاؤں گا۔'' اشعر نے اٹھتے ہوئے اپنی موٹر سائیکل کی چابی اٹھائی اور انہیں خدا حافظ کہتا ہوا باہر نکل آیا۔

عفیفہ سبزی والے سے سبزی لے رہی تھی۔ اس نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کرتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈالی۔ دونوں گھرانوں میں بہت اچھے تعلقات تھے، اس کے باوجود دونوں میں ایک جھجک پائی جاتی تھی۔ شاید اس کی خاص وجہ خود اشعر کی سنجیدہ طبیعت تھی۔ وہ محلے میں زیادہ کسی کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا نہیں تھا۔ اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔ اسے لگتا تھا کہ اگر وہ کسی کے پاس کچھ دیر بھی بیٹھ گیا تو وہ لوگ اس سے جانے کیا، کیا پوچھنے لگیں گے۔ پھر وہ انہیں کیا بتا سکے گا کہ.....

عفیفہ کی نظر بھی اس پر پڑی تو وہ جھجک کر دروازے سے تھوڑا اندر ہو گئی۔

☆

فرقان علی کا خیال تھا کہ دنیا میں ہر شے بدل سکتی ہے لیکن ان کے گھر کا طریقۂ کار اور طور طریقے نہیں بدل سکتے۔ انہیں زندگی سے کوئی ایسا شکوہ بھی نہیں تھا کہ انہیں اس زندگی نے بہت کچھ دیا تھا۔ ساری نعمتیں ان کے پاس تھیں لیکن اس کے باوجود کوئی کمی تھی جس کا احساس انہیں کئی بار ہوتا تھا۔

شیریں ان کی زندگی کی ساتھی ایک پڑھی لکھی اور خوبصورت عورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی کی نعمت سے نوازا تھا۔ پشتوں کا چلتا پھرتا کاروبار تھا۔ پھر کون سی کمی تھی جو انہیں محسوس ہوتی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صبح جب وہ آفس کی تیاری کر رہے ہوتے تو ایک نوکر اس تیاری میں ان کی پوری مدد کرتا تھا۔ خانساماں گرم ناشتا ان کے سامنے لا کر رکھتا تو جانے کیوں ان کی بھوک اُڑ جاتی۔ نوکر بریف کیس اور ان کا کوٹ تھامے باہر تک ان کے ساتھ آتا جہاں باوردی ڈرائیور گاڑی کا دروازہ کھولے ان کا منتظر ہوتا۔

اس سارے منظر میں نہ ان کی بیوی ان کے ہمراہ ہوتی نہ ہی بچے۔ ان کی تو صبح ہی دن کے وقت ہوا کرتی تھی۔ شیریں ان کی سوچ پر بہت ہنسا کرتی تھیں۔

''توبہ ہے فرقان، تم بھی بس..... اتنی اپر کلاس سے تعلق ہے تمہارا لیکن سوچ بالکل مڈل کلاس لوگوں جیسی ہے۔ اب کم از کم مجھ سے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ میں ان عورتوں کی طرح تمہاری خدمتیں کروں۔ تمہارے آگے پیچھے پھروں۔ ان کاموں کے لیے گھر میں نوکروں کی کمی ہے؟''

''بیوی اور نوکروں میں فرق ہوتا ہے شیریں، میری یہ خواہش ناجائز تو نہیں کہ میری بیوی مجھ پر توجہ دے۔ میں آفس جاؤں تو مجھے خدا حافظ کہنے گاڑی تک آئے، میں آفس سے آؤں تو مجھے ویلکم کہے۔ لیکن صبح جب میں جاتا ہوں تو تم پڑی سو رہی ہوتی ہو۔ واپس آتا ہوں تو تم گھر میں نہیں ہوتیں۔ میں نے ایسے گھر کا تصور نہیں کیا تھا شیریں!'' وہ کہتے۔

''پھر کیسے گھر کا تصور کیا تھا؟'' ان کا لہجہ استہزائیہ ہوتا۔

''ایک ایسا گھر جو گھر لگے۔'' وہ ان کا انداز جان بوجھ کر نظر انداز کر دیتے۔ کبھی کبھی تو وہ یوں ان کے پاس فرصت سے ان کی ''سننے'' کے لیے بیٹھتی تھیں۔ ''جہاں بیوی کی توجہ، اس کا پیار رچا بسا ہو۔ بچوں کی چہکار گونجے تو زندگی کا احساس ہو۔''

عموماً ایسے شکوے بیویوں کو ہوا کرتے ہیں۔ وہ شوہر کی بے پروائیوں کا رونا رویا کرتی ہیں۔ یہاں الٹا حساب تھا۔ وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہنسنا بولنا چاہتے تھے۔ ان کے ساتھ وقت گزارنا چاہتے تھے۔ بہت ہی ضروری کام ہوتا تو اور بات تھی ورنہ شام میں وقت پر گھر آنا ان کا معمول تھا لیکن عموماً شیریں گھر میں نہیں ہوتی تھیں۔ انہوں نے اپنے طبقے کی دوسری خواتین کی طرح بہت سے دھندے پال رکھے تھے۔ بچے یا تو آیا اور ڈرائیور کے ساتھ کسی پارک میں گئے ہوتے تھے یا پھر ٹی وی یا کمپیوٹر کے آگے بیٹھے ہوتے۔

وقت کے ساتھ ساتھ انہیں ان سب باتوں کا عادی ہو جانا چاہیے تھا لیکن ایسا ہوا نہیں تھا۔ سب کچھ ایسا ہی تھا۔ ان کا ناپسندیدہ۔ اتنے سال گزرنے کے باوجود۔ اب ان کا اکلوتا بیٹا عمر کئی کئی دن اپنی شکل تک نہیں دکھلاتا تھا۔ اس کے اپنے روٹین تھے۔ اس کے دوست، پارٹیز، فنکشنز، ہوٹلنگ بس یہی اس کی زندگی تھی۔ مارے باندھے ماسٹرز کر لیا تھا اور اب آزاد تھا۔ حالاں کہ وہ اکثر اسے کہتے رہتے تھے کہ وہ آفس آیا کرے۔ کام کو سمجھے کہ بالآخر سب کچھ اسے ہی سنبھالنا ہے لیکن وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا تھا۔

زویا کا حال اس سے بھی بُرا تھا۔ اسے سوائے فیشن اور اپنی فرینڈز کے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ کبھی ان کا سامنا اس سے ہو جاتا تو وہ ''ہائے پاپا'' کہہ کر غائب ہو جاتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ مزید ان کے پاس بیٹھی تو نصیحتوں اور شکایتوں کا پلندہ کھل جائے گا۔

کبھی کبھی تو وہ اپنی ماں سے کہتی تھی۔ ''پتا نہیں مما! آپ نے کیا دیکھ کر پاپا سے شادی کی تھی۔ نہ تو وہ شکل وصورت میں آپ کے برابر ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ ہی آپ کی طرح زندگی کو انجوائے کرنے والے، رہا پیسہ تو پیسے کی آپ کو کیا کمی تھی؟''

''بس، ہوگئی غلطی سویٹ ہارٹ!'' شیریں اس کی باتوں پر ہنستیں۔ ''اب تو نبھانا پڑ رہا ہے، تم لوگوں کی وجہ سے۔''

''سوواٹ مما! آپ کی اپنی زندگی ہے۔ ایسے شخص کے ساتھ ساری عمر گزار دینا قطعی حماقت ہے، جو آپ کے مزاج سے قطعی مختلف ہو۔ میں ہوتی تو ایسی غلطی کبھی نہ کرتی۔'' وہ کندھے اچکاتی۔

''سوری ڈیئر، اب تو غلطی ہوگی۔'' بیٹی کی باتوں پر اسے سمجھانے کے بجائے وہ انجوائے کیا کرتی تھیں۔ ان کے لیے تو یہ سب فخر کا باعث تھا کہ وہ اپنے شوہر سے بہت سی باتوں میں برتر ہیں اور ان کی اولاد بھی یہ محسوس کرتی ہے۔

فرقان علی کبھی ان کا آئیڈیل نہیں رہے تھے۔ جب ان کا رشتہ آیا تو وہ ان کی بے پناہ دولت کے بارے میں جان کر ٹھنڈی پڑ گئی تھیں۔ یوں تو وہ بھی کسی چھوٹے خاندان سے نہیں تھیں لیکن یقیناً فرقان علی سے ان کا مقابلہ نہیں تھا اور انہیں ساری دنیا گھومنے اور زندگی انجوائے کرنے کا بہت شوق تھا۔

انہوں نے بھی ان کے سارے ارمان پورے کیے لیکن مزاجاً وہ شیریں سے قطعی مختلف تھے۔ انہیں باہر کے شور شرابے سے زیادہ گھر کا سکون بھاتا تھا۔ مصنوعی ماحول ''مصنوعی لوگ'' مصنوعی طریقے کار سے ان کا دل فوراً اوب جاتا تھا۔

وہ کہتے تھے ''یہ سب غرض کے ساتھی ہیں شیریں، اور یہ روشنیاں بھی سب مصنوعی ہیں، ان کے پیچھے مت بھاگو۔ تمہارے گھر اور تمہارے بچوں کو تمہاری ضرورت ہے۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ تمہیں ہمیں اولیت دینی چاہیے۔ نام و نمود اور نمائش کے لیے اپنوں کو نظر انداز کر دینا ٹھیک نہیں ہے۔''

''ہر وقت مجھے نصیحتیں مت کرتے رہا کرو۔ میری اپنی زندگی ہے۔ تمہارے طرح ڈل نہیں ہوں میں، زندگی کو انجوائے کرتی ہوں۔ پتا نہیں تم کیا الٹا سیدھا سوچتے رہتے ہو۔ میری خاطر تم نہیں بدلے تو تمہاری خاطر میں کیوں بدلوں؟'' وہ چڑ کر کہتی تھیں۔

اور وہ مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کر دیتے۔

☆

''کیا مشکل ہے بھئی! اٹھو نا عافی! کتنی مشکلوں سے تو میں نے امی سے اجازت لی ہے اور ایک تم ہو'' نوین مسلسل اصرار کر رہی تھی۔ حالاں کہ اسے معلوم تھا کہ وہ کسی طرح راضی نہیں ہوگی۔

''تمہیں معلوم ہے نا نوین! ابا کے آنے کا وقت ہو رہا ہے۔ انہیں کھانا دینا ہے۔ باسط بھائی بھی تھوڑی دیر میں آجائیں گے'' وہ متانت سے اسے سمجھا رہی تھی۔

''ایک تو یہ تمہاری ذمے داریاں.....'' وہ بُری طرح جھنجلائی تو عفیفہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔

''تم نے کھانا بنا تو لیا ہے نا۔ اب وہ لوگ خود سے نکال کر کھا بھی نہیں سکتے۔ کون سا روز ایسا ہوتا ہے۔ ایک دن بلکہ ایک وقت کی بات ہے۔ تم نہ ہوتیں تو یہ لوگ کیا خود نہیں کرتے یہ سب۔ تمہاری شادی ہو جائے گی تب بھی تو کریں گے نا؟'' اسے سخت غصہ آ رہا تھا۔

''پہلے باسط بھائی کی دلہن آئے گی اس گھر میں۔ میں ان سب کو اس طرح چھوڑ کر نہیں جا سکتی'' وہ سنجیدگی سے بولی۔

''ہاں، تم ان سب کی ماں ہونا۔ مائیں بھی کبھی کبھار آزاد ہو جاتی ہیں لیکن تم.....''

''امی نے مرنے سے پہلے مجھ سے کہا تھا۔ یہ گھر اب تمہیں سنبھالنا ہے عافی، مردوں کو گھر سنبھالنا نہیں آتا۔ انہوں نے سال بھر میں مجھے کتنی ہی چھوٹی چھوٹی باتیں سکھائی تھیں۔ گھر کی چیزیں سمیٹنا، چائے بنانا، اپنے سارے کام خود کرنا۔ بھائیوں کے چھوٹے چھوٹے کام کرنا۔ بعد میں اماں بی نے میرا بہت ساتھ دیا۔ مجھے پوری گھر داری سکھائی۔ وہ نہ ہوتیں تو شاید..... لیکن اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی راستہ نکال ہی دیتا ہے، زندگی کو ڈھنگ سے گزارنے کا۔ اور اب تو میں ان باتوں کی اتنی عادی ہو گئی ہوں کہ لگتا ہے جیسے ہمیشہ سے یہ سب کرتی آئی ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ امی کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ وہ مجھ پر جو ذمے داری چھوڑ گئی تھیں، میں اسے نبھانے کی پوری کوشش کر رہی ہوں۔''

''جانتی ہوں عافی، خدا تمہیں استقامت دے لیکن ستارہ خالہ نے یہ تو نہیں کہا ہو گا کہ اس سب میں تمہارا اپنا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ زندگی پر تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے۔ زیادہ نہ سہی، کبھی کبھار تو تم اپنی زندگی جیو۔''

''نوین ٹھیک کہہ رہی ہے عافی!'' یہ باسط بھائی تھے جو جانے کب آ گئے تھے۔ وہ دونوں چونکیں۔

''آپ باسط بھائی! آج جلدی.....''

''ہاں بس..... اچھا یہ بتاؤ، کیا پروگرام ہے؟'' وہ تخت پر بیٹھ گئے۔

''آج ماہ بدولت کی سالگرہ ہے باسط بھائی! آپ کو تو معلوم ہے، ہمارے ہاں سالگرہ کوئی نہیں مناتا۔ بس یونہی آج سر میں بخار اٹھا ہے، ساری دوستوں کو بلایا ہے۔ تھوڑا ہلا گلا سہی لیکن یہ محترمہ مسلسل نخرے کر رہی ہیں۔''

''کیوں عافی! کیا مسئلہ ہے، سامنے تو جانا ہے؟''

''انہیں فکر ہے کہ یہ وہاں چلی گئیں تو آپ سب کو کھانا کون دے گا؟''

عفیفہ کے آنکھوں آنکھوں میں منع کرنے کے باوجود نوین اپنی فطرت سے مجبور ہو کر سب کہہ گئی۔ اس کی بات پر باسط بھائی کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔ ان کی بہن اپنی عمر سے کتنی بڑی ہو گئی تھی۔ اس کی زندگی میں سوائے ذمے داریوں کے اور کیا تھا۔ کیا امی اسی لیے ایک بیٹی کی دعائیں مانگا کرتی تھیں کہ وہ ان کے بعد ان کے گھر کو سنبھالے۔ وہ چھوٹی سی، معصوم سی گلابی گڑیا، بچی سے ایک دم ایک ذمے دار عورت بن چکی تھی۔ اس کا لڑکپن، اس کی جوانی کے سنہرے دن کہاں کھو گئے تھے۔

''ادھر آؤ عافی!'' انہوں نے سنجیدگی سے اسے بلایا تو اس کی جیسے جان نکل گئی۔

شروع سے ہی وہ ان سے بہت جھجکتی تھی۔ ایک تو وہ عمر میں اس سے تقریباً دس سال بڑے تھے۔ دوسرے کافی سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے۔ گھر میں آ کر ان کا اپنا کمرہ ہوتا، ان کی کتابیں یا ان کا کمپیوٹر۔ جو ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی انہوں نے اپنے پیسوں سے خریدا تھا اور جس سے وسیط بھی استفادہ حاصل کر لیا کرتا تھا۔

''جی بھائی!'' وہ مرے مرے قدموں سے ان کے پاس آئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''ابھی فوزا جا کر اچھے سے کپڑے بدلو اور نوین کے ساتھ جاؤ۔ کھانے کا کوئی مسئلہ نہیں، میں خود نکال کر کھالوں گا بلکہ ابا کو بھی دے دوں گا۔ اتنا تو کر سکتے ہیں ہم لوگ۔ نوین ٹھیک کہتی ہے، اس زندگی پر تمہارا اپنا بھی کچھ حق ہے'' انہوں نے اتنے پیار سے کہا کہ پتا نہیں اسے کیا ہوا، وہ وہیں ان کے نزدیک بیٹھ کر سسکنے لگی۔

حالاں کہ وہ کمزوری کا ایسا کوئی مظاہرہ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن آج پہلی بار اس کا خوب پھوٹ پھوٹ کر رونے کو دل چاہ رہا تھا۔

''بے وقوف لڑکی!'' باسط بھائی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ''اٹھو، چہرہ خراب نہ کرو۔ فوزا منہ دھو کر جا کر'' وہ اسے انتہائی پیار سے سمجھا رہے تھے۔ یہ جانے بنا کہ نوین کی آنکھیں بغور ان کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔

☆

نوین کے گھر محلے کی ساری لڑکیاں جمع تھیں۔ انہیں دیکھتے ہی سب نے شور مچایا۔ ''حد ہو گئی ہے بھئی، مہمانوں کو گھر بلا کر میزبان خود غائب!''

''تم لوگ مہمان کب ہو، آسیہ باجی کا ہاتھ بٹاتیں۔ وہ اکیلی لگی ہوئی ہوں گی۔'' اس نے بے پروائی سے سب کو ڈانٹا اور کچن کی جانب جانے لگی۔

''میں بھی چلتی ہوں تمہارے ساتھ'' عفیفہ نے کہا۔

''ہاں، ایک تم سے ہی مدد کی امید ہے، یہ سب تو ایک نمبر کی نکمی اور ہڈ حرام ہیں۔'' وہ ان سب کو وہیں ہنستے ہوئے چھوڑ کر عفیفہ کے ہمراہ کچن کی طرف چلی گئی۔

آسیہ باجی اور مہناز خالہ وہیں موجود تھیں۔

''شکر ہے تم آئیں تو..... سب کو یہاں بلا کر خود غائب ہو گئیں۔ یہ کون سا طریقہ ہے۔؟'' مہناز خالہ اسے دیکھتے ہی خفا ہونے لگیں۔

''بس امی، آپ کو تو پتا ہے، عافی پر کتنی ذمہ داریاں ہیں، یہ کہاں ایک دم نکل سکتی ہے۔ وہ تو باسط بھائی آ گئے، انہوں نے زبردستی بھیجا ہے۔ ورنہ یہ تو نہیں آ رہی تھی کہ سب کو کھانا دینا ہے'' نوین نے بتایا تو انہوں نے ایک سرد سی نگاہ اس پر ڈالی۔ وہ بالکل اپنی ماں کی طرح تھی۔ ان ہی کی طرح حسین، ان ہی کی طرح خاموش، سگھڑ، ذمے دار اور خوش اخلاق۔

پتا نہیں وہ ان سے اتنا جلتی کیوں تھیں۔ حسین، سگھڑ اور خوش اخلاق تو بہت سی عورتیں ہوتی ہیں۔ کچھ خدا کی عطا کردہ نعمتیں ہوتی ہیں۔ کچھ بندہ خود اپنے اندر اچھے اوصاف پیدا کر لیتا ہے۔ وہ چاہتیں تو وہ بھی ان کی طرح سگھڑ اور خوش اطوار بن سکتی تھیں۔ شکل و صورت اپنے بس کی بات نہیں تھی لیکن باقی تو اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے لیکن چاہنے کے باوجود وہ ستارہ کی طرح نہیں بن سکی تھیں۔

ان سے یہ کب ہو سکتا تھا کہ وہ دوسروں کے لیے خود کو ہلکان کیے دیتیں۔ محلے میں کسی کو کوئی مسئلہ ہوتا، ستارہ سب سے پہلے وہاں موجود ہوتیں۔ انہیں کچھ نہیں آتا تھا لیکن اماں بی سے انہوں نے بہت کچھ سیکھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھر داری، دوسروں کے کام آنا، خود کو بھول کر دوسروں کے لیے جان مارنا یہ سب اماں بی کی ذات میں موجود تھا۔ شادی کے بعد بیس سال ان کے ان ہی کاموں میں گزرے تھے۔

اس لیے سب ان کے گن گاتے تھے اور مہناز سلگ کر رہ جاتی تھیں۔ ستارہ جیسی بننا ان کے لیے ناممکن تھا۔ اب بھلا کس کے پاس اتنا وقت تھا کہ وہ دوسروں کے لیے اپنے آرام اور سکون کو تج دے۔

''ہنہ، ڈھکوسلے ہیں سب، دوسروں کو قابو کرنے کے گُر۔ کچھ لوگوں کو اپنی تعریفیں کروانے کا بہت شوق ہوتا ہے۔'' وہ بڑبڑاتیں تو ان کے شوہر مسکرا کر رہ جاتے۔ لیکن ایک بار جب وہ یونہی ستارہ کے خلاف زہر اگل رہی تھیں تو ان سے رہا نہ گیا۔

''تم اس بے چاری سے اتنی خائف کیوں رہتی ہو، مہناز بیگم؟''

''خائف اور میں.....!'' اپنے شوہر کے بے چاری لفظ پر ان کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''ہاں، بلاوجہ اس کی ذات کو نشانہ بنائے رکھتی ہو۔ وہ تو ستر مرتبہ تمہارے کام بھی آئی ہے۔ تم بیمار پڑتی تھیں تو پورا پورا کھانا بنا کر جاتی تھی۔ وہ تو تم نے خود آخر میں اس سے ڈھنگ سے ملنا ختم کر دیا۔''

''آپ.....'' مارے صدمے کے ان سے بولا تک نہ گیا۔ تو ان کے شوہر بھی۔

''کیوں، غلط کہہ رہا ہوں۔ خدمت میں ہی عظمت ہے۔ لوگوں کے دل ہم دو ہی باتوں سے جیت سکتے ہیں، ایک اپنی خوش اخلاقی سے دوسرے ان کے کام آنے اور خدمت کرنے سے۔ آپ کا پیسہ، آپ کی تعلیم، آپ کی شکل سامنے والے کو کچھ دیر کے لیے متاثر تو ضرور کر سکتی ہے لیکن اس کے اثرات دیرپا نہیں ہوتے۔ ہم دوسروں کے دل میں تب جگہ پا سکتے ہیں جب اپنی ذات کو پسِ پشت ڈال کر ان کے کام آئیں۔ جس کی فی الحال آپ میں بے حد کمی ہے۔'' ان کے شوہر تجمل حسین انتہائی صاف گوئی سے کہہ رہے تھے۔

اس روز مہناز بیگم کے دل میں ستارہ کے لیے موجود نفرت اور چڑ کا پودا، تناور درخت بن گیا۔

پھر ستارہ کی بیماری اور اس کی موت نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں کی۔ وہ شاید ان لوگوں میں سے تھیں جو اپنے دل کو بغض، کینہ اور عناد سے میلا رکھتے ہیں۔

اور آج ستارہ کی بیٹی بھی انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی لیکن اپنی اولادوں سے مجبور تھیں۔ آسیہ اور نوین دونوں اس کی عاشق تھیں۔ خاص کر نوین کی تو اس کے لیے جان نکلتی تھی۔ ہاں، دونوں بیٹے اس سے عام طریقے سے ملتے تھے لیکن کبھی کبھی انہیں لگتا کہ ان کا بڑا بیٹا شہزاد بھی ان میں شامل ہے لیکن وہ عموماً گھر میں کم ہی ٹکتا تھا۔

''مر جاؤں گی لیکن ستارہ کی بیٹی کو بہو نہیں بناؤں گی۔ ساری عمر وہ مجھے کانٹے کی طرح کھٹکتی رہی اور اب اس کی بیٹی۔ شہزاد کے ابو تو پہلے ہی اس کے گرویدہ ہیں۔ بیٹا بھی ہو جائے گا۔ میری کیا حیثیت رہے گی اس گھر میں۔'' وہ دل ہی دل میں عہد کرتیں۔ ویسے تو عفیفہ خود بھی دنوں بعد یہاں آتی تھی۔ کبھی کوئی کام پڑنے پر ہی اس کا آنا ہوتا تھا۔ خود نوین ہی دن میں دو تین چکر لگا لیتی تھی۔

اس نے مہناز خالہ کی آنکھوں میں اپنے لیے ہمیشہ نفرت دیکھی تھی۔ اس لیے وہ ان کی نگاہوں سے گھبراتی تھی۔ اس وقت بھی ان کی سرد نگاہیں اس کے اندر تک اتر گئی تھیں۔

''تم دیکھو، یہ اتنی سی عمر میں کتنی ذمے دار اور سمجھ دار ہے۔ حالاں کہ تمہاری ہم عمر ہی ہے بلکہ ایک آدھ سال چھوٹی ہی ہے۔'' آسیہ باجی نے ایک پُر شفقت مسکراہٹ عفیفہ کی جانب اچھالی۔ وہ ہمیشہ سے اس سے محبت سے پیش آتی تھیں۔

''ایک سال کا فرق اتنا تو نہیں ہوتا کہ تم ہمیشہ جتاتی رہو۔'' مہناز خالہ کو بہت بُرا لگا۔

''ہاں، لیکن عفیفہ کو دیکھیں، کتنی ذمے دار ہے، اتنی سی عمر میں۔''

''سر پر پڑے تو سب کو ہی آجاتا ہے۔ اس کی ماں اور بڑی بہن موجود ہیں اس لیے'' وہ خواہ مخواہ ہی سنجیدہ ہو رہی تھیں۔

عفیفہ چپ چاپ پلٹ آئی وہاں سے۔ اس کا دل عجیب سا ہو رہا تھا۔ مہناز خالہ کا رویہ ہمیشہ سے اس کے ساتھ ایسا ہی تھا۔ اسی لیے وہ یہاں آنے سے گھبراتی تھی۔ دوسرے شہزاد کی نظریں اسے پریشان کر دیا کرتی تھیں۔

اس کا ایک ٹک دیکھنا اسے بہت بُرا لگا کرتا تھا۔ پتا نہیں اسے ایسا کیوں لگتا تھا کہ ان نظروں میں اس کے لیے احترام نہیں ہے۔ وہ اگر اسے پسند بھی کرتا تھا تو اس کی نظریں ستھری کیوں نہیں ہوتی تھیں۔

محبت کرنے والے پہلے عزت کرتے ہیں پھر محبت..... لیکن یہاں ایسا نہیں تھا۔ اس لیے وہ نوین کے ہاں جانے سے کتراتی تھی۔ لیکن نوین کی محبت اسے کبھی کبھار مجبور کر دیا کرتی تھی۔

☆

گھر میں تیزی سے داخل ہوتے ہی اس کے قدم تھم سے گئے۔

سامنے ہی ابا بیٹھے ہوئے تھے، باقی سب جانے کہاں غائب تھے۔

نوین کے ہاں کھانا ہوتے ہوتے کچھ دیر ہو گئی تھی۔ سب لڑکیاں ہنسی مذاق کر رہی تھیں۔ حالاں کہ خود وہ کھاتے ہی اٹھ رہی تھی لیکن سب نے اسے ڈانٹ کر زبردستی بٹھا لیا تھا۔

''کبھی کبھار تو بیٹھتی ہو ہمارے ساتھ، اس میں بھی گھبراہٹ سوار ہے تم پر۔ خدا کے لیے عفیفہ، کچھ دیر ہمارے ساتھ بھی ڈھنگ سے بیٹھ جایا کرو؟'' کسی دوست نے اسے ڈانٹا تھا تو وہ چپ چاپ وہیں بیٹھ گئی تھی۔ اس کے باوجود وہ وہاں سے اٹھنے والی سب سے پہلی لڑکی تھی۔ گھر آتے ہوئے اسے واقعی گھبراہٹ سی ہو رہی تھی۔ یوں اس طرح وہ پہلی بار گھر سے نکلی تھی۔ ابا کو اس کا گھر سے باہر رہنا قطعی پسند نہیں تھا۔

تعلیمی دور میں بھی وہ سیدھی گھر آتی تھی اور اس کے بعد گھر اور اس کی ذمے داریاں ہوتیں لیکن آج نوین کی ضد نے اسے مجبور کر دیا تھا کچھ باسط بھائی نے حوصلہ دلایا تھا۔ لیکن اس وقت اندر گھستے ہی ابا کی خشمگیں نگاہوں نے اسے سہما دیا۔

''تو آپ اتنی آزاد ہو گئیں کہ بنا میری اجازت کے اتنی دیر گھر سے باہر رہنے لگیں؟'' ان کا لہجہ طنزیہ تھا۔ اس کے پاؤں زمین میں گڑ سے گئے۔

''ابا!.....وہ میں.....'' اس کی آواز لرز رہی تھی۔ ''میں باسط بھائی سے پوچھ کر گئی تھی۔ سامنے.....مہناز خالہ کے ہاں، نوین کی سالگرہ تھی۔ محلے کی ساری لڑکیاں آئی تھیں۔''

''آپ نے مجھ سے پوچھا تھا؟'' وہ غصے میں یونہی تمیز و تہذیب سے بات کرنے لگتے تھے۔

''وہ ابا.....!'' جواباً وہ مزید نہ بول سکی۔

''ہاں بھئی، جاؤ گی اپنی ماں پر ہی، ماں باپ کی کیا اہمیت.....''

''ابا.....!'' ان کی بات پر وہ تڑپ کر رہ گئی۔ پتا نہیں کیوں ابا کو امی کے مرنے کے بعد بھی ان سے کیا پرخاش تھی۔ حالاں کہ سنا تھا کہ ان کی پسند کی شادی تھی۔

یہ بات اسے پنڈی والی پھپھو کے ذریعے پتا چلی تھی۔ ان دنوں امی کے انتقال کو تین چار سال ہی ہوئے تھے۔ ایک بار پھپھو زینب نے یونہی باتوں باتوں میں امی کے کردار پر کیچڑ اچھالا تھا۔

اس کی اتنی پیاری ماں اور پھپھو کی گل افشانیاں، وہ خاموش نہ رہ سکی۔ تب وہ شروع ہو گئیں اور وہ انہیں چپ بھی نہ کرا سکی بس آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لیے سنتی رہی اور آج ابا نے بھی اسے امی کا طعنہ دیا تھا۔

''کیوں' کیا غلط کہہ رہا ہوں میں..... ماں باپ کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ ان سے پوچھنا، ان کی مرضی کو اہم جاننا، کیا کوئی اہمیت نہیں رکھتا.....؟'' ان کی آواز میں زہر بھرا ہوا تھا۔

''ابا.....آپ عافی پر خواہ مخواہ خفا ہو رہے ہیں۔ اسے میں نے جانے کو کہا تھا'' باسط بھائی ابا کی بلند آواز سن کر کمرے سے باہر نکل آئے تھے۔

''تم اتنے بڑے کب سے ہو گئے کہ سارے فیصلے خود سے کرنے لگو کیا میں مر گیا ہوں؟''

''ابا، بات چھوٹی سی ہے، اسے خواہ مخواہ مت بڑھائیں۔ یہ گھر ہے، جیل خانہ نہیں ہے۔ باہر کی آزاد فضا میں سانس لینے کا اس کو بھی حق ہے'' باسط بھائی کو بھی غصہ آ گیا۔

''تو کس نے قید کر رکھا ہے اسے؟'' وہ چلائے۔

''آہستہ ابا! بیٹی والے گھروں میں آوازیں یوں بلند نہیں ہوا کرتیں۔ لوگ کان لگائے منتظر کھڑے ہوتے ہیں۔ معمولی سی بات کو اتنا مت بڑھائیں'' باسط بھائی نے عفیفہ کے سفید پڑتے چہرے پر نظر ڈالی۔

''تمہیں معلوم ہے مجھے لڑکیوں کا بلاوجہ گھر سے باہر رہنا بالکل پسند نہیں ہے۔ انہیں ذرا سی آزادی دو تو یہ اونچے آسمان تک اڑنے لگتی ہیں، گھر کا راستہ بھول جاتی ہیں۔ ماں باپ کو ذلت کی عمیق پستیوں میں دھکیل جاتی ہیں۔ تم نہیں جانتے یہ عورت ذات انتہائی ناقابلِ اعتبار.....''

عفیفہ پر گھڑوں پانی پھر گیا تھا۔ کبھی کبھی اسے لگتا تھا جیسے وہ کوئی بے حد قابلِ نفرت، بے اعتبار ہستی ہے۔ دنیا کی سب سے بُری اور خراب لڑکی۔ ابا کی آنکھوں کی بے اعتباری نے جیسے اس سے اپنی ذات کا اعتبار چھین لیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''ابا، پتا نہیں آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں لیکن یہ آپ کی بیٹی ہے۔ کبھی اس کے چہرے کو غور سے دیکھیں! اس کا بچپنا، اس کی معصومیت، اس کی شوخی کہاں کھو گئی ہے۔ کیا اس کی عمر کی ساری لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں؟''

پتا نہیں آج باسط بھائی کس موڈ میں تھے۔ حالاں کہ وہ تو خود میں مگن رہنے والے آدمی تھے۔ وہ سمجھتی تھی کہ خاصے بے پروا ہیں لیکن وہ اتنے حساس تھے، اسے آج ہی پتا چلا تھا۔

ابا نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی اور بنا کچھ کہے واپس اپنے کمرے کی جانب پلٹ گئے۔ باسط بھائی کا دل بہت بُرا ہو رہا تھا۔ عفیفہ کا دھواں دھواں چہرہ انہیں تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا۔

اسی وقت وسیط گھر میں داخل ہوا۔ دونوں کو یوں سکتے میں کھڑا دیکھ کر اسے فوراً ہی اندازہ ہو گیا کہ گھر میں کوئی بات ضرور ہوئی ہے اور اس گھر میں کوئی خوشگوار بات کب ہو سکتی تھی۔ یقیناً کوئی ناخوش گوار واقعہ ہوا تھا۔

''خیریت؟'' اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

اور اس بات کا جواب کسی کے پاس کیا ہو سکتا تھا۔

☆

''اماں بی! مرنے سے پہلے امی نے کبھی آپ سے کچھ کہا تھا؟'' لان کے ہلکے آسمانی کُرتے پر سفید ریشم سے نازک پتیاں بناتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔

''مثلاً کیا.....؟'' اماں بی اس کے سوال پر چونک گئیں۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سا احساس تھا۔ گہری یاسیت، سنجیدگی، پژمردگی اور افسردگی، ان کا دل دکھ سا گیا۔

ایسے ہی احساسات انہیں اشعر کے چہرے پر بھی نظر آتے تھے، بس اتنا فرق تھا کہ وہ اکثر تلخ ہو جایا کرتا تھا جبکہ یہ لڑکی ہر حال میں اپنے رویے اور لہجے کو نرم رکھا کرتی تھی۔

''اماں بی، پتا نہیں کیوں ابا.....!'' وہ کہتے کہتے رک گئی۔ اس کے چہرے پر ایک ملال سا اتر آیا ''پتا نہیں کیوں، ابا انہیں پسند نہیں کرتے۔ وہ ہمیشہ ان کے لیے جس لہجے میں بات کرتے ہیں، وہ میرے اندر دکھ کا شدید احساس اتار دیتا ہے۔ میرے لیے وہ دنیا کی سب سے قابلِ احترام ہستی ہیں۔ شاید دنیا کے ہر شخص کے لیے اس کی ماں سب سے زیادہ احترام کے قابل ہوتی ہے۔''

''اماں بی، پلیز کھانا..... مجھے دیر ہو رہی ہے'' اشعر جانے کب وہاں آ گیا تھا۔

عفیفہ کی انگلیاں تھم گئیں۔ اسے نہ جانے کیوں اشعر سے خوف سا آتا تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلی خشونت اسے اندر سے خوف زدہ کر دیتی تھی۔

''تم کب آئے؟'' وہ اسے دیکھ کر اٹھنے کے لیے اپنے اردگرد پھیلا سامان سمیٹنے لگیں۔

ان کے پاس محلے کی اکثر لڑکیاں سلائی کڑھائی وغیرہ سیکھنے آتی تھیں۔ بُنائی اور کھانا پکانے میں بھی وہ طاق تھیں اس لیے محلے کی تقریباً

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساری عورتیں اور لڑکیاں ان کی ہنرمندی سے استفادہ حاصل کرتی تھیں۔ خود عفیفہ بھی اکثر موقع دیکھ کر فالتو وقت میں ان کے پاس آجایا کرتی تھی۔ اس وقت بھی وہ اپنے کُرتے پر کڑھائی کے سلسلے میں ان کے ہاں موجود تھی۔ محلے کا یہ واحد گھر تھا جہاں آنے جانے کی اجازت خود ابا نے دے رکھی تھی۔ خود اماں بی بھی دن میں ایک آدھ چکر لگا لیا کرتی تھیں۔ ابا ان کی بہت عزت کرتے تھے۔

''آپ بیٹھیں اماں بی، میں نکال دیتی ہوں کھانا!'' وہ کُرتہ ایک طرف رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور جواب سنے بغیر باورچی خانے میں چلی گئی۔

کھانا نکال کر اس نے ٹرے میں رکھا اور واپس پلٹ رہی تھی جب اسے اشعر کی تیکھی آواز سنائی دی۔

''آپ کو معلوم ہے بی اماں، میں کسی اور کے ہاتھ سے اپنے کام کروانا پسند نہیں کرتا تو آپ نے اسے منع کیوں نہیں کیا؟''

''اے بیٹا، کیا ہوا۔ تیسری مرتبہ یہی بات دہرا رہے ہو۔ چھوٹی سے بات کو مسئلہ بنا لیتے ہو۔ کیا ہوا جو اس نے نکال دیا، اچھی بچی ہے، بہن کی طرح ہے'' اماں بی سمجھا رہی تھیں۔

''کوئی نہیں بہن و بہن! آپ کو جب پتا ہے کہ سوائے آپ کے میں کسی رشتے کو نہیں مانتا۔ پھر آپ اس طرح کی باتیں کیوں کرتی ہیں؟''

اسے شدید غصہ آگیا تھا۔

''اچھا اب چپ رہو، ایک تو تم بس..... وہ آتی ہوگی، سن لے گی تو کتنا دکھ ہوگا اسے'' انہوں نے اسے ڈانٹا تو وہ چپ ہوگیا۔

عفیفہ کا دل واقعی بُرا ہو رہا تھا۔ لیکن اس نے خود کو سمجھایا اور چپ چاپ کمرے میں داخل ہوگئی۔ کھانے کی ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور اماں بی کی جانب دیکھتے ہوئے اپنا کُرتہ اٹھایا اور بولی ''اماں بی، میں پھر آؤں گی۔''

''اچھا بیٹا!'' وہ ٹھنڈی سانس بھر کر اس کے چہرے پر ناگواری اور ناراضی کے تاثرات تلاش کرنے لگیں۔

جواباً وہ الوداعی دھیمی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر وہاں سے چلی گئی۔

''کتنی پیاری اور اچھی بچی ہے۔ اس کی ماں بھی ایسی ہی تھی، بے حد سلجھی ہوئی۔ کتنی اکیلی ہوگئی ہے یہ اپنی ماں کے بعد سے لیکن کیسی ذمے دار، عموماً لڑکیاں اکیلے پن میں بگڑ جاتی ہیں۔ باپ بھائی رات گئے گھر میں گھستے ہیں لیکن مجال ہے کہ اس بچی کو تیرے میرے گھر میں مارے مارے پھرتے دیکھا ہو۔ یا کسی غلط طور طریقوں میں۔ سکھانے والا کوئی نہیں تھا لیکن گھر داری میں طاق نکلی۔ ہزاروں میں ایک کوئی لڑکی نکلتی ہے ایسی۔'' اماں بی کے منہ سے اس کے لیے ہمیشہ یونہی پھول جھڑا کرتے تھے۔

''خیر، ایسا تو مت کہیں۔ سکھانے میں آپ نے کون سی کسر چھوڑی ہے۔ ہر کام اپنے ہاتھوں سے سکھایا ہے اسے'' وہ ان کی مبالغہ آرائی پر چڑ سا گیا۔

''کچھ بھی سہی، میں اس کے گھر میں تو نہیں رہتی۔ ایک آدھ گھنٹے کے لیے بتانے چلی گئی کہ گھر میں کوئی بڑا نہیں ہے۔ چھوٹی سی عمر میں ماں چلی گئی دنیا سے۔ میرا بھی کچھ فرض تھا کہ نہیں۔ اس کی ماں مجھے سگی ماؤں سے بڑھ کر عزت دیتی تھی۔''

''ہاں، وہ تو محلے کی ہر عورت آپ کو ایسے ہی عزت دیتی ہے سوائے ایک.....'' کہتے کہتے اسے جانے کیا ہوا کہ کھانا ادھورا چھوڑ کر اٹھ کھڑا

ہوا۔اس کے چہرے پر ایک تناؤ سا آ کر ٹھہر گیا تھا۔

''کیا ہوا، تم کھانا تو کھاؤ'' بی اماں نے اسے ٹوکا۔

''بس کھالیا، اچھا اللہ حافظ!'' اگلے ہی لمحے وہ کمرے سے باہر تھا۔

وہ دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئیں۔ان کے بس میں اور تھا ہی کیا۔

☆

''سبطین، پاکستان آ رہا ہے'' ناشتے کی میز پر شیریں نے سب کو اطلاع دی۔آج اتفاق تھا کہ سب ہی وہاں موجود تھے۔

''اچھی بات ہے'' فرقان علی نے چائے کا کپ اپنے آگے سرکایا۔

''خیریت؟'' عمر نے غیر دلچسپی سے پوچھا۔

''لو بھلا، اس میں عجیب بات کیا ہے اس کی خالہ کا گھر ہے'' شیریں کو عمر کا انداز برا لگ گیا۔

''بڑی جلدی یاد آ گیا انہیں کہ پاکستان میں ان کی کوئی خالہ بھی ہیں۔ہم یہاں سے دو تین بار جا چکے ہیں لیکن وہ کبھی نہیں آئے۔نہ کبھی اسد انکل آئے، ہاں فاخرہ آنٹی بمشکل ایک بار آئی ہیں۔عجیب بات تو ہے نا؟'' زویا نے بھی بھائی کا ساتھ دیا۔

''اسد بھائی کے کوئی رشتے دار یہاں ہیں نہیں۔وہاں ان کا بزنس ہے'' شیریں نے بہنوئی کی صفائی میں کہا۔

''لیکن فاخرہ آنٹی کی تو یہاں بہن ہے، ماں باپ ہیں، کیا ان کا ان سے ملنے کو بھی دل نہیں چاہتا؟'' عمر نے پھر اعتراض کیا۔

''ارے بیٹا' چاہتا کیوں نہیں ہوگا۔ویسے بھی انہیں یہاں سے گئے دس بارہ سال تو ہوئے ہیں۔اتنے عرصے میں وہاں سے بار بار آنا مشکل ہوتا ہے۔انہیں وہاں جا کر سیٹ ہونے میں بھی کچھ وقت لگا ہوگا۔''

''خیر، سبطین کسی کام کے سلسلے میں آ رہا ہے یا یونہی ملنے؟'' فرقان علی ہر بات میں مثبت پہلو ڈھونڈ لیا کرتے تھے۔

''ہاں' وہ یہیں سیٹ ہونا چاہ رہا ہے۔اسد بھائی راضی نہیں ہیں لیکن فاخرہ آنٹی بتا رہی تھیں کہ اگر سبطین کا بزنس یہاں سیٹ ہو گیا تو وہ انہیں راضی کر ہی لے گا۔فی الحال تو وہ ممی کے پاس رہے گا۔اس کا یہاں ایک ایڈورٹائزنگ ایجنسی کھولنے کا ارادہ ہے'' شیریں نے تفصیل سے بتایا۔

''حیرت ہے' لوگ وہاں جانے کی تگ و دو کرتے ہیں۔وہاں تو زیادہ اچھا اسکوپ ہے۔یہ ہمارے کزن عجیب ہیں'' زویا نے حیرت سے کندھے اچکائے۔

''اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے بیٹا' کچھ لوگ یہاں رہ کر بگڑ جاتے ہیں۔کچھ امریکا اور یورپ جا کر بھی اپنی اقدار نہیں بھولتے۔پھر اپنا ملک اپنا ہی ہوتا ہے۔'' فرقان علی کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

''چھوڑیں پاپا' آپ بھی بس' کیا رکھا ہے اس ملک میں.....''

عمر کی بات ادھوری رہ گئی۔فرقان علی زور سے چیخے تھے۔''عمر.....!''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''اُف' فرقان! فار گاڈ سیک۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بچوں پر یوں چیخا مت کرو۔ ہر شخص کو اپنی رائے دینے کی آزادی ہے'' شیریں نے ناگواری سے کہا۔

''لیکن ایک حد تک' میں تم سب کو کبھی کچھ نہیں کہتا۔ کسی بات پر نہیں ٹوکتا لیکن جہاں پاکستان کا نام آئے' میں ایک لفظ نہیں سنوں گا۔ انڈر اسٹینڈ!'' وہ کرسی کھسکا کر کھڑے ہوئے اور وہاں سے چلے گئے۔

''اوہ گاڈ.....! یہ شخص.....'' شیریں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔

''ممی' ایک حد ہوتی ہے' پاپا کی باتیں ناقابلِ برداشت ہوتی جا رہی ہیں۔ وہ خود کو نہیں بدل سکے تو ہم سے کیوں امید رکھتے ہیں کہ ہم خود کو بدل لیں'' عمر کو بھی سخت غصہ آ رہا تھا۔

''لیوات عمر! پاپا تو ہمیشہ سے ہی ایسے ہیں۔ تم ہی کچھ سوچ سمجھ کر بول لیا کرو'' زویا نے اسے سمجھایا۔

''میں نے ایسا کیا بولا تھا؟'' وہ بالکل ہی ہتھے سے اکھڑ گیا۔

''عمر! کام ڈاؤن' دیکھو میں تمہیں سبطین کے بارے میں بتا رہی تھی۔ وہ ایک آدھ مہینے میں آ جائے گا۔ یہاں تمہیں اس کی ہیلپ کرنی ہے' اسے کمپنی دینی ہے۔ ہوسکتا ہے' ممی کے ہاں اس کا دل نہ لگے تو وہ یہاں آ جائے..... فی الحال فاخرہ پاکستان نہیں آ سکتی۔ وہ اسد بھائی کو کنوینس کرتی رہے گی تاکہ وہ مان جائیں'' شیریں نے موضوع کو بدلا۔

''سبطین کے آنے پر ایک اچھی سی پارٹی رکھیں گے ممی!'' زویا کو ان ہی باتوں سے دلچسپی تھی۔

''ہاں ہاں' کیوں نہیں؟'' شیریں نے سر ہلایا۔

انہوں نے کل فاخرہ کا فون سن کر ہی سبطین کا انتظار شروع کر دیا۔

☆

''آسیہ باجی کا بہت اچھا رشتہ آیا ہے'' نوین نے اسے اطلاع دی تو وہ کھل اٹھی۔

''واقعی' کون لوگ ہیں' کیسا ہے لڑکا؟''

''لڑکا تو نہیں کہہ سکتے' آسیہ باجی سے بھی چھ سات سال بڑا ہوگا۔ آسیہ باجی بھی بتیس سال کی ہو رہی ہیں۔''

''خیر' خیر.....! ایسی کوئی بات نہیں۔ آج کل لڑکیوں کی شادیاں تیس سال کی عمر میں ہی ہو رہی ہیں اور لڑکوں کی پینتیس چھتیس سال میں۔ تم یہ بتاؤ' وہ لوگ کیسے ہیں؟''

''ٹھیک ٹھاک ہیں' آسیہ باجی میں کیا کمی ہے۔ ہر لحاظ سے اتنی اچھی اتنی پیاری ہیں۔ جس کے گھر جائیں گی خوش نصیب ہوگا وہ۔''

''ہاں' یہ تو ہے۔ تمہاری طرح ہر کام میں طاق ہیں۔ شکل و صورت بھی اچھی ہے لیکن ہماری امی! پتا نہیں انہیں کون سا شہزادہ درکار ہے۔ دیکھ لینا اس رشتے میں بھی کوئی نہ کوئی عیب نکالیں گی اور انکار کر دیں گی۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''ہائے نہیں' خالو جان سے کہو نا وہ خود دلچسپی لیں اس معاملے میں۔ اگر فیملی اور لڑکا اچھا ہے تو.....'' عفیفہ کو دکھ نے گھیر لیا۔ اسے آسیہ باجی سے بہت محبت تھی۔ وہ اس سے ہمیشہ اچھے طریقے سے پیش آتی تھیں۔ اسے ان کے ہونٹوں پر پھیلی بے ریا سی مسکراہٹ بہت پسند تھی۔ بہت ہی کم لوگوں کی آنکھیں ایسی شفاف ہوا کرتی ہیں جیسی ان کی تھیں۔ حالاں کہ وہ عمر میں اس سے بہت بڑی تھیں لیکن ان کا رویہ بہت دوستانہ اور بے تکلفانہ ہوا کرتا تھا۔ اس معاملے میں وہ اپنی ماں کی ناراضی کو بھی نظر انداز کر دیا کرتی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ ان کی امی بنا کسی سبب کے عفیفہ سے چڑتی ہیں جبکہ وہ بہت اچھی عادات کی مالک تھیں۔

''ابو..... ہاں دیکھو' اس بار میں خود بات کروں گی ابو سے۔ شہزاد بھائی سے کچھ کہنا نہ کہنا برابر ہے۔ بہزاد اتنا چھوٹا ہے کہ کسی گنتی میں نہیں۔''

''تم خود بات کرو گی اپنے ابو سے.....!'' اس کا سانس رک سا گیا۔ حالاں کہ ابھی کچھ دیر پہلے وہ خود اسے یہی مشورہ دے چکی تھی۔

''ہاں' کیا حرج ہے۔ جب بڑے فیصلہ کرنے کی صلاحیت کھو چکے ہوں۔ چھوٹوں کے معاملات میں دلچسپی نہ لیں تو چھوٹوں کو دخل دینا پڑتا ہے'' وہ بے پروائی سے ٹانگیں ہلانے لگی۔

''مہناز خالہ' آسیہ باجی کے لیے کیسا رشتہ چاہتی ہیں؟''

''پتا نہیں' شاید کوئی بہت اعلیٰ وارفع لڑکا۔ دراصل ہماری پھپھو کی دونوں بیٹیوں اور نفیس ماموں کی سعدیہ باجی کی شادیاں بہت اچھی جگہ ہوئی ہیں۔ آسیہ باجی کی بدقسمتی سے۔ اب اگر ان سے کم خصوصیات کے رشتے پر امی آسیہ باجی کے لیے راضی ہو گئیں تو ان کی ناک نہیں کٹ جائے گی۔''

''لیکن یہ تو غلط سوچ ہے۔ ہر لڑکی کا مقدر ایک سا نہیں ہوتا۔ کوئی نہ کوئی کمی تو ہوتی ہی ہے۔ بہت کم لوگوں کو مکمل رشتے ملتے ہیں۔''

''اب امی کو کون سمجھائے..... میں یا تم سمجھا سکتے ہیں؟ آسیہ باجی' بے چاری کچھ نہیں کہہ پاتیں حالاں کہ مجھے معلوم ہے کہ وہ دل میں بہت کڑھتی ہیں۔ خیر' دیکھو کیا ہوتا ہے۔''

''اللہ کرے' اس بار مہناز خالہ مان جائیں۔''

''امید پر دنیا قائم ہے۔ ورنہ اچھے سے اچھا کے چکر میں امی نے آسیہ باجی کو تو بوڑھا کر دیا۔ اس کے بعد شاید میری باری ہے'' نوین زور سے ہنسی تھی لیکن سامنے سے آتے باسط بھائی کو دیکھ کر اس کی ہنسی تھم سی گئی۔

یقیناً وہ ان دونوں کی باتیں سن چکے تھے۔ اسے ڈھیروں شرمندگی نے گھیر لیا۔ کیا سوچتے ہوں گے وہ کہ وہ اپنی شادی کے ارمان میں مری جا رہی ہے۔

☆

''سنو عافی' مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے' تم کاموں سے فارغ ہو جاؤ تو میرے کمرے میں آنا۔'' باسط بھائی کچن میں ہی چلے آئے تھے۔

''جی بھائی!'' تیزی سے روٹیاں بناتے ہوئے اس کے ہاتھ تھم گئے تھے۔ وہ واپس پلٹ گئے لیکن اس کا ذہن اس دوران میں اسی بات میں الجھا رہا۔ باسط بھائی کو اس سے کیا کام ہوسکتا ہے؟ وہ تو کبھی کسی سے فالتو بات کرنے کے قائل نہ تھے۔ جلدی جلدی کچن کے تمام کام سمیٹ کر اس نے ہاتھ دھوئے اور اپنے دوپٹے سے ہی پونچھتے ہوئے وہ باسط بھائی کے کمرے میں چلی آئی۔

وہ اپنے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھے تھے۔ ان کے ہاتھ تیزی سے کی بورڈ پر کچھ ٹائپ کررہے تھے۔

''بھائی' آپ نے مجھے بلایا تھا؟''

''اوہ ہاں' آؤ بیٹھو!'' انہوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر تیزی سے اپنا کام مکمل کیا اور کمپیوٹر کو شٹ ڈاؤن کر کے اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

''کیسی ہو تم؟''

''جی' میں ٹھیک ہوں'' وہ ان کی انوکھی بات پر تھوڑا سا حیران ہوئی۔

''کوئی بات' کوئی مسئلہ ہو تو مجھے ضرور بتا دیا کرو بیٹا' مجھے افسوس ہے کہ اتنا عرصہ اپنی پڑھائی پھر نوکری میں مگن ہو کر میں تم سے غافل رہا۔''

''نہیں بھائی' ایسا نہیں ہے۔ اپنے ہی گھر میں مجھے کیا مسئلہ ہوگا'' اس نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔

''تم آگے کیوں نہیں پڑھ رہیں۔ گھر کی وجہ سے اگر ایسا ہے تو میں نے سوچا ہے کوئی نوکرانی رکھ لیتے ہیں۔ تم یونیورسٹی میں ایڈمشن لے لو۔ بی اے میں تمہارے پاس کون کون سے سبجیکٹ تھے؟''

''میں پرائیویٹ ایم اے کررہی ہوں۔ میرے پاس بی اے میں اکنامکس تھا۔ وسیط نے مجھے کتابیں لادی تھیں'' اس نے بتایا۔

''اوہ! انہیں اپنی اس درجہ لاعلمی پر افسوس سا ہوا۔

''لیکن تم خود تیاری کیسے کر پاؤ گی اور پھر پرائیویٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ریگولر کیوں نہیں کیا۔ خیر، تمہیں ہم سب کی بہت فکر رہتی ہے۔ امی کے بعد جس طرح تم نے گھر کو سنبھالا ہے' ہم سب کا خیال رکھا ہے' وہ ہم سب کچھ نہیں بھول سکتے'' وہ شفقت سے اس کی جانب دیکھ کر مسکرائے۔ جواباً وہ خاموش رہی۔

''لیکن اگر تمہیں اچھے نمبرز لانے ہیں تو کسی نہ کسی سے تیاری میں مدد تو لینی پڑے گی۔ میں تمہارے لیے کسی ٹیوشن کا بندوبست کرتا ہوں۔''

''نہیں بھائی' اس کی ضرورت نہیں ہے' میں آسانی سے پڑھ لوں گی۔ دوسرے کسی کام والی کی بھی ضرورت نہیں' میں کر لیتی ہوں آسانی سے'' اس نے جلدی سے کہا۔

''ہاں' لیکن تمہارے بعد..... تمہاری شادی بھی تو ایک روز ہونا ہے۔ پھر ہم سب کا کیا ہوگا؟'' وہ بہت اچھے موڈ میں تھے۔

''بھابی ہوں گی نا گھر میں'' ان کے اچھے موڈ پر اس نے ہمت کر کے کہا تو وہ خوش دلی سے مسکرا دیے۔

''اچھا' تمہارے یہ ارادے ہیں۔ پہلے بھابی لاؤ گی پھر اپنی رخصتی کرواؤ گی۔''

''بھائی!'' وہ بُری طرح جھینپ گئی۔

''ارے بھئی' اس میں شرمانے کی کون سی بات ہے۔ اچھا یہ بتاؤ' اپنی بھابی بنانے کے لیے کوئی لڑکی ہے تمہاری نظر میں'' آج تو باسط بھائی وہ والے باسط بھائی لگ ہی نہیں رہے تھے۔

''میرے.....؟'' اسے مزید حیرت ہوئی ''میں نے تو کبھی اس نظر سے.....'' ایک دم اس کی آنکھوں میں آسیہ باجی کا سایہ لہرایا۔

''ہاں ہاں' بتاؤ۔''

''نہیں بھائی!'' اسے ایک دم مہناز خالہ یاد آگئیں۔ وہ تو اس گھر سے کتنا چڑتی تھیں' اپنی بیٹی یہاں بیاہنے پر کس طرح راضی ہوتیں۔

''اس دن تم اور نوین کیا تذکرہ کر رہے تھے کہ مہناز خالہ آسیہ کی شادی نہیں کرتیں' صرف اچھے سے اچھے رشتے کی تلاش میں۔'' انہوں نے کہا تو وہ حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگی۔

''وہ دراصل بھائی' آپ کو پتا نہیں ہے کہ آسیہ باجی کتنی اچھی ہیں۔ ہر لحاظ سے اچھی۔ شکل وصورت بہت حسین نہیں تو بُری بھی نہیں ہے۔ ورنہ ہر خوبی ہے ان میں۔ اب ان کے جتنے رشتے آتے ہیں وہ اوسط درجے کے ہیں۔ مہناز خالہ اس پر راضی نہیں ہوتیں۔ جب کوئی بے حد امیر، بہت بڑے خاندان کا اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ آئے گا تو کروں گی۔ ورنہ وہ اپنی نند اور بھائی کے سامنے شرمندہ ہوں گی جن کی بیٹیاں بہت اچھے گھروں میں بیاہی جا چکی ہیں۔ اسی چکر میں آج آسیہ باجی کی اتنی عمر ہو گئی ہے ورنہ ان کی اب سے کئی سال پہلے شادی ہو چکی ہوتی۔'' اس نے تفصیل سے انہیں بتایا۔

''خیر' یہ تو بہت حماقت ہے۔ ہر لڑکی کا نصیب مختلف ہوتا ہے۔ بہر حال' یہ بتاؤ تمہارا یہ بھائی ان کے معیار پر پورا اتر جائے گا؟''

انہوں نے گویا دھماکا کر دیا تھا۔ وہ ایک ٹک اپنے اتنے شاندار بھائی کو دیکھتی رہی۔ باسط بھائی لاکھوں میں نہیں تو ہزاروں میں ایک تھے۔

''باسط بھائی' آپ سنجیدہ ہیں؟'' اس نے غیر یقینی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

''ہاں بھئی' میں دیکھ رہا ہوں کہ اس گھر کو اب ایک اچھی بہو کی ضرورت ہے۔ تم اکثر آسیہ کی تعریف کرتی ہو۔ تمہیں بھی اکیلا پن محسوس ہوتا ہے۔ بھابی کے آنے کے بعد تمہیں بھی دوسرا ہٹ ہو گی۔''

''سچ بھائی! اگر ایسا ہو جائے تو میرے اپنے دل میں بھی کئی بار یہ خیال آیا تھا لیکن پھر یہ سوچ کر چپ ہو گئی کہ پتا نہیں آسیہ باجی آپ کے معیار پر پورا اتریں یا نہیں۔ عمر میں بھی وہ آپ کے برابر ہی ہیں۔''

''تو کیا ہوا' تم بتاؤ' تمہیں تو پسند ہے نا وہ؟ دوسرے وہ ہمارے گھر میں آ کر ہمارے گھر کے سکون کو برباد تو نہیں کرے گی۔ میری چھوٹی سی بہن کو خوش تو رکھے گی۔ اس گھر کو سنبھال لے گی؟'' وہ اطمینان سے پوچھ رہے تھے۔

''بھائی' کیا آپ صرف میرے لیے شادی کر رہے ہیں؟'' اس کے دل کو ایک کھٹکا سا ہوا۔

''ارے نہیں بھئی! میں تو اس کی تعریفیں تمہارے منہ سے اکثر سنتا رہتا ہوں۔ بس یہی سوچ کر' دراصل ہمارے گھر کو ایک ایسی لڑکی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضرورت ہے جو اس گھر کو آ کر سمیٹ لے۔ یہاں کی مشکلات کو سمجھ سکے۔ امی کے بعد ایک عورت کی کمی کو جس ذمے داری سے تم نے پورا کیا ہے اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو شاید ایسا نہ کر پاتی۔ تمہاری شادی کے بعد کون ہوگا جو اس گھر کو اس طرح سنبھال سکے۔ بس اسی بات نے مجھے اس خیال پر مجبور کیا ہے۔''

''بھائی' آپ کا فیصلہ بہت اچھا ہے۔ آسیہ باجی بہت ہی اچھی ہیں۔ ان سے اچھا تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔''

''بس تو پھر..... لیکن ابا سے بات کون کرے گا؟'' وہ تھوڑا سا پریشان ہوئے۔

''ہاں یہ تو ہے؟'' وہ بھی لمحہ بھر کو سوچ میں پڑ گئی لیکن اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر بشاشت لوٹ آئی۔

''بھائی' ہم لوگ اماں بی کو بھول گئے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں ابا سے بات کر سکتی ہیں۔ میں انہیں سمجھا دوں گی اچھی طرح.....''

''ہاں' یہ ٹھیک ہے'' وہ بھی مطمئن ہو گئے۔

☆

رات میں وسیط گھر آیا تو اس نے سب سے پہلے یہ خوش خبری اسے سنائی۔ وہ تو سن کر لمحے بھر کو سکتے میں رہ گیا۔

''باسط بھائی نے خود کہا ہے یہ..... یعنی کہ وہ آسیہ باجی سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟''

''ہاں بھئی! اس میں اتنی حیرت کی کیا بات ہے۔ آسیہ باجی میں کیا کمی ہے آخر؟''

''میں یہ کب کہہ رہا ہوں کہ کوئی کمی ہے لیکن بھائی کو تو کوئی بہت اچھی لڑکی بھی مل سکتی تھی۔ آسیہ باجی عمر میں تھوڑی بڑی نہیں ہوں گی ان سے.....''

''ہاں' ستر سالہ بوڑھا سترہ سالہ لڑکی سے شادی کر سکتا ہے لیکن ذرا سی بڑی لڑکی سے کوئی لڑکا شادی نہیں کر سکتا'' وہ چڑ کر بولی۔

''ارے بھئی' میں کب انکار کر رہا ہوں؟'' اس کے چڑنے پر وسیط نے جلدی سے کہا۔

''آسیہ باجی' بہت اچھی ہیں۔ ہمارے گھر کو ان ہی جیسی لڑکی کی ضرورت ہے جو سب کو خوشیاں دے سکے۔''

''خیر' اب انہیں لڑکی تو مت کہو' تیس بتیس سال کی لڑکی.....'' وہ عادت سے مجبور ہو کر دل کھول کر ہنسا۔

''پلیز وسیط! بہت بُری بات ہے۔ کبھی کبھی تم بالکل یہ بھول جاتے ہو کہ اس طرح تم کسی کا مذاق اڑا رہے ہو اور دوسروں کا مذاق اڑانا اللہ کو پسند نہیں۔'' عفیفہ نے ملامت آمیز نظروں سے اسے دیکھا لیکن وہ کب شرمندہ ہونے والوں میں سے تھا۔

''میں کون سا ان کے سامنے مذاق اڑا رہا ہوں جو ان کا دل دکھے گا۔''

''پیٹھ پیچھے مذاق اڑانا بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔''

''اچھا بھئی' تم ہر وقت میری استانی مت بنی رہا کرو۔ یہ بتاؤ' کب جا رہی ہو رشتہ لے کر.....؟''

''میں تھوڑی جاؤں گی' اماں بی سے بات کروں گی۔ وہ ابا سے بات کریں گی۔ پھر ابا جائیں گے باقاعدہ رشتہ لے کر۔ پھپھو اتنی دور رہتی ہیں۔ نانی خالاؤں سے ملنا نہیں ہے۔ کوئی اور بڑا بھی تو نہیں ہے'' اس کی آواز میں افسردگی گھل گئی تھی۔

وسیط ایک دم کھلنڈرے پن سے باہر نکل کر بُردبار بن گیا۔ امی کے انتقال کے بعد سے عفیفہ ایک دم اسے اتنی عزیز ہوگئی تھی کہ وہ اس کی آنکھوں میں ایک پل کی افسردگی بھی برداشت نہیں کر پاتا تھا۔

''ارے چھوڑو یار، ہمیں کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے ابا کیا کسی سے کم ہیں؟؟ ایسے موقعے پر بھی وہ اپنی فطرت سے باز نہیں آیا تھا۔ وہ بھی خوش دلی سے مسکرادی۔

☆

کیا آپ کتاب چھپوانے کے خواہش مند ہیں؟

اگر آپ شاعر/مصنف/مولف ہیں اور اپنی کتاب چھپوانے کے خواہش مند ہیں تو ملک کے معروف پبلشرز ''علم و عرفان پبلشرز'' کی خدمات حاصل کیجئے، جسے بہت سے شہرت یافتہ مصنفین اور شعراء کی کتب چھاپنے کا اعزاز حاصل ہے۔ خوبصورت دیدہ زیب ٹائٹل اور اغلاط سے پاک کمپوزنگ، معیاری کاغذ، اعلیٰ طباعت اور مناسب دام کے ساتھ ساتھ پاکستان بھر میں پھیلا کتب فروشی کا وسیع نیٹ ورک..... کتاب چھاپنے کے تمام مراحل کی مکمل نگرانی ادارے کی ذمہ داری ہے۔ آپ بس میٹر (مواد) دیجئے اور کتاب لیجئے.....

خواتین کے لیے سنہری موقع..... سب کام گھر بیٹھے آپ کی مرضی کے عین مطابق.....

ادارہ علم و عرفان پبلشرز ایک ایسا پبلشنگ ہاؤس ہے جو آپ کو ایک بہت مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے کیونکہ ادارہ ہذا پاکستان کے کئی ایک معروف شعراء/مصنفین کی کتب چھاپ رہا ہے جن میں سے چند نام یہ ہیں.....

عمیرہ احمد	ماہا ملک	فرحت اشتیاق	رخسانہ نگار عدنان	قیصرہ حیات	انجم انصار
نازیہ کنول نازی	نگہت عبداللہ	رفعت سراج	نبیلہ عزیز	نگہت سیما	میمونہ خورشید علی
اقراء صغیر احمد	ہاشم ندیم	طارق اسماعیل ساگر	ایم۔اے۔راحت	اعتبار ساجد	شیما مجید (تحقیق)
محی الدین نواب	علیم الحق حقی	امجد جاوید	جاوید چوہدری	ایس۔ایم۔ظفر	

مکمل اعتماد کے ساتھ رابطہ کیجئے۔ علم و عرفان پبلشرز، اُردو بازار لاہور ilmoirfanpublishers@yahoo.com

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''اماں بی اب آپ فوراً گھر آ کر ابا سے اس سلسلے میں بات کر لیں۔''

اماں بی نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی جو خوش دلی سے چمک رہا تھا۔ بہت کم اس کے چہرے پر خوشی یوں ڈیرا جماتی تھی ورنہ تو ہمہ وقت ایک اداسی اس کے چہرے پر پھیلی رہتی تھی۔ بن ماں کے سارے ہی بچے شاید ایسے احساس سے دوچار ہوتے ہوں اور احساسِ محرومی یونہی افسردگی بن کر ان کے چہروں پر اتر آتی ہو۔

''ہاں بیٹا' کیوں نہیں' میں رات کو ہی آؤں گی۔ تم فکر مت کرو۔''

''اماں بی اس طرح بات کیجئے گا کہ ابا غلط نہ سوچیں۔ آسیہ باجی بہت اچھی ہیں۔ باسط بھائی نے خود انہیں پسند کیا ہے لیکن ایسا کوئی سلسلہ نہیں ہے کہ کوئی غلط معنی پہنائے۔ دراصل باسط بھائی چاہتے ہیں کہ ہمارے ہاں کوئی ایسی لڑکی آئے جو ہمارے گھر کو سمیٹ لے۔'' اس نے اماں بی کو سمجھایا۔

''ہاں بیٹا' میں خوب جانتی ہوں۔ ستارہ کے بعد اس گھر میں ایک عورت کی کمی بے حد محسوس ہوتی رہی۔ وہ تو تم نے بہت جلد گھر کو سنبھال لیا۔ وقت سے پہلے سمجھ دار ہو گئیں ورنہ تو شاید..... دراصل گھر کو ایک سمجھ دار عورت کی سخت ضرورت ہوتی ہے بیٹا۔ چاہے وہ بیوی کے روپ میں ہو، بہن کے روپ میں ہو یا بیٹی کے۔ اب کل کو تمہاری شادی ہو جائے گی تو یہ باپ بیٹے کیا کریں گے۔ کسی کو قدر تھوڑی ہے تمہاری' بعد میں پتا چلے گا۔''

''ارے نہیں اماں بی' سب مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ بس ذرا ابا' خیران کی عادت نہیں ہے اظہار کی۔ ورنہ تو.....'' وہ کہتے کہتے رک گئی۔

اماں بی اس کی باتوں پر مسکرائیں..... ایک پُر شفقت نظر اس پر ڈالی اور نرم لہجے میں بولیں ''ہاں بیٹا' ہے تو باپ ہی' جانے کس بات پر خفا رہتا ہے۔ دل کا بُرا نہیں' تم تو اکلوتی بیٹی ہو اس کی۔''

''اماں بی' میں اس روز بھی آپ سے امی کے متعلق پوچھ رہی تھی لیکن اشعر بھائی آ گئے تو بات درمیان میں رہ گئی۔ زینب پھپھو نے ایک بار بتایا تھا کہ امی اور ابا کی پسند کی شادی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔ پھر آخر ابا ساری زندگی امی سے خفا کیوں رہے۔ وہ انہیں وہ محبت اور عزت نہ دے سکے جس کی حق دار ایک بیوی ہوتی ہے۔ امی اور ابا میں بالکل دوستی نہیں تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے تھے' کرتے بھی تھے تو ناراضی سے۔ پھر امی کے آنسو ہوتے اور ابا کی طنزیہ باتیں۔ میں اتنی چھوٹی بھی نہیں تھی کہ ان کے رویوں کو نہ سمجھ سکوں لیکن اس کی وجہ کیا تھی' وہ مجھے کبھی پتا نہیں چلی۔ امی کے گھر والے بھی ہم سے نہیں ملتے۔ پھپھو کراچی آتی ہیں تو امی کو الٹے سیدھے طریقے سے نشانہ بنا کر چلی جاتی ہیں۔ کچھ بتاتی نہیں ہیں۔ آپ کو تو پتا ہو گا اماں بی' وہ آپ سے بے حد قریب تھیں۔ آپ کا ذکر بہت محبت سے کرتی تھیں۔''

عفیفہ کی اس طویل گفتگو میں کتنے سوال چھپے تھے۔ وہ خاموش بیٹھی رہ گئیں۔ کیا بتاتیں اسے' مرنے والی کا پردہ بھی ڈھکنا تھا۔ پھر وہ کوئی اتنی بڑی گناہگار بھی نہیں تھی۔ محبت کرنے کا جرم ہی ہوا تھا اس سے لیکن سزا کتنی کڑی ملی تھی کہ وہ جان سے ہی گزر گئی تھی۔

''نہیں بیٹا!'' انہوں نے ایک ٹھنڈی سانس بھری ''مجھے بھی کچھ زیادہ علم نہیں۔ سوائے اس کے کہ تمہارے ننھیال والے ستارہ کی خاور سے شادی کرنے پر خفا تھے۔ تمہارا ننھیال ایک اونچے خاندان سے تعلق رکھتا ہے جبکہ خاور ایک عام سی مڈل فیملی سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن ستارہ نے اس کی پروانہ کی اور خاور سے شادی کر لی۔ یوں تمہارے ننھیال والوں نے اسے اپنی زندگی سے نکال دیا۔ لیکن خاور نے بھی تمہاری ماں کی قدر نہ کی۔ یوں یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دہرا دکھا سے آہستہ آہستہ گھلاتا گیا۔"

"یہ سب کچھ تو میں بھی جانتی ہوں اماں بی..... خیر..... وہ سمجھ گئی کہ وہ اسے بتانا نہیں چاہتیں یا پھر واقعی وہ پچھلی سب باتوں سے لاعلم تھیں۔ "اچھا اماں بی میں چلتی ہوں۔ آپ رات میں آرہی ہیں ناں؟" وہ اٹھتے ہوئے بولی تو اس کے اتنی جلدی مان جانے پر انہوں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔

"ہاں بیٹا آؤں گی۔"

وہ انہیں خدا حافظ کہہ کر باہر نکل آئی۔ گھر کی طرف جاتے جاتے اسے ایک دم نوین کا خیال آیا۔ وہ دو دن سے گھر نہیں آئی تھی۔ پتا نہیں کن دھندوں میں مصروف تھی ورنہ تو دن میں ایک چکر تو ضرور لگ جاتا تھا اس کا۔

نوین کو بتا دوں، وہ کتنی خوش ہوگی۔ کتنی فکر مند رہتی ہے آسیہ باجی کے لیے۔ وہ پلٹ کر نوین کے گھر کی جانب آئی اور بیل بجانے لگی۔

دروازہ کھولنے والا شہزاد تھا۔ اسے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک اتر آئی۔

"آؤ، کیسی ہو عافی؟" اس کا لہجہ بھرپور سلگتا ہوا سا تھا۔

ایک لمحے کو عفیفہ کا دل چاہا واپس پلٹ جائے۔ لیکن یوں اس طرح لوٹ جانا اسے عجیب لگا۔ اس طرح وہ محسوس کر سکتا تھا کہ وہ اس سے گھبراتی ہے اور وہ اسے اس قسم کا کوئی تاثر نہیں دینا چاہتی تھی۔

"نوین ہے، آسیہ باجی وغیرہ؟" اس نے خود کو سنبھال کر پوچھا۔

"ہاں، اندر ہیں" اس نے ہٹ کر اسے راستہ دیا۔

ایک پل کو وہ جھجکی لیکن پھر خود کو سمجھا کر اندر چلی آئی۔

پورا گھر بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ کوئی بھی تو نہیں تھا۔ وہ گھبرا کر پلٹی تو شہزاد کے ہاتھ نے اس کا راستہ روک لیا۔

☆

آنا ہے کسی روز ترے خواب کدے میں
خوشبو کی ردا اوڑھ کے بادل سے گزر کے
اے آبِ رواں دھول ہوئی جاتی ہیں آنکھیں
کب آئے گا کوئی ترے جل تھل سے گزر کے

اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

شہزاد کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"شہزاد بھائی، گھر میں تو کوئی نہیں ہے؟" اس کی آواز لرزنے لگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''ہاں' سب چھوٹی خالہ کے گھر گئے ہیں! امی' آسیہ' بہزاد اور نوین' ابو آفس میں.....'' وہ انتہائی اطمینان سے بتانے لگا۔ عفیفہ نے خوف زدہ نظروں سے خالی گھر اور پھر شہزاد کو دیکھا۔

''لیکن.....آپ تو کہہ رہے تھے کہ نوین گھر میں ہے۔''

''میں نے کہا تھا!'' وہ بناوٹی حیرت سے پوچھنے لگا ''اچھا' مجھے تو یاد نہیں' خیر کوئی بات نہیں۔ کوئی نہیں بھی ہے تو کیا ہوا' میں تو ہوں۔''

''آپ کو شرم آنی چاہیے' جھوٹ بولتے ہوئے۔ ہٹیں میرے راستے سے'' جانے اس کے اندر اتنی ہمت کہاں سے آ گئی تھی۔

''اور جو میں نہ ہٹوں تو.....؟ وہ بدستور دروازے پر جما کھڑا تھا۔

''تو میں شور مچا دوں گی۔''

''اپنا ہی تماشا بنواؤ گی۔ محلے میں ہر شخص کو پتا چل جائے گا کہ تم میرے گھر میں میرے ساتھ تنہا تھیں اور جانے کب سے.....عورت کی پارسائی کوئی نہیں مانتا۔ میں تو کہہ دوں گا کہ تم خود آئی تھیں میرے پاس'' وہ نہایت کمینگی سے کہہ رہا تھا۔ عفیفہ کے قدم جیسے زمین میں گڑ گئے۔

''آپ ایسا کریں گے میرے ساتھ.....شہزاد بھائی' میں نوین کی طرح ہوں آپ کے لیے۔ آپ نے یہ سب کہتے ہوئے ایک بار بھی نہیں سوچا اس بارے میں۔'' مارے دکھ کے اس سے مزید بولا بھی نہیں گیا۔

''تم نوین کی طرح نہیں ہو میرے لیے! میں نے تمہیں ہمیشہ دوسری نظروں سے دیکھا ہے لیکن تمہارے گریز نے مجھے اور سلگا دیا ہے۔ آخر کیوں بھاگتی ہو مجھ سے۔ کیا میں تمہیں کھا جاؤں گا؟'' وہ آگے بڑھا تو وہ خوف سے دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

''پلیز شہزاد بھائی مجھے جانے دیں۔ پلیز' مجھ پر رحم کریں'' اس کی آواز میں لجاجت تھی اور آنکھوں میں آنسو۔

پتا نہیں وہ اور کیا کہنا چاہتا تھا اسی وقت بیل بجی اور بجتی ہی گئی۔

وہ جھنجلا کر پلٹا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ عفیفہ بھی تیزی سے باہر نکلی لیکن برآمدے میں ہی ایک کونے میں پلر کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔ وہ آنے والے کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی تھی لیکن اب اندر بھی نہیں رہ سکتی تھی۔ اللہ نے اسے ایک موقع دیا تھا اس مشکل سے نکلنے کا۔ آنے والی اماں بی تھیں۔

''گھر میں کوئی نہیں ہے'' شہزاد نے روکھے لہجے میں انہیں باہر سے ٹہلانا چاہا۔

''معلوم ہے مجھے'' انہوں نے ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھا ''عافی کہاں ہے؟''

''کون عافی؟'' وہ ان کی بات پر سٹپٹا گیا۔

''عفیفہ.....ہٹو میرے سامنے سے.....عفیفہ!'' انہوں نے آہستگی سے کہا۔

شہزاد گھبرا کر سامنے سے ہٹ گیا۔

عفیفہ نے بھی اماں بی کو دیکھ لیا تھا۔ مہربان تو وہ ہمیشہ سے تھیں۔ اس وقت تو اسے فرشتہ لگیں جو اسے اس کڑی مشکل سے نکالنے چلا آیا تھا۔

''اماں بی!'' وہ تیزی سے پلر کی اوٹ سے باہر نکل آئی۔ اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''چلو.....انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما پھر شہزاد کی جانب پلٹیں۔''تمہارا باپ ایک بھلا آدمی ہے۔کم از کم اس کی ہی عزت کا خیال رکھ لیا ہوتا۔''اس پر بھلا کیا اثر ہونا تھا۔وہ تو ان کی بے وقت کی آمد پر شدید جھنجلایا ہوا تھا۔

''آپ کا بیٹا بھی ایک بھلا آدمی تھا لیکن آپ کی بہو.....''وہ کہتے کہتے رک گیا۔پھر طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بولا''یہ ضروری نہیں کہ گھر میں کوئی ایک بھلا ہو تو سب اس جیسے ہوں۔''

اماں بی کو تو جیسے اس کے جملوں نے کاٹ کر رکھ دیا۔کب سے بدنامی کا یہ طوق وہ گلے میں لٹکائے پھر رہی تھیں۔محلے میں رشتے داروں میں ہر شخص ان کی عزت کرتا تھا لیکن اکثر انہیں لگتا جیسے سب انہیں طنزیہ نظروں سے دیکھ رہے ہوں۔انہیں کہہ رہے ہوں کہ ان کی بہو اپنے بچے شوہر اور گھر کو چھوڑ کر کسی اور آدمی کے ساتھ چلی گئی۔

کبھی کبھی وہ سوچتیں یہ عورت کا کون سا روپ تھا۔عورت تو سراپا محبت ہوتی ہے۔پھر وہ تو ایک ماں بھی تھی وہ ماں جو اولاد کے لیے خود کو مٹا دیتی ہے۔ایک بیوی جو اپنے شوہر کے لیے اپنے جذبوں اپنے نظریات اور اپنی ذات تک کو قربان کر دیتی ہے لیکن وہ تو جاتے جاتے اپنے شوہر اور بچے تک کو قربان کر گئی تھی۔

وہ چاہتیں تو شہزاد کو بہت کچھ کہہ سکتی تھیں لیکن وہ عفیفہ کا ہاتھ تھام کر مزید کچھ کہے بنا وہاں سے چلی آئیں۔

عفیفہ جو وہاں اور گلی میں خود پر بند باندھے ہوئے تھی گھر میں داخل ہوتے ہی بکھر گئی۔اماں بی کی گود میں سر رکھے وہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔اماں بی کا شفیق ہاتھ اس کے سر پر ٹکا ہوا تھا۔

وہ اسے بخوبی جانتی تھیں۔نہ جانتی ہوتیں تو شک میں بھی مبتلا ہو سکتی تھیں کہ وہ اس وقت کیوں گئی تھی جب گھر میں شہزاد اکیلا تھا۔

اس کے جانے کے بعد انہیں یاد آیا تھا کہ انہوں نے اس کے لیے حلیم نکال کر رکھا ہے۔خود ان میں تو اتنی ہمت نہیں تھی کہ حلیم پکاتیں۔دوپہر میں اشعر کہیں سے لے کر آیا تھا۔انہیں معلوم تھا کہ عفیفہ کو حلیم بہت پسند ہے۔وہ کچن میں سے پیالہ لے کر نکلیں تو اسے نوین کے گھر میں اندر جاتے دیکھا۔وہ چونک گئیں۔ابھی ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے تو انہوں نے سب گھر والوں کو ٹیکسی میں بیٹھ کر کہیں جاتے دیکھا تھا۔پھر وہ اندر کیوں چلی گئی شہزاد اچھے قماش کا نوجوان نہیں تھا۔ان کا ماتھا ٹھنکا اور وہ تیزی سے اپنا گھر یونہی کھلا چھوڑ کر سامنے چلی گئیں۔ان کا خیال درست نکلا۔شہزاد کے ارادے ٹھیک نہیں تھے اور عفیفہ بُری طرح خوف زدہ تھی۔

''میں جانتی ہوں بیٹا تم بہت سمجھ دار لڑکی ہو لیکن یوں کسی کے گھر میں چاہے ان سے آپ کے کتنے ہی اچھے تعلقات کیوں نہ ہوں بنا سوچے سمجھے نہیں چلے جاتے اور پھر جس گھر میں جوان لڑکے ہوں خاص کر شہزاد جیسے.....پھر مرد کا کیا اعتبار اچھے سے اچھا مرد بھی تنہا لڑکی کو دیکھ کر ایک دم شیطان بن جاتا ہے۔''وہ تھوڑی شانت ہوئی تو وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے اسے سمجھانے لگیں۔

''مجھے کیا معلوم تھا اماں بی کہ وہ گھر میں تنہا ہوں گے.....ہر وقت تو کوئی نہ کوئی رہتا ہے وہاں۔میں تو نوین کو بتانے گئی تھی ورنہ میں کہاں جاتی ہوں۔گھر سے مہینوں نہیں نکلتی''خوف سے ابھی تک اس کا دل لرز رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''آج اگر اماں بی نہ آتیں تو؟'' یہیں پر آ کے جیسے اس کا دم اٹک جاتا تھا۔

''ہاں' جانتی ہوں بیٹا! وہ تو میں نے اس کے گھر والوں کو کچھ دیر پہلے جاتے دیکھ لیا تھا۔ تمہیں اندر جاتے ہوئے دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا۔ اشعر دوپہر میں حلیم لے کر آیا تھا' وہی دینے تمہارے پیچھے پیچھے آئی تھی۔ خیر' خدا جو کرتا ہے بھلا کرتا ہے۔ نہ اشعر حلیم لے کر آتا نہ میں تمہیں دینے کے خیال سے باہر نکلتی لیکن بیٹا' آئندہ خیال رکھنا۔ عورت کے لیے سب سے محفوظ پناہ گاہ اس کا گھر ہوتا ہے۔ کبھی کسی گھر میں یوں منہ اٹھا کر داخل نہ ہو جاؤ' تمہیں نوین کو باہر بلوا لینا چاہیے تھا۔ پھر اس کے ساتھ اندر چلی جاتیں۔ دیکھو' میں یہ نہیں کہہ رہی کہ سب گھر یا لوگ شہزاد جیسے ہوتے ہیں لیکن لڑکیوں کے لیے احتیاط اچھی چیز ہے۔'' ان کے سمجھانے کا انداز بالکل ماؤں جیسا تھا۔

''اور سنو بیٹا! جو ہوا اسے بھول جاؤ' گھر میں یا نوین وغیرہ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے تمہیں محفوظ رکھا' گھر جا کر شکرانے کے نفل پڑھنا۔''

''ٹھیک ہے اماں بی!'' اس نے گردن ہلائی۔

''چلو اٹھو' منہ دھوؤ پھر گھر جانا ورنہ اس حالت میں باہر جاؤ گی اور کوئی مل گیا تو ٹھیک نہیں ہوگا۔ میں رات میں آؤں گی خاور کے پاس۔''

''اب اس واقعے کے بعد بھی.....'' اس نے لمحہ بھر کو سوچا پھر سر کو جھٹک دیا۔ ''اس میں آسیہ باجی کا کیا قصور ہے۔ وہ تو ایسی نہیں ہیں۔ انہیں پتا چل جائے تو شہزاد بھائی کو ٹھیک کر دیں۔''

اماں بی اس کے چہرے پر پھیلی کشمکش کو دیکھتی رہیں پھر آہستہ سے مسکرائیں۔ ''کسی ایک کا رویہ اور سلوک ہمیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روک نہیں دیتا بیٹا اور وہ بھلائی جس میں ہمارے لئے بھی بھلائی چھپی ہو۔''

وہ شرمندہ سی ہو گئی اور چپ چاپ انہیں خدا حافظ کہہ کر وہاں سے جانے لگی۔

''حلیم تو لیتی جاؤ بیٹا!''

''ضرور اماں بی!'' آج یہی حلیم تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بہانہ بنا کر بھیجا تھا۔

☆

شام میں ایک اور حیران کن خبر ان کی منتظر تھی۔ سمیط کو کسی ڈرامے میں چانس مل گیا تھا۔ رول حالاں کہ چھوٹا سا تھا لیکن وہ بڑا ایکسائیٹڈ ہو رہا تھا۔

''میں کہتا تھا نا کہ ایک دن میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں گا.....!''

''ہیروئن کے چھوٹے بھائی کا رول ہے یا اس کے ڈرائیور کا؟'' وسیط کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول تھا جس سے وہ تیزی سے چینل بدل رہا تھا۔

''تم ہمیشہ جلتے رہنا مجھ سے۔ ظاہر ہے شروع شروع میں سب کو ایسے ہی رول ملتے ہیں'' وہ چڑ کر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''نہیں' خیر ایسا بھی نہیں' تم تو بقول تمہارے خاصے ہینڈسم بھی ہو پھر یہ چھوٹا سا رول۔ اوہ ہاں..... ایکٹنگ آنا بھی تو لازمی ہے۔ صرف اچھی شکل سے تو کام نہیں چلتا۔''

''تمہارا کیا خیال ہے' مجھے اداکاری نہیں آتی..... تو ٹی وی پر چانس کیسے مل گیا؟''

''ارے بھئی ہزاروں تو چینل کھل گئے ہیں۔ ڈراموں کی بھرمار ہے۔ اب کیا مشکل ہے۔''

''بس کرو وسیط' چائے پیو'' عفیفہ نے چائے کی ٹرے میز پر رکھی اور سموسوں کی پلیٹ ان کے سامنے کر دی۔

''آپ مجھے بتائیں سمیط بھائی! ڈائریکٹر کون ہے؟ ڈرامے کا نام کیا ہے؟ آپ کے ساتھ کون کون کام کر رہا ہے؟ سچ' کتنا مزہ آئے گا جب آپ ٹی وی پر آئیں گے۔'' اس کی حوصلہ افزائی پر سمیط کا موڈ تھوڑا ٹھیک ہوا۔

وہ اسے تفصیل سے اپنے ڈرامے کے بارے میں بتا رہا تھا۔ جب ابا گھر میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھ کر عفیفہ کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ پتا نہیں وہ بچپن سے ہی ان سے اتنا کیوں گھبراتی تھی۔ شاید اس میں ان کے رویے کا بہت دخل تھا۔

انہوں نے ایک خشمگیں سی نظر تینوں پر ڈالی اور گردن کے اشارے سے ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب چلے گئے۔

''یار' یہ اپنے ابا کب سدھریں گے!'' وسیط نے ٹھنڈی سی سانس بھر کر کہا تو وہ دونوں چونکے۔

''ہیں..... کیا مطلب؟'' سمیط اس کی بات پر حیران رہ گیا۔

''لگتا ہے ہم سب ان کی سوتیلی اولادیں ہیں۔ امی کتنا چاہتیں تھیں ہمیں' ان کے بعد تو.....''

''وسیط' آج میں نے تمہاری پسند کی ڈش بنائی ہے'' عفیفہ نے فوراً اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

''یعنی چکن بریانی!'' وہ سب کچھ بھول کر مسکرا دیا۔

''اور میری پسند کی ڈش!'' سمیط نے بھی ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کے لیے چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔

''وہ کل.....'' عفیفہ نے بھائی کو جواب دیا اور کھانا لگانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆

رات کو کھانے سے فارغ ہو کر وہ برتن سمیٹ رہی تھی کہ اماں بی گھر میں داخل ہوئیں۔ انہیں دیکھ کر باسط بھائی سلام کے بعد وہاں سے کھسک گئے سمیط کو تو ویسے بھی کہیں جانا تھا صرف وسیط ہمت کر کے وہیں ٹکا رہا۔ وہ کچن کی صفائی اور چائے کے بہانے کچن میں آ گئی۔

باسط بھائی تینوں سے اوپر کے ہو رہے تھے لیکن ابا کو کبھی ان کی شادی کا خیال تک نہیں آیا تھا حالاں کہ اب وہ شادی کے قابل تھے۔ عمر اور نوکری دونوں باتیں انہیں اس بات کی اجازت دیتی تھیں۔ اب بھی اگر اس روز وہ نوین اور اس کی باتیں نہ سنتے تو شاید ان کے ذہن میں یہ خیال نہ آتا۔

''امی زندہ ہوتیں تو اب تک اس سلسلے میں کوشش ضرور کر چکی ہوتیں۔'' کبھی کبھی امی کو یاد کرتے ہوئے وہ یاسیت سے سوچتی۔

''کاش' امی آج آپ زندہ ہوتیں تو ہمیں کسی سے بھی اس سلسلے میں کچھ کہنا نہ پڑتا۔'' چائے بناتے ہوئے وہ سوچتی رہی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چائے لے کر وہ لاؤنج میں آئی تو ماحول کو کچھ گھمبیر سا پایا۔ ابا نے ایک اچٹتی ہوئی نظر اس پر ڈالی تھی پھر سر جھکا کر کچھ سوچنے لگ گئے۔

اماں بی بھی خاموش سی تھیں۔ اسے دیکھ کر تھوڑا سا مسکرائیں۔

''ارے بیٹا' چائے کیوں بنالی؟ رات میں' میں چائے پیتی نہیں ہوں' نیند اڑ جاتی ہے۔''

''کوئی بات نہیں اماں بی! موسم اتنا ٹھنڈا ہو رہا ہے کہ چائے بڑی اچھی لگ رہی ہے آج کل۔ یہ وسیط تو سارا دن چھ چھ پیالیاں پی جاتا ہے۔'' اس نے چائے ان کے ہاتھ میں تھمائی پھر ابا کو دی اور آخری کپ وسیط کو دے کر کچھ دور بیٹھ گئی۔

ابا کے ہوتے ہوئے وہ کبھی اتنی ہمت نہیں کر سکتی تھی کہ ان کے نزدیک بیٹھے۔ انہوں نے اپنی اولاد اور اپنے درمیان اتنا فاصلہ رکھا تھا کہ اسے پاٹنا شاید کسی کے بس میں نہیں تھا۔

اماں بی نے چائے ختم کی اور جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئیں ''اچھا خاور بیٹا' سوچنا تم اس پر' میں چلتی ہوں اب۔''

''جی اماں بی!'' انہوں سے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اماں جی کے جانے کے بعد وہ جلدی جلدی چائے کے برتن سمیٹنے لگی۔

''یہ فضول سا خیال اماں بی کے ذہن میں ڈالا کس نے' تم نے؟'' ان کی خشک سی آواز اس کے کانوں میں اتری وہ وہیں تھم کے رہ گئی۔

''میں..... نہیں تو ابا.....!''

''پھر وہ خود ہی دوڑی چلی آئیں یا ان لوگوں نے بھیجا تھا انہیں؟'' ان کا لہجہ بے انتہا سخت تھا ''عمر اور شکل دیکھی ہے انہوں نے اپنی بیٹی کی' باسط کو لڑکیوں کی کمی ہے کیا؟''

جواباً وہ کچھ نہ کہہ سکی۔

''ایسے بے تکے خیالات یا تو تمہاری ماں کے ذہن میں آتے تھے یا تمہارے ذہن میں آسکتے ہیں لیکن ابھی میں زندہ ہوں' مرا نہیں ہوں جو ایسی بے جوڑ شادی ہونے دوں'' وہ شدید غصے میں تھے ''اور باسط..... اس نے بھی یہ سب سوچا کیسے؟''

وسیط دم سادھے سب کچھ سن رہا تھا۔ عفیفہ میں تو اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ وہ جواباً کچھ کہہ سکے یا ان کے سامنے سر اٹھا سکے۔

''اب کوئی دوبارہ اس ذکر کو نہ نکالے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔!'' وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب چلے گئے تو وہ دونوں جیسے سکتے کی کیفیت سے نکل آئے۔

''ابا تو بڑے سخت ناراض ہوئے ہیں اس بات پر بھی..... میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ بے جوڑ رشتہ ہے۔''

بس چپ ہو جاؤ وسیط! خدا کے لیے' ابا اندر ہی ہیں' سن لیں گے'' اس کی آواز رونے والی ہو رہی تھی۔

''ایک تو یہ ہمارے ابا.....!'' یہ اس کا مخصوص جملہ تھا جو وہ بے بسی کی حالت میں اکثر دہراتا تھا۔

''ویسے آسیہ باجی کچھ اتنی بھی بُری نہیں ہیں..... بس عمر میں کچھ..... خیر' جب ابا ہی نہیں چاہتے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ تم کیوں اس قدر پریشان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو رہی ہو۔ شکر ہے کہ ابھی یہ بات صرف اماں بی کے سامنے آئی تھی' ان کو منع کر دینا کہ کسی سے ذکر نہ کریں۔'' اس نے عفیفہ کا سر تھپتھپایا اور باہر نکل گیا۔

وہ دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرتی رہی کہ ابھی اس نے نوین سے اس سلسلے میں کچھ نہیں کہا تھا۔

☆

''مما! جلدی کریں' فلائیٹ کا ٹائم ہونے والا ہے۔ آپ دونوں کی تیاریاں بس.....'' عمر کوئی تیسری بار شیریں کے کمرے میں جھانک چکا تھا۔

''''بس میں تیار ہوں' زویا ہو گئی تیار؟'' انہوں نے آخری بار شیشے میں اپنا جائزہ لیا۔ ان کی ایسی تیاریوں کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ دو جوان بچوں کی ماں ہیں۔ اس وقت بھی گرے جارجٹ کے سوٹ پر نیٹ کا دوپٹا لیے وہ خاصی چارمنگ اور ینگ لگ رہی تھیں۔

''وہ بھی آپ ہی کی بیٹی ہے' آپ نکلیں اپنے کمرے سے تو وہ بھی.....'' وہ بیزار ہو کر بڑبڑایا۔

''ہو گئی ہوں بابا..... چلو'' بیٹے کی بیزاری کو محسوس کر کے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سے ہٹیں اور اس کے ہمراہ باہر نکل آئیں۔

زویا بھی تقریباً تیار ہی تھی۔ اس کی چھب ہی نرالی تھی۔ بلیک ٹائٹ ٹراؤزر پر اس نے ریڈ ٹاپ پہنا ہوا تھا۔ میک اپ سے لے کر جیولری تک ہر بات میں نزاکت اور نفاست تھی۔ وہ خود پر بہت توجہ دیتی تھی۔ کچھ قدرت نے فیاضی سے کام لیا تھا' کچھ اس کی اپنی کوششیں تھیں کہ کوئی آسانی سے نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔

اس کی فرینڈز کہتیں ''زویا' تمہیں دیکھ کر تو نظریں ہٹنا بھول جاتی ہیں۔''

وہ فخر سے مسکرا دیتی۔

کزنز کہتے ''زویا ڈیئر! تمہارے جیسا حسن دیکھ کر دل دھڑکنا چھوڑ دیتا ہے۔ یوں ظلم نہ کیا کرو۔''

اس کی گردن غرور سے تن جاتی۔

اسے خود بھی اس بات کا بخوبی احساس تھا کہ وہ لاکھوں میں ممتاز نظر آتی ہے۔ اس لیے اس کی ساری توجہ صرف اور صرف اپنی شخصیت کو مزید سنوارنے میں لگی رہتی تھی اور آج تو سبطین آ رہا تھا' اتنے سالوں بعد۔ وہ پہلے بھی کم نہیں تھا' لیکن اب' جبکہ وہ عملی زندگی میں قدم رکھ چکا تھا' اس کی شخصیت میں اعتماد کے اضافے نے اسے اور کس قدر شاندار کر دیا ہو گا۔

سبطین کو دیکھ کر ایک وہی نہیں' شیریں اور عمر بھی ساکت رہ گئے تھے۔ واقعی وہ ایسا ہی تھا' پُر وقار اور شاندار۔

چند سال پہلے جب وہ سب امریکہ گئے تھے تب وہ کھلنڈرا سا طالب علم تھا لیکن آج ایک بھرپور نوجوان کے روپ میں وہ کس قدر بدلا ہوا لگ رہا تھا۔

زویا نے اسے دیکھتے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کی زندگی کا ساتھی وہی ہو گا۔ ہر قیمت اور ہر صورت میں۔ بہر حال اسے سبطین کو جیتنا ہی تھا۔

☆

گھر پر فرقان علی بھی اس کے منتظر تھے۔ وہ آج آفس سے جلدی..... آ گئے تھے۔ ان کے نزدیک رشتوں کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ کوئی اور شخص ہوتا تو شاید سسرالی رشتے دار کے لیے یوں وقت نہ نکالتا۔ وہ اس سے رات میں بھی مل سکتے تھے لیکن انہیں یہ سب پسند نہیں تھا۔ آج صبح بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ان کی ضروری میٹنگ نہ ہوتی تو وہ اسے لینے ضرور ائیر پورٹ جاتے۔

''سوری بیٹا! میں واقعی بہت شرمندہ ہوں کہ تمہیں لینے ائیر پورٹ نہ آ سکا۔''

گھر آ کر وہ فریش ہو کر کافی کا مگ ہاتھ میں تھامے انہیں بے حد متاثر کر رہا تھا۔ اتفاق سے وہ اس سے کئی سالوں بعد مل رہے تھے۔ بزنس کے سلسلے میں ان کا امریکا تو کئی بار جانا ہوا تھا لیکن وہ جگہ اس اسٹیٹ سے کافی دور تھی۔ یوں ان کی ملاقات نہ ہو سکی تھی۔

''اٹس آل رائٹ انکل! میں سمجھتا ہوں' اپنے کام کو ہمیشہ اوّلیت دینی چاہیے۔''

''نو مائی سن! رشتے' ہر کام اور ہر پرافٹ سے بہر حال مقدم ہوتے ہیں۔ یہ میرا اپنا پوائنٹ آف ویو ہے۔ خیر تم سناؤ' سفر کیسا گزرا؟'' انہوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''اللہ کا شکر ہے' میں سفر میں آسانی سے سو جاتا ہوں۔ اس لیے زیادہ بور نہیں ہوتا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور زویا اس کی مسکراہٹوں کی بھول بھلیوں میں گم ہونے لگی۔

''اوہ مائی گاڈ! کس قدر خطرناک حد تک خوبصورت ہو تم۔ ایمان ڈولنے لگتا ہے۔'' اس نے دل ہی دل میں اعتراف کیا۔

یہ تو خوش نصیبی ہے تمہاری' میں تو ٹریولنگ کے دوران میں بڑا ان ایزی فیل کرتی ہوں' خود کو' شیریں نے کہا۔ ''اچھا یہ بتاؤ' فاخرہ اور اسد بھائی کا کب تک پاکستان آنے کا ارادہ ہے؟''

''کچھ وقت لگے گا آنٹی! اچھا آنٹی' میں اب نانو کی طرف جاؤں گا۔ آپ لوگ چلیں گے؟''

''تھوڑا ریسٹ کر لیتے ہیں بیٹا' شام میں چلیں گے۔'' شیریں نے جواب دیا۔

''نہیں آنٹی! بہت بُری بات ہے۔ اصولاً مجھے ائر پورٹ سے سیدھا ان سے ملنے جانا چاہیے تھا لیکن سامان اتنا تھا پھر میں نے سوچا فریش ہو کر جانا ٹھیک رہے گا۔ نانا جان اور نانو دونوں منتظر ہوں گے۔''

''چلو ٹھیک ہے لیکن تم رہو گے تو یہیں نا؟''

دیکھیے! وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا'' یہاں رہوں یا وہاں' کیا فرق پڑتا ہے۔ کچھ دنوں کی بات ہے۔ مما کا خیال تھا کہ مجھے جاتے ہی گھر خرید لینا چاہیے لیکن پاپا کہتے ہیں کہ میں اپنی پسند سے اپنا گھر بنواؤں۔ ظاہر ہے' ان سب باتوں میں وقت لگے گا۔''

''اوگڈ!'' زویا بے انتہا خوش ہو گئی۔ اس طرح اسے سبطین کے ساتھ بہت سا وقت گزارنے کا موقع مل سکتا تھا اور یہ اس کے لیے اچھی بات تھی۔

سبطین نے اس کے چہرے پر پھیلی بے انتہا خوشی کو دیکھا اور دھیرے سے مسکرایا۔ اسے بھی اپنی یہ بے حد خوبصورت منفرد سی کزن بہت پسند آئی تھی۔

☆

نانو اور نانا جان اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ نانو تو اسے گلے لگائے بہت دیر تک روتی رہیں۔

''کتنے سالوں بعد آئے ہو تم' میری آنکھیں ترس گئی تھیں۔ خدا نے تین بیٹیاں دیں لیکن تینوں دور۔ ترس جاتی ہوں میں انہیں اور ان کے بچوں کو دیکھنے کے لیے۔''

''لیکن شیریں آنٹی تو یہیں ہیں' اسی شہر میں.....'' ان کی باتوں پر حیران ہو کر اس نے پوچھا۔

''اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ مہینوں بوڑھے ماں باپ کو نہیں پوچھتی۔ بچے ہیں تو وہ بھی ایسے ہی ہیں۔ اس سے تو اس کا میاں فرقان بہتر ہے' فون کر لیتا ہے خیریت کا۔ بیٹی کو تو اپنی ایکٹی ویٹیز سے فرصت نہیں۔ دیکھو ابھی تمہارے ساتھ آسکتی تھی لیکن کوئی نہیں آیا۔''

ان کے شکوے بجا تھے لیکن نانا جان نے انہیں ٹوک دیا۔

''بس کرو رقیہ بیگم! بچہ ابھی آیا ہے اور یہ مجھے تمہارا ہر وقت اولاد کے لیے روتے رہنا پسند نہیں جو جہاں ہے ٹھیک ہے۔''

''آپ جیسا دل نہیں ہے میرے پاس۔'' وہ تھوڑی تلخ ہو گئیں۔

''تو روتی رہو۔'' وہ چڑ کر وہاں سے چلے گئے۔

''اوہ نانو! مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ اس قدر الون فیل کرتی ہیں ورنہ میں کب کا یہاں آجاتا۔ چلیں' آپ فکر نہ کریں' میں آج ہی اپنا سامان یہاں لے آؤں گا اور آپ کے پاس رہوں گا'' سبطین نے پیار سے اپنی بانہیں ان کے گلے میں ڈال دیں تو وہ پھر سے رونے لگیں۔

''دونوں اکیلے پڑے رہتے ہیں سارا دن گھر میں' کوئی بیٹا ہوتا تو ساتھ ہوتا۔ اس کی اولادیں ہمارے پاس ہوتیں۔ بیٹیاں تو.....'' انہیں پتا نہیں کیا یاد آگیا تھا۔

''میں ہوں نا آپ کا بیٹا' اب آپ کے پاس رہوں گا۔ لیکن پلیز نانو! آپ اپنی طبیعت خراب نہ کریں'' اس نے انہیں سمجھایا۔

کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد اس نے آہستگی سے پوچھا ''ستارہ خالہ کی کوئی خبر ملی نانو! مما وہاں ان کے لیے بہت آنسو بہاتی ہیں۔ پلیز' اب انہیں معاف کر دیں۔ غلطی ہو گئی ان سے لیکن وہ ہم سے جدا تو نہیں ہیں۔ ہماری اپنی ہیں' پلیز نانو!'' اس کی بات سن کر وہ کچھ دیر کے لیے سکتے میں رہ گئی تھیں۔

ستارہ' ان کا اپنا خون.....اس میں تو ان کی جان تھی۔ وہ ان کی سب سے پیاری بیٹی تھی۔ بہت محبت کرتی تھی ان سے۔ ان سے کیا' وہ تو ہر ایک کے لیے یونہی جان نثار کیے دیتی تھی۔ قدرت نے اسے محبت کے خمیر سے گوندھا تھا شاید۔

فاخرہ بھی اچھے مزاج کی تھی لیکن ستارہ انہیں سب سے زیادہ عزیز تھی۔ شیریں اس بات پر اکثر چڑ جاتی تھی۔

''میں جانتی ہوں ممی! آپ ستارہ کو زیادہ چاہتی ہیں۔ باقی ہم دونوں تو پتا نہیں کیوں آپ کی زندگی میں چلے آئے۔''

''نہیں بیٹا' ایسی کوئی بات نہیں۔ اولاد ماں کو سب پیاری ہوتی ہے' یکساں۔ وہ سب کو ایک ہی جیسی تکلیفیں اٹھا کر جنم دیتی ہے' اسی طرح پالتی ہے۔ بس بعد میں جو اولاد ماں کی جتنی زیادہ عزت کرے' محبت دے' خدمت کرے وہ ماں باپ کو خود بخود زیادہ پیاری ہوتی ہے۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''تو ہم دونوں کیا آپ سے محبت نہیں کرتے' عزت نہیں کرتے اور خدمت کی آپ کو کیا ضرورت ہے' نوکروں کی کمی ہے اس گھر میں؟''

''ایسا نہیں ہے بیٹا' تم دونوں بھی میری ہی اولاد ہو لیکن ستارہ کا تمہیں پتا ہے نا' کسی سے اپنے دل کی بات نہیں کہتی۔ بس چپ رہتی ہے۔ اس لیے میں اس کا زیادہ خیال رکھتی ہوں۔''

وہ ہمیشہ یہ بات شیریں کو سمجھانے کی کوشش کرتی رہتیں لیکن فطرتاً وہ حاسد لڑکی تھی۔ اسے شاید معلوم نہیں تھا کہ محبتیں پانے کی خواہش کرنے سے پہلے محبتیں بانٹی جاتی ہیں۔ تب ہی محبتیں ملتی ہیں لیکن اسے کسی کو کچھ دینا کب آتا تھا۔ اس کی نظر میں بس اس کی ذات تھی جو مکمل تھی۔ خدا نے اسے حسن دیا تھا۔ اس کے باپ کے پاس دولت تھی۔ شہر میں ایک نام تھا۔ اس لیے خود بخود اسے اپنی ہستی سے عشق ہوتا چلا گیا۔

اس کا خیال تھا' ساری دنیا اس کے قدموں تلے ہے۔ وہ جو کچھ کہتی ہے' وہ ٹھیک ہے باقی سب غلط۔ وہ جو کچھ چاہتی ہے پا لیتی ہے پھر اسے دوسروں کے لیے اپنی ذات کو جھکانے کی کیا ضرورت ہے؟ لوگ تو خود اس کی جانب جھکے چلے آتے ہیں۔

جو کچھ اس کے پاس تھا' وہی کچھ فاخرہ اور ستارہ کے پاس بھی تھا لیکن ان کی فطرتیں کچھ مختلف تھیں۔ اس لیے انہوں نے قدرت کی فیاضیوں اور عنایتوں کو اپنا حق سمجھنے کے بجائے اس کی مہربانی سمجھا تھا۔ یوں شیریں اپنی دونوں بہنوں اور ماں سے کچھ کھنچ گئی تھی۔

''ممی ہمیشہ کہتی ہیں نانو کہ ستارہ خالہ غلطی پر ضرور تھیں لیکن ان کا قصور اتنا بڑا نہیں تھا کہ انہیں یوں تنہا چھوڑ دیا جائے' بالکل بھلا دیا جائے۔ گوشت سے ناخن جدا نہیں ہوتا اور اگر ہو جائے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔''

''تمہارے نانا بہت ضدی ہیں بیٹا' انہوں نے کہہ دیا تھا کہ ستارہ ان کے لیے مر گئی اور جس نے اس سے کوئی تعلق رکھا وہ بھی ان کے لیے مر گیا۔ ستارہ سے ملنے والے سے وہ رشتہ نہیں رکھیں گے۔ میں اور فاخرہ ان سے چھپ چھپ کے روتے تھے۔ شیریں کو کب کسی کی پروا رہی ہے۔ پتا نہیں کس حال میں ہوگی میری بچی! سالوں گزر گئے' میں نے اس کی شکل نہیں دیکھی۔ وہ کہاں ہے' کس حال میں ہے۔ اس کے کتنے بچے ہیں۔ اس کا شوہر کیسا ہے؟ اب تو تمہارے نانا بھی پچھتاتے ہیں لیکن ظاہر نہیں کرتے۔ مجھے معلوم ہے وہ اس کے لیے چھپ چھپ کر روتے ہیں اور کیوں نہ روئیں' ان کی ضد نے آج انہیں یوں اولاد کے ہوتے ہوئے بھی بے اولادوں جیسا رکھا ہے۔'' ان کی آواز میں دکھ اور غصہ ابھر آیا تھا۔

''آپ نے انہیں ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی؟''

''کون ڈھونڈتا..... باپ ناراض تھا' ماں کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے' بھائی کوئی تھا نہیں۔ بہنیں اپنے آپ میں مگن۔ تمہارے ابو ان دنوں باہر تھے۔ فاخرہ بھی باہر آتی جاتی رہتی تھی۔ میں کس سے کہتی' تمہارے نانا کی خفگی کا خوف مجھے مارے ڈالتا تھا اور وہ شہر کی بھول بھلیوں میں کھو گئی۔ ہر تقریب' ہر بازار' ہر پارک میں میری نظریں آج بھی اسے ڈھونڈتی ہیں۔ شاید کہیں نظر آ جائے وہ..... لیکن وہ بھی ایک ضدی نکلی' اپنے باپ کی طرح۔ تمہارے نانا نے آخری بار اسے کہا تھا کہ اب اس گھر کے دروازے تمہارے لیے بند ہیں۔ اگر تم نے زبردستی یہاں کے لوگوں سے کوئی تعلق رکھنے کی کوشش کی تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی۔ وہ یہ سن کر سکتے میں رہ گئی تھی پھر پلٹ کر تو دوبارہ اس نے کبھی ہماری زندگی میں قدم نہیں رکھا۔ چلو آ نہیں سکتی تھی تو کوئی فون ہی کر لیتی۔ کوئی خط بھیج دیتی' نہ رکھتی تعلق' نہ ملتی ہم سے۔ کم از کم مجھے یہ یقین تو ہو جاتا کہ وہ ٹھیک ہے' خیریت سے ہے' خوش ہے۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نانو کو آج بہت طویل عرصے بعد کوئی ملا تھا جس کے سامنے وہ دل کھول کر رکھ رہی تھیں ورنہ کون تھا سننے والا۔

''آپ فکر مت کریں نانو! اب میں آ گیا ہوں نا اور اتنا بڑا بھی ہو گیا ہوں کہ آپ کے ان آنسوؤں کو چن سکوں'' سبطین نے اپنی ہتھیلی میں ان کے آنسوؤں کو جذب کیا۔

''میں ڈھونڈوں گا ستارہ خالہ کو وہ مل جائیں گی پھر ہم نانا ابو کو منا لیں گے۔ وہ بھی ان کے منتظر ہیں۔ دیکھیے گا سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

اس کے تسلی بھرے الفاظ نانو کے تڑپتے ہوئے دل کے لیے نرم پھائے کی طرح تھے۔ مدتوں بعد وہ یوں کھل کر مسکرائی تھیں۔

☆

''شرم تو نہیں آتی تمہیں' میں پورے نو دن تمہارے گھر نہیں آئی تو تمہیں اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ تم ہی خیریت پوچھنے چلی آتیں'' نوین اس کے سر پر کھڑی اسے بُری طرح جھاڑ رہی تھی۔

''میں روز سوچتی تھی کہ آج تو تم ضرور آؤ گی اور جس دن میں نے دال کی کچوریاں اور چھولے کا سالن بنایا تھا' مجھے یقین تھا کہ اس کی خوشبو سونگھ کر تم خود بخود پہنچ جاؤ گی لیکن تم نہیں آئیں اور تمہارے حصے کی کچوریاں بھی ہم نے کھا لیں!'' عفیفہ کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

''کچوریاں!'' وہ زور سے چیخی ''عافی کی بچی! تم سے اکیلے اکیلے ہضم کیسے ہوئیں وہ۔ چلو میں نہیں آ سکتی تھی تو تم بھیج تو سکتی تھیں نا؟''

''کوئی تھا ہی نہیں لے جانے والا۔ دل تو بہت ہو رہا تھا میرا کہ.....''

''ہاں' تمہارے پیروں میں تو مہندی لگی ہوئی ہے۔ کوئی نہیں تھا تو خود لے آتیں!''

''تمہیں تو پتا ہے' میرا گھر سے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔ وسیط سے کہا تھا' کہنے لگا کہ پہلے خود کھا لوں گرم گرم پھر دے آؤں گا لیکن تب تک..... کچھ بچا ہی کہاں تھا جو بھیجتی؟'' عفیفہ نے مسکرا کر اسے دیکھا جس کا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا۔

''اُف' یہ وسیط کا بچہ! ہمیشہ سے میرے کھانے کا دشمن' خیر کوئی بات نہیں۔ تم یہ بتاؤ تم کہاں ہو' ہمیشہ میں ہی آؤں' تم نہیں آ سکتیں۔ آسیہ باجی بھی تمہیں اتنا یاد کر رہی ہیں۔''

آسیہ باجی کے ذکر پر اسے سب کچھ یاد آ گیا۔ اس نے جھرجھری سی لی۔ خدا نے اس دن اس کی کیسی عزت رکھی تھی۔

''انہیں بھی ساتھ لے آتیں؟''

''ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے' ڈپریسڈ ہیں۔ ہماری اماں کے نظریات ان کی جان لے کر چھوڑیں گے یا نفسیاتی مریض ہو جائیں گی وہ'' وہ سختی سے کہہ کر سلاد کے لیے رکھی گاجر چبانے لگی۔

''خدا کے لیے اسے چھیل کر دھو تو لو' عفیفہ نے اسے ٹوکا لیکن اسے بدستور اپنے کام میں مشغول پا کر سرسری انداز میں پوچھا۔

''اس رشتے کا کیا ہوا' وہ جو آسیہ باجی کے لیے آیا تھا؟''

''اس کی تنخواہ ہماری کزن کے میاں سے چند ہزار کم ہے' بھلا اماں کیسے کر دیں گی؟''

''یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی' کسی نے سمجھایا نہیں انہیں؟''

'''انہیں کون سمجھا سکتا ہے' توبہ کرو۔ اپنی مصیبت لانی ہے۔ دیکھنا وہ اسی طرح اپنی ساری اولاد کو بوڑھا کر دیں گی۔ دوسروں کو دیکھیں گی تو ہمیشہ ناخوش رہیں گی۔ یہ شاید آخری ڈھنگ کا رشتہ تھا جو آسیہ باجی کے لیے آیا تھا۔ دو چار سال بعد تو رنڈوے' طلاق یافتہ' دو چار بچوں کے اباؤں کے رشتے آئیں گے تب شاید وہ مجبور ہو جائیں۔''

''اللہ نہ کرے' نوین! ایسا کیوں کہتی ہو آسیہ باجی کے لیے۔ اللہ کرے ان کی شادی بہت اچھی جگہ ہو جائے'' اس نے جلدی سے اسے ٹوکا۔

''اللہ تو کر رہا ہے' بھیج رہا ہے رشتے۔ اب اس کے بندے ہی ناشکرا پن کریں تو وہ کیا کرے؟''

عافی نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ وہ غلط نہیں کہہ رہی تھی۔ کتنی ہی مائیں ہیں جو دوسروں سے مقابلہ کرنے کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کو گھر بٹھائے بوڑھا کر دیتی ہیں۔ آسیہ باجی کا گھر بھی بس سکتا تھا لیکن مہناز خالہ کی بے جا ضد کی وجہ سے بس نہیں پا رہا تھا۔

☆

کبھی کبھی اس کا دل شدت سے چاہنے لگتا تھا کہ وہ اپنی ماں کے گھر والوں سے ملے۔ اس کی نانی' نانا' خالائیں اور ان کے بچے۔

امی جب موڈ میں ہوتیں تو اسے سب کے بارے میں بتاتیں تھیں'' تمہاری نانی مجھے بہت پیار کرتی تھیں۔ اس بات پر اکثر شیریں چڑ بھی جاتی تھی۔ وہ بچپن سے ہی ایسی تھی لیکن پھر بھی مجھے اس سے بہت محبت تھی' بہن تھی نہ آخر میری۔ فاخرہ آپی تو ہم سے کافی بڑی تھیں۔ مجھ سے تقریباً سات سال بڑی لیکن شیریں اور مجھ میں صرف سوا سال کا فرق تھا۔ میرا بہت دل چاہتا تھا کہ وہ میرے ساتھ دوستوں کی طرح رہے۔ میں اپنی ہر بات اس سے شیئر کروں لیکن اس نے کبھی مجھ سے قریب ہونے کی کوشش ہی نہیں کی۔ ساری دنیا کی بہنیں ایک دوسرے سے کتنے قریب ہوتی ہیں۔ ہر دکھ سکھ شیئر کرتی ہیں لیکن شیریں ہمیشہ خود میں مگن رہی۔ اس کی مرضی ہوتی تو ٹھیک' ذرا اس کے موڈ اور مرضی کے خلاف ہوتا' چیخ چیخ کر پورا گھر سر پر اٹھا لیتی۔ وہ ساری دنیا کو اپنی مرضی سے چلانا چاہتی تھی۔ سب اس کی مانیں' اسے سراہیں' اسے چاہیں' بس..... خود وہ چاہے کسی کے لیے کچھ نہ کرے' میں اسے سمجھانے کی بہت کوشش کرتی تھی لیکن وہ سمجھتی تھی کہ وہ ہمیشہ صحیح ہوتی ہے اور دوسرا غلط۔ ایسے آدمی کو کوئی کیا سمجھا سکتا ہے!''

''اور فاخرہ خالہ؟'' وہ دلچسپی سے پوچھتی۔

''فاخرہ آپی فطرتاً سنجیدہ مزاج تھیں لیکن محبتوں سے بھرپور۔ مجھ سے' شیریں سے' ممی اور پاپا دونوں سے یہاں تک کہ ہمارے گھر کے مالی اور خانساماں تک سے پیار کرتی تھیں۔ وہ شاید دنیا میں آئی ہی پیار کرنے کے لیے تھیں۔ بڑا دھیما سا انداز ہوتا تھا ان کا۔ اپنے جذبوں کو لفظوں میں کبھی ظاہر نہ کرتیں لیکن ان کا رویہ سامنے والے کو ان کا گرویدہ کر دیتا تھا۔ بہت کم ہوتے ہیں ایسے لوگ۔ میری دو بہنیں ہیں بیٹا لیکن ایک بھی میری نہیں۔ میرے پاس نہیں، بہنیں بڑی نعمت ہوتی ہیں۔ ماں باپ سدا نہیں رہتے۔ اولاد بھی ہمیشہ ساتھ نہیں رہتی۔ پھر یہ بہنیں ہی ہوتی ہیں جن کے ساتھ آپ اپنے دکھ سکھ شیئر کر سکتے ہیں' وقت گزار سکتے ہیں'' ان کا لہجہ آزردہ ہوتا۔

''ہاں امی!'' وہ اداس ہو جاتی ''لیکن میری تو کوئی بہن نہیں۔ سب بھائی ہیں۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''ہاں یہ تو ہے۔لیکن تم اداس کیوں ہوتی ہو'میں ہوں نا۔تم مجھے بتانا سب کچھ۔ہم ماں بیٹی بعد میں ہیں'دوست پہلے ہیں ناں'' وہ اسے پیار سے اپنے اندر سمیٹ لیتیں۔

''آپ نے تو کہا تھا امی کہ آپ میری ماں'بہن'سہیلی سب کچھ ہیں۔پھر ایک ساتھ اتنے سارے رشتے کیوں اپنے ساتھ لے گئیں'' اس کے اندر کوئی سسکنے لگتا۔

''میں ہمیشہ پوچھتی رہی آپ سے کہ میرے ننھیال والے ہم سے کیوں نہیں ملتے لیکن آپ نے کبھی کچھ نہیں بتایا۔ہمیشہ یہ کہہ کر بہلا دیا کہ تم ابھی چھوٹی ہو۔ذرا بڑی ہو جاؤ پھر تمہیں سب کچھ بتاؤں گی لیکن میرے بڑے ہونے سے پہلے ہی..... پیاری امی' مجھے کم از کم یہ تو بتا دیتیں کہ وہ سب کہاں رہتے ہیں لیکن شاید ابا کی وجہ سے'ابا تو آپ سے ہی محبت نہیں کرتے تھے'ان سب کو کیسے برداشت کرتے؟''

وہ بے قراری سے پورے گھر میں ٹہلنے لگتی۔ہزاروں بار وہ ان کی الماری صاف کر چکی تھی۔ان کی چیزیں دیکھ چکی تھی'ان کے سارے کپڑے تو اس نے کسی ضرورت مند کو دے دیے تھے لیکن اور دوسری چیزیں اس نے آج تک کسی قیمتی متاع کی طرح سنبھال کر رکھی تھیں۔پھر ان کے پاس زیادہ تھا ہی کیا۔گنی چنی چیزیں۔نہ سنگھار کا سامان'نہ قیمتی کپڑے'نہ جیولری۔ابا کے مالی حالات اتنے برے بھی نہ تھے۔ٹھیک ٹھاک تھے لیکن امی کی چیزیں دیکھ کر لگتا تھا یا تو امی خود بہت سادہ مزاج تھیں یا پھر ابا کو ان سے دلچسپی تھی نہ ان کی ضروریات سے۔بچوں کے پاس پھر ان سے بہتر چیزیں تھیں۔گھر کی حالت بھی بُری نہ تھی بس ایک امی.....!

کبھی کبھی وہ سوچتی اگر اس کی امی قیمتی لباس'قیمتی جیولری میں اچھا میک اپ کر کے رہتیں تو شاید اس روئے زمین پر ان سے زیادہ حسین کوئی نہ ہوتا۔

کتنی گلابی رنگت تھی ان کی جو بعد میں آہستہ آہستہ زردی میں بدلتی گئی۔ان کی آنکھیں کیسے جگر جگر چمکتی تھیں جو بعد میں بجھتی چلی گئیں۔

ایسا کیوں ہوتا ہے'کسی ایک شخص کی بے توجہی'اس کا رویہ'اس کا ناروا سلوک ہمیں اندر ہی اندر گھلا دیتا ہے۔

امی بھی موم بتی کی طرح آہستہ آہستہ پگھل رہی تھیں۔

گیلی لکڑی کی طرح اندر ہی اندر سلگ رہی تھیں اور بالآخر ایک دن انہیں راکھ ہی ہو جانا تھا لیکن جن کے لیے وہ راکھ ہو رہی تھیں'انہیں ان کی پروا کب تھی۔

ابا'نانی'نانا.....اور دونوں خالائیں ان سب کا غم انہیں آہستہ آہستہ ختم کر رہا تھا اور جس بیٹی کو انہوں نے اتنی منتوں مرادوں کے بعد پایا تھا اس کا موہنا چہرہ بھی انہیں موت کی طرف جانے سے نہ روک سکا تھا۔

☆

''تو ابا نے انکار کر دیا؟'' باسط بھائی نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا تو وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔

وہ کافی دن تک اس بات کے منتظر رہے تھے کہ وہ خود انہیں سب کچھ بتائے گی۔ابا کے موڈ سے تو انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس بات سے خوش نہیں ہوئے تھے۔لیکن وجہ کیا تھی'وہ جاننا چاہتے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''لیکن ابا کو کیا اعتراض ہے؟'' انہوں نے پھر پوچھا۔

''انہیں آسیہ باجی کی عمر پر اعتراض ہے کہ وہ آپ سے ایک ڈیڑھ سال بڑی ہیں۔ دوسرے آپ کے مقابلے میں شکل وصورت میں بھی کم ہیں'' اس نے آہستگی سے جواب دیا اور بغور ان کا چہرہ دیکھا۔ کہیں وہ آسیہ باجی سے محبت تو نہیں کرنے لگے تھے؟ پھر تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔ یہ محبت تو انسان کو کہیں کا نہیں رہنے دیتی۔

''لیکن جب مجھے کوئی اعتراض نہیں تو انہیں کیوں ہے؟'' وہ جھنجلائے ''تھوڑا سا بڑا ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے اور پھر اس گھر کو کسی ناز نخرے والی لڑکی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لڑکی جو کم عمر ہوگی' حسین ہوگی' بہت امیر ہوگی' وہ ہمارے گھر آ کر ہمارے نخرے نہیں اٹھائے گی بلکہ ہم سے ناز اٹھوائے گی' ابا یہ کیوں نہیں سوچتے۔ آسیہ کے مزاج کو تم سمجھتی ہو' اچھی طرح..... وہ محبت کرنے والی لڑکی ہے' محبتیں ہی بانٹے گی' ہم سب کو سمیٹ لے گی' بس اسی لیے میں نے ایسا سوچا تھا۔''

''میں جانتی ہوں باسط بھائی! آسیہ باجی واقعی بہت اچھے مزاج کی ہیں۔ انہیں تو اللہ نے محبت اور خلوص کے خمیر سے گوندھا ہے۔ وہ یہاں آ جاتیں تو ہمارے گھر میں چاروں طرف اجالا ہو جاتا' رونقیں بکھر جاتیں۔ امی کے جانے کے بعد یہ گھر خاموش' ویران مکان بن گیا ہے۔ میں سارا دن اِدھر سے اُدھر بولائی پھرتی ہوں۔ کوئی نہیں ہے یہاں جس سے ہنس بول سکوں۔ آپ تینوں بھی رات گئے گھر لوٹتے ہیں۔ نوین کا سہارا نہ ہوتا تو شاید..... اب تو وہ بھی کئی کئی دن تک نہیں آتی۔ میرے نہ جانے کا شکوہ رہتا ہے اسے'' آج پہلی بار اس نے اپنی تنہائی یوں کسی کے سامنے ظاہر کی تھی۔

''میں جانتا ہوں'' وہ ٹھنڈی سی سانس بھر کر کچھ دیر خاموش ہو گئے ''ہم سب لوگ بڑے خود غرض ہوتے ہیں' ہمیں زندگی کی دوڑ دھوپ میں اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم سے متعلق کتنے لوگ ہماری توجہ کے منتظر ہوتے ہیں۔ پہلے رشتے اہم ہونے چاہئیں پھر زندگی کے مسائل۔ کیوں کہ ان رشتوں کے لیے ہی تو ہم اتنی بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔ جب وہی خوش نہ ہوں تو..... بہرحال میں کوشش کروں گا کہ ابا کو ایک بار سمجھا سکوں۔''

''نہیں باسط بھائی پلیز! وہ خوف زدہ سی ہو گئی۔

''تم ابا سے اس قدر خوف زدہ کیوں رہتی ہو عافی! وہ ہمارے باپ ہیں۔'' انہوں نے اس کا چہرہ دیکھا جو ابا کے ذکر پر خوف کی چادر اوڑھ چکا تھا۔

''میں خوف زدہ نہیں ہوں' میں تو بس..... ہمیں ابا کو ناراض نہیں کرنا چاہیے۔ امی کے بعد وہی تو ہیں۔ ان کا ہونا ہی ہمارے لیے بہت ہے۔ وہ ہم سے خفا ہو گئے تو.....'' کہتے کہتے اس نے سامنے نظر اٹھائی تو سکتے کے عالم میں رہ گئی۔ ابا جانے کب وہاں آ کر کھڑے ہو گئے تھے اور انہوں نے ان کی کتنی باتیں سن لی تھیں' دونوں کو پتا نہیں تھا۔

انہوں نے چند لمحوں کے لیے کچھ سوچا پھر عجیب سے لہجے میں باسط بھائی سے پوچھا ''تو تم آسیہ سے محبت نہیں کرتے؟''

''محبت!'' وہ گڑبڑا سے گئے' عجیب سا سوال تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''میں سمجھا تھا کہ شاید تمہیں اس سے محبت ہوگئی ہے تبھی اپنی عمر سے بڑی لڑکی سے شادی کرنے پر زور دے رہے ہو۔ اماں بی نے تو کہا تھا کہ وہ تمہاری بھی پسند ہے اور تمہارے ہی ایما پر وہ مجھ سے بات کرنے آئی ہیں۔ پہلے تو وہ اپنی طرف سے کہہ رہی تھیں' میں نے انکار کیا تو کہنے لگیں کہ ہمیں باسط کی مرضی بھی دیکھنی چاہیے۔ خیر' میں نے تم لوگوں کی باتیں سن لی ہیں۔ اگر اس شادی کی وجہ یہ ہے تو مجھے کوئی انکار نہیں۔''

''جی.....!'' دونوں کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

''اماں بی سے کہنا کہ تیار رہیں۔ انہیں بتا دیں' ہم کل ان کے گھر آئیں گے۔'' وہ فوراً پلٹ گئے۔

ان کے جاتے ہی ان دونوں پر چھایا سکتہ ٹوٹ گیا۔

''باسط بھائی!'' عفیفہ تو بے ساختہ ان سے لپٹ گئی تھی۔ زندگی میں پہلی بار اس نے اپنی خوشی کا اظہار یوں کیا تھا۔

اس کی خوشی محسوس کر کے ان کے اندر ایک ٹھنڈک سی اتر گئی۔ ان کا ایک ہاتھ اس کے سر پر ٹک گیا۔

''امی! زندگی نے میری بہن سے بہت کچھ چھینا ہے لیکن میں نے سوچ لیا ہے کہ اب زندگی سے سب کچھ چھین کر میں اس کی جھولی میں ڈال دوں گا۔ خوشیوں کے اتنے خزانے کہ وہ سمیٹتے سمیٹتے تھک جائے گی اور آج اس کی ابتداء ہوگئی ہے۔

☆

''پلیز سبطین! یہ فیئر نہیں ہے۔ پہلے تو تم کہہ رہے تھے کہ تم ہمارے ہاں ٹھہرو گے۔ اب سارا سامان اٹھا کر نانو کے ہاں شفٹ ہو رہے ہو' یہ کیا بات ہوئی؟'' زویا کو سخت غصہ آ رہا تھا۔

سبطین نے مسکرا کر اس کے غصے سے بھرے چہرے کو دیکھا۔ ''سوری مائی ڈیئر کزن! لیکن کیا کروں' اس گھر کو میری ضرورت زیادہ ہے اور پھر وہ کوئی غیر نہیں ہیں' تمہارے نانا کا گھر ہے جب چاہے چلی آنا۔''

''ہونہہ.....ان اولڈ کیریکٹرز کو دیکھنے کا شوق کسے ہے؟'' اس نے منہ بنایا' ''سارا وقت تو روتی دھوتی رہتی ہیں نانو۔ مما تو خود اسی لیے بے زار ہو کر نہیں جاتیں وہاں' نانا جان الگ ٹینس رہتے ہیں دوسروں کو بھی رکھتے ہیں۔''

''بُری بات ہے زویا' ایسے نہیں کہتے۔ وہ ہمارے نانا نانی ہیں۔ ہماری ماؤں کے والدین' تمہیں ان کا خیال رکھنا چاہیے' عزت کرنی چاہیے۔''

''آئی ایم سارری! مجھ سے یہ سب نہیں ہوتا کہ جس سے ملنے کو بھی دل نہ چاہے' اس سے زبردستی ملوں۔ مجھے تو ایک گھنٹا گزارنا مشکل ہو جاتا ہے وہاں' پتا نہیں تم کیسے رہو گے؟''

''بہت مزے میں'' وہ خوش دلی سے بولا ''پھر کون سا ساری عمر رہنا ہے۔ ممی اور ڈیڈی آ جائیں گے تو ہم اپنے گھر رہیں گے لیکن میں نے سوچا ہے کہ انہیں میں تب تک اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ اگر وہ دونوں مان گئے تو اپنے ساتھ رکھوں گا۔ دیکھو زویا' بوڑھوں کو اس عمر میں بہت توجہ اور پیار کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں بالکل تنہا کیسے چھوڑا جا سکتا ہے۔ جن کی تین تین اولادیں ہوں وہ اتنے بڑے گھر میں یوں تنہا' کیا تمہیں یہ سوچ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوف نہیں آتا کہ کبھی بڑھاپا ہم پر بھی آئے گا' ہمیں یوں اکیلے رہنا پڑے تو.....؟''

''اوگاڈ! سبطین تمہاری تھنکنگ کیسی ہے؟ میں تو سن سن کر حیران ہو رہی ہوں۔ جب وقت آئے گا تو گزار لیں گے بھئی' دوسروں کو پریشان نہیں کریں گے۔ خیر چھوڑو' یہ بتاؤ روز شام میں آؤ گے نا' میں تو تمہیں اپنے دوستوں سے ملوانے کا پروگرام بنا رہی تھی۔''

''بھئی' میں کون سا شہر چھوڑ کر جا رہا ہوں'' اس نے جان چھوٹ جانے پر دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔

''میں نے مما سے کہا ہے کہ ایک اچھی سی پارٹی رکھیں۔ اس طرح سب تم سے مل لیں گے۔''

''اور یہ تم مجھے سب سے ملوانا کیوں چاہتی ہو؟'' وہ اطمینان سے لان چیئر کی پشت سے ٹیک لگا کر نیم دراز سا ہو گیا۔

''ارے واہ! میرا اتنا اسمارٹ سا کزن' کیوں نہ ملواؤں؟'' وہ مسکرائی تو سبطین بھی ہنس دیا۔

☆

ابا کے کہنے کے مطابق وہ دوسری صبح سب کے جاتے ہی اماں بی کے ہاں پہنچ گئی۔ وہ اشعر کے لیے ناشتا بنا رہی تھیں۔ اسے اتنی صبح دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ ''صبح ہی صبح' خیریت ہے نا بیٹا!'' انہوں نے پراٹھے کو توے پر پلٹتے ہوئے پوچھا۔

''جی اماں بی! خیریت ہے۔ ایک خوشخبری ہے' پہلے آپ اشعر بھائی کو ناشتا دے دیں پھر اطمینان سے بتاؤں گی۔ لائیے یہ انڈا مجھے دے دیں' آملیٹ بنا دوں؟''

''رہنے دو بیٹا' میں کر لوں گی۔ تمہارے اپنے کام ہوتے ہیں۔ اکیلی جان' ہزاروں دھندے۔'' انہوں نے محبت سے منع کیا۔

''آپ بھی تو اکیلی ہوتی ہیں اماں بی' بس اب آپ بھی اشعر بھائی کی دلہن لے آئیے تاکہ آپ کو کچھ آرام مل سکے'' اس کا لہجہ تک کھلکھلا رہا تھا اور اماں بی کو اس کا یہ بدلا ہوا روپ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلی خوشی سے انہوں نے ''خوشخبری'' کا بخوبی اندازہ لگا لیا تھا۔

''ابھی اسے نوکری پر لگنے دو بیٹا پھر سب سے پہلا کام یہی کروں گی۔ میں تو خود تنہا رہ کر اکتا گئی ہوں۔''

''اماں بی' ناشتے میں کتنی دیر لگے گی۔ مجھے دیر ہو رہی ہے انٹرویو سے'' دروازے پر اشعر کی سنجیدہ سی آواز ابھری تو وہ پیٹھ موڑ کر خواہ مخواہ کولر میں سے پانی نکالنے لگی۔

اشعر نے اس کی کمر پر لہراتی گھنے بالوں کی لمبی سی چوٹی کو دیکھا جو لان کے دوپٹے سے نکل کر اپنی خوبصورت چھب دکھلا رہی تھی۔ ہلکا آسمانی لان کا دوپٹا اس کے سر پر نہایت سلیقے سے پھیلا ہوا تھا۔ پتا نہیں کیوں وہ چاہتے ہوئے بھی اس کے وجود سے نظریں نہ ہٹا سکا۔

اماں بی اس کی دلچسپی کو محسوس کر کے مسکرائیں تو وہ ان کے چہرے پر پھیلتی مسکراہٹ کو دیکھ کر گڑبڑا گیا۔

''اماں بی، ناشتا!''

''ہاں تیار ہے بیٹا' یہیں کر لو۔ باہر برآمدے میں تو سردی ہو رہی ہے۔ میں اور عفیفہ اندر کمرے میں جا رہے ہیں۔''

ان کی بات پر عفیفہ نے پلٹ کر آہستہ سے اسے سلام کیا اور وہاں سے نکل گئی۔

''ٹھیک سے ناشتا کرنا بیٹا' کہیں گھبراہٹ میں ادھورا چھوڑ جاؤ'' وہ بدستور مسکرا رہی تھیں۔

''یہ آپ کس خوشی میں یوں مسکرائے جا رہی ہیں' صبح ہی صبح؟'' وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

''آج میں نے ایک چوری پکڑ لی ہے۔ وہ بھی نہایت پیاری چوری' ان کا لہجہ معنی خیز تھا۔

''کیا اماں بی؟'' ناشتے کی طرف جاتے جاتے اس کے ہاتھ رک گئے۔

''وقت آنے پر بتاؤں گی لیکن یہ ضرور بتا دوں' میں آج بہت خوش ہوں'' مسکراتے ہوئے کچن سے چلی گئیں۔

اور وہ وہیں کھڑا سوچتا رہ گیا۔ زندگی میں اس کے لیے ان باتوں کی جگہ کہاں تھی؟ اس نے رشتوں کے تقدس کو اس بدصورتی کے ساتھ بکھرتے دیکھا تھا کہ ہر شخص پر سے اس کا اعتماد اٹھ گیا تھا۔ اماں نہ ہوتیں تو شاید وہ خود بھی اسی طرح بکھر جاتا۔ لیکن ان کی ہزار محبتوں کے باوجود وہ ایک پُراعتماد شخصیت نہیں بن سکا تھا۔ زندگی نے جو کچھ اسے دیا تھا وہ ویسا ہی بن گیا تھا۔ بکھرا ہوا' ناآسودہ اور الجھا ہوا۔

اور محبت..... محبت کرنے کی اس کی زندگی میں گنجائش کہاں تھی لیکن یہ لڑکی عفیفہ..... جب بھی سامنے آتی' اسے مزید الجھا کر رکھ دیتی تھی۔ اس کی سادہ اور خاموش فطرت' شخصیت کا بے پناہ حسن اور رکھ رکھاؤ' سب ہی کچھ تو متاثر کن تھا اور وہ جوں جوں اس سے متاثر ہوتا چلا جاتا' ویسے ویسے وہ خود کو جھٹلانے لگتا لیکن کب تک.....!

''تو عفیفہ بی بی! میرے لاکھ گریز کے باوجود آپ میرے اتنے نزدیک آتی جا رہی ہیں کہ اب اس بات کو اماں بی نے بھی محسوس کر لیا ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ کیا کرنا چاہیے؟'' وہ چپکے سے مسکرایا اور ناشتے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

☆

خدا اور محبت

خدا اور محبت بہت ہی خوبصورت اور رومانی ناول ہے جو مصنف ہاشم ندیم کی اپنی محبت کی سچی داستان پر مبنی ہے۔ یہ مصنف ہاشم ندیم کا پہلا ناول ہے اور اس کی کہانی کوئٹہ اور لندن شہر کے پس منظر میں لکھی گئی ہے۔ یہ ناول ایک پرائیوٹ چینل پر ڈرامائی شکل میں بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ اس ناول کو نیشنل اور انٹرنیشنل دونوں سطح پر بہت سراہا گیا ہے اور بہت جلد علم و عرفان پبلیکیشنز والے اس ناول کا انگریزی ایڈیشن لندن سے شائع کرنے والے ہیں۔

یہ ناول کتاب گھر پر دستیاب ہے۔ جسے **ناول** سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نوین کے گھر سے واپسی پر ابا کا موڈ تھوڑا بگڑا ہوا تھا۔ ''ہونہہ! خواہ مخواہ کے نخرے' سوچنے کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے۔ ہمارا لڑکا اس قدر خوبیوں والا ہے۔ اپنی لڑکی کو دیکھیں پھر سوچیں۔''

''بُری بات خاور میاں..... لڑکی والے ہیں' سوچنے میں کچھ وقت تو لیں گے۔ لڑکی کسی پر بھاری نہیں ہوتی۔ چاہے شرما حضوری ہی سہی' اس طرح نہیں کہتے۔'' اماں بی نے فوراً ٹوکا تو ان کا منہ مزید بن گیا۔

''پھر بھی اماں بی! آسیہ کی ماں کو دیکھا تھا' تیور ہی نہیں مل رہے تھے۔ ڈھنگ سے بات ہی کرنی نہیں آتی اس عورت کو۔''

''چھوڑو تم' آسیہ کا باپ تو بھلا آدمی ہے۔ کس طرح بچھا جا رہا تھا۔ سب کچھ چھوڑ کر بس یہ سوچو' آسیہ ایک اچھی لڑکی ہے۔ تمہارے گھر کو ایک سلجھی ہوئی محبت کرنے والی لڑکی کی ضرورت ہے۔ کوئی تیز طرار لڑکی آ گئی تو..... بہرحال' وہ دیر نہیں لگائیں گے۔ ایک آدھ دن میں جواب دیں گے۔'' انہوں نے سمجھایا۔

عفیفہ چائے لے کر آئی تو ابا کا بگڑا ہوا مزاج دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ ''ہائے' مہناز خالہ نے پھر سے حسب عادت انکار تو نہیں کر دیا'' لیکن اماں بی چہرے سے کافی مطمئن اور خوش نظر آ رہی تھیں۔

''تینوں لڑکے کہاں ہیں بیٹا! آئے نہیں اب تک؟'' انہوں نے ماحول اور موضوع کو بدلنے کی نیت سے پوچھا۔

''ذرا دیر سے آتے ہیں اماں بی' سمیط بھائی کی تو آج ریکارڈنگ تھی۔ وسیط کہہ کر گیا تھا کہ ٹیوشن پڑھا کر وہ کسی دوست کے ہاں جائے گا۔ ہاں' باسط بھائی بس آتے ہی ہوں گے۔'' اس نے تفصیل سے جواب دیا۔

ابا اس دوران خاموش ہی رہے اور ان کا خاموش رہنا ہی بہتر تھا۔ چائے پی کر وہ باہر کسی کام سے چلے گئے تو وہ اماں بی سے بے چینی سے پوری تفصیل پوچھنے لگی۔

''ارے بیٹا' کیا بتاؤں..... یہ مہناز عجیب مزاج کی عورت ہے۔ ایسا روکھا رویہ جیسے ہم پر کوئی احسان کر رہی ہو۔ بیٹی والوں کے رویے ایسے نہیں ہوتے۔ اتنے خراب خراب رشتے آتے ہیں لڑکیوں کے۔ تب بھی ماں باپ رویے سے ناپسندیدگی ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ بھلے سے بعد میں نہ کریں اور ہمارا باسط تو لاکھوں میں ایک ہے۔ خوش نصیبی ہے ان کی۔ تبھی تو تمہارے باپ کا موڈ خراب ہو رہا ہے کہ ہمارے لڑکے میں کوئی کمی نہیں پھر بھی اس طرح پیش آئی مہناز۔ دیکھو' آج کل میں اکیلے جا کے سمجھاؤں گی اسے۔''

''اور اگر وہ نہ مانیں تو.....؟'' اسے عجیب سی گھبراہٹ نے آ گھیرا۔

''تو کوئی بات نہیں بیٹا! شہر میں اچھی لڑکیوں کی کمی ہے کیا۔ دیکھ بھال کر کوئی اور لڑکی لے آئیں گے اپنے باسط کے لیے۔ لیکن وہ اگر ایسا کریں گی تو پچھتائیں گی۔'' انہوں نے اسے تسلی دی۔

''میں نے تصور میں انہیں اس گھر میں چلتے پھرتے اور ہنستے بولتے بھی دیکھ لیا تھا اماں بی!''

''بس بیٹا! سب اللہ پر چھوڑ دو۔ جو اسے منظور' ہم اپنی سی کوشش ضرور کرتے ہیں، ہوتا وہی ہے جو وہ چاہتا ہے اور جس میں ہماری بھلائی ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہی ہو تو اچھا ہے بیٹا! تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔ میں تو اللہ پر سب کچھ چھوڑ کر بہت مطمئن ہو جاتی ہوں۔"

ان کے سمجھانے پر جیسے اس کا دل بھی مطمئن ہو گیا۔

☆

دوسری صبح ابھی وہ کچن سمیٹ رہی تھی کہ نوین چلی آئی۔ اس کا چہرہ تھوڑا بجھا ہوا تھا۔

"کیا ہوا' تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" عفیفہ نے تشویش سے پوچھا تو وہ آہستہ سے مسکرائی۔

"کیوں' مجھے کیا ہوا ہے' ٹھیک تو ہوں۔"

"بالکل نہیں' کیا گھر میں کوئی بات ہوئی ہے؟ مہناز خالہ نے اب کی بار کیا سوچا نوین۔ کہیں وہ باسط بھائی کے لیے بھی تو انکار نہیں کر دیں گی؟"

"باسط بھائی کو بھلا کون انکار کر سکتا ہے۔ ہر لحاظ سے مکمل' ہزاروں سے اچھے۔ میری تو کسی کزن کا میاں اتنا اچھا اور شاندار نہیں ہے۔ یہ تو اماں کو خواہ مخواہ نخرے دکھانے کی عادت ہے۔ وہ نہیں سدھر سکتیں۔ ابو نے خوب ڈانٹا انہیں تمہارے ابا اور اماں بی کے جانے کے بعد لیکن وہ یہی کہتی رہیں کہ لڑکی میری ہے' مجھے سوچنے کا حق ہے۔ اتنی فالتو نہیں ہے کہ کوئی کہے اور میں اسے اٹھا کر ان کی جھولی میں ڈال دوں۔ ابو نے کہا کہ بے شک سوچیں لیکن اپنا رویہ تو کم از کم ٹھیک رکھتیں لیکن ہماری اماں ایک عاقبت نا اندیش عورت ہیں۔ بھلا آسیہ باجی کے لیے اس سے اچھا رشتہ آ سکتا ہے۔"

"چائے پیو گی؟" عفیفہ کو اس کا تھکا تھکا انداز عجیب الجھن میں مبتلا کر رہا تھا۔

"نہیں' موڈ نہیں ہے" اس نے بیزاری سے کہا۔

"تمہارے موڈ کو کیا ہوا آخر؟"

"پتا نہیں" اس نے کندھے اچکائے۔

"اچھا لو' یہ کھاؤ" اس نے پلاسٹک کے ائرٹائٹ جار سے نکال کر خستہ میٹھی ٹکیاں نکال کر پلیٹ میں رکھیں "میں نے کل بنائی تھیں' بہت اچھی بنی ہیں۔ مٹھائی بات پکی ہونے کے بعد۔"

"اچھا میں چلتی ہوں" وہ ایکدم اٹھ کھڑی ہوئی۔

نوین! ادھر دیکھو' پلیز..... کیا ہوا ہے۔ کیا مجھے بھی نہیں بتاؤ گی؟" عفیفہ کا پوچھنا غضب ہو گیا۔ وہ اس کے کندھے سے لگ کر یوں روئی کہ اس کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

"نوین..... نوین پلیز! خود کو سنبھالو۔ کیا ہوا ہے آخر' کیا بات ہے؟ تم بتاتی کیوں نہیں ہو؟ دیکھو' میں پریشان ہو رہی ہوں' پلیز نوین!"

اس نے سمجھنے کی کوشش کی اور اس کے چہرے پر باسط بھائی کا نام لکھا دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی۔

"نوین! تم..... تم نے مجھ سے اتنی بڑی بات چھپائی۔ کبھی نہیں بتایا۔ تم مجھ سے کہتیں تو سہی۔ میرے لیے تو آسیہ باجی اور تم برابر ہو۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باسط بھائی کو تمہارے لیے رضامند کر لیتی۔ وہ کون سا آسیہ باجی سے محبت کرتے ہیں۔ وہ تو بس اس لیے..... دیکھو نا! مجھے' ہمیں' ہم سب کو کسی محبت کرنے والی لڑکی کی ضرورت تھی اور آسیہ باجی اتنی اچھی ہیں۔ تم بھی ان ہی کی طرح ہو پُر خلوص اور ہمدرد۔ ہم سب سے محبت کرتی ہو لیکن تم نے آج تک مجھ سے چھپایا' اب کیا ہوگا؟''

''کچھ نہیں ہوگا اب' غلطی میری ہی ہے۔ میں سمجھتی تھی کہ یہ سب ناممکن ہے' کہاں باسط بھائی جیسا مکمل شخص' کہاں مجھ جیسی عام سی شخصیت۔ اسی خوف سے کبھی کسی سے کچھ نہ کہہ سکی لیکن اب مجھے اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔ آسیہ باجی اتنی اچھی ہیں۔ اگر انہیں باسط بھائی جیسا شخص مل رہا ہے تو مجھے اپنے چھوٹے پن کا ثبوت نہیں دینا چاہیے۔ وہ میری بہن ہیں' ان کی خوشیاں مجھے بھی اتنی ہی عزیز ہونی چاہئیں۔''

جواباً وہ کچھ نہ کہہ سکی' بس خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ کس قدر خوش باش اور ہنسنے بولنے والی لڑکی تھی وہ لیکن کیسے اس وقت اس کا پورا وجود آنسو بنا ہوا تھا۔

''چھوڑو یار' بس میں بھی..... میں اتنی خود غرض کب سے ہوگئی۔ مجھے اپنے آپ پر حیرت ہو رہی ہے۔ آسیہ باجی کی شادی یہاں ہو جائے گی تو وہ کتنی اچھی زندگی گزاریں گی۔ میرے لیے یہ سب سے اہم بات ہے۔ تم چھوڑو سب کچھ' میرے لیے چائے بناؤ اچھی سی اور پلیز..... اس کی آواز دھیمی ہوگئی'' ان سب باتوں کو بھول جانا۔ کبھی غلطی سے بھی کسی کے سامنے انہیں نہ دہرانا۔ وقت سب سے بڑا مرہم ہوتا ہے۔ تم اس قدر پریشان کیوں ہو رہی ہو۔ میرا تو تمہیں پتا ہے ڈرامے کرتی رہتی ہوں۔'' وہ زور سے ہنسی۔

اور اس ہنسی میں جو درد چھپا ہوا تھا' اسے محسوس کر کے وہ نم پلکوں کے ساتھ چائے کا پانی چڑھانے لگی۔

☆

''نانو' مجھے ستارہ خالہ کے کمرے کی چابی چاہیے'' دو چار روز بعد جب نانا جان ناشتا کرنے کے بعد اپنے کمرے میں واپس چلے گئے تو اس نے اچانک کہا تو وہ چونک گئیں۔

''کیوں بیٹا؟''

''ہو سکتا ہے وہاں سے کچھ پتا چل جائے۔ میں ان کی چیزوں کو دیکھوں گا۔ فی الحال آج میرے پاس وقت ہے۔ کچھ دنوں بعد مجھے اپنے کام اور بزنس کے سلسلے میں ورک کرنا ہے۔ پھر میں بہت بزی ہو جاؤں گا۔ رات میں ڈیڈ سے بھی بات ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے کہ میں گھر بنوانے کی تیاری بھی شروع کر دوں۔''

''شکر ہے کہ اسد کو یہاں رہنے کا خیال بھی آیا ورنہ زمین تو کب کی لی ہوئی ہے۔ اب تک بنوا لیتے گھر یہاں۔ تمہارے دادا کا گھر بھی بک گیا۔ خیر' ہر کام اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔ میں تمہیں ستارہ کے کمرے کی چابی دے دوں گی لیکن بیٹا' وہاں کچھ نہیں ہے۔ میں خود ہزاروں مرتبہ دیکھ چکی ہوں۔ ہر ہفتے صفائی کرواتی ہوں۔ کب میری بیٹی ملنے چلی آئے۔ اپنے کمرے کی خراب حالت دیکھ کر کیا سوچے گی'' ان کی آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔

''بس نانو' پلیز رویئے گا مت۔ میں اس لیے تو ان کا ذکر نہیں کرتا آپ سے کہ آپ رونے لگیں گی۔

''جانتی ہوں بیٹا' اسے تو معلوم بھی نہیں ہوگا کہ اس کا ایک اتنا پیارا بھانجا ہے' اس کی فاخرہ آپی کا بیٹا۔ وہ اس سلسلے میں بہت پریشان رہتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ فاخرہ جب بھی بے اولادی کے دکھ سے روتی اسے گھنٹوں سمجھاتی تھی۔ تم فاخرہ کی شادی کے بارہ سال بعد پیدا ہوئے تھے۔"

"مجھے معلوم ہے نانو، اس لیے تو عمر میرا ہم عمر ہے ورنہ تو شیریں آنٹی مما سے پورے آٹھ سال چھوٹی ہیں۔ خیر، مجھے چابی دے دیں کمرے کی اور پلیز، آپ مت آیئے گا وہاں۔ خواہ مخواہ پریشان ہوں گی۔ بس جب ستارہ خالہ مل جائیں تو انہیں ضرور بتایئے گا کہ ان کا یہ بھانجا ان سے ملنے کا بہت مشتاق تھا اور وہ ان سے بہت محبت کرتا ہے۔"

نانو اٹھ کر اپنے کمرے میں چابی لینے چلی گئیں۔ حالاں کہ اس کمرے میں کوئی ایسی قیمتی چیزیں نہیں تھیں۔ سب سے قیمتی ہستی تو وہ خود ہی تھی لیکن انہوں نے آج تک اس کی سب چیزوں کو سنبھال کر رکھا تھا۔ اس کی جیولری، اس کی کتابیں، جوتے کپڑے اور دوسری چیزیں۔ سال کے سال وہ اس کے کپڑے وغیرہ نکلوا کر دھوپ لگواتیں پھر انہیں دھلوا کر دوبارہ سے اسی طریقے سے رکھوا دیتیں۔ نانا جان، ان کی ان باتوں پر کافی چڑ جاتے تھے۔

"کیوں سنبھال کر رکھا ہے سب کچھ..... کسی ضرورت مند کو دے ڈالو۔"

"کیوں، میری بیٹی واپس آئے گی تو....." وہ رندھی ہوئی آواز میں کہتیں۔

"وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گی" ان کا لہجہ مایوسانہ ہوتا "اسے آنا ہوتا تو اتنے دن نہ لگاتی۔"

"آپ ہی نے تو اسے منع کیا تھا۔ اسے یہاں آنے سے روک دیا تھا، میری بچی کا جرم اتنا بڑا تو نہیں تھا۔"

"غلطی اس سے ہوئی تھی۔ اس نے میرے اعتبار کو دھوکا دیا تھا۔ میرے منع کرنے کے باوجود مجھے اس سے اس بات کی امید نہیں تھی۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے میرے یقین کو چور چور کر دیا تھا۔ تم نہیں جانتیں رقیہ بیگم، جب یقین ٹوٹتا ہے تو کیسا دکھ ہوتا ہے۔"

"لیکن وہ ہماری اولاد تھی۔ غلطیاں بچوں سے ہی ہوتی ہیں لیکن ماں باپ بھول جاتے ہیں ان کی غلطیاں ڈھانپ لیتے ہیں اور آپ نے اس کی غلطی کو اس کا ایسا گناہ بنا دیا جس کی کوئی معافی نہیں ہوتی۔"

"میں نے بھی اگر غصے سے ایسا کہہ دیا تھا تو اس نے بھی اسے پتھر کی لکیر سمجھ لیا۔ وہ بھی تو لوٹ کر آ سکتی تھی" وہ کہہ کر آنکھیں موند لیتے تاکہ ان سے اپنی آنکھوں کے آنسو چھپا سکیں۔

وہ بھولے تو اسے بالکل بھی نہیں تھے لیکن کبھی کبھی وہ اس قدر شدت سے یاد آتی کہ ان کا دل چاہتا سب کچھ چھوڑ چھاڑ اسے ڈھونڈنے نکل جائیں لیکن کہاں، وہ کس سے پوچھتے، ان کی انا کا بت پاش پاش نہ ہو جاتا۔

"وہ خود ہی کیوں نہیں لوٹ آتی، بس ایک بار!" ان کے اندر کوئی گردان کیے جاتا۔

انہیں وہ لمحات یاد آنے لگتے جب وہ ان کے ساتھ گھنٹوں وقت گزارتی تھی۔ فاخرہ کچھ سنجیدہ مزاج تھی جبکہ شیریں خاصی خود پرست۔ ایک وہی تھی جو اپنے وجود سے اس گھر میں اجالا کیے ہوئے تھی۔ وہ یہ گھر چھوڑ کر کبھی نہ کبھی تو چلی جائے گی انہیں معلوم تھا۔ بیٹیاں بھلا سدا کب ساتھ رہا کرتی ہیں لیکن اس طرح.....!

وہ بے چینی سے اٹھ کے ٹہلنے لگتے۔ اس نے ان کا غرور خاک میں ملا دیا تھا اور اب انہیں باقی عمر دوسروں کے سامنے سر جھکا کر بسر کرنا تھی۔

☆

''ہاں سسٹر' کیا ہوا.....کوئی جواب آیا؟'' وسیط وہیں کچن میں اس کے ساتھ موجود تھا۔ آج اسے ذرا دیر سے جانا تھا اس لیے ناشتا کچھ اہتمام سے ہو رہا تھا۔

اس کا کہنا تھا کہ بندے کے پاس اگر وقت ہو تو ناشتا ذرا شاندار سا ہونا چاہیے تا کہ سارا دن اچھا گزارا جا سکے لیکن آج کل کام کی زیادتی کی وجہ سے صبح اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ ایک کپ چائے اور دو توس کے علاوہ کچھ لیا جا سکے۔

''ضروری نہیں ہے'' وہ کہتی ''تم اگر صبح نماز کے لیے وقت پر اٹھ جاؤ تو نماز' تلاوت اور واک تینوں ضروری کاموں کے بعد بھی تمہارے پاس اتنا وقت بچ جائے گا کہ تم ڈھنگ سے اپنا پسندیدہ ناشتا کر سکو لیکن تمہیں تو صبح اٹھانا ہی ایک جان جوکھوں کا کام ہے۔ وقت سے آدھا گھنٹا پہلے اٹھتے ہو' اب اس میں باتھ روم جانا' تیار ہونا اور ناشتا کرنا۔ تینوں کام ٹھیک سے کس طرح ہو سکتے ہیں۔''

''اس وقت بھی بڑی مشکل سے اٹھتا ہوں۔ یقین کرو، باتھ روم میں آدھے سے زیادہ وقت میری آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ منہ دھلنے کے بعد بمشکل کھلتی ہیں'' وہ ہنستا۔

ہاں تو رات میں جلدی سویا کرو' کس نے کہا ہے آدھی آدھی رات تک جاگ کر ٹی وی دیکھو یا کمپیوٹر پر بیٹھے رہو۔''

''اچھا بابا' اب ہر وقت نصیحتیں مت کرتی رہا ہو۔ مجھ سے پورے ڈیڑھ سال چھوٹی ہو۔ امی کی کمی پوری کر دیتی ہو' وہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے ٹوکتا۔

''امی کی کمی کون پوری کر سکتا ہے وسیط' ان کے جانے سے ہماری زندگیوں میں جو خلا آ گیا ہے وہ کبھی کوئی پُر نہیں کر سکتا۔'' وہ اداس ہو جاتی تو وسیط کو جلدی سے موضوع بدلنا پڑتا۔

''ویسے سسٹر' ماننا پڑے گا' تمہارے جیسے پراٹھے کوئی نہیں بنا سکتا بالکل امی کی طرح بناتی ہو تم۔'' پہلے ہی نوالے پر وہ کہہ رہا تھا۔

''واقعی!'' وہ خوش ہو گئی ''ویسے تو نہیں' خیر کوشش کرتی ہوں پوری۔ اچھا' یہ بتاؤ آج کیا پروگرام ہے' چھٹی کرو گے؟''

اسے یہ سوچ کر ہی خوشی ہو رہی تھی کہ آج سارا دن وہ گھر میں اکیلی نہیں رہے گی۔

''نہیں' سارا دن تو نہیں۔ ہاں' البتہ کچھ دیر سے جاؤں گا بارہ بجے تک۔ خیر' تم نے بتایا نہیں باسط بھائی کے رشتے کا کیا ہوا؟''

''ابھی تک انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا حالاں کہ آج تیسرا دن ہے۔ ہو سکتا ہے رات تک وہ لوگ کچھ جواب دے دیں۔''

''حیرت ہے بھلا اس قدر سوچنے کی کیا بات ہے۔ باسط بھائی کو بچپن سے دیکھا ہے انہوں نے' تعلیم' مزاج' شکل و صورت' نوکری کسی بات میں تو کوئی خامی نہیں ان میں۔ آسیہ باجی سے بدرجہا بہتر۔ پھر بھی سوچ سوچ کر ابا کا موڈ مزید خراب کر رہے ہیں۔''

''میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا وسیط کہ بار بار آسیہ باجی اور باسط بھائی میں مقابلہ مت کیا کرو۔ اگر یہ شادی ہو گئی اور تم نے اس بات کو آسیہ باجی کے سامنے دہرایا تو انہیں کتنا دکھ ہو گا۔''

''میرا کوئی دماغ خراب ہے' ان کے سامنے کیوں کہوں گا؟''

''ہاں پلیز' خیال رکھنا۔ دل بڑے نازک ہوتے ہیں۔ چھوٹی سی بات پر بھی دکھ جاتے ہیں اور آسیہ باجی اتنی اچھی ہیں کہ ان کے اندر کی

خوبصورتی ان کی ساری خامیوں کو ڈھانپ لے گی۔"

"اللہ کرے' ہم لوگوں نے ان سے جو توقعات وابستہ کر رکھی ہیں وہ ان پر پوری اتریں اور ہمارے گھر میں بھی زندگی جاگ جائے۔"

"انشاءاللہ!" عفیفہ نے صدقِ دل سے کہا تھا۔

☆

وہ صبح سے نانو کے ساتھ ستارہ خالہ کے کمرے کی درازیں کھنگال رہا تھا۔ ان کی الماری' بیڈ اور رائیٹنگ ٹیبل کی درازیں چیزوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ان کی ڈریسنگ ٹیبل میں جانے کیا کیا رکھا ہوا تھا۔ اسکی درازیں بھی فل تھیں۔ نانو نے سوائے کاسمیٹکس کے ہر شے یونہی رکھ چھوڑی تھی۔

"نانو' آپ ستارہ خالہ کی چیزیں کسی ضرورت مند کو کیوں نہیں دے دیتیں۔ دیکھیے' اگر وہ لوٹیں تو ان کے لیے یہ سب چیزیں نئی بھی بنائی جاسکتی ہیں لیکن یہی چیزیں کسی کے کام آجائیں تو کتنا اچھا ہوگا" اس نے ان کے کپڑے جوتے وغیرہ ویسے ہی رکھے دیکھ کر انہیں سمجھایا۔

"میرا دل نہیں کرتا بیٹا!" انہوں نے گلوگیر لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ نانو! آپ تو مجھ سے زیادہ سمجھ دار ہیں۔ لوگوں سے چیزیں ہوتی ہیں' چیزوں سے لوگ نہیں۔ جب ہم انہیں ڈھونڈ لیں گے اور منا کر واپس لے آئیں گے تو آپ ان کے لیے ڈھیر ساری شاپنگ کیجیے گا۔ یہ پرانی چیزیں تو اب ان کے لیے بے کار ہوں گی۔" وہ پیار سے ان کے ہاتھ تھام کر بیٹھ گیا تو ان کے آنسو ان کے گالوں پر پھیلنے لگے۔

"بُری بات' ہم یہاں رونے کے لیے تھوڑی آئے ہیں۔ اپنے آنسو پونچھیں اور یہ دراز دیکھیں۔" اس نے ان کا خیال بٹانے کے لیے کہا۔

"ہزاروں مرتبہ دیکھ چکی ہوں بیٹا لیکن کوئی چیز ایسی نہیں ملتی۔ اسے ڈائری لکھنے کا بھی شوق نہیں تھا کہ وہیں سے کچھ پتا چل جاتا۔"

"چلیں' کوئی بات نہیں۔ کوئی نہ کوئی راستہ تو ہوگا" وہ ایک ایک چیز ہٹا کر دیکھتا گیا۔

"اب وہ بھی مایوس ہو چلا تھا کہ ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ وہ اکنامکس کے نوٹس کی رف فائل تھی۔ جس میں لیکچرز.....نوٹ کیے گئے تھے۔ ایک آدھ اوٹ پٹانگ جملہ' کسی گیت کے ادھورے بول تک لکھے ہوئے تھے۔ وہ دلچسپی سے پڑھ رہا تھا کہ اسے ایک فون نمبر لکھا ہوا دکھائی دیا۔

چھ نمبروں میں لکھا ہوا وہ فون نمبر پتا نہیں کس کا تھا۔ اس نے خاموشی سے وہ فون نمبر نوٹ کر لیا۔ ابھی وہ نانو کو کوئی امید نہیں دلانا چاہتا تھا۔ مزید کچھ اور چیزیں دیکھ کر اس نے اس کام کو فی الحال ملتوی کیا اور نانو کو بہلا کر باہر لے آیا۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا' کچھ پتا نہیں چلے گا۔ میں کئی مرتبہ پہلے بھی دیکھ چکی ہوں' وہ انتہائی مایوس نظر آرہی تھیں۔

"نہیں نانو! مایوسی اچھی چیز نہیں ہے۔ اللہ تو ہے نا اوپر۔ اس سے پہلے ہم نے ڈھنگ سے کوشش ہی نہیں کی۔ اب کر رہے ہیں تو کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور نکلے گا۔ اچھا' مجھے کچھ ضروری فونز کرنے ہیں۔ آپ آرام کریں اب....."

نانو اپنے کمرے میں گئیں تو وہ ٹیلی فون کی جانب چلا آیا۔ ایکسچینج سے اس پرانے نمبر کا نیا نمبر معلوم کیا اور دھڑکتے دل کے ساتھ وہ نمبر ملایا۔ فون کسی خاتون نے اٹھایا تھا۔

''آئی ایم سوری خاتون! لیکن کیا میں آپ کو ایک زحمت دے سکتا ہوں۔ اگر آپ بُرا نہ مانیں تو.....''

''لیکن آپ ہیں کون؟'' خاتون نے کچھ حیرت سے پوچھا تھا۔

''دیکھئے' آپ کا یہ نمبر مجھے اپنی خالہ کی بہت پرانی فائل سے ملا ہے۔ وہ آج سے بائیس تیئس سال پہلے کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ اکنامکس میں پڑھتی تھیں۔ ان کا نام ستارہ تھا' ستارہ فیض آپ کے ہاں بھی اسی زمانے میں اگر کوئی کراچی یونیورسٹی کے اسی ڈیپارٹمنٹ یا کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں پڑھتا ہو تو پلیز مجھے اس سے بات کرنی ہے۔ دراصل.....''

''لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟''

''سوری' یہ کافی پرانی کہانی ہے لیکن مجبوراً مجھے آپ کو سنانی پڑے گی۔ میری خالہ نے اپنی پسند کی شادی کر لی تھی۔ جس پر میرے نانا نے ان سے ہمیشہ کے لیے تعلق ختم کر لیا۔ وہ بھی ایسا گئیں کہ ہمیں آج تک ان کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہے' وہ کہاں ہیں' اسی شہر میں' اسی ملک میں یا کہیں اور۔ کوئی اتا پتا نہیں۔ یہ فون نمبر مجھے ان کی ایک فائل پر لکھا ہوا ملا تھا۔ میں نے سوچا شاید یہاں کوئی جانتا ہو'' اس نے اپنا تعارف کرانے کے بعد تفصیل سے بتایا۔

''اوہ! اب میں سمجھی۔ مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہوگی۔ میری نند نے آج سے کئی سال پہلے کراچی یونیورسٹی سے اکنامکس میں ایم اے کیا تھا۔ میں انہیں فون کر کے کہتی ہوں۔ وہ اگر کچھ جانتی ہوں گی تو خود آپ سے رابطہ کر لیں گی۔ میں آپ کو ان سے پوچھے بغیر ان کا نمبر نہیں دے سکتی۔'' خاتون آواز سے کافی سمجھدار اور سلجھی ہوئی لگ رہی تھیں۔

''جی ضرور..... یہی مناسب ہوگا۔ میں ان کے فون کا انتظار کروں گا اور پلیز' آپ ایک فیور کریں گی۔ اگر وہ انکار کریں تب آپ مجھے فون کر کے انفارم کر سکتی ہیں؟''

''جی ہاں ضرور'' خاتون نے فون رکھ دیا۔

اب وہ بے چینی سے ان کے فون کا انتظار کر رہا تھا اور اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا کیوں کہ دس منٹ بعد ہی کسی شہلا نامی خاتون کا فون آیا۔

''جی میں شہلا بول رہی ہوں' مجھے سبطین صاحب سے بات کرنی ہے۔''

''جی' میں بول رہا ہوں۔''

''ستارہ میری دوست تھی۔ میں تو خود اس کے لیے بہت پریشان رہتی تھی کہ وہ ایک دم کہاں غائب ہو گئی۔ میں نے اس کے گھر کئی بار فون کیا لیکن ہر بار یہ کہہ کر فون رکھ دیا گیا کہ وہ اب یہاں نہیں رہتی اور پلیز' اس کے لیے یہاں فون نہیں کیا جائے۔ ظاہر ہے پھر میں بھی صبر کر کے بیٹھ گئی لیکن کبھی کبھی وہ بہت یاد آتی ہے'' شہلا نے بتایا تو سبطین پر جیسے اوس پڑ گئی۔

''اوہ! آپ بھی کچھ نہیں جانتیں!''

''اس نے کوئی رابطہ ہی نہیں رکھا لیکن بیٹا' تم لوگ اتنے عرصے بعد..... وہ کہاں ہے۔ کیسی ہے' کیا کچھ بھی نہیں جانتے تم لوگ۔ مجھے پتا

چلا تھا کہ اس نے خاور سے شادی کر لی تھی تو اتنا بڑا گناہ تو نہیں تھا کہ ہر تعلق توڑ لیا جائے۔"

"خاور.....!" وہ چونکا "آپ جانتی ہیں ان کو.....؟"

"ہاں' ہمارا کلاس فیلو تھا۔ ستارہ اور وہ دونوں انوالو ہو گئے تھے ایک دوسرے میں۔ حالاں کہ دونوں کی کلاس مختلف تھی۔ ستارہ اپنی نئی قیمتی گاڑی میں یونیورسٹی آتی تھی جبکہ وہ پوائنٹ سے آتا تھا۔ لیکن ستارہ کو اس کی پروا نہیں تھی۔ وہ تو اس کی شاندار شخصیت اور ذہانت سے متاثر تھی۔"

"آپ جانتی ہیں وہ کہاں رہتے تھے؟"

"پتا تو نہیں معلوم۔ ہاں' یہ ضرور معلوم تھا کہ ان دنوں وہ لوگ ناظم آباد میں رہتے تھے۔"

"ناظم آباد میں.....؟" اس نے کچھ دیر سوچا "آپ کا ان دنوں کا کوئی اور ساتھی شاید جانتا ہو۔"

"نہیں بیٹا' میری تو تعلیم مکمل ہوتے ہی شادی ہو گئی تھی۔ میرے شوہر کو میرا دوستوں سے زیادہ ملنا جلنا پسند نہیں تھا اس لئے میں کسی سے تعلق نہیں رکھ سکی۔ بس ایک ستارہ تھی بیسٹ فرینڈ۔ وہ بھی دنیا کی بھول بھلیوں میں کھو گئی۔"

"اوہ.....! اچھا آپ کو ان کا پورا نام تو معلوم ہو گا.....خاور کا سیکنڈ نیم.....؟"

"ہاں' خاور سعید تھا اس کا پورا نام۔"

"تھینک یو' تھینک یو شہلا!.....سوری' کیا میں آپ کو آنٹی کہہ سکتا ہوں؟"

"کیوں نہیں بیٹا' ستارہ کا بھانجا میرا بھی بھانجا ہی ہو گا۔ لیکن دیکھو بیٹا! میرا نمبر نوٹ کر لو۔ جونہی ستارہ کے بارے میں کچھ معلوم ہو مجھے ضرور بتانا۔"

"جی ضرور!" سبطین نے ان کا شکریہ ادا کر کے فون رکھ دیا۔

☆

"کیا بات ہے' کافی دنوں سے سبطین نہیں آیا؟" فرقان علی کے پوچھنے پر شیریں کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ وہ چاروں رات کے کھانے پر میز پر جمع تھے۔

"ہماری ممی نے باندھ کر رکھ لیا ہے اسے' ان سے کہاں برداشت ہوتا ہے کہ کوئی ہم سے زیادہ تعلق رکھے۔ اپنی تنہائی کا رونا روتی رہتی ہوں گی اس کے سامنے....."

"شیریں.....!" فرقان علی نے تاسف سے انہیں دیکھا۔ "وہ تمہاری ماں ہیں۔ ان سے اس طرح کیوں پیش آتی ہو تم' میں نے کتنی بار سمجھایا ہے تمہیں۔"

"تو اور کیا کروں.....؟" وہ چیخ کر بولیں "انہیں کون سا مجھ سے دلچسپی ہے۔ ساری عمر ستارہ پر اپنی محبتیں نچھاور کرتی رہیں۔ اس کے جانے کے بعد اس کی یاد میں رونے سے فرصت نہیں ہے انہیں۔ ہم تو جیسے ان کی اولاد ہی نہیں ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''تو تم نے کون سا ہمدردی کر لی ان سے۔ نہ کبھی وقت دیا' نہ محبت کی۔ انہیں کس قدر محبت اور توجہ کی ضرورت تھی' ستارہ کے جانے کے بعد لیکن تم اپنے آپ میں مگن رہیں۔ وہ ماں ہیں تمہاری' ان پر تو ایک محبت بھری نگاہ ڈالنے سے حج جتنا ثواب ملے گا تمہیں۔''

''ہونہہ' اپنی ان حرکتوں کی وجہ سے میرے تو دل سے اتر چکی ہیں وہ'' شیریں نے سر کو نخوت سے جھٹکا دیا اور ان کا یہ جواب فرقان علی کو اوپر سے نیچے تک سلگا گیا۔

''اور تم اپنی اولاد کے دل سے کب اترو گی شیریں بیگم! تمہیں تو گفتگو کے آداب تک نہیں آتے' اپنی ماں کے لیے ایسے الفاظ.....؟''

''پلیز پاپا! فار گاڈ سیک'' کھانا تو ڈھنگ سے کھانے دیا کریں۔ دوسروں کے لیے اپنے گھر میں جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟'' زویا نے بے زاری سے دخل اندازی کی۔

''آپ لوگوں کا تو روز کا یہی کام ہے۔'' عمر بھی بڑبڑایا۔

وہ دوسری نہیں ہیں' تمہاری نانی ہیں' تمہاری ماں کی ماں.....اور میری بات یاد رکھو' جو انسان اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کر سکتا' اسے اپنے بچوں سے بھی عزت پانے کی خواہش نہیں رکھنی چاہیے' وہ جیسی بھی ہیں' ہماری بزرگ ہیں۔''

''ہاں تو آپ چلے جایا کریں' کس نے روکا ہے آپ کو!'' شیریں کرسی کھسکا کر پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئیں۔

''دیکھا آپ نے' ناراض کر دیا نا مما کو۔ کم از کم کھانے کے وقت تو اپنی نصیحتیں اپنے پاس رکھا کریں'' عمر کا لہجہ کافی گستاخ تھا۔

فرقان علی اپنے غصے کو بمشکل دباتے ہوئے اٹھ گئے۔

''ہمارے پاپا بھی بس.....ساری زندگی مما پر اپنے نظریات ٹھونسنے کی کوشش میں ناکام رہے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے'' زویا نے اپنی پلیٹ میں چکن پیس رکھتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں ابھی بھی اسی اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ انہیں پروا بھی نہ تھی کہ ان کے ماں باپ اپنا اپنا کھانا ادھورا چھوڑ کر اٹھ گئے ہیں۔ ان کے لیے یہ معمول کی بات تھی۔

☆

پتا نہیں کن کن مشکلات سے دوچار ہوتا ہوا وہ وہاں پہنچا تھا۔ ناظم آباد جیسے علاقے میں خاور سعید کے نام کا مکان ڈھونڈنا آسان کام نہیں تھا لیکن بالآخر وہ کامیاب رہا تھا۔ گھر کے دروازے پر خاور سعید کے نام کی تختی جگمگا رہی تھی۔ اس کی تو جیسے ساری تھکن اتر گئی۔

دوپہر کا وقت تھا' گھر کے اندر سناٹا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے کال بیل پر انگلی رکھی تو اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

یہ اس کی خالہ کا گھر تھا۔ وہ خالہ جو سالوں سے ان کی نظروں سے پوشیدہ تھیں۔ خفا تھیں یا مجبور.....! لیکن آج زندگی میں پہلی بار وہ انہیں دیکھ سکے گا۔ اس کی ممی اسے بتاتی تھیں کہ وہ بہت اچھی تھیں۔ خوبصورت' ہمدرد اور زندگی سے بھرپور۔ ہر ایک پہلی ہی ملاقات میں ان کا دیوانہ ہو جاتا تھا۔

''کون ہے؟'' اندر سے ایک نسوانی آواز آئی تھی۔

''جی' میں سبطین ہوں'' اس نے جواب دیا پھر اسے خیال آیا' اسے یہاں کون جانتا ہوگا؟

''جی' مجھے ستارہ خالہ سے ملنا ہے۔ وہ یہیں رہتی ہیں۔''

جواباً دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ پتا نہیں وہ کون تھی۔ شاید ستارہ خالہ کی بیٹی کیوں کہ اس میں ان کی کافی مشابہت تھی۔

وہ بھی ان کی طرح ایک تصویر کی مانند خوبصورت تھی اور وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔

☆

''آپ..... آپ کون ہیں؟'' اس نے بے قراری سے پوچھا۔

''میں سبطین ہوں' ان کی بڑی بہن فاخرہ کا بیٹا۔''

وہ اب نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا جائزہ لے رہا تھا۔

ماتھے تک لیا ہوا ہلکا گلابی ململ کا دوپٹا۔ معلوم ہی نہیں ہو رہا تھا کہ اس کے دوپٹے کا رنگ زیادہ گلابی تھا یا اس کے چہرے کی رنگت۔ بڑی بڑی بادامی آنکھوں پر بے پناہ گھنی مڑی ہوئی پلکیں' ستواں ناک اور تراشیدہ ہونٹ۔ اس کے سیاہ بالوں کی دو تین لٹیں دوپٹے کی قید سے نکلنے کو بے تاب تھیں۔ اس پر قیامت اس کا سراپا تھا۔

سبطین نے آدھی دنیا گھوم رکھی تھی۔ اس نے وہاں بے پناہ حسن دیکھا تھا۔ وہ حسن جو ڈھکا چھپا بھی نہیں ہوتا تھا لیکن آج دوپٹے میں اچھی طرح لپٹا ہوا' سمٹا ہوا یہ وجود کس قدر دلکش تھا۔

اس نے ستارہ خالہ کی بہت سی تصویریں دیکھ رکھی تھیں' وہ بھی بے پناہ حسین تھیں لیکن تصویروں سے حقیقت زیادہ خوبصورت ہوتی ہے اور وہ جیتا جاگتا وجود تھی۔

''فاخرہ خالہ!'' وہ بُری طرح چونکی ''آپ کو یہاں کا پتا کس نے دیا؟''

''بہت مشکل سے تلاش کیا ہے میں نے۔ پلیز' کیا آپ مجھے اندر آنے دیں گی؟''

''سوری' اس وقت میں گھر میں اکیلی ہوں۔ آپ میرے لیے اجنبی ہیں اس لیے.....'' وہ شرمندگی سے کہہ رہی تھی۔

''اٹس آل رائٹ لیکن کیا ستارہ خالہ بھی نہیں ہیں؟'' اسے تھوڑی مایوسی ہوئی۔

''جی وہ..... اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

''بہتر ہوگا آپ اس سلسلے میں کل تشریف لائیں۔ میں باسط بھائی کو روک کر رکھوں گی' کل صبح۔''

''آپ کون ہیں ستارہ خالہ کی.....؟ حالاں کہ وہ سمجھ گیا تھا لیکن اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

''جی' میں ان کی بیٹی ہوں'' اس نے بمشکل خود پر بند باندھ رکھے تھے۔ وہ ایک اجنبی کے سامنے نہیں رونا چاہتی تھی۔

''اوہ' پھر تو آپ میری فرسٹ کزن ہوئیں۔ ٹھیک ہے میں کل صبح آؤں گا۔ ستارہ خالہ سے کہیے گا وہ گھر پر رہیں۔ میں نے بڑی مشکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے انہیں ڈھونڈا ہے۔ اس لیے اب مزید انتظار کی تاب نہیں ہے ہم میں..... چلتا ہوں.....'' وہ جانے کے لیے مڑا۔ پھر کچھ سوچ کر واپس پلٹا

''ویسے لگتا نہیں کہ آپ ستارہ خالہ کی بیٹی ہیں۔ ممی تو بتاتی ہیں کہ ستارہ خالہ کا اخلاق بہت اچھا تھا۔''

اس کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی' عفیفہ گڑبڑا کر رہ گئی۔

☆

اس کے جانے کے بعد وہ اندر آ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ امی ساری زندگی اپنے گھر والوں کی کمی کس شدت سے محسوس کرتی رہی تھیں لیکن وہ سب تو جیسے انہیں بھلا ہی بیٹھے تھے۔

بات بات پر وہ بہانوں سے ان کا ذکر نکالتیں'' پاپا کو کوفتے بہت پسند تھے اور ہمارا خانساماں کوفتے بہت اچھے بناتا تھا۔ ممی ہفتے میں ایک بار ضرور بنواتیں۔ شیریں کو کوفتے بالکل پسند نہیں تھے۔ اس لیے ممی اس کے لیے کچھ اور بنواتیں ورنہ وہ کھانے کی میز پر ہی نہیں آتی تھی۔

''ممی کو اپنے لان سے عشق تھا۔ ان کا آدھا وقت مالی کے ساتھ اس کی دیکھ بھال میں گزرتا تھا۔ اگر پاپا نہ روکتے تو وہ مالی کو نکال کر خود اس کی مکمل دیکھ بھال کرنے لگتیں لیکن اتنا بڑا لان ان سے کہاں سنبھل سکتا تھا۔ وہ ہماری کلاس کی دوسری عورتوں کی طرح نہیں تھیں' بہت گھریلو سی تھیں۔ میں کچھ کچھ ان ہی کی طرح ہوں۔ میری فطرت میں بھی گھریلو پن تھا اسی لیے تو تمہارے ابا سے شادی کے بعد مجھے سب کچھ سیکھنے میں زیادہ دقت نہیں ہوئی۔ فاخرہ آپی کو صرف پڑھنے کا جنون تھا۔ ان کی شادی بھی ان ہی کی طرح ایک بہت ذہین شخص سے ہوئی تھی۔ اسد بھائی بہت گریس فل اور کامیاب شخص تھے۔ بس ان میں ایک ہی خامی تھی' انہیں پاکستان میں رہنا پسند نہیں تھا اور فاخرہ آپی پاکستان میں رہنا چاہتی تھیں۔ بس یہی ایک اختلاف تھا دونوں کے درمیان۔''

وہ اسے اس کے ننھیال والوں کے متعلق بتاتے نہیں تھکتی تھیں اور وہ سنتے سنتے بیزار نہیں ہوتی تھی۔

کبھی کبھی اس کا دل شدت سے چاہتا تھا کہ وہ سب اچانک اس کے سامنے آ جائیں۔ تو وہ بھی محسوس کرے کہ سگے رشتے داروں سے ملنا کیسا لگتا ہے۔ ددھیال میں بھی صرف زینب پھپھو تھیں جو پنڈی میں ہوا کرتی تھیں۔

امی نے تو جیسے اپنے دل پر صبر کی سل کو رکھ لیا تھا۔ وہ ان کا ذکر بار بار ضرور کرتیں لیکن ان سے ملنے کی کبھی کوشش نہ کرتیں اور ابا کے سامنے تو وہ جیسے روبوٹ بن جاتیں جو اُن کے سارے کام خوش اسلوبی سے انجام دیتا' اس کی اپنی کوئی مرضی ہوتی نہ خواہش۔ لیکن آج عفیفہ کو شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کس قدر تنہا تھیں۔ اتنے قریبی رشتوں کے ہونے کے باوجود۔ اور آج جب ان کا ایک اپنا انہیں ڈھونڈتے آیا تھا تو وہ اس دنیا میں ہی نہیں تھیں۔

''ہائے امی! کاش آپ ہوتیں تو کس قدر خوش ہوتیں۔ آپ کی عزیز بہن کا بیٹا آپ سے ملنے آیا تھا لیکن آپ نہیں تھیں۔ میں تو اسے بتا بھی نہ سکی کہ آپ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ آپ کے ذکر پر اس کی آنکھوں میں کیسی محبت اور اشتیاق ابھر آیا تھا۔ آج اگر آپ ہوتیں تو میں اسے بلاتی لیکن..... اس خاموش' ویران اور تنہا گھر میں' میں اسے کیسے بلا سکتی تھی اور اب پتا نہیں جب اسے پتا چلے گا کہ آپ نہیں ہیں تو وہ کیا کرے گا۔ معلوم

نہیں اسے نانی نانا نے بھیجا تھا۔ فاخرہ خالہ نے بھیجا تھا یا وہ خود چلا آیا تھا۔''

وہ جب سے مسلسل سوچے جا رہی تھی' رو رو کر اس کی آنکھیں سوج گئی تھیں لیکن اسے کسی بات کا ہوش نہیں تھا۔

اتفاق سے اماں بی کسی کام سے چلی آئیں۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ حیران رہ گئیں کیوں کہ عفیفہ اس سلسلے میں کافی محتاط تھی۔

''عفیفہ' عافی بیٹا!'' وہ اسے باہر سے ہی پکارتی چلی آ رہی تھیں۔

ان کی آواز پر وہ چونکی اور جلدی سے اپنے آنسو پونچھنے لگی۔

''باہر کا دروازہ کھلا پڑا ہے بیٹا' خیریت..... کیا ہوا؟'' وہ اس کی حالت دیکھ کر ٹھٹک گئیں۔

''جی اماں بی!'' اس نے آہستگی سے جواب دیا۔ اس کی آنکھیں پھر بھر آئیں۔

''لگتا تو نہیں ہے' حالت کیا بنا رکھی ہے۔ کب سے رو رہی ہو' کیا ہوا بیٹا؟'' ان کا شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر آ کر رکا تو اس کے ضبط کے تمام بند کھل گئے۔ ان سے لپٹ کر وہ یوں روئی کہ وہ مزید پریشان ہو گئیں۔

''کیا ہوا..... کیا ہوا بیٹا؟ سب ٹھیک تو ہے۔ ابا' بھائی خیریت سے ہیں۔ دیکھو بچے' اس طرح رونے سے طبیعت خراب ہو جائے گی۔ مجھے بھی سخت پریشانی ہو رہی ہے۔ ٹھہرو' میں تمہارے لیے پانی لاتی ہوں۔'' وہ اس کے لیے پانی لانے کچن کی طرف دوڑیں۔

کچھ دیر بعد جب وہ شانت ہوئی تو انہیں آہستہ آہستہ بتانے لگی ''اماں بی' فاخرہ خالہ کے بیٹے آئے تھے امی کو ڈھونڈتے ہوئے' اتنے سالوں بعد۔ ان لوگوں کو تو معلوم بھی نہیں ہے کہ امی کے انتقال کو گیارہ سال ہو گئے ہیں۔''

''فاخرہ کا بیٹا!'' اماں بی چونکیں ''کیوں..... تیس سال بعد ان لوگوں کو بیٹی کا خیال کیسے آ گیا؟''

''پتا نہیں اماں بی! میں اکیلی تھی اس وقت گھر میں۔ اس لیے اندر بھی نہیں بلایا۔ نہ انہیں امی کے بارے میں کچھ بتایا۔''

''توبہ ہے بچے! تم مجھے بلوا لیتیں' پتا نہیں کون تھا۔ کس نیت سے آیا تھا۔'' انہوں نے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

''میں نے انہیں کل بلوایا ہے صبح' میں رات میں باسط بھائی کو سب بتا دوں گی' وہ رک جائیں گے' آپ بھی آ جایئے گا۔''

''باسط ہو گا تو ٹھیک ہے' میری کوئی ضرورت نہیں۔ یہ تم نے اچھا کیا..... لیکن تم نے اپنی کیا حالت کر رکھی ہے۔ اتنا رو رو کر آنکھیں سجالی ہیں۔ اب رات میں باپ کو کیا بتاؤ گی' وہ چہرہ دیکھ کر پوچھیں گے نہیں۔ میری مانو تو ابھی اسے کچھ نہ بتانا۔ پہلے باسط مل لے تو بہتر ہے۔''

''جی!'' اس نے سر ہلایا۔

''چلو اٹھو' منہ دھو جا کر' باپ بھائیوں کے آنے سے پہلے حالت ٹھیک کر وا پنی..... اور بیٹا' اتنا دل پر نہ لیا کرو۔ یہ آنسو ہمیں گھلا دیتے ہیں'' انہوں نے اسے سمجھایا۔

''اور وہ آنسو جو اندر ہی اندر گرتے ہیں۔ وہ تو ہمیں' ہمارے پورے وجود کو ختم کر دیتے ہیں اماں بی'' اس نے انہیں دیکھتے ہوئے سوچا اور منہ دھونے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆

رات میں مہناز خالہ اور تجمل خالو دونوں چلے آئے۔ مہناز خالہ کا موڈ کچھ خراب لگ رہا تھا لیکن وہ خاموش تھیں۔

تجمل خالو صفائیاں پیش کرتے رہے ''دراصل بھائی صاحب' ہم لوگ تاخیر سے آنے کی معافی چاہتے ہیں۔ کچھ وجوہات ایسی رہیں کہ.....'

''کوئی بات نہیں' ابا نے خشک لہجے میں ان کی بات کاٹی ''بیٹی والے اتنا وقت تو لیتے ہیں۔''

سمیط ان کی بات پر حیران رہ گیا حالاں کہ وہ سمجھ رہا تھا کہ ابا یقیناً انہیں کچھ سخت کہیں گے۔ آج اس کی کوئی شوٹنگ نہیں تھی اس لیے وہ گھر پر تھا۔ ابا ہمیشہ کی طرح بے حد سنجیدگی سے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے۔ تب ہی کال بیل بجی تھی اور وہ انہیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ باسط بھائی اور وسیط دونوں گھر پر نہیں تھے۔ عفیفہ کچن میں تھی۔

''نہیں' ایسی کوئی بات نہیں ہے خاور بھائی؟ آپ لوگ غیر نہیں ہیں۔ باسط بھی دیکھا بھالا بچہ ہے۔ دراصل میری طبیعت کچھ خراب تھی۔ میں نے سوچا کہ آپ کو بلوا کر جواب دینا ٹھیک نہیں لگے گا۔ اصولاً تو ہمیں خود آنا چاہیے۔''

''چلیں' کوئی بات نہیں۔ کوئی بھی آئے' کیا فرق پڑتا ہے۔'' ابا کا موڈ قدرے بہتر ہو گیا۔

''اب کیسی ہے آپ کی طبیعت؟''

''اللہ کا شکر ہے' سردی میں تھوڑی سانس کی پرابلم ہو جاتی ہے لیکن اب بہتر ہے ورنہ اچھے کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیے'' تجمل خالو ایک خوش مزاج آدمی تھے۔ ان کے چہرے پر پھیلی دھیمی سی مسکراہٹ بہت بھلی لگتی تھی۔

''اور بہن کا کیا خیال ہے' یہ بڑی خاموش ہیں؟'' ابا نے مہناز خالہ کی خاموشی کو جتایا۔

''نہیں تو' میں تو بہت خوش ہوں اس رشتے سے۔ باسط بہت اچھا لڑکا ہے۔ ہماری آسیہ کے لیے بے حد مناسب'' وہ جلدی سے بولیں تو سمیط نے اطمینان کا سانس لیا اور اٹھ کر کچن میں چلا آیا۔

عفیفہ ان لوگوں کی آمد سے بے خبر پیڑھ موڑے روٹیاں ڈال رہی تھی۔

''عافی! پتا ہے کون آیا ہے؟'' اس نے پیچھے سے کہا تو وہ بُری طرح چونکی۔

''کون؟'' اسے ایک دم فاخرہ خالہ کے بیٹے کا خیال آ گیا تھا۔ کہیں وہ دوبارہ تو نہیں چلے آئے ''ہائے ابا کے سامنے' پتا نہیں ابا کیا سلوک کریں؟'' اس کا دل دھڑکنے لگا۔

سمیط نے بغور اس کی سوجی ہوئی آنکھوں کا جائزہ لیا ''کیا ہوا عافی! کیا روئی تھیں؟''

''نہیں تو سمیط بھائی! صبح سے نزلہ ہو رہا ہے اسی لیے آنکھیں سوج گئی ہیں۔ آپ بتائیں' کون آیا ہے؟''

''مہناز خالہ اور تجمل خالو۔''

''ہیں.....!'' اس کا ہاتھ وہیں تھم گیا ''منع تو نہیں کر دیا انہوں نے؟''

''منع کیوں کریں گے' ہاں کرنے آئے ہیں۔ مٹھائی کا ڈبا بھی ساتھ ہے۔''

''واقعی!'' خوشی سے اس کا چہرہ کھل گیا'' کتنا اچھا ہوگا نا، سمیط بھائی!''

''تمہیں آسیہ باجی بہت پسند ہیں؟''

''ہاں سمیط بھائی! وہ واقعی بہت اچھی ہیں! محبتوں سے بھرپور۔ اتنا خیال رکھتی ہیں سب کا۔ دیکھئے گا ان کے یہاں آنے سے کتنی رونق ہو جائے گی۔ ہمارے گھر میں خوشیاں لوٹ آئیں گی ورنہ امی کے بعد تو ایک عجیب سی خاموشی اور ویرانی ہو گئی تھی۔''

''پتا نہیں' کسی کے آنے سے خوشیاں لوٹتی ہیں یا مزید ختم ہو جاتی ہیں۔ تم دوسروں سے اتنی توقعات وابستہ نہ کر لیا کرو۔ اگر یہ پوری نہ ہوں تو بہت دکھ دیتی ہیں۔'' وہ پتا نہیں کیوں سنجیدہ ہو گیا۔

عفیفہ اس کی بات پر حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

''تم بہت معصوم ہو عافی! اور زمانہ بہت عیار۔ بعض مرتبہ لوگ ویسے نہیں ہوتے جیسا ہم سمجھتے ہیں۔ انسان پاتال سے بھی گہرا ہوتا ہے جس کی گہرائی تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔''

''آپ تو مجھے ڈرا رہے ہیں سمیط بھائی!'' وہ روٹیاں دسترخوان میں لپیٹ کر ہاٹ پاٹ میں رکھنے لگی۔

''نہیں' تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ اچھا کچھ چائے وغیرہ کے ساتھ لانا ہے تو بتاؤ' اسے مزید سمجھانے کا ارادہ ترک کر کے وہ پوچھنے لگا۔

''لے آیئے ایک دو چیزیں۔ کباب رکھے ہیں فریزر میں' کچھ پھل بھی ہیں۔ میں اتنے میں چائے بناتی ہوں۔ ویسے یہ چائے کا وقت تو نہیں ہے۔ بہرحال پوچھ لیتی ہوں' کھانے کے لیے۔ منع کریں گے تو لے آیئے گا۔''

سمیط نے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا' وہ وقت سے پہلے ہی کتنی سمجھ دار ہو گئی تھی ورنہ آج کل کی لڑکیاں اس عمر میں کتنی غیر ذمے دار ہوتی ہیں۔ گھر داری سے بالکل نابلد۔ عموماً ان کی ماؤں کی شہ ہوتی ہے کہ'' ابھی عمر ہی کیا ہے' سیکھ لیں گی سسرال جا کر۔ سر پر پڑتی ہے تو سب کچھ آ جاتا ہے۔''

اور خود لڑکیوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے پڑھنے اور دوسرے کورسز کے بہانے گھر کے کاموں سے بھاگتی ہیں۔

لیکن اس کی یہ بہن آج سے نہیں' کتنے سالوں سے تنہا گھر کی ساری ذمے داریوں کو نبھا رہی تھی۔

☆

رات میں بڑی مشکل سے باسط بھائی سے بات کرنے کا موقع ملا تھا۔ مہناز خالہ وغیرہ گئے تو باسط بھائی کے دوست آ گئے۔ ان سے فارغ ہوتے ہی وہ سونے کے لیے اپنے کمرے میں گئے۔ اس نے پھیلے ہوئے کچن کو یونہی چھوڑا اور ان کے کمرے میں چلی آئی۔

وہ اسے دیکھ کر سمجھے تھے کہ وہ مہناز خالہ کی آمد کے سلسلے میں آئی ہے۔

''اب تو خوش ہے میری بہن؟'' انہوں نے مسکراتے ہوئے پیار سے پوچھا۔

''جی باسط بھائی' شکر ہے اللہ کا کہ سب ٹھیک ہو گیا۔''

''تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہی تھیں۔ آج بھی میں دیکھ رہا تھا' تمہارا چہرہ بہت اترا ہوا ہے۔ طبیعت ٹھیک نہیں کیا؟''

''نہیں باسط بھائی' اللہ کا شکر ہے۔ وہ تو میں.....'' اس کی سمجھ میں نہیں آیا' کس طرح کہے۔

''کوئی بات ہے عافی' کھل کر کہو بیٹا۔ یوں خاموش نہ رہا کرو' کہہ دیا کرو' وہ اسے سمجھانے لگے۔

''آج دوپہر میں فاخرہ خالہ کے بیٹے آئے تھے' اس نے آہستگی سے بتا کر انہیں دیکھا۔ وہ اس کی بات پر حیران رہ گئے۔

''فاخرہ خالہ' یعنی امی کی بہن.....؟''

''جی' وہ بتا رہے تھے کہ انہوں نے بڑی مشکل سے پتا نہیں کس طرح ہمارا گھر تلاش کیا ہے۔ لیکن میں اس وقت گھر میں اکیلی تھی اس لیے نہ انہیں اندر بلا سکی اور نہ ہی زیادہ بات کر سکی۔ میں نے انہیں کہا ہے' وہ کل آئیں گے صبح میں۔''

''اتنے سالوں بعد..... کیسے خیال آ گیا ان لوگوں کو.....؟'' ان کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

''آنا ہی تھا باسط بھائی! ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس ہمارا پتا نہ ہو ورنہ اس سے پہلے آ جاتے۔''

''لیکن اب..... اب کس سلسلے میں آئے ہیں..... جب امی ہی نہیں رہیں۔''

''انہیں' یہ معلوم ہی نہیں ہے باسط بھائی کہ امی کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ تو امی کو پوچھ رہے تھے۔'' اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

''اوہ!'' باسط بھائی کا دل بھی جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔

''میں نے ابھی کسی کو اس بارے میں نہیں بتایا ہے۔ پتا نہیں ابا کیسا سلوک کریں ان کے ساتھ۔ ان کے سامنے تو امی اپنے گھر والوں کا ذکر بھی نہیں کرتی تھیں۔'' اس نے بتایا۔

''ابا امی ہی سے کب ڈھنگ سے بات کرتے تھے جو اُن کے گھر والوں کے بارے میں کچھ ذکر کرتے۔ انہوں نے تو ساری زندگی امی کے ساتھ کیسا روکھا پھیکا رویہ رکھا۔ جیسے دو انجان ایک گھر میں رہتے ہوں۔ میرا کتنا دل چاہتا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہنسیں بولیں۔ میں پہلی مرتبہ جب اپنے دوست شاہ رخ کے ساتھ اس کے گھر گیا تھا تو وہاں کا ماحول میں کبھی نہیں بھلا سکا۔ اس کے امی ابو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ہنستے بولتے تھے جیسے ایک دوسرے کے دوست ہوں۔ پھر میں بہانے بہانے سے وہاں جانے لگا۔ آج بھی شاہ رخ کا گھر میرا آئیڈیل گھر ہے۔''

پہلی بار شاید اس طرح انہوں نے کسی کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھا تھا۔ عفیفہ اپنے دل میں ایک کسک سی محسوس کرنے لگی۔

وہ سب کیسی ڈری' سہمی' بے جان' بے رونق سی زندگی گزار رہے تھے۔ گھر کے ماحول میں یگانگت' بے تکلفی اور محبت نہ ہو تو وہ ایک ویران خالی گھر سے بدتر ہوتا ہے۔ جہاں لوگوں کے ہونے کے باوجود پیار کی فضا نہیں ہوتی۔

''اچھا چھوڑو' یہ بتاؤ انہوں نے اپنا نام کیا بتایا تھا؟'' اسے بھی اپنے ساتھ اداس ہوتے دیکھ کر باسط بھائی کو احساس ہوا تو انہوں نے موضوع بدل دیا۔

''وہ.....'' اس نے یاد کرنے کی کوشش کی ''ہاں سبطین! وہ کہہ رہے تھے کہ وہ فاخرہ خالہ کے بیٹے سبطین ہیں لیکن امی تو بتاتی تھیں کہ فاخرہ

خالہ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔''

''بعد میں ہوگئی ہوگی پاگل لڑکی!'' وہ مسکرائے ''اللہ کو دیتے کیا دیر لگتی ہے۔ خیر میں کل رک جاؤں گا۔ دیکھتے ہیں کہ وہ واقعی فاخرہ خالہ کے بیٹے تھے بھی یا نہیں لیکن تم نے یہ اچھا کیا جو کسی اور کو کچھ نہیں بتایا۔ اور بیٹا' تم سارا دن گھر میں تنہا ہوتی ہو۔ اپنا خیال رکھا کرو' مجھے بڑی فکر رہتی ہے تمہاری۔''

''بس تھوڑے دن کی بات ہے۔ پھر تنہائی مٹانے والی آ تو رہی ہیں'' وہ شرارت سے مسکرائی اور اس کی یہ شرارتی مسکراہٹ باسط بھائی کے دل اور نظروں کو بہت بھلی لگی تھی۔

☆

صبح پتا نہیں اس سے ہر کام غلط ہو رہا تھا۔ ایک تو رات بھر کی سوچوں کی وجہ سے آنکھ ہی دیر سے کھلی تھی۔ اس نے ٹائم دیکھا تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ سب کے جانے میں کتنا کم وقت رہ گیا تھا۔ نماز الگ قضا تھی۔ اس نے اللہ میاں سے معافی مانگی اور جلدی جلدی کام نمٹانے لگی۔

چائے بناتے وقت دودھ ابل گیا۔ حالاں کہ وہ نزدیک ہی کھڑی دوسرے چولہے پر پراٹھا سینک رہی تھی۔ اسی وقت وسیط کچن میں چلا آیا۔

''اوہو' جبھی میں کہوں یہ دودھ روزانہ کم کیوں پڑ جاتا ہے۔ آدھا دودھ تو تم ابال کر ضائع کر دیتی ہو۔''

اس نے حسب عادت یونہی مذاق میں چھیڑا تھا لیکن اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ اسے کوئی جواب دیے بنا وہ انڈے پھینٹنے لگی۔

''ارے..... تم تو رونے لگیں'' وہ سٹپٹا گیا ''میں تو مذاق کر رہا تھا۔ تمہیں تو معلوم ہے میری عادت۔''

جواباً وہ کچھ بولے بنا خاموشی سے آملیٹ تلنے لگی۔ ابا یقیناً میز پر آ کر بیٹھ گئے ہوں گے۔ وہ پہلے ہی کون سا خوش رہتے تھے۔ وہ انہیں مزید ناراض کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔

''سوری یار! مجھے کیا معلوم تھا کہ تم بُرا مان جاؤ گی۔'' وسیط کو افسوس ہو رہا تھا۔

''پلیز وسیط! مجھے آرام سے ناشتہ بنانے دو۔ پہلے ہی دیر ہوگئی ہے' ابا ناراض ہوں گے'' اس نے آملیٹ پلیٹ میں نکالتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

''ابا کس بات پر ناراض ہوں گے بھئی! روز وقت پر ناشتہ مل جاتا ہے نا' ایک دن ذرا سا لیٹ ہو گیا تو..... اور ویسے بھی انہیں خوش ہونا کب آتا ہے۔ وہ یونہی ساری دنیا سے خفا رہتے ہیں۔ خاص کر امی اور اس کے بعد تم ان کا ٹارگٹ رہی ہو۔''

اس کی بات کا جواب دینے کے لیے وہ ٹرے ہاتھ میں پکڑے مڑی تو وہیں رکی رہ گئی۔ کچن کے دروازے پر ابا کو ایستادہ دیکھ کر جیسے اس کی سانسیں رک گئیں۔

ناشتا ابھی تک نہیں آیا تھا اس لیے شاید وہ خود دیکھنے کچن میں چلے آئے تھے اور یقیناً وسیط کی آخری باتیں انہوں نے سن لی تھیں۔

''بہت بھاری لگتا ہے تم لوگوں کو میرا وجود؟'' ان کی آواز میں عجیب سی پھنکار تھی۔ وہ کبھی کسی کو معاف کرنے کے قائل نہیں تھے۔ چھوٹی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے چھوٹی غلطی اور بڑی سے بڑی خطا.....اور یہ تو بہت بڑی بات تھی کہ ان کی اولاد ان کے رویوں کو یوں جتا رہی تھی۔

وسیط کے تو کانوں تو جسم میں لہو نہیں تھا۔

''وہ ابا.....میں تو یونہی.....'' اس نے بڑی مشکلوں سے ہکلا ہکلا کر صفائیاں پیش کرنے کی کوشش کی۔

''کسی کو ضرورت نہیں ہے میرے لیے پریشان ہونے کی.....جب میں اتنا ہی بُرا ہوں۔تم لوگوں کی ماں کو میں نے مار دیا اور اب.....اب اس کی باری ہے'' وہ بُری طرح چلائے۔

وسیط نے عفیفہ کے ہاتھ سے ٹرے لے کر رکھ دی۔وہ بُری طرح لرز رہی تھی۔اس کا پورا وجود کسی سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔وہ تو ابا کے خاموش اور روکھے رویے پر کانپ جاتی تھی نا کہ آج وہ یوں پھٹ پڑے تھے۔

''ابا آپ غلط سمجھ رہے ہیں.....!'' وسیط انہیں سمجھانا چاہ رہا تھا۔

''ہاں' میں ہی غلط ہوں۔باقی ساری دنیا صحیح ہے' تمہاری ماں بھی صحیح تھی۔میری ہی سوچ غلط ہے'' پتا نہیں وہ کیا کہنا چاہ رہے تھے۔وسیط کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔اسے تو اس وقت صرف عفیفہ کی فکر تھی جو بے ہوش ہونے کے قریب تھی۔

اس نے زندگی میں جو کچھ پایا تھا وہ یونہی بزدل اور کمزور بنانے کے لیے کافی تھا۔اس میں ذرا سا بھی اعتماد اور بہادری نہیں تھی۔

''ابا! عافی کو دیکھیں.....پلیز!'' اس نے انہیں احساس دلانا چاہا۔

''ہونہہ.....'' انہوں نے ایک نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالی ''جیسی ماں ویسی بیٹی!'' وہ وہیں سے پلٹ گئے۔ناشتے کی ٹرے یونہی سجی ہوئی رکھی رہ گئی تھی۔

عفیفہ کے کانوں میں ابا کا زہر بھرا لہجہ گونج رہا تھا۔''جیسی ماں ویسی بیٹی۔''

''کیسی تھی میری ماں.....کیسی تھی ابا؟'' وہ ان سے پوچھنا چاہ رہی تھی لیکن اس کی زبان جیسے تالو سے چپک گئی تھی۔

خود وسیط بھی ابا کے آخری جملے کا زہر اپنے وجود میں اترتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔اس نے اپنی ماں کو جتنا دیکھا اور سمجھا تھا' وہ تو فرشتوں کی طرح معصوم تھی۔وہ بہت کم عمر تھا جب وہ اس دنیا سے چلی گئی تھیں لیکن اتنا بھی ناسمجھ نہیں تھا کہ ماں کے کردار کو نہ جا سکے۔ان کے چہرے پر پھیلی وہ صاف ستھری بے ریا سی مسکراہٹ' محبتوں سے بھرپور لہجہ' جان لٹاتا ہوا رویہ سب کچھ ہی تو اسے یاد تھا۔وہ تو کبھی بنا ضرورت گھر سے باہر نہیں نکلتی تھیں۔نہ ہی کوئی ان سے ملنے آتا تھا۔وہ تو اپنے گھر اور بچوں میں اس قدر مگن رہتی تھیں کہ انہیں باہر کی دنیا سے کوئی غرض نہ رہی تھی۔سوائے محلے کے چند گھروں کے' جہاں ان کی ضرورت ہوتی وہ چلی جاتیں لیکن بنا سبب وہ کبھی کہیں نہ جاتیں۔ہر شخص خود ہی ان سے ملنے چلا آتا۔کبھی کوئی کسی کام سے' کبھی کوئی ان سے ملنے کی تڑپ میں اور یہ سب صرف خواتین ہی ہوتی تھیں۔غیر مردوں نے تو شاید کبھی ان کا چہرہ تک نہیں دیکھا ہوگا۔وہ گھر سے پوری چادر اوڑھ کر باہر نکلتی تھیں۔

اس نے اکثر اپنی ماں کو چھپ چھپ کر روتے دیکھا تھا۔شاید وہ اپنے گھر والوں کو یاد کر کے رویا کرتی تھیں۔لیکن نہ کوئی ان سے کبھی ملنے آیا

اور نہ ہی کبھی وہ کہیں گئیں۔ ان کی دنیا صرف اپنا گھر' شوہر اور بچے تھے۔ پھر ابا ان کے لیے ایسے الفاظ کیوں استعمال کرتے تھے اور امی تو امی، بے چاری عفیفہ بھی ان کے عتاب کا نشانہ بنی رہتی تھی حالاں کہ اس کا اس میں کیا قصور تھا۔ تو کیا امی قصوروار تھیں.....؟

''عفیفہ!'' ابا کے جانے کے بعد اسے عفیفہ کا خیال آیا جو سکتے کے عالم میں وہیں کھڑی تھی۔

''آؤ اندر چلو.....شاباش!''

وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

''عانی چلو! پلیز.....اچھا ٹھہرو میں باسط بھائی کو اٹھاتا ہوں۔ آج وہ آفس نہیں جا رہے' ابھی تک سو رہے ہیں۔ اتنے شور میں بھی ان کی آنکھ نہیں کھلی'' وہ اسے تھامے ہوئے باہر لاؤنج میں لے آیا۔

''تم ابا کی باتوں کا اتنا اثر نہ لیا کرو۔ کبھی کبھی تو وہ مجھے نفسیاتی مریض لگتے ہیں۔ کوئی مسئلہ ہے ضرور.....کوئی گرہ ہے جو کھلتی نہیں ہے لیکن وہ بتائیں تو.....اپنی اولاد تک سے نالاں ہیں۔ وہ بنا کسی سبب کے لیکن کیا اس وجہ سے ہم خود کو بیمار کر لیں۔ دیکھو ہمیں' ہم بھی تو ان کا ہر سلوک برداشت کر رہے ہیں لیکن یوں دل پر لے کر بیٹھ جائیں تو کوئی نہ کوئی روگ لگا لیں گے خود کو۔ یہ دنیا ایسی ہی ہے۔ ہم اسے اپنی مرضی سے نہیں ڈھال سکتے۔ ہمیں ہی خود کو بے حس بنانا ہوگا' تم بھی گونگی بہری بن جاؤ'' وہ اسے مسلسل سمجھا رہا تھا۔

ابا بنا ناشتہ کیے جا چکے تھے۔ انہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں تھی کہ اپنے رویے سے وہ اپنی اولاد کو کس طرح پریشان کر گئے ہیں بلکہ پریشانی لفظ تو بہت چھوٹا تھا۔ وہ تو جیسے دکھ کی چادر اوڑھا دیا کرتے تھے انہیں۔ ان کی بھڑاس تو نکل جاتی تھی بلکہ کبھی کبھی تو وسیط سوچتا تھا' وہ ایک ساتھ ہی کیوں نہیں پھٹ پڑتے تھے۔ ان کے اندر کیوں اس قدر زہر بھرا تھا۔ وہ کیوں اس طرح ہو گئے تھے۔ ایک عام آدمی یوں اپنی اولاد سے اپنی بیوی سے اور اپنے گھر سے نہیں بھاگتا' نہ نفرت کرتا ہے۔ کوئی نہ کوئی وجہ ضرور تھی۔ جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

''امی شاید جانتی ہوں'' وہ بھی تو ان کے رویے کے چابک سہہ سہہ کر آخر تھک کر یہ دنیا ہی چھوڑ گئی تھیں۔

گھر والوں سے دوری ہی ایک عام بات نہ تھی کہ ابا کا رویہ.....ساری زندگی وہ ان پر نفرت ہی لٹاتے رہے۔ جب بھی نظر ڈالتے اس میں طنز' شک اور نفرت ہوتی۔ یوں جیسے وہ امی کو مجبوراً برداشت کر رہے ہوں۔

حالاں کہ زینب پھپھو تو کہتی تھیں کہ یہ ان دونوں کی پسند کی شادی تھی۔ اس سے زیادہ کبھی انہوں نے نہ کچھ بتایا تھا نہ وہ پوچھتے تھے۔ ان کا رویہ امی کے ساتھ کون سا اچھا تھا۔ تضحیک سے بھرپور ہوتا تھا۔

امی ان کے طنز پر کچھ نہ کہتیں بس سر جھکائے آنکھوں میں آنسو لیے گھر کے کام انجام دیے جاتیں اور اس کا دل چاہتا ابا اور پھپھو کو مار مار کر ادھ موا کر دے جو اس کی اتنی پیاری امی کو دکھ پہنچاتے ہیں لیکن وہ کچھ کر نہ پاتا۔

سمجھ دار ہونے کے بعد ایک دو بار اس نے امی سے ان دونوں کے اس رویے کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ہنس کر ٹال گئی تھیں۔ پھر وہ اتنا بڑا بھی کہاں تھا کہ وہ اسے اپنے دل کا حال بتاتیں۔

ہاں' ہوسکتا ہے باسط بھائی کو کچھ پتا ہو لیکن وہ بھی انجان تھے۔ اس کے پوچھنے پر وہ خاموش سے ہو گئے تھے" پتا نہیں مجھے' امی کچھ بتاتی کب ہیں۔ نہ ہی ابا اور پھپھو۔ امی آہستہ آہستہ گھلتی جا رہی ہیں۔ مجھے بڑی فکر ہوتی ہے ان کی لیکن وہ کچھ کہیں تب نا۔ ہوسکتا ہے نانی نانا اور خالاؤں کو یاد کرتی ہوں۔ اپنے گھر والے بھی چھٹ جائیں' یاد تو آتے ہیں نا.....؟"

باسط بھائی کے کہنے پر وہ ان کی طرف سے فکر مند رہنے لگا تھا۔ اسے لگتا تھا ایک روز وہ سو کر اٹھے گا تو امی وہاں نہیں ہوں گی۔ وہ ڈاکٹر کو بھی تو نہیں دکھاتی تھیں۔ پھر تھا کون انہیں ہسپتال لے جانے والا۔ شوہر بے پروا' میکے والے دور اور بچے چھوٹے۔ خیر' باسط بھائی اتنے چھوٹے بھی نہیں تھے' امی سے کہتے رہتے' ناراض ہو جاتے۔ لیکن وہ ان سنی کر کے گھر کے کاموں میں لگی رہتیں۔ اِدھر اُدھر کی باتوں میں بہلا لیتیں۔ یہی کہتیں کہ یہ ان کا وہم ہے۔ وہ بالکل ٹھیک ہیں۔

"لیکن امی' آپ دیکھیں تو خود کو کتنی کمزور ہوتی جا رہی ہیں۔ کتنی جلدی تھک جاتی ہیں۔ تکلیف آپ کے چہرے سے نظر آتی ہے لیکن آپ چھپاتی ہیں' کیوں آخر امی؟"

باسط بھائی کہتے رہتے۔ وہ مسکرا کر ٹال دیتیں" وہم ہے تمہارا بیٹا' بھلا بتاؤ کیا ہوا ہے مجھے۔ دبلی ہو گئی ہوں نا' اچھا چلو کل سے دودھ پیوں گی۔ خوب پھل کھاؤں گی ٹھیک ہے؟"

باسط بھائی کی سمجھ میں نہ آتا' وہ ایسا کیوں کر رہی ہیں؟ زندگی میں ان کی دلچسپی بالکل ختم کیوں ہو گئی ہے۔ اور ابا.....! کیا وہ اندھے ہو گئے تھے؟ انہیں امی کا گھلتا ہوا وجود نظر کیوں نہیں آتا تھا؟ وہ فطرتاً ایسے ہی تھے یا ہو گئے تھے؟

وہ ابا سے کہتے تو وہ بے پروائی سے اخبار اٹھا کر اس میں گم ہو جاتے" وہم ہوا ہے تمہیں' کچھ نہیں ہوا اسے۔ ڈراما کرتی ہے۔"

"ابا!" باسط بھائی دنگ رہ جاتے" آپ دیکھتے نہیں ہیں' وہ کتنی کمزور ہو گئی ہیں۔ ایک بار سارے ٹیسٹ کروالیں' پورا چیک اپ کروالیں۔ میری تو وہ مانتی نہیں ہیں۔"

"انہوں نے کب کسی کی مانی ہے۔ ہمیشہ اپنی چلائی ہے" ان کے چہرے کے زاویے بگڑ جاتے۔ لیکن وہ کبھی انہیں لے کر ڈاکٹر کے پاس نہ جاتے۔ پتا نہیں وہ اس قدر سنگ دل کیوں تھے؟

امی ان کی بے اعتنائیاں اور نفرتیں سہتے سہتے اس دنیا سے چلی گئیں لیکن ان کی بے حسی میں کوئی فرق نہ آیا۔ جیسے وہ سمجھتے ہوں کہ امی کی سزا یہی ہونی چاہیے تھی کہ وہ اتنی کم عمری میں اس دنیا سے یوں چلی جائیں کہ ان کا دامن بالکل خالی ہو۔

ماں باپ' شوہر اور بہنوں کی توجہ سے بالکل تہی داماں۔

شاید قدرت انہیں بچوں کا تحفہ نہ دیتی تو وہ اس سے شکوہ کیے بغیر اس سے جلدی اس دنیا سے چلی جاتیں۔ جینے کے لیے اللہ نے انہیں اتنے پیارے پیارے بچے دیے تھے لیکن پتا نہیں کیوں ان کا دل اندر سے بجھ گیا تھا۔

آج ابا کے رویے پر اسے سب یاد آ رہا تھا لیکن اس کی ماں کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا' وہی سب اپنی بہن کے لیے ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

☆

باسط بھائی اپنے کمرے سے باہر آئے تو اس کی صورت دیکھ کر پریشان رہ گئے۔

''تمہیں کیا ہوا اچانک' طبیعت ٹھیک ہے؟''

''اس گھر میں کوئی ٹھیک کس طرح رہ سکتا ہے۔ جس گھر کے سربراہ کو ہی اپنی اولاد سے' گھر سے دلچسپی نہ ہو۔ الٹا وہ اپنے رویے کی مار مارتا رہتا ہے۔'' وسیط کو سخت غصہ آ رہا تھا۔

باسط بھائی نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ وہ اس گھر کی سب سے ہنس مکھ اور خوش مزاج ہستی تھا۔ اس کے دم سے گھڑی دو گھڑی اس گھر کے مکینوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھول کھلا دیتی تھی۔ کسی بھی حال میں کبھی وہ الجھتا نہیں تھا۔ اس کی نظر میں ہر پریشانی کو ہنس کر' مسکرا کر ٹالا جا سکتا تھا۔ ابا کا سخت اور روکھا رویہ بھی اس کے ماتھے پر بل نہیں ڈالتا تھا۔ وہ ان کے حد سے بڑھے ہوئے روکھے پن کو جتاتا ضرور تھا لیکن مذاق میں..... لیکن آج وہ ان سے کس قدر شاکی نظر آ رہا تھا۔

''کوئی بات ہوئی ہے؟''

''بس ناشتے میں کچھ دیر ہو گئی تھی عافی سے..... اسی پر تذکرہ کر رہا تھا لیکن شاید مجھ سے ہی غلطی ہو گئی۔ مجھے خاموش رہنا چاہیے تھا۔ ابا کے رویے کو یوں جتانا نہیں چاہیے تھا۔ وہ تو ہمیشہ سے ایسے ہی ہیں' بے حس' غصیلے اور بے پروا۔''

''بُری بات ہے وسیط! کچھ بھی سہی' وہ ہمارے باپ ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ان کے لیے ایسے الفاظ نہیں نکالنا آئندہ!'' باسط بھائی نے تنبیہی لہجے میں اسے ٹوکا۔

''معلوم ہے مجھے! لیکن کیا انہیں معلوم ہے کہ وہ ہمارے باپ ہیں؟'' وہ چڑ کر بولا۔

لمحہ بھر کو باسط بھائی چپ رہ گئے۔

''کبھی انہوں نے ہمیں باپ بن کر دکھایا۔ ہماری ماں تو ان کے رویے کی مار سہہ سہہ کر اس دنیا سے چلی گئی۔ اب کس کی جان لیں گے وہ؟''

''پلیز وسیط!'' عفیفہ نے تڑپ کر اس کا ہاتھ تھام لیا ''کوئی الٹی سیدھی بات منہ سے مت نکالو۔''

''ابا کے ظلم کا دوسرا شکار اب یہ عافی ہے۔ ہماری اکلوتی بہن!'' وہ چپ نہیں ہوا۔

''اللہ نہ کرے.....!'' باسط بھائی نے بے قراری سے عافی کو اپنے سینے سے لگا لیا..... اور عافی' اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی گھنی ٹھنڈی چھاؤں میں آ گئی ہو۔ جیسے تپتے فرش پر جلتے اس کے تلوے ٹھنڈے پانی کے دھارے سے سکون پا گئے ہوں۔ موسم کی سختی' دھوپ کی تپش' تیز لو کے تھپیڑے کس طرح ٹھنڈی پروا میں تبدیل ہو گئے تھے۔

نفرتوں اور محبتوں میں ایسا ہی فرق ہوتا ہے۔ وہ تو چھوٹی سی عمر میں ماں کے جانے کے بعد باپ کی شفقت کو بھی ترس گئی تھی۔ تینوں بھائی بھی اپنے آپ میں مگن رہتے تھے۔ ہاں وسیط سے اس کی دوستی تھی' تو وہ بھی کون سا بہت بڑا تھا لیکن باسط بھائی کے وجود میں آج اسے ماں اور باپ دونوں کی خوشبو ملی تھی۔

''بہت بھوک لگ رہی ہے یار! خوب تگڑا سا ناشتا کروں گا میں'' انہوں نے جان بوجھ کر ماحول کو بدلنے کے لیے موضوع تبدیل کیا۔

''خیریت' آج آپ آفس نہیں جائیں گے؟'' وسیط کے لیے ان کا یوں گھر میں ہونا انتہائی حیران کن تھا۔ وہ کبھی بھی بنا سبب چھٹی نہیں کرتے تھے۔ شاید یہ گھر کے گھٹے ہوئے ماحول سے فرار کا بھی ایک طریقہ تھا۔

''نہیں یار' آج نہیں جاؤں گا۔ کمپیوٹر پر کچھ کام کرنا ہے لیکن تم اپنی کہو' ابھی تک گھر میں نظر آرہے ہو؟''

''میں تو نو بجے تک نکلتا ہوں۔ بس جارہا ہوں تیار ہونے۔ عافی' تم اب ٹھیک ہو ناں؟'' اس کے چہرے پر بہن کے لیے ابھی تک فکرمندی کے سائے تھے۔

''ہاں' میں بالکل ٹھیک ہوں'' وہ واقعی اب کافی سنبھل چکی تھی۔ کیا تھا جو تقدیر نے اس سے ماں اور باپ دونوں کی محبتوں کو چھین لیا تھا۔ اس کے بھائی جو اس سے اس قدر شدید محبت کرتے تھے۔ آج کس طرح انہوں نے اس کا دامن اپنی محبتوں سے بھر دیا تھا۔ وہ کیسی سرشار ہوگئی تھی۔

''میں ناشتا بناتی ہوں' آپ دونوں کے لیے'' وہ کچن میں جانے کے لیے مڑی تو باسط بھائی اسکے پیچھے پیچھے چلے آئے۔

''آج ناشتا دونوں مل کے بنائیں گے۔''

''نہیں پلیز باسط بھائی! میں کرلوں گی۔ آپ اتنی دیر اخبار دیکھیں'' ان کی بات پر وہ حیران رہ گئی۔

''وہ ناشتے کے ساتھ دیکھوں گا لیکن کچھ کام کاج سکھا دو بھئی' پتا نہیں آنے والی خاتون کیا کیا کروائیں؟'' وہ الٹی سیدھی باتیں کرکے اس کا موڈ خوشگوار کرنا چاہتے تھے۔

''آسیہ باجی ایسی نہیں ہیں'' اس نے مسکرا کر تصحیح کی۔

''نہ ہوں' لیکن ہر عقلمند آدمی کو شادی سے پہلے کچھ گھرداری ضرور سیکھ لینا چاہیے۔''

''تو میں ہوں ناں' وہ نہیں کریں گی تو میں کردوں گی۔''

''لو تم نے اپنے گھر نہیں جانا کیا؟'' وہ مستقل ایک ہی موڈ میں تھے۔ عفیفہ جھینپ کر چائے کا پانی رکھنے لگی۔

ابا کے لیے تیار کی ہوئی ناشتے کی ٹرے ویسی کی ویسی سامنے سلیب پر دھری تھی۔ اس کا دل کڑھ کر رہ گیا۔ اب پتا نہیں کہاں ناشتا کریں گے؟ آج تو وہ دوپہر کا کھانا بھی ساتھ لے کر نہیں گئے تھے۔ انہیں باہر کے کھانے کی عادت بھی نہیں تھی۔ پہلے امی کھانا بنا کر دیا کرتی تھیں ان کے بعد کافی دنوں تک اماں بی آکر سالن وغیرہ بنا جایا کرتی تھیں۔ اسی سالن میں سے وہ صبح اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ عفیفہ نے کچن سنبھال لیا اور اپنی ذمے داریاں امی کی طرح نبھانے لگی لیکن آج طویل عرصے بعد وہ ناشتا اور کھانا باہر کھانے پر مجبور ہوں گے۔

ناشتے کی تیاری کے دوران بار بار اسے یہی خیال آرہا تھا۔

☆

شہزاد نے سیاہ رنگ کی وی ٹی آئی کو دوسرے دن پھر سامنے رکتے دیکھا تو وہ بُری طرح چونک گیا۔کل بھی اتفاق سے وہ گھر سے باہر کسی کام سے نکل رہا تھا تو اس نے اسی گاڑی کو دیکھا تھا۔عفیفہ کے ہاں اول تو کوئی زیادہ آتا جاتا نہیں تھا۔ان کے عزیز رشتے دار بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔دوسرے جو بھی تھے ان ہی کی طرح مڈل طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔خود باسط بھائی نے بھی کچھ عرصے پہلے ایک سیکنڈ ہینڈ آلٹو خریدی تھی۔اس لیے کسی قیمتی گاڑی کا ان کے دروازے کے سامنے وہ بھی دوپہر کے وقت آکر رکنا حیران کُن بات تھی۔جبکہ سب کو ہی پتا تھا کہ اس وقت عفیفہ گھر میں اکیلی ہوتی تھی۔تینوں بھائیوں کے کسی دوست کا آنا بھی اس وقت ممکن نہیں تھا۔

گاڑی میں سے نکلنے والی شخصیت بھی گاڑی کی طرح کافی متاثر کُن تھی۔وہ اونچا لمبا' بے حد شاندار شخصیت کا مالک نوجوان پہلی ہی نظر میں متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

ایک بے چینی سی اس کے اندر اتر گئی تھی۔عفیفہ اسے شروع سے ہی اچھی لگتی تھی۔پتا نہیں یہ محبت تھی' پسندیدگی یا پھر وہ صرف اس کی خوبصورتی کا دلدادہ تھا۔اسے بہت سی لڑکیاں اچھی لگتی تھیں لیکن عفیفہ ان سب سے الگ تھی' اس نے کبھی اس کی پذیرائی نہیں کی تھی۔وہ بے حد سلجھی ہوئی' خاموش طبع لڑکی تھی۔اس کے صرف دیکھنے سے ہی وہ خوف زدہ ہو جاتی تھی۔اول تو وہ اسے نظر ہی کم آتی تھی۔کبھی بھولے بھٹکے ان کے ہاں چلی آتی تھی تو آسیہ باجی اور نوین کے مشترکہ کمرے میں گھسی رہتی۔

وہ بے چینی سے باہر منڈلاتا رہتا۔اسے اپنی ماں سے بہت ڈر لگتا تھا اور اس نے محسوس بھی کیا تھا کہ وہ عفیفہ کو خاص پسند بھی نہیں کرتی تھیں۔پتا نہیں وہ اس گھرانے سے ہمیشہ کیوں خائف رہتی تھیں۔اسی لیے جونہی وہ اپنی ماں کی گھورتی نگاہوں کو محسوس کرتا' وہاں سے ہٹ جاتا۔وہ ایک اچھی شخصیت کا مالک تھا اس لیے لڑکیوں سے دوستی کرنا اس کے لیے اتنا مشکل کام نہ تھا۔لیکن یہ عفیفہ' قابو میں نہ آتی تھی۔اس روز بھی اماں بی اچانک نہ آجاتیں تو شاید وہ اسے قابو میں کر ہی لیتا۔اس کا کوئی بُرا ارادہ نہ تھا۔اپنے ہی گھر میں آخری حد تک جانا یقیناً ممکن نہ ہوتا جبکہ وہ اچھی طرح یہ بھی جانتا تھا کہ عفیفہ خود ایسی لڑکی نہ تھی لیکن وہ اسے دوستی کے لیے تیار کر سکتا تھا۔اتنی مشکلوں سے تو یہ ایک موقع ہاتھ آیا تھا لیکن بُرا ہو اماں بی کا کہ وہ عین موقعے پر چلی آئیں۔وہ ٹھیک سے عفیفہ سے وضاحت بھی نہ کر سکا۔وہ تو یقیناً یہی سمجھ رہی ہوگی کہ اس کے ارادے ٹھیک نہیں تھے۔اسی لیے اس روز سے وہ مستقل اس انتظار میں تھا کہ کسی طرح عفیفہ پر سب کچھ واضح کر سکے۔

لیکن اس سے پہلے ہی یہ قیمتی گاڑی والا شاندار سا نوجوان اسے پریشان کر رہا تھا۔

''کون ہے یہ؟'' اس سے پہلے تو کبھی ان کے ہاں نہیں آیا۔اب اتنی جلدی دوسرے دن پھر.....''

اب وہ نوجوان بیل بجانے کے بعد دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔اتنی دیر میں اس نے اردگرد کے گھروں پر بھی نظر ڈالی۔شہزاد اور اس کی نظریں ملیں لیکن اگلے ہی لمحے اس نے اس پر سے نظریں ہٹا لیں کیوں کہ دروازہ کھل گیا تھا اور باسط بھائی باہر نکل کر اس سے ہاتھ ملا رہے تھے۔

لیکن آنے والے نے ہاتھ ملانے کے بعد انہیں گلے بھی لگایا۔پھر باسط بھائی اسے گھر کے اندر لے گئے۔

''اوہ' تو یہ باسط بھائی کا کوئی دوست تھا'' اس نے اطمینان کی سانس لی۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''سوری سبطین! کل آپ کو یونہی باہر سے جانا پڑا۔ دراصل اس وقت عفیفہ گھر میں اکیلی ہوتی ہے۔ ہم تینوں بھائی اور ابا اپنے کاموں کے سلسلے میں باہر ہوتے ہیں'' باسط بھائی اس سے معذرتی لہجے میں کہہ رہے تھے۔

''کوئی بات نہیں' میں سمجھتا ہوں۔ ویسے بھی میں ان کے لیے اجنبی تھا'' اس نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی۔

''آپ کو ہمارے گھر کا ایڈریس کہاں سے ملا' اتنے سالوں بعد یوں اچانک؟''

''ستارہ خالہ کی ایک دوست سے لیا ہے لیکن ستارہ خالہ.....؟'' سبطین نے ایک لمحے کو رک کر انتظار کیا'' وہ کل بھی گھر پر نہیں تھیں؟''

اس کے سوال پر باسط بھائی کے چہرے پر سایہ سا لہرا گیا۔ وہ بغور اسے دیکھنے لگے۔ جس ستارہ خالہ کی جستجو میں انہیں کھوجتا ہوا وہ یہاں چلا آیا تھا' وہ تو اب کہیں نہیں تھیں۔ کیا اس کی تلاش بے مصرف گئی تھی۔ پتا نہیں اسے کس نے بھیجا تھا۔ اس کی امی نے..... یا نانا نانی نے۔ ہوسکتا ہے یہ خود ہی آیا ہو۔

''ستارہ خالہ ٹھیک تو ہیں؟'' باسط بھائی کی خاموشی اسے کھٹکی۔

''وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں'' باسط بھائی نے انتہائی ضبط کے ساتھ اسے جواب دیا۔

''اوہ!'' وہ تو جیسے شاک کی سی کیفیت میں باسط بھائی کو دیکھ کر رہ گیا۔

اب وہ کیا جواب دے گا نانو کو..... وہ تو اس کے آنے کے بعد بہت پُرامید ہو چلی تھیں کہ ان کی بیٹی اب مل جائے گی۔ نانا منہ سے نہیں کہتے تھے لیکن لگتا تھا کہ انہوں نے بیٹی کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو بھلا دیا ہے۔ وہ بھی شاید اندر سے اس کے منتظر تھے۔ بہت سزا دے لی تھی انہوں نے بیٹی کو اور خود کو۔

اور خود اس کی ممی..... وہ کس قدر محبت سے ذکر کرتی تھیں ستارہ خالہ کا۔ اگر نانا جان سختی سے یہ بات نہ کہتے کہ جو ستارہ سے تعلق رکھے گا' میں اس کے لیے مر گیا تو شاید وہ اتنے عرصے تک ستارہ خالہ سے یوں انجان نہ رہتیں۔

جب وہ پاکستان آرہا تھا تو انہوں نے بار بار اسے یہی تاکید کی تھی کہ وہ نانا کو ستارہ خالہ سے دوبارہ تعلق جوڑنے کے لیے راضی کرے۔ شاید گزرتے وقت نے ان کے دل کی سختی کو نرمی میں بدل دیا ہو اور چپکے چپکے ستارہ خالہ کو تلاش بھی کرتا رہے۔

پھر جب وہ ان سے ملا تو اسے محسوس ہوا کہ ممی کا خیال درست تھا۔ وہ دونوں بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ نانو تو ستارہ خالہ کو یاد کر کے بہت رویا کرتی تھیں جبکہ نانا جان بھی اندر سے بالکل کھوکھلے ہو چکے تھے۔ فاخرہ دور تھی' ستارہ کو وہ اپنے ہاتھوں کھو چکے تھے جبکہ شیریں کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔

وہ تو بڑے یقین کے ساتھ ستارہ خالہ کو ڈھونڈنے نکلا تھا۔ اور کل جب وہ انہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا تو اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سارے زمانے کو بتا دے کہ اسے ستارہ خالہ مل گئی ہیں۔

اس وقت سے کئی بار اس کے دل میں خیال آیا تھا کہ نانو کو بتائے لیکن پھر یہ سوچ کر خاموش رہا کہ وہ ستارہ خالہ کو لے جا کر ان کے سامنے کھڑا کرے گا تو وہ کس قدر خوش ہوں گی۔ وہ سرپرائز کتنا دلکش ہوگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صبح بھی جب وہ ناشتا کر رہا تھا تو وہ غور سے اس کے چہرے کو کھوج رہی تھیں ''سبطین کیا ستارہ کا کوئی پتا چل گیا ہے؟'' پتا نہیں انہیں اس کے چہرے پر کیا نظر آ گیا تھا۔ وہ ماں کے دل کی گواہی پر حیران رہ گیا۔

''نہیں تو نانو ابھی کوششوں میں ہوں'' اس نے جان بوجھ کر اپنی نگاہیں جھکا لی تھیں کہ وہ کہیں اس کی آنکھوں میں چمکتی وہ خوشی نہ پڑھ لیں جو کل سے اس کی آنکھوں میں آ کر ٹھہر گئی تھی۔

''اچھا!'' وہ مایوسی سے مزید کچھ نہ کہہ سکی تھیں۔

''اوہو نانو پریشان کیوں ہوتی ہیں۔ اللہ بہتر کرے گا'' اسے اپنے نہ بتانے پر اپنے آپ پر غصہ بھی آ رہا تھا لیکن یہ احساس اسے کچھ بھی بتانے سے روک رہا تھا کہ جب ستارہ خالہ اچانک نانو کے سامنے آئیں گی تو وہ منظر کیسا ہوگا؟

اور اب' یہ کیسی خبر ملی تھی اسے..... ستارہ خالہ تو اس دنیا میں ہی نہیں تھیں۔ یعنی سب کا وہ انتظار جو سالوں سے ان کی آنکھوں میں تھا' ختم ہو گیا تھا۔ اب نانو' ستارہ خالہ کو کبھی نہیں دیکھ سکیں گی۔

ممی جو بہن کو یاد کر کے نہ تھکتی تھیں' اب وہ انہیں کیسے بتائے گا کہ وہ تو اب صرف یاد بن گئی ہیں۔

نانا جان نے انہیں معاف نہیں کیا تھا۔ تو وہ بھی اب کبھی ان سے معافی مانگنے نہیں آئیں گی۔

''سبطین.....!'' باسط بھائی کو اس کا مایوس چہرہ دیکھ کر اپنی بے بسی اور قدرت کی ستم ظریفی پر رونا آ رہا تھا۔

''ہوں.....'' ان کے کندھا ہلانے پر وہ چونکا ''کب ہوا یہ سب؟ ہمیں تو پتا ہی نہیں چلا۔''

''گیارہ سال ہو رہے ہیں اب تو..... وہ اندر ہی اندر سلگتی رہتی تھیں۔ گھر والوں سے دوری اور اپنی بے بسی نے انہیں آہستہ آہستہ ختم کر دیا۔ وہ علاج کروانے کو بھی تیار نہیں تھیں اور جب ہمیں پتا چلا کہ وہ اندر سے بالکل ختم ہو چکی تھیں۔ میں نے ان دنوں ان سے بہت کہا تھا کہ وہ مجھے نانا کے گھر کا پتا دے دیں۔ میں خود جا کر ان سب سے ملوں گا لیکن ان کی خاموشی ختم نہیں ہوئی۔ پتا نہیں ایسا کون سا جرم سرزد ہوا تھا ان سے۔ انہوں نے آخری دنوں مجھ سے کہا تھا۔''

''باسط' میں زندگی کا وہ باب بند کر چکی ہوں۔ مجھ سے جو خطا ہوئی یہ اس کی سزا ہے جو مجھے آخری سانس تک بھگتنا ہے۔ میری ماں میری آمد کی ہر لمحہ منتظر رہتی ہوگی۔ اس کا مجھے یقین ہے۔ اس کی آس ٹوٹ جائے گی۔ یہ مت کرنا' انہیں کبھی مت بتانا۔''

باسط بھائی آنکھوں میں نمی لیے اسے بتا رہے تھے۔

''ایسا ہی ہے باسط بھائی' نانو کی آنکھیں ہر لمحہ دروازے پر جمی رہتی ہیں۔ انہیں آج بھی یقین ہے کہ ان کی روٹھی ہوئی بیٹی ایک دن اچانک چلی آئے گی۔ انہوں نے آج تک ان کا کمرہ ویسے ہی سجا رکھا ہے۔ ان کی چیزیں جوں کی توں رکھی ہیں۔ روز وہ ان کی پسند کی ڈش بنواتی ہیں۔ ستارہ اچانک آ گئی تو..... اتنے سال بیت گئے لیکن وہ انہیں نہیں بھولیں۔ بھلا بھول بھی کون سکتا ہے اپنی اولاد کو۔ وہ ستر سال کی ہو چکی ہیں اب لیکن انہوں نے اپنی امید کو بوڑھا نہیں ہونے دیا اب تک۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دروازے کے نزدیک کھڑی عفیفہ ایک ایک لفظ کو سن کر دکھ کے پاتال میں اتر رہی تھی۔ ''امی' کاش! آج آپ زندہ ہوتیں تو جان لیتیں کہ آپ کے گھر والے آپ کو نہیں بھولے۔ انہوں نے اپنے دلوں میں آج بھی آپ کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ آپ تو یونہی بدگمان ہوگئی تھیں ان سے۔ یوں ہی کٹ گئی تھیں، دیکھیں نانو آپ کو کس قدر چاہتی ہیں۔''

''اور نانا جان' وہ بھی ستارہ خالہ کے منتظر ہیں۔ کبھی انہیں ان پر غصہ ہوگا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ ختم ہوگیا۔ صرف انا باقی رہ گئی ہے۔ شاید ستارہ خالہ خود لوٹ آتیں تو وہ انہیں معاف کر دیتے۔ پسند کی شادی کوئی اتنا بڑا گناہ نہیں ہوتی'' سبطین کہہ رہا تھا۔

''پتا نہیں' یہ پسند کی شادی تھی بھی یا نہیں۔ ابا کا رویہ تو ساری زندگی اس کی نفی کرتا رہا۔ انہوں نے تمام عمر امی کو سوائے دکھوں کے اور کیا دیا'' باسط بھائی دل میں سوچ رہے تھے۔

''میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں اب نانو کو کیسے سمجھاؤں گا۔ وہ تو میرے آنے کے بعد پھر سے ستارہ خالہ سے ملنے کی امید لگا بیٹھی ہیں۔'' وہ بے چینی سے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔

''انہیں کچھ نہیں بتانا سبطین! امی بھی ایسا ہی چاہتی تھیں۔''

''لیکن اس طرح تو پھر وہ کبھی آپ لوگوں سے بھی نہیں مل سکیں گی۔''

''ہاں' لیکن شاید اب یہی مناسب ہے'' باسط بھائی کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

''نہیں' ستارہ خالہ سے نہ سہی' ان کے بچوں سے تو وہ مل لیں۔ پھر آپ لوگ بھی کبھی اپنے ننھیال والوں سے نہیں ملے۔ میں چاہتا ہوں' یہ تعلقات بحال ہو جائیں۔ ممی بھی ایسا ہی چاہتی ہیں۔ ہم اتنے قریبی رشتوں کے باوجود ایک دوسرے سے دور ہیں' کیا ہمیشہ ایسے ہی رہیں؟ کم از کم ہم لوگ اب ایسا نہیں چاہیں گے۔ ابھی نہ سہی لیکن مناسب وقت دیکھ کر میں نانو کو بتا دوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ اب ہم سب اسی طرح ملیں جیسے ہمارے رشتوں کا تقاضا ہے۔''

سبطین کی باتوں پر باسط بھائی کچھ دیر خاموش رہے پھر کھڑے ہوگئے ''آپ بیٹھیں' میں ابھی آتا ہوں۔'' انہیں معلوم تھا کہ عفیفہ یہیں کہیں قریب کھڑی سن رہی ہوگی۔

''عافی!'' انہوں نے باہر آکر اسے پکارا۔ وہ وہیں کھڑی تھی۔ ان کی آواز پر اس نے اپنی جھکی پلکیں اٹھائیں۔ آنسوؤں کے بوجھ سے جھکی ہوئی وہ پلکیں۔ اس کے چہرے پر پھیلا ہوا دکھ انہیں مزید دکھی کر گیا۔

''ادھر آؤ بیٹا!'' انہوں نے اسے پکارا تو جیسے وہ نیند سے جاگ گئی اور آگے بڑھ کر ان کے سینے سے لگ گئی۔ باسط بھائی کا ہاتھ اس کے سر پر آکر رک گیا۔

سبطین بھی اٹھ کر باہر آگیا تھا۔ اس کا اپنا دل جیسے کٹا جا رہا تھا۔ اسے ان دونوں کے دکھ کا اچھی طرح اندازہ ہو رہا تھا۔ وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔ باسط بھائی کی آنکھوں میں بھی آنسو بھرے ہوئے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''باسط بھائی' اب میں چلتا ہوں' پھر آؤں گا۔ باقی سب سے تو ملاقات ہوئی نہیں۔ میں ذرا نانو کو ذہنی طور پر اس کے لیے تیار کرلوں۔ پھر آپ سب کو وہاں لے کر چلوں گا۔''

اس نے دزدیدہ نظروں سے عفیفہ کے روئے روئے چہرے پر نظر ڈالی۔ جو اسے دیکھتے ہی باسط بھائی سے الگ ہو کر اپنا چہرہ پونچھنے لگی تھی۔

''نہیں' اس طرح نہیں۔ آپ بیٹھیں' عافی چائے لاؤ۔ پھر ہم سب مل کر چائے پئیں گے۔'' انہوں نے جان بوجھ کر اپنا لہجہ ہلکا پھلکا کرنے کی کوشش کی۔

اور وہ..... حالاں کہ اس کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا لیکن پتا نہیں کیوں وہ ان دونوں بہن بھائیوں کی خاطر رک گیا تھا۔

☆

''پتا نہیں یہ سبطین کہاں غائب رہتا ہے؟ ہفتے بھر سے شکل تک نہیں دکھائی اس نے۔'' زویا کو شدید غصہ آ رہا تھا۔

''نانو نے اغوا کرلیا ہے اسے'' عمر کا انداز مذاق اڑانے والا تھا'' اپنی تنہائی کی داستانیں سنا سنا کر مجبور کر دیا ہوگا کہ وہ بے چارہ کسی اور سے ملنے کا نہ رہے۔''

''ممی ہمیشہ سے ایسی ہیں' مجھ سے تو دلی پرخاش ہے انہیں۔ بھلا میرے ہاں کس طرح رہنے دیں گی وہ اسے'' شیریں کا لہجہ انتہائی زہریلا تھا۔

اپنی ماں سے وہ ہمیشہ پتا نہیں کیوں اسی طرح چڑا کرتی تھیں۔ شاید طبیعتوں کی تبدیلی اور سوچ کا فرق انہیں ہمیشہ یونہی جدا رکھے ہوئے تھا۔ کچھ شیریں کی اپنی ذات میں حسد اور خودغرضی کی آمیزش تھی اس لیے انہیں دنیا میں ہر شخص اپنا دشمن نظر آتا تھا۔ نہ انہیں جھکنا آتا تھا' نہ دوسروں کے لیے قربانی کا جذبہ ان کے اندر موجود تھا۔ وہ صرف وصولنا جانتی تھیں اور جہاں ان کی مرضی کے مطابق کچھ نہ ہوتا' وہ انتہائی بدمزاج ہو جاتیں۔ نانو سے ان کا ہمیشہ یہی اختلاف رہا تھا۔ ستارہ اور فاخرہ سے بھی ان کی اسی لیے کبھی نہ بنی تھی۔ جو شخص صرف اپنا ہو وہ کبھی دوسروں کا ہو بھی نہیں سکتا۔

''لیکن ممی' یہ تو زیادتی ہے۔ میں نے سبطین سے کہا بھی تھا کہ میں ایک پارٹی رکھنا چاہتی ہوں۔ اسے اپنے سارے فرینڈز سے ملوانا ہے'' زویا کی آواز میں جھنجلاہٹ تھی۔ اپنی ماں کی طرح جب اس کی مرضی میں کوئی رخنہ آتا تھا تو اس سے برداشت کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔

''تمہیں بڑا شوق ہے پارٹیوں کا..... بہانے ڈھونڈتی ہو۔'' عمر نے ناک چڑھا کر بہن کو دیکھا'' جس کے لیے پارٹی رکھنا ہے۔ ان کا پتا ہی نہیں' چلو ایک فون ہی کر لیتے۔''

''تمہیں اس سے مطلب؟'' وہ ہتھے سے اکھڑ گئی'' تم جوکرتے پھرتے ہو' میں پوچھتی ہوں تم سے' تمہاری گرل فرینڈز اور انجوائے منٹ کے بارے میں۔ میری فکر میں دبلے مت ہوا کرو۔''

''تو تم کون سی بڑی پارسا ہو'' عمر کو بھی برداشت کرنا کب آتا تھا۔'' سارا دن کن لوگوں میں اٹھتی بیٹھتی ہو' کیا مجھے نہیں معلوم.....؟ میرے معاملات میں بولیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔''

''پلیز عمر! فار گاڈ سیک' اپنے گھر کو تو اکھاڑا مت بنایا کرو۔ کیا ضرورت ہے تم دونوں کو یوں لڑنے کی؟'' شیریں نے مداخلت کرتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے دونوں کو ڈانٹا۔

''تو اس سے کہیں میرے منہ نہ لگا کرے'' زویا پیر پٹختے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

شیریں نے اسے جاتے دیکھ کر بیزاری سے سر ہلایا۔

''دیکھا مما آپ نے' میں بڑا ہوں اس سے لیکن اسے کوئی خیال ہی نہیں'' عمر نے شکایتی لہجے میں شریں سے شکایت کی۔

''تو تم کون سا بڑا بن کر دکھاتے ہو۔ ہمیشہ اس کے پیچھے لگے رہتے ہو۔ نہ وہ تمہاری عزت کرتی ہے نہ تم اس کا خیال'' شیریں نے کچھ ناراضی سے اسے دیکھا۔

''آپ سے اور پاپا ہی سے سیکھا ہے۔'' وہ اطمینان سے سر ہلانے لگا اور شیریں اسے گھور کر رہ گئیں۔

☆

اماں بی نے اسے پتا نہیں کیوں بلوا بھیجا تھا۔ محلے کے بچے نے اسے آ کر کہا تو وہ باسط بھائی سے کہہ کر وہاں چلی آئی۔

''خیریت اماں بی' آپ ٹھیک تو ہیں؟'' اس نے ان پر نظر پڑتے ہی پوچھا۔ وہ پلنگ پر بیٹھی مٹر چھیل رہی تھیں۔

ہاں میں تو ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے لیکن تم ٹھیک نہیں لگ رہیں۔'' انہوں نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا۔ ''وہ آیا تھا..... فاخرہ کا بیٹا.....؟''

''جی.....!'' اس کی آنکھوں میں آنسو پھر سے امڈنے کو تیار ہو گئے۔

''بس اب رونا نہیں بیٹا' لگتا ہے صبح سے خوب رو چکی ہو'' انہوں نے مٹر چھوڑ کر اس کے ہاتھ تھام لیے۔

''نہیں تو اماں بی! لیکن پتا نہیں کیوں آج امی بہت یاد آ رہی ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتیں تو.....'' اس کی آواز رندھ گئی ''ہم لوگ اپنی نانی اور نانا سے ملتے' اپنی خالاؤں سے ملتے۔''

''بس بیٹا' اللہ کی مصلحت اللہ ہی جانے۔ ہم بندے بڑے بے بس ہیں۔ اسے بھی کتنی مایوسی ہوئی ہو گی سن کر۔ کس نے بھیجا تھا اسے؟''

''خود ہی تلاش کرتے ہوئے آئے تھے۔ وہاں نانا کے ہاں کسی کو معلوم نہیں کہ امی اب اس دنیا میں نہیں رہیں۔ نانی تو ان کو اب تک یاد کرتی ہیں لیکن جب انہیں پتا چلے گا تو..... وہ کتنی دکھی ہوں گی اماں بی!''

''ہاں بیٹا' دوسری بار بیٹی کو کھوئیں گی۔ ایک بار اتنے سال پہلے۔ پھر اب تک امید تو ہو گی کہ وہ جہاں ہو گی' خیریت سے ہو گی۔ خوش ہو گی لیکن جب ساری امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں تو.....'' انہیں اچانک اپنا بیٹا اور بہو یاد آ گئے تھے۔ وہ انہیں بھولی تھیں جو ستارہ کی ماں اپنی بیٹی کو بھول جاتیں۔

''اماں بی' سبطین بھائی کو بھی یہ جان کر بہت دکھ ہوا تھا۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب نانی کو کس طرح بتائیں گے۔ ان ہی کے کہنے پر تو وہ امی کو ڈھونڈتے ہوئے یہاں آئے تھے۔''

''بس بیٹی' یہی زندگی ہے اور ہمیں تمہیں سوائے صبر و شکر کے کچھ نہیں کرنا۔ صبر کرنا بزدلی نہیں بلکہ بہادری ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بار بار یہی فرماتا ہے کہ جب بھی کوئی پریشانی آئے تو صبر اور نماز کے ذریعے اس سے مانگو۔ مجھے بھی جب کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو میں جائے نماز بچھا کر اس کے حضور کھڑی ہو جاتی ہوں۔ اس سے رو رو کر صبر و برداشت کی قوت مانگتی ہوں۔ میں اس سے شکوہ کر کے ایک لمحہ بھی گناہ گار نہیں ہونا چاہتی۔ جب تک ہمیں ملتا رہتا ہے تو ہم کبھی اس کا شکر تو ادا نہیں کرتے لیکن جونہی وہ ذرا سا آزمالے تو شکوہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ بس یہی وقت ہوتا ہے بیٹا بندے کی آزمائش کا۔ اس میں پورے اتر جاؤ تو بخشش ہے' معافی ہے ورنہ پکڑ ہے۔"

وہ اسے بڑے عام فہم لفظوں میں نرمی سے سمجھا رہی تھیں۔ اور ان کا کہا ہوا ایک ایک لفظ اس کے زخموں کو مندمل کرتا جا رہا تھا۔

جب وہ عصر کی نماز کے لیے کھڑی ہونے لگیں تو وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا بے چین دل کچھ ٹھہر سا گیا تھا۔ کتنی تاثیر تھی اماں بی کے لہجے میں۔ حالاں کہ وہ صرف قرآن پڑھی ہوئی تھیں' انہیں ڈگری یافتہ لوگوں کی طرح بڑے بڑے جملے بولنے نہیں آتے تھے۔ نہ ہی ان کی گفتگو عالمانہ ہوا کرتی تھی لیکن ان کی باتیں کس طرح دوسروں کے دلوں میں جگہ بنا لیا کرتی تھیں۔

صحن میں موٹر سائیکل اندر داخل کرتا ہوا وہ اشعر ہی تھا۔ اس کی نظریں بے ساختہ عفیفہ کے چہرے پر ٹکی تھیں اور وہ ٹھٹک سا گیا تھا۔

"عفیفہ' تم روئی ہو؟" وہ بہت کم اس سے مخاطب ہوتا تھا۔ اس سے کیا' وہ تو جیسے سارے جہان سے روٹھا رہتا تھا۔ اکھڑا اکھڑا' بے زار۔ بچپن سے اب تک وہ ایک دوسرے کے سامنے بڑے ہوئے تھے لیکن ان دونوں میں کوئی بے تکلفی نہ تھی۔ ہاں' تھوڑی بہت وسیط سے اس کی دوستی تھی' وہ بھی باہر کی حد تک اور اس میں بھی وسیط کی اپنی خوش مزاجی کو دخل تھا۔

عفیفہ اس کے اتنی بے تکلفی اور بے ساختگی سے پوچھنے پر حیران رہ گئی تھی اور جواباً صرف نفی میں سر ہلا سکی تھی۔ خود وہ بھی اپنی بے ساختگی پر شاید شرمندہ سا ہو گیا تھا۔ اسی لیے مزید کچھ پوچھے بنا اندر چلا گیا تھا۔

وہ چند لمحے اسے اندر جاتا دیکھتی رہی پھر وہاں سے چلی آئی تھی۔

☆

اس روز سبطین کئی دنوں بعد وہاں گیا تھا۔ زویا کا منہ پھولا ہوا تھا اور اپنے رویے سے وہ اچھی طرح جتا رہی تھی کہ وہ اس سے ناراض ہے۔ شیریں بھی کچھ اکھڑی اکھڑی سی تھیں۔ انہیں اس کے ایک دم یوں غائب ہو جانے پر خفگی تھی۔ حالاں کہ وہ چاہتیں تو نانو کے ہاں فون کر کے اس کی خیریت دریافت کر سکتی تھیں لیکن اس طرح یہ ظاہر ہو جاتا کہ انہیں اس کی پروا ہے۔ ایسا وہ کب سوچ سکتی تھیں کہ وہ کسی کی جانب جھکیں۔ انہوں نے تو زندگی بھر اپنے شوہر کی پروا نہیں کی تھی۔ ماں باپ' بہنیں' بھانجا یہ سب رشتے تو ان کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے۔

"کیا حال ہے آپ سب کا؟" سبطین کا ذہن حالاں کہ بہت الجھا ہوا تھا لیکن وہ اپنی عادت سے مجبور خوش اخلاقی نبھانے پر مجبور تھا۔

"ممی نے اجازت دے دی تمہیں یہاں آنے کی؟" شیریں کا لہجہ بے حد تیکھا تھا۔

"کون.....؟" وہ حیران ہوا "نانو نے.....؟"

"ظاہر ہے' انہیں ہی اچھا نہیں لگتا کہ تم ہمارے ہاں رہو' آؤ جاؤ۔"

''نہیں تو شیریں آنٹی! یہ کس نے کہا آپ سے؟''

''میں جانتی ہوں اچھی طرح'' وہ طنزیہ مسکرائیں۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اپنے کاموں میں بے حد مصروف تھا' اپنے بزنس کے سلسلے میں۔ اس لیے وہاں بھی صرف رات کو سونے کے لیے جاتا تھا۔ اس قدر تھک جاتا تھا کہ سوائے نیند کے کچھ سوجھتا نہیں تھا۔ دو ایک بار فون کیا تھا میں نے یہاں اتفاق سے کوئی نہیں تھا گھر میں۔''

''تم میرے موبائل پر بھی کر سکتے تھے فون۔ میں نے سب کے موبائل نمبر بتائے تو تھے تمہیں۔'' زویا نے بھی ماں کے لہجے میں اسے جتایا تو سبطین کے ماتھے پر ہلکی سی لکیریں نمودار ہوئیں' وہ ایسے لہجوں کا عادی کہاں تھا لیکن اپنی رواداری نبھانے کی فطرت سے مجبور تھا۔

''سوری' مجھے اس کا دھیان نہیں رہا۔ خیر' اپنی وے عمر کہاں ہے نظر نہیں آ رہا؟'' اس نے مزید تلخی سے بچنے کے لیے موضوع تبدیل کیا۔ ورنہ دل ہی دل میں اسے ان دونوں کی بلاوجہ کی ناراضی پر حیرت ہو رہی تھی۔

محبت میں بندہ شکوہ ضرور کرتا ہے لیکن اس میں اتنی شدت اور تلخی نہیں ہوتی۔ پھر وہ پہلے ہی ان پر ظاہر کر چکا تھا کہ وہ آگے آنے والے دنوں میں کافی مصروف رہے گا۔

''پتا نہیں' بتاتا کب ہے وہ۔ ہوگا اِدھر اُدھر دوستوں میں'' شیریں نے بے زاری سے جواب دیا۔

''اور انکل.....؟''

''بس آتے ہی ہوں گے۔''

''کچھ دیر بیٹھو گے یا پھر جلدی جانا ہے؟'' زویا کا لہجہ بدستور روٹھا ہوا تھا۔

''تم کیا چاہتی ہو چلا جاؤں.....!'' وہ جان بوجھ کر ماحول کو ہلکا کرنے کے لیے مسکرایا۔

''ہونہہ..... جیسے تمہیں میرا بڑا خیال ہے۔ ہوتا تو اتنے دن غائب نہ رہتے۔''

''تو تم آ جاتیں نانو کے ہاں' رات میں اور صبح ناشتے میں تو تم سے ملاقات ہو جاتی۔''

''میں اور نانو کے گھر جا کر رہوں.....؟ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں'' وہاں رہنا تو بڑے دل گردے کا کام ہے۔ ان دو اولڈ پرسنز کے ساتھ تو چار منٹ میں رہ کر بندہ خود کو ویسا ہی اولڈ محسوس کرنے لگتا ہے۔'' اس کا لہجہ استہزائیہ تھا۔ سبطین کا موڈ مزید آف ہو گیا۔ کتنی مشکل سے تو وہ ان دونوں کی تلخ باتوں کو نظر انداز کر رہا تھا۔

چند لمحے وہ منتظر رہا کہ شیریں اسے اس بدتہذیبی پر ٹوکیں گی لیکن وہ یونہی بیٹھی رہیں تو وہ کہے بغیر نہ رہ سکا'' زویا' وہ ہمارے نانا نانی ہیں' ہماری ماؤں کے بھی ماں باپ۔ ان کی عزت و تکریم ہمارا فرض ہے۔ ان کے لیے اس لہجے میں بات کرنا میرا خیال ہے مناسب نہیں۔''

اس کے یوں سمجھانے پر زویا اور شیریں دونوں کے چہروں کے تاثرات بگڑ گئے۔ ان کے خیال میں تو وہ ہمیشہ مناسب ہی بات کیا کرتیں تھیں اور کوئی انہیں سمجھائے یہ کس کی مجال ہے۔ وہ کبھی غلط ہوتی کہاں تھیں۔

''میرا خیال ہے مجھے چلنا چاہیے' میں پھر آؤں گا'' سبطین کو اب مزید یہاں رکنا فضول نظر آ رہا تھا اور دل ہی دل میں وہ اپنے اس فیصلے کو داد دے رہا تھا کہ وہ یہاں نہیں ٹھہرا۔

''ارے' تم تو ناراض ہو گئے شاید'' شیریں کو ایک دم احساس ہوا کہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شاید عقلمندی نہیں۔ سبطین جیسے لڑکے کو ناراض کرنا یقیناً بے وقوفی تھی جبکہ وہ زویا کی دلچسپی اور اس کا جھکاؤ اس کی طرف اچھی طرح محسوس کر چکی تھیں۔

''نہیں آنٹی' ناراضگی کی کیا بات ہے۔ مجھے ایک کام یاد آ گیا تھا'' اس نے بھی یوں ناراضی کو ان پر جتانا اچھا نہیں جانا۔

''ارے بھئی' ہم آئے اور آپ چلے' یہ کہاں کا انصاف ہے؟'' عقب سے فرقان علی کی آواز پر فوراً گھوما۔

انہیں دیکھ کر پتا نہیں کیوں اس کا بگڑتا موڈ ایک دم خوش گوار ہو گیا۔ اس گھر میں وہ اپنائیت کا خوشگوار احساس تھے۔ ان سے مل کر وہ ہمیشہ دل میں ایک اچھا تاثر پیدا کرتا تھا۔

''السلام علیکم انکل! کیسے ہیں آپ؟'' اس نے آگے بڑھ کر ان سے ہاتھ ملایا۔ جو انہوں نے گرم جوشی سے تھام لیا۔

''ہم تو ٹھیک ہیں برخوردار' آپ اپنی سنائیں' کہاں غائب ہیں اتنے دنوں سے۔ بھلا بیٹھے تھے ہمیں؟''

ان کے محبت بھرے شکوے پر وہ مسکرایا اور لمحہ بھر کے لیے سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ دو انسانوں نے ایک ہی بات کتنے مختلف انداز میں کی تھی۔ وہی بات شیریں نے بھی کہی تھی اور یہی شکوہ فرقان علی نے بھی کیا تھا لیکن ان کا شکوہ اسے اچھا کیوں لگا تھا کیوں اس میں اپنائیت کی مہک تھی۔

''سوری انکل! کچھ کاموں میں الجھ گیا تھا لیکن وعدہ ہے کہ آئندہ آپ کو شکایت نہیں ہو گی۔'' وہ اب ان کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

''آتے رہا کرو بیٹا' تم سے مل کر دل بڑا خوش ہوتا ہے۔'' وہ شگفتگی سے مسکرائے تو شیریں دل ہی دل میں سلگ کر رہ گئیں۔

''ہاں ایک ہم ہی سے مل کر دل کڑھتا ہے آپ کا'' وہ منہ سے تو نہ کہہ سکیں لیکن سوچا ضرور تھا۔

''بھئی شیریں' آج ڈنر اچھا سا ہونا چاہیے'' انہوں نے اب کی بار شیریں سے کہا تو وہ سر ہلانے لگیں۔

''ضرور..... لیکن سبطین سے بھی تو پوچھ لیں' وہ اتنی دیر تک رک سکے گا؟''

ان کے لہجے میں ابھی تک طنز چھپا ہوا تھا لیکن وہ اب انہیں مزید ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''کیوں نہیں شیریں آنٹی! میں آج رات تک یہاں ہوں۔ بس' اب آپ کی ناراضگی ختم ہو جانی چاہیے'' اس نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر ان کے ہاتھ تھام لیے۔

''ارے' میں کب ناراض ہوں۔ بس تمہارے نہ آنے پر شکوہ تھا۔ تم میرے بھانجے ہو۔ اتنے سالوں بعد پاکستان آئے ہو' تمہیں کیا معلوم مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔'' وہ ایک دم تبدیل ہو گئیں۔

''جانتا ہوں' اس میں میری ہی کوتاہی ہے'' اس نے کہا تو زویا کا بگڑا ہوا موڈ بھی بہتر ہونے لگا۔

''کہیں باہر نہ چلیں ڈنر پر مما؟''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''جیسے تم لوگوں کی مرضی' سبطین سے پوچھ لو۔''

''مجھے کوئی اعتراض نہیں۔'' اس نے سر ہلایا۔

☆

مہناز خالہ نے شادی کی تیاری کے سلسلے میں کچھ وقت مانگا تھا۔ حالاں کہ ان سے کہا گیا تھا کہ انہیں کسی بھی قسم کا جہیز وغیرہ نہیں چاہیے لیکن اس سب کے باوجود مہناز خالہ نے یہ کہہ کر معذرت کر لی تھی کہ یہ ان کے گھر کی پہلی شادی ہے۔ جہیز نہ سہی' دوسری تیاریاں بھی تو ہوتی ہیں۔ پھر وہ کسی بھی حال میں اپنی بیٹی کو خالی ہاتھ رخصت کر کے خاندان اور محلے بھر میں شرمندہ نہیں ہونا چاہتیں۔ اور ان کے قطعی لہجے پر ابا اور باسط بھائی خاموش ہو گئے تھے۔ حالاں کہ ان کے جانے کے بعد ابا بہت دیر تک بڑبڑاتے رہے تھے۔ ان دنوں ان کے موڈ کی خرابی عروج پر تھی۔ اس روز والے واقعے کے بعد تو جیسے ان کی نظروں تک میں زہر بھر گیا تھا۔ ہر کوئی ان سے الجھنے سے گریز کرنے لگا تھا۔ کیا پتا تھا کس وقت ان کا مزاج الٹ جائے۔

باسط بھائی بھی ماحول میں مزید تلخی نہیں چاہتے تھے اس لیے مہناز خالہ سے کسی بھی قسم کی ضد یا بحث میں نہیں الجھے۔

''یہ کیا بات ہوئی باسط بھائی! ہم جتنی جلدی چاہتے ہیں کہ آسیہ باجی ہمارے ہاں آ جائیں، مہناز خالہ اتنی ہی دیر لگا رہی ہیں؟'' ان کے جانے کے بعد عفیفہ نے مایوسی سے منہ بسورا تھا۔ وہ جلد از جلد گھر کے ماحول میں تبدیلی چاہتی تھی۔

''کیا کریں بھائی' ابا تو ناراضی سے اٹھ گئے تھے۔ اب کیا میں بحث کرنے لگتا ان سے۔ کہتیں کہ مجھے بڑی جلدی ہے شادی کی۔''

''ان کی بات پر وہ مسکرانے لگی۔

''ہاں تو باسط بھائی' کوئی غلط بھی نہیں ہے'' وسیط نے انہیں چھیڑا۔

''ظاہر ہے بھئی' میں چاہتا ہوں میرے بعد تم لوگوں کی بھی باری آئے۔''

انہوں نے اسی انداز میں جواب دیا۔

کبھی کبھی انہیں خود بھی بڑی حیرت ہوتی تھی اپنے مزاج کی تبدیلی پر۔ پہلے وہ کس طرح گھر اور گھر والوں سے بھاگتے تھے۔ زیادہ تر باہر رہنے کی کوشش کرتے۔ نہیں تو اپنے کمرے میں گھسے رہتے۔ لیکن اس روز عفیفہ کے اکیلے پن نے انہیں کیسے بدل جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

''لیکن باسط بھائی چھ مہینے بہت ہوتے ہیں'' عفیفہ نے احتجاجاً کہا۔

''ارے' جہاں اتنے عرصے رہ لیں' چند مہینے صبر نہیں ہوتا تم سے۔ ہو سکتا ہے اس دوران میں تمہیں ہی کھسکا دیں ہم یہاں سے۔''

''جی نہیں'' وہ ان کی بات پر جھینپ کر خاموش ہو گئی۔

''ایک ترکیب ہے ذہن میں' اس گھر میں کچھ تو ہلا گلا ہو۔ خاموشی ٹوٹے' رونق اترے۔'' وسیط نے اچانک کہا تو وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔

''فی الحال منگنی کی ایک رسم ادا کر دی جائے۔ ہم لوگ اسی میں انجوائے کر لیں گے۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''گڈ آئیڈیا!'' عفیفہ کی باچھیں کھل گئیں۔

''چھوڑو یار' خواہ مخواہ کا خرچہ۔ شادی کون سی سالوں دور ہے۔'' باسط بھائی نے نفی میں سر ہلایا۔

''پلیز باسط بھائی' مان جایئے۔ وسیط ٹھیک کہہ رہا ہے' کتنا مزہ آئے گا۔'' عفیفہ کی تو آنکھیں اس ذکر سے ہی جگمگ کرنے لگی تھیں۔ باسط بھائی کو اس کے چہرے پر پھیلے وہ رنگ بہت بھلے لگے۔

''ہماری بہن کہہ رہی ہے تو انکار کا کوئی جواز ہی نہیں۔ لیکن ابا سے کون بات کرے گا؟'' انہوں نے یوں کہا گویا پوچھ رہے ہوں کہ ''بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟''

''ہاں' یہ بات تو سوچنے والی ہے۔ چلیں چھوڑیں'' وسیط نے تو اس مسئلے کو بہت مشکل جان کر بات ہی ختم کر دی۔

''کیوں چھوڑیں' میں اماں بی سے کہوں گی' وہ بات کر لیں گی۔ ابا ان کی بات کبھی نہیں ٹالتے'' عفیفہ نے اندھیرے میں روشنی کی کرن ڈھونڈی۔

''اور اگر وہ مان گئے تو واقعی کتنا مزہ آئے گا'' وسیط بھی خوش ہو گیا۔

''مان جائیں گے' اماں بی سے پہلے ہی میں خود بات کر لوں گا۔ تم لوگ فکر مت کرو' بس خوش رہا کرو'' ان کے چہرے پر بڑے بھائیوں والا مان تھا۔

اور وہ دونوں اپنی پچھلی محرومیوں کو ایک لمحے کے لیے بھول سے گئے تھے۔

☆

ظلمت کدہ

ظلمت کدہ کہانی ہے ایک ایسے چور کی جو ایک رات واردات کرنے کے بعد پولیس سے بچنے کے لئے ایک ایسے مکان میں جا کر چھپ جاتا ہے جو کہ آسیب زدہ ہے اور پھر اُسے وہاں جس قسم کے ہولناک حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اُس کے بارے میں پڑھ کر قارئین خوف سے تھرا اُٹھتے ہیں۔ ایم۔اے۔عظیم نے اس ناول کو اتنی خوبصورتی سے لکھا ہے کہ قاری آخر تک اُس ظلمت کدہ کے طلسم سے باہر نہیں نکل پاتا۔ حیرت انگیز اور خوفناک واقعات سے بھرپور اس کتاب کو آپ **کتاب گھر کے ناول سیکشن** میں پڑھ سکتے ہیں۔

وہ کتنے دنوں سے اس موضوع پر سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ نانو کو کس طرح بتائے کہ ستارہ خالہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ ان کا انتظار ختم ہو چکا ہے۔ ہو سکتا تھا کہ ستارہ خالہ کے بچے نہ ہوتے تو وہ انہیں کچھ نہ بتاتا لیکن اب اس طرح تو وہ ان کے بچوں سے بھی کبھی نہ مل پاتیں۔ انہیں ان سب سے ملانے کے لیے ستارہ خالہ کے بارے میں بتانا لازمی تھا۔

سوچ سوچ کر اس کی کن پٹیاں پھٹنے لگتی تھیں۔ بتائے نہ بتائے۔ کوئی سرا اس کے ہاتھ میں نہ آتا۔ کیسے سلجھائے اس مسئلے کو۔

ابھی کچھ ہی روز پہلے تو اس نے انہیں کتنی امیدیں دلائی تھیں کہ وہ ستارہ خالہ کو ڈھونڈ کر ان کے سامنے لا کھڑا کرے گا۔ لیکن وہ اس دنیا میں ہوتیں تو..... اب وہ کس طرح انہیں واپس لا سکتا تھا۔ یہیں پتا چلتا ہے کہ انسان کیسا بے اختیار اور بے بس ہے۔

کبھی جی چاہتا شیریں آنٹی کو سب بتا دے..... کہ وہ نانو کو سمجھا لیں لیکن پھر نانو کے ساتھ ان کے رویے کو دیکھ کر وہ اپنے اس خیال کو جھٹک دیتا۔

کبھی سوچتا نانا جان سے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لے لیکن اس طرح ان کی امید بھی تو ختم ہو جاتی اور پھر وہ عمر کے جس حصے میں تھے ان سے بھی صبر و برداشت کی توقع کرنا عبث تھا۔

پھر کس سے کہے.....؟ سوالیہ نشان اس کی آنکھوں کے سامنے پھرتا رہتا۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

وہ اس دن کے بعد ستارہ خالہ کے ہاں گیا بھی نہیں تھا۔ حالاں کہ پتا نہیں کیوں اس کا دل چاہتا کہ وہ وہاں پھر جائے' بار بار جائے۔ حالاں کہ اب تو ستارہ خالہ کے ہونے کی امید بھی نہیں تھی۔ وہ اپنا دل ٹٹولتا۔ کہیں اس کی وجہ وہ خاموش خاموش' اپنے آپ میں الجھی وہ پیاری سی لڑکی تو نہیں تھی جو دوسری ستارہ خالہ تھی۔ ممی نے اسے ان کے بارے میں اتنا بتایا تھا کہ اسے بنا دیکھے ہی ان کی صورت' عادت ہر شے ازبر ہو گئی تھی۔

''لیکن مجھے تو کبھی ایسی دبی دبی' الجھی چپ چاپ سی لڑکیاں پسند نہیں تھیں'' اس نے خود سے پوچھا۔

اسے ہمیشہ سے پُراعتماد' پڑھی لکھی لڑکیاں پسند تھیں۔ جو لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعتماد سے بات کر سکیں۔ نہ کہ یوں ڈری سہمی' روئی' جھینپی نظر آئیں لیکن اس لڑکی میں کوئی بات تھی جو اسے دوسری لڑکیوں سے ممتاز کرتی تھی۔

کیا تھی وہ بات.....؟ وہ سوچتا رہ جاتا تھا۔

حسین لڑکیاں تو بہت ہوتی ہیں اور اس نے بہت حسن دیکھ رکھا تھا۔ زویا بھی کم حسین نہیں تھی۔ یہ حسن یقیناً نانو سے ان کی بیٹیوں پھر ان کی اولادوں میں منتقل ہوا تھا لیکن اسے زویا کو دیکھ کر بھی ویسا محسوس نہیں ہوا تھا جیسا اس میں نظر آیا تھا۔ حالاں کہ زویا پُراعتماد تھی' اچھی پڑھی لکھی فیملی سے بی لونگ کرتی تھی لیکن عفیفہ..... اس کی سوئی عفیفہ پر آ کر کیوں اٹک جاتی تھی؟ وہ جھنجلا کر رہ جاتا تھا۔

☆

نہ جانے باسط بھائی نے ابا کو کس طرح راضی کیا تھا۔ پھر وہ اماں بی کے ساتھ مہناز خالہ کے ہاں آئی تھی۔

''ہائے' کہیں مہناز خالہ ہی انکار نہ کر دیں'' ایک لمحے کو یہ سوچ کر اس کا دل کانپا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مہناز خالہ بھی تو مزاجاً ابا کے قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ایک دم روکھی اور خرمزاج۔ لیکن اس کی توقع کے قطعی برعکس وہ فوراً مان گئیں۔

''ہاں' کیوں نہیں۔ اچھا ہے خاندان والے بھی دیکھ لیں گے باسط کو..... انہیں پتا تو چلے میرا ہونے والا داماد بھی کسی سے کم نہیں۔''

''شکر ہے اللہ کا!'' عفیفہ تو ان کے جواب میں بس اتنا ہی سوچ سکی۔

''بس تو پھر ٹھیک ہے' اگلے اتوار کو رکھ لیتے ہیں۔ دس دن پڑے ہیں بیچ میں۔ زیادہ دھوم دھڑکا تو نہیں' کچھ بچوں کی خوشی ہو جائے گی۔'' اماں بی نے کہا تو وہ بدک گئیں۔

''لیں اماں بی! دھوم دھڑکا کیوں نہیں ہوگا۔ فائدہ کیا پھر اس منگنی کا۔ دیکھیں' میں اپنی پہلی خوشی ایسی روکھی پھیکی نہیں کروں گی اور ہاں' آسیہ کا جوڑا اور باقی چیزیں آپ لوگوں کی طرف سے آئیں گی۔ مٹھائی بھی اکیس کلو سے کم نہیں ہوگی۔ تقریب ہم دونوں مل کر کرلیں گے۔ کسی ہال میں۔ خرچہ دونوں پر برابر برابر اور جوڑا وغیرہ قیمتی ہو۔ مجھے سب میں ناک نہیں کٹوانی۔'' وہ شروع ہوئیں تو بولتی چلی گئیں۔

اماں بی بے چاری خاموشی سے سنتی رہیں۔ عفیفہ کو تو ان باتوں کی ویسے بھی سمجھ نہ تھی۔ اس نے کون سا بہت سی شادیاں' منگنیاں نمٹا رکھی تھیں۔

''اب یہ تو میں خاور میاں سے پوچھ کر ہی تمہیں جواب دے سکتی ہوں۔''

''اگر انہیں اعتراض ہے تو یہ بلاوجہ کا شوشا ختم ہی کر دیں'' مہناز خالہ نے ٹکا سا جواب دیا تو نوین جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھی سن رہی تھی بیچ میں بول پڑی۔

''امی پلیز! اماں بی کو بات تو کرنے دیں خاور خالو سے' انہیں اعتراض تھوڑی ہوگا۔ پھر بھی اگر نہیں مانے تو کوئی بات نہیں۔ جس طرح وہ چاہیں گے اسی طرح کرلیں گے۔ بات تو خوشی کرنے کی ہے' کسی بھی طرح ہو۔''

اماں بی نے عاقبت نااندیش ماں کی سمجھ دار بیٹی کو تعریفی نظروں سے دیکھا تھا لیکن مہناز خالہ کے تو گویا پتنگے لگ گئے۔

''کیوں مانوں میں..... ہر بات ان ہی کی مان لی جائے؟''

''اس سے پہلے کون سے بات منوائی ہے ہم لوگوں نے مہناز؟'' اماں بی کو بھی تھوڑا سا غصہ آ گیا۔ ''ابھی تو ابتدا ہے' ابھی سے بلاوجہ الجھنیں مت پیدا کرو' بیٹی کی ماؤں کو تو.....''

''یہ خوب کہا آپ نے!'' مہناز خالہ نے تنک کر ان کی بات کاٹ دی ''بیٹی والے ہیں تو گردنیں کٹوا دیں کیا؟''

''یہ میں نے کب کہا لیکن دیکھو تعلقات میں' رشتے داریوں میں شرطیں رکھنا مناسب نہیں ہوتا۔ جو بھی دونوں فریقین خوشی خوشی مان جائیں' جس میں دونوں کی بھلائی ہو' وہی ٹھیک ہوتا ہے۔ میں خاور اور باسط سے بات کرتی ہوں۔ جو بھی مناسب ہوا وہ کرلیں گے۔ پہلی خوشی تمہاری ہے تو ان کی بھی ہے۔'' اماں بی بات مکمل کر کے اٹھنے ہی والی تھیں کہ نوین فوراً کھڑی ہو گئی۔

''ارے بیٹھیں اماں بی' آسیہ باجی بس ابھی چائے لے کر آ رہی ہیں۔ میں آتی ہوں ابھی'' وہ عفیفہ کو بھی اٹھ جانے کا اشارہ کر کے وہاں سے چلی گئی۔

ویسے بھی اس کا وہاں بیٹھنا نہ بیٹھنا برابر تھا۔اس نے کون سی بات کی تھی۔سب کچھ ہی تو اماں بی ان کی طرف سے بول رہی تھیں۔وہ کب مہناز خالہ سے بات کر سکتی تھی۔بس لڑکے کی اکلوتی بہن بن کر ان کے ساتھ چلی آئی تھی۔ورنہ اسے تو یہاں آتے بھی ڈر لگ رہا تھا۔لیکن اماں بی نے اسے کتنے طریقے سے سمجھایا تھا کہ اب اس رشتے کے بندھنے کے بعد تو آنا جانا پڑے گا۔بس وہ تنہا کبھی ان کے ہاں جانے سے احتراز کرے اور محتاط رہے۔ ویسے بھی اس تعلق کے بعد اب شہزاد بھی بہن کی وجہ سے مزید کوئی پیش قدمی کرنے سے گریز کرے گا اور وہ یوں ہمت کر کے ان کے ساتھ آ گئی تھی۔

نوین کے جانے کے چند منٹ بعد وہ بھی اٹھ کر وہاں سے باہر آ گئی لیکن باہر نکلتے ہی اسے ٹھٹک کر رک جانا پڑا۔

سامنے ہی شہزاد کھڑا تھا۔یقیناً اسی کا منتظر تھا۔

اس کے پاؤں لرزنے لگے۔اب اتنی جلدی واپس اسی کمرے میں لوٹنا بھی مشکل تھا اور کچن کی جانب جانے کے لیے اس کے قریب سے گزرنا اس سے بھی زیادہ مشکل۔

''کیسی ہو؟'' اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی جیسے وہ اس کی گھبراہٹ سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔

''ٹھیک ہوں'' اس نے جواب دے کر گزر جانا چاہا لیکن زبان اور ٹانگوں دونوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

''رشتے داری تو بندھ گئی لیکن میری سوچ کے مطابق نہیں' میں تو کچھ اور ہی چاہتا تھا'' وہ آہستہ سے ہنسا۔

عفیفہ کی تو جیسے جان نکل گئی۔

''چلو راستہ تو کھلا تمہارے گھر آنے جانے کا۔ابھی تک تو مجبوراً باہر سے' دور سے ہی تکنا پڑتا تھا۔'' اس کی آگے کی باتیں اس سے زیادہ خطرناک تھیں۔

''عافی.....'' نوین نے اسے کچن سے آواز دی تو پتا نہیں کس طرح اس کے اندر ہمت آئی اور وہ تیزی سے اس کے پاس سے گزر کر کچن میں چلی آئی۔

اسے دیکھ کر آسیہ باجی اور نوین دونوں ہی پریشان ہو گئیں۔

''عفیفہ! کیا ہوا' بیمار رہی ہو' مجھے تو کسی نے بتایا ہی نہیں۔کس قدر زرد ہو رہی ہو؟'' آسیہ باجی فکرمندی سے پوچھنے لگیں۔

''بیمار تو نہیں لیکن امی کی باتیں اسے بیمار ضرور کر دیں گی۔ابھی بھی بیٹھی اماں بی سے الٹی سیدھی باتیں کر رہی ہیں۔ہماری امی نہیں بدل سکتیں۔ان ہی کی باتیں سن کر اس کا یہ حال ہوا ہے۔ابھی کچھ دیر پہلے تو بھلی چنگی تھی'' نوین نے جل کر کہا۔

''کیا کہا ہے امی نے؟'' آسیہ باجی کے چہرے پر سایہ سا گزر گیا تو اسے خود کو سنبھالنا پڑا۔

''ارے نہیں' ایسی کوئی بات نہیں آسیہ باجی' سب ٹھیک ہے۔آپ تو بس اب تیاریاں کریں پہلے منگنی اور پھر شادی کی۔''

آسیہ باجی اس کی بات پر مسکرانے لگیں اور نوین پتا نہیں کیوں پیٹھ موڑ کر ترتیب سے رکھی ہوئی چیزوں کو پھر سے پلیٹوں میں ترتیب دینے لگی۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس روز وہ باسط بھائی اور وسیط کے ساتھ منگنی کی تیاریوں کے سلسلے میں بازار جانے کے لیے نکلی تھی۔ سمیط کی اس روز کسی ڈرامے کی ریہرسل تھی اس لیے اس نے ان کے ساتھ جانے سے معذرت کر لی تھی۔ ان دنوں اسے کافی تسلسل کے ساتھ چھوٹے موٹے ایڈز اور ڈرامے ملنے لگے تھے اور وہ اس پر ہی بہت خوش تھا۔

''آسیہ کی ساری چیزیں' اپنی چیزیں سب آج ہی لے لینا۔ بار بار چھٹی لینا میرے لیے مشکل ہوگا۔'' انہوں نے گاڑی میں بیٹھتے ہی اسے تاکید کی۔

''ایک دن میں اتنی ساری چیزیں.....؟'' وہ تو جیسے پریشان سی ہوگئی۔ ویسے بھی اسے تجربہ کہاں تھا۔

''نوین کو نہ لے لیں ساتھ میں' وہ شاپنگ میں بڑی ایکسپرٹ ہے۔''

''اب..... تیاری میں دیر لگائے گی وہ۔'' باسط بھائی نے لمحہ بھر کو سوچا۔

''نہیں' اس کو کون سا تیار ہونا ہوتا ہے' چادر لے لے گی اوپر سے میری طرح۔ صرف منہ دھو کر کنگھا کرنے میں جتنی دیر لگتی ہے وہ لگے گی۔''

''چلو' ہم انتظار کرتے ہیں' دوڑ کے بلا لاؤ اسے۔ اچھا ہے آسیہ کی پسند زیادہ جانتی ہوگی وہ'' وہ مطمئن ہوگئے۔

''واہ' ابھی سے کتنا خیال ہے!'' وسیط نے انہیں چھیڑا تو وہ اس کے سر پر چپت لگا کر مسکرانے لگے۔

اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ بیل بجائی۔ دروازہ کھولنے والی اتفاق سے وہی تھی۔ عفیفہ نے جلدی جلدی اس سے کچھ کہا تو وہ اندر چلی گئی اور واقعی صرف پانچ منٹ بعد چادر اوڑھے وہ باہر تھی۔

''حیرت ہے کوئی خاتون اس قدر جلدی بھی تیار ہو سکتی ہے؟'' وسیط نے حیرت سے بڑبڑایا۔

''کاش' ہمارے ہاں کی ہر لڑکی' ہر خاتون ایسی ہی ہو جائے۔''

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے تیزی سے گاڑی تک آئیں۔ نوین کا دل باسط بھائی کو دیکھ کر لمحے بھر کو دھڑکا۔ پھر اس نے بُری طرح خود کو ڈانٹ دیا۔ اب ایسا سوچنا بھی کتنی بڑی بے ایمانی تھی اور وہ بے ایمان قطعی کہلانا نہیں چاہتی تھی۔

''آپ نے تو کمال کر دیا محترمہ!'' وسیط نے اپنی حیرت کو زبان دی تو وہ سب کچھ بھول کر مسکرا دی۔

''آپ نے ابھی سمجھا ہی کہاں ہے ہمیں۔ السلام علیکم باسط بھائی!'' اب کی بار اس نے باسط بھائی کو مخاطب کیا۔ انہوں نے متانت سے جواب دیا اور گاڑی اسٹارٹ کرنے لگے۔

''کیا یہاں صرف ایک ہی مسلمان ہے؟'' وسیط کو اعتراض ہوا۔

''سوری' السلام علیکم! مجھے خیال نہیں رہا'' اس نے اپنی غلطی فوراً مان لی ورنہ وسیط سے اس کی خاصی ٹھنی رہتی تھی لیکن یہ شرع کا معاملہ تھا جس پر الٹی سیدھی بحث کرنا بے کار تھا۔

عفیفہ اور آسیہ باجی کا سوٹ خرید کر وہ لوگ مختلف چیزوں کی خریداری کے سلسلے میں دوسرے بازار چلے آئے۔

آسیہ باجی اور نوین کے پیر کا ناپ تقریباً ایک ہی تھا۔ اس لیے وہ اور عفیفہ دونوں ان کے سوٹ کے ساتھ سینڈل پسند کرنے میں مصروف تھیں۔ باسط بھائی اور وسیط دکان سے باہر باتوں میں مصروف تھے۔

جب اس نے دکان میں سبطین کو داخل ہوتے دیکھا۔ اس کے ہمراہ بادامی کلر کی کاٹن کی ساڑھی میں ملبوس وہ بزرگ خاتون یقیناً نانو تھیں۔ اس کا دل بُری طرح دھڑکا۔

سبطین بھی اسے وہاں پا کر ٹھٹک گیا۔

☆

''آپ یہاں؟'' وہ بے ساختہ اس سے پوچھ بیٹھا۔

نانو نے پلٹ کر اس کے مخاطب کو دیکھا اور ساکت کھڑی رہ گئیں۔

وہ کون تھی۔ ان کی ستارہ جیسی..... بالکل اسی کی طرح حسین' معصوم اور دلکش۔ ہلکی سرمئی چادر کو ماتھے تک لیے ہوئے وہ کتنی اپنی سی لگ رہی تھی۔ جیسے وہ اسے ہمیشہ سے جانتی ہوں۔

وہ خود بھی انہیں ایک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔ وہ نانو ہی تھیں۔ کبھی بے حد طرح دار اور حسین رہی ہوں گی۔ اب اس عمر میں بھی ان کا سراپا کس قدر پُرکشش تھا' پُروقار اور پُرنور۔ کیا سوز بھرا تھا ان کے چہرے پر۔

وہ چاہتی تو دوڑ کر ان کے گلے سے لگ سکتی تھی لیکن پتا نہیں سبطین نے انہیں کچھ بتایا بھی تھا یا نہیں اور پھر وہ ان کا انتظار۔

وہ تو اس سے فوراً اپنی ستارہ کے بارے میں پوچھیں گی پھر کیا بتائے گی وہ ان کو؟

''آپ اکیلی ہیں؟'' سبطین کی آواز اسے اسی دنیا میں لے آئی۔

''نہیں' میرے ساتھ یہ نوین ہیں۔ باسط بھائی کی منگنی ان ہی کی بہن کے ساتھ ہو رہی ہے۔ باسط بھائی اور وسیط باہر کھڑے ہیں۔ آپ نے شاید دیکھا نہیں ہوگا' یہاں اندر بہت رش تھا اس لیے۔ ہم لوگ باسط بھائی کی منگنی ہی کے سلسلے میں خریداری کرنے آئے ہیں یہاں۔''

''اوہ اچھا! نانو.....'' اسے ایک دم خیال آیا کہ نانو اس کے ہمراہ ہیں ''نانو یہ عفیفہ ہیں' میرے دوست باسط کی بہن اور یہ ہیں میری نانو۔'' اس نے ان کے کندھے پر ہاتھ پھیلایا تو وہ شفقت سے مسکرا دیں۔

''آیئے باہر چلتے ہیں' باسط بھائی سے بھی مل لیں۔ نوین پلیز تم سینڈل کی پے منٹ کر کے باہر آ جاؤ۔'' عفیفہ کے کہنے پر وہ کاؤنٹر پر سینڈل پیک کروانے چلی گئی۔ عفیفہ چاہتی تھی کہ باسط بھائی ان سے مل لیں۔ یوں وہ تینوں باہر آ گئے۔ باسط بھائی سبطین کو دیکھ کر چونکے۔

''ارے سبطین' آپ یہاں؟''

''جی ہاں' دیکھیے کیسا اتفاق ہے۔ میں نانو کو لے کر آیا تھا۔ انہیں کچھ چیزیں لینا تھیں۔'' سبطین نے کہا ''نانو یہ ہیں باسط بھائی! کام کے سلسلے میں اکثر ملنا رہتا ہے۔ دو مرتبہ ان کے گھر بھی جانا ہوا تو تمام گھر والوں سے شناسائی ہو گئی۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باسط بھائی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ان سے کس طرح ملیں۔عفیفہ کی طرح وہ بھی انہیں دیکھے گئے۔کتنی گریس فل تھیں ان کی نانی ''امی کی ماں کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔''انہوں نے پہلی بات یہی سوچی تھی۔

''بہت پیارے بچے ہیں۔بہت دل خوش ہوا تم دونوں سے مل کر۔''انہوں نے مسکرانے کی کوشش کی۔

''یہ وسیط ہے' میرا چھوٹا بھائی۔''ان کے دونوں کا لفظ استعمال کرنے پر باسط بھائی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔انہوں نے سبطین سے وسیط کا تعارف تو کرایا ہی نہیں تھا اور دونوں دن وہ اس سے مل نہیں پایا تھا۔

''اوہ وسیط .....''سبطین نے بے ساختہ اسے گلے سے لگالیا اور وسیط دل ہی دل میں تھوڑا سا حیران' باسط بھائی کے اس نئے دوست کی اس حد درجہ اپنائیت پر متاثر رہ گیا تھا۔

☆

گھر آکر بھی وہ اس چہرے کو بھلا نہیں پائیں۔ویسی ہی چمپئی رنگت' شہد رنگ کے سلی بال اور وہ آنکھیں' بادامی آنکھوں پر جھکی ہوئی بے پناہ گھنی پلکیں۔

وہ ان کی ستارہ کی طرح کیوں تھی؟

کیا اس زمین پر کوئی اور لڑکی ستارہ کی طرح ہو سکتی تھی؟

ویسی ہی سادگی' پر وقار اور شائستگی۔ان کا دل ایک لمحے کے لیے تو ٹھٹک سا گیا تھا۔انہیں لگا تھا وقت کی سوئیاں واپس مڑ گئی ہوں اور ان کی ستارہ پھر سے ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی ہو۔جب وہ ان سے بچھڑی تھی تو تقریباً اسی عمر کی ہوگی۔

''کہیں وہ ستارہ کے بچے تو نہیں تھے۔''ان کے دل میں ایک لمحے کو انوکھا سا خیال آیا۔

''ہاں' ہو سکتا ہے وہ ستارہ کے بچے ہوں اور سبطین اس سے لاعلم ہو۔''ان کے دل نے اس خیال کو اپنی گواہی مان لیا۔

''اور ایک ماں کا یقین کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔''انہوں نے سوچا اور بے قراری سے سبطین کے موبائل کا نمبر ڈائل کرنے لگیں۔

''جی نانو؟''سبطین نے دوسری بیل پر ہی جواب دیا۔

''سبطین تم گھر آؤ فوراً۔''

''خیریت نانو' آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟''وہ پریشان ہو گیا۔

''ہاں میں ٹھیک ہوں لیکن تم سے کچھ کام ہے۔''ان کی آواز میں پتا نہیں کیا تھا۔سبطین کا دل دھڑکنے لگا۔

''او کے نانو' میں قریب ہی ہوں۔پہنچتا ہوں فوراً.....''

اور پندرہ منٹ بعد ہی وہ ان کے سامنے تھا۔

''خیریت نانو' آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔گاڑی دوڑاتا ہوا آیا ہوں۔''انہیں ٹھیک ٹھاک دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

''ارے بیٹا' گاڑی احتیاط سے چلایا کرو۔''

''جی۔''اس نے اثبات میں سر ہلایا''آپ بتائیں کیا بات تھی؟''

''سبطین یہ بچے.....جن سے تم نے شام میں مجھے بازار میں ملوایا تھا' کون تھے یہ؟''

''جی.....!''وہ ان کی بات پر حیران رہ گیا۔

''ہاں مجھے لگتا ہے' پتا نہیں کیوں وہ بچی.....بالکل ستارہ کی طرح تھی۔ ویسی ہی شکل، وہی انداز۔ تم کب سے جانتے ہو ان لوگوں کو؟''

''زیادہ عرصہ نہیں گزرا' کام کے سلسلے میں دو تین بار ان کے گھر جانا ہوا ہے۔ باسط بھائی سے کچھ کام تھا۔''وہ پتا نہیں کیوں ابھی ان سے چھپا رہا تھا۔ستارہ خالہ کی موت نے اسے الجھا دیا تھا۔

وہ کس طرح ایک ماں سے اس کی امید اور انتظار چھینے۔ نانا اور شیریں آنٹی کو بھی اس نے ابھی تک کچھ نہیں بتایا تھا لیکن ظاہر ہے بتانا تو تھا اور وہ مناسب وقت کے انتظار میں تھا۔

''تم معلوم تو کرو ان کے والدین سے ملے ہو؟''

''نہیں' کبھی اتفاق ہی نہیں ہوا۔''وہ ان کے دل کی گواہی پر دل ہی دل میں ششدر رہ گیا۔

''بیٹا' اس بچے باسط سے پوچھو' میرا دل کہتا ہے کہ وہ میری ستارہ کے ہی بچے تھے۔''ان کی پلکیں نم ہونے لگیں۔

''اچھا نانو میں پوچھوں گا۔ آپ پلیز پریشان نہ ہوں پھر آپ کا بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے۔''اس نے انہیں سمجھایا۔

''میری ستارہ مل جائے۔ دیکھنا پھر میری ساری بیماری ختم ہو جائے گی۔''

سبطین کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں مسل دیا۔ اسی بات سے گھبرا کر تو وہ ابھی تک ان سے چھپا رہا تھا اور جب انہیں پتا چلے گا کہ ان کی ستارہ اب اس دنیا میں نہیں رہی تو وہ کیسے برداشت کریں گی یہ صدمہ۔

وہ ایک ٹک اس ماں کے چہرے کو دیکھتا رہا جس کے چہرے پر امید کی قندیلیں جل اٹھی تھیں۔

''تم جاؤ گے نا جلدی وہاں؟''

''جی نانو صبح جاؤں گا' ابھی جانا مناسب نہیں ہے۔ رات کے نو بج رہے ہیں۔ ان کے ہاں شاید مہمان وغیرہ آئے ہوئے ہوں۔ اس اتوار باسط بھائی کی منگنی ہے۔''اس نے انہیں سمجھایا۔

''اچھا۔''وہ خاموش ہو گئیں پھر کچھ دیر بعد سنبھل کر اس سے کھانے کا پوچھنے لگیں۔

''آپ لگوائیں کھانا' میں ابھی فریش ہو کر آتا ہوں۔ نانا کہاں ہیں۔ انہوں نے کھا لیا؟''

''نہیں' تمہارا انتظار کر رہے تھے۔ اسٹڈی میں ہوں گے۔ تم آؤ فریش ہو کر پھر ساتھ میں کھائیں گے۔''

وہ اٹھ کر کھانا لگوانے چلی گئیں اور وہ وہیں صوفے سے ٹیک لگا کر سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔

☆

''آسیہ باجی' آپ خوش ہیں ناں؟'' نوین نے ان سے اچانک پوچھا تو وہ چونک گئیں۔

''کیوں پوچھا تم نے؟'' وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگیں۔ پتا نہیں آج کل انہیں کیوں لگ رہا تھا کہ ان کی وہ ہنسوڑ سی بہن کچھ بجھ سی گئی ہے۔

''یونہی' بس میں چاہتی ہوں آپ خوش رہیں بے انتہا۔ باسط بھائی بہت اچھے ہیں۔ عافی اور ان کا پورا گھرانہ۔ خاور خالو کچھ مختلف ہیں لیکن ان سے ہمیں کیا۔'' اس نے پیار سے ان کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

''ان سے کیوں نہیں' وہ اس گھر کے بڑے ہیں۔ سب سے زیادہ توجہ اور عزت کے قابل۔'' وہ مسکرائیں۔

''ہاں لیکن مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے۔ کبھی سامنا ہو جائے اور خود سلام کرنا پڑے تو بڑی مشکل سے گردن ہلا کر جواب دیتے ہیں۔ کلف لگا ہوا ہے شاید ان کی گردن میں۔ بے چاری عافی تو خود ان سے بہت خوف زدہ رہتی ہے۔ شکر ہے ہمارے ابا بہت اچھے ہیں۔ کس طرح فرینڈلی رہتے ہیں ہم لوگوں سے۔ ویسے آسیہ باجی والدین کو اولاد سے فرینڈلی ہی رہنا چاہیے نا۔''

''ہاں لیکن ایک حد تک' اتنا نہیں کے بچے والدین سے بات کرتے وقت تمیز اور تہذیب کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھیں۔ بعض گھرانوں میں والدین بچوں کو اتنا فری کر لیتے ہیں کہ وہ بالکل پٹڑی سے اتر جاتے ہیں اور ماں باپ اس بات پر فخریہ ہنستے رہتے ہیں کہ بھئی ہم تو اپنے بچوں کے ساتھ بالکل دوستوں کی طرح رہتے ہیں۔ حالاں کہ ہونا یہ چاہیے کہ رہیں دوستوں کی طرح لیکن بہر حال ان کی عزت کریں۔''

آسیہ باجی کا موقف یقیناً غلط نہیں تھا۔

''چلیں چھوڑیں' آپ اپنا فیشل وغیرہ تو کروالیں۔ دیکھیں آپ کی جلد کس قدر مرجھائی ہوئی ہو رہی ہے۔ توجہ ہی نہیں دیتیں خود پر۔'' اس نے موضوع بدلا۔

''عمر کا تقاضا ہے۔'' وہ پھر سے سنجیدہ ہو گئیں۔

''عمر کا تقاضا!'' وہ تقریباً چیخ ہی پڑی ''کتنی عمر ہو گئی ہے آپ کی۔ کیا بوڑھی ہو گئی ہیں؟''

''تینتیس سال کی ہونے والی ہوں۔'' ان کی مسکراہٹ بڑی پھیکی تھی ''اور عورت تیس سال کے بعد ڈھلنا شروع ہو جاتی ہے۔''

''ارے واہ' عورت کوئی سورج ہے جو ڈھلتی اور بڑھتی ہے۔ میں نے چالیس چالیس سال کی عمروں کی عورتوں کو دیکھا ہے۔ ایسی ینگ اور فریش لگتی ہیں اور ایک آپ ہیں۔ چلیں شرافت سے منگنی سے ایک دن پہلے میں خود آپ کو پارلر لے کر جاؤں گی۔ دیکھیے گا کیسی چمک اٹھیں گی۔ چاند سورج کی جوڑی لگے گی آپ کی اور باسط بھائی کی۔'' اس کے لہجے میں بے انتہا پیار تھا لیکن وہ بدستور اسی موڈ میں تھیں۔

''خیر، جوڑی تو میری اور باسط کی بالکل غیر مناسب ہے۔ میں پورے ایک سال بڑی ہوں اس سے۔ عورتیں تو ویسے بھی مردوں کی نسبت جلدی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔'' ان کی آواز کی تلخی نے نوین کو کچھ پریشان کر دیا۔ وہ غور سے کچھ لمحے انہیں دیکھتی رہی۔

اس رشتے کے بعد وہ اور زیادہ بجھ گئی تھیں۔ حالاں کہ انہیں اتنی اچھی جگہ رشتہ ہونے پر کھل جانا چاہیے تھا۔

''پہلی بات تو یہ کہ اب باسط بھائی آپ کے شوہرِ نامدار ہونے جا رہے ہیں اس لیے آپ ان کا ذکر ذرا ان کے مرتبے کے مطابق کریں۔

دوسرے اپنے ذہن سے یہ سب خرافات نکال دیں۔ آپ کوئی نامناسب نہیں ہیں ان کے لیئے مناسب تھیں تبھی تو یہ شادی ہو رہی ہے۔ خود باسط بھائی کی پسند سے یہ رشتہ طے ہوا ہے۔ پلیز آسیہ باجی اچھی سوچوں کو اپنے دماغ میں جگہ دیں۔ اپنی ذات پر اعتماد کریں۔ ایک سال کے فرق سے کچھ نہیں ہوتا۔ آپ میں اور ہزاروں اتنی خوبیاں ہیں کہ چھوٹی موٹی خامیاں پسِ پشت چلی جائیں گی۔ بس ایک وعدہ کریں اس گھر میں جا کر اس گھرانے کو اتنی خوشیاں دیں گی کہ وہ اپنی سب محرومیاں بھول جائیں۔ اس گھر کو ستارہ خالہ جیسی ہستی کی ضرورت ہے اور آپ پوری کی پوری ان ہی کی طرح مہربان اور محبتوں سے بھرپور ہیں۔'' نوین کی آنکھوں میں پتا نہیں کیوں نمی اتر آئی تھی۔ جانے یہ اس کے اندر کا دکھ تھا یا اس گھرانے کی محرومیوں کا۔

آسیہ باجی حیرت سے اس کو دیکھتی رہیں۔ وہ اتنی لاابالی سی لڑکی جو بظاہر کتنی بے پروا نظر آتی تھی اندر سے کس قدر حساس تھی۔ انہیں حیرت ہونے کے ساتھ ساتھ اس پر پیار بھی آ رہا تھا۔

''تم فکر نہ کرو میں تمہاری سہیلی کا پورا خیال رکھوں گی۔ وہ مجھے بھی اتنی ہی عزیز ہے۔'' انہوں نے پیار سے اس کے بال بکھیر دیے۔

''اور سہیلی کا بھائی؟'' نوین نے شرارتی لہجے میں کہا تو وہ مسکرا دیں۔

☆

اُردو ٹائپنگ سروس

اگر آپ اپنی کہانی، مضمون، مقالہ یا کالم وغیرہ کسی رسالے یا ویب سائٹ پر شائع کروانا چاہتے ہیں لیکن اُردو ٹائپنگ میں دشواری آپ کی راہ میں حائل ہے تو ہماری خدمات حاصل کیجئے۔

☆ ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر سکین کیجئے اور ہمیں بھیج دیجئے یا

☆ اپنی تحریر رومن اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیج دیجئے یا

☆ اپنا مواد اپنی آواز میں ریکارڈ کر کے ہمیں ارسال کر دیجئے یا

☆ مواد زیادہ ہونے کی صورت میں بذریعہ ڈاک بھی بھیجا جا سکتا ہے

اردو میں ٹائپ شدہ مواد آپ کو ای میل کر دیا جائے گا۔ آپ دنیا میں کہیں بھی ہوں، ہماری اس سروس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ادائیگی کے طریقہ کار اور مزید تفصیلات کے لئے رابطہ کریں۔

فون نمبر 0092-331-4262015, 0300-4054540

ای میل: harfcomposers@yahoo.com

ویب سائٹ: http://pktypist.com

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''بھائی'' وہ رات کو فرصت ملتے ہی ان کے کمرے میں چلی آئی تھی۔

''ہاں عافی' آجاؤ۔'' باسط بھائی کی آواز بوجھل سی تھی۔

آج پہلی بار وہ اپنے کمرے میں موجود تھے اور ان کا کمپیوٹر بند تھا۔ اپنے ہاتھوں کا تکیہ بنائے وہ بیڈ پر نیم دراز تھے۔ ان کا چہرہ مختلف سوچوں سے الجھا ہوا تھا۔ یقیناً وہ بھی وہی سوچ رہے تھے جن سوچوں نے اسے گھر آنے کے بعد سے مستقل اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا۔

''بھائی آپ کو نانو کیسی لگیں؟'' اس نے بیٹھتے ہی آہستگی سے ان سے پوچھا۔

''بہت شاندار' شفیق اور مہربان۔ جیسا ایک ماں کو ہونا چاہیے۔ وہ ہماری ماں کی ماں ہیں عافی' امی نے ان کی گود میں تربیت پائی ہے۔ سبطین بتا رہا تھا کہ وہ امی سے بہت محبت کرتی ہیں۔ آج تک ان کی منتظر ہیں لیکن ہماری کم نصیبی کہ ہم ان کی شفقتوں سے دور ہیں۔ ان کی محبتوں کو محسوس نہیں کر سکتے۔ چاہیں بھی تو.....'' وہ آزردگی سے کہہ رہے تھے۔

''لیکن کیوں بھائی؟'' اس کا بھی لہجہ بھیگ گیا تھا۔

''کیا بتائیں گے انہیں کہ ہم کون ہیں۔ وہ امی کے بارے میں نہیں پوچھیں گی؟ کیا بتائیں گے ان کو کہ اب ان کی بیٹی جس کا وہ ابھی تک انتظار کر رہی ہیں وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے پھر ابا..... ابا کیا اس بات کو پسند کریں گے؟ وہ تو اپنے گھر میں امی کے گھر والوں کا تذکرہ پسند نہیں کرتے تھے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے۔ میں بچہ نہیں تھا۔''

''لیکن بھائی' میں نانو سے بار بار ملنا چاہتی ہوں۔ امی کی خوشبو ان کے وجود میں محسوس کرنا چاہتی ہوں۔ انہیں دیکھ کر مجھے ایسا لگا تھا جیسے کوئی ٹھنڈی چھاؤں میرے سر پر آ گئی ہو۔ کیا آپ کو بھی ایسا ہی محسوس ہوا تھا؟''

''ہاں بیٹا۔'' وہ ایک لمحے کے لیے شاید اسی منظر میں کھو سے گئے ''یہ رشتے ہوتے ہی ایسے ہیں اور ہم نے تو کسی رشتے کو قریب سے نہیں دیکھا۔ ترسے ہوئے ہیں ہم لوگ..... اور جب اتنا قریبی ایک رشتہ نظر آیا ہے تو مجبوریوں نے قدموں کو تھام لیا ہے۔''

''کیا کوئی راستہ نہیں نکل سکتا؟''

''دیکھو اللہ بہتر کرے گا۔ تم یہ بتاؤ تم نے منگنی کے لیے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں۔ کچھ اور تو لینا نہیں ہے؟'' انہوں نے جان بوجھ کر موضوع تبدیل کیا۔

''نہیں پہلے ہی بہت کچھ لے لیا ہے۔ بھائی آپ خوش ہیں ناں؟'' اس نے اچانک پوچھا تو وہ اسے دیکھنے لگے۔

''یہ کیوں پوچھا تم نے۔ ظاہر ہے بھئی کہ میں خوش ہوں۔''

''پتا نہیں کبھی کبھی مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ آپ یہ شادی اس گھر کی خوشیوں کے لیے کر رہے ہوں یا پھر میرے لیے.....'' وہ کہتے کہتے رک گئی۔

''اچھا۔'' وہ ہنس دیے ''بھئی بہت سمجھ دار ہو گئی ہو تم نے تو اپنے بھائی کے دل میں جھانک لیا۔''

وہ مذاق اڑانے لگے تو وہ جھینپ گئی۔

''میرا مطلب تھا بھائی کہ.....''

''کوئی مطلب نہیں تھا' احمقانہ باتوں کو دماغ میں جگہ مت دیا کرو۔ پریشان ہونے کے لیے پہلے ہی زندگی میں مسائل کم ہیں جو تم الٹی سیدھی باتیں سوچتی رہتی ہو۔'' انہوں نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

''اچھا اب اچھی سے چائے بناؤ۔''

''جی اچھا۔'' وہ جانے کے لیے اٹھی پھر کچھ سوچ کر بیٹھ گئی۔

''بھائی اس طرح تو ہم نانو وغیرہ کو آپ کی منگنی میں بھی انوائٹ نہیں کر سکتے۔''

''ہاں یہی میں سوچ رہا ہوں کہ کیا کرنا چاہیے۔ منگنی میں اب دن بھی کم ہیں۔ اگر نانو کو سب کچھ پتا چل گیا تو وہ نہیں آسکیں گی۔ میں نے سوچا ہے کہ فی الحال انہیں کچھ نہ بتایا جائے۔ سبطین انہیں لے آئے گا۔ بعد میں آہستہ آہستہ موقع دیکھ کر انہیں بتا دیں گے۔ انشاء اللہ شادی میں سب اچھی طرح شریک ہوں گے۔''

''جی۔'' اس نے گردن ہلائی اور اٹھ کر وہاں سے چلی آئی۔

☆

''شیریں آنٹی' مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔'' کافی دنوں سے وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کس سے وہ سب کہے۔ جن سوچوں نے اسے بُری طرح سے الجھا رکھا تھا۔

نانو اور نانا جان سے کہنے کی اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ ممی اتنی دور تھیں وہ انہیں وہاں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہاں شیریں کا رویہ بھی کچھ ایسا تھا کہ شاید انہیں ستارہ کے ہونے نہ ہونے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ جب سے یہاں آیا تھا اس نے ایک بار بھی ان کے منہ سے ستارہ خالہ کا نام نہیں سنا تھا۔ اسے حیرت ہوتی تھی کہ وہ کیسی بہن ہیں جسے خونی رشتے کی یاد بھی نہیں آتی لیکن کیا کرتا اور کون تھا جس سے وہ یہ سب کہے اور خود اسے اس مسئلے کا کوئی حل نظر نہیں آرہا تھا۔

کبھی کبھی تو وہ سوچتا کہ سب کچھ اسی طرح چلنے دے۔ جس طرح اتنے سالوں سے تھا۔

لیکن اس طرح نانو اپنی بیٹی کے بچوں سے نہ مل پاتیں اور وہ خود بھی اپنے ننھیال کی محبتوں سے محروم تھے۔ ایک شہر میں رہنے کے باوجود۔ چلو جب تک معلوم نہیں تھا اور بات تھی لیکن اب تو.....

وہ تینوں بہن بھائی اسے کتنے اپنے اپنے سے لگے تھے۔ سمیط سے ابھی تک اس کی کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی لیکن اسے یقین تھا کہ وہ بھی اپنے دوسرے بہن بھائیوں کی طرح اچھا ہی ہوگا۔

''ہاں کہو۔'' شیریں آنٹی اسے دیکھنے لگیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں اپنا یہ بھانجا بہت ہی اچھا لگتا تھا۔ زویا جیسی لڑکی کے لیے لڑکوں کی کمی نہیں تھی۔ وہ ہر لحاظ سے ان لڑکیوں میں شمار کی جاتی تھی جن میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود وہ اس کے لیے بہت فکر مند رہتی تھیں اور اس کی زندگی میں اس کے ساتھی کے روپ میں کسی بہت ہی شاندار شخص کو دیکھنا چاہتی تھیں۔ اپنی دفعہ میں ان سے جلد بازی ہوگئی تھی۔ فرقان علی کے پاس صرف بے پناہ دولت تھی۔ نہ تو وہ بہت خوبصورت شخصیت کے مالک تھے نہ ہی ان کے خیالات شیریں سے ملتے تھے۔ اتنی ہائی اپر کلاس سے تعلق رکھنے کے باوجود ان کے خیالات کسی مڈل کلاس شوہر کے ہی تھے۔ اپنا وقت تو جیسے تیسے انہوں نے گزار لیا تھا لیکن زویا کے لیے وہ ہر لحاظ سے بے حد مکمل شخص کی خواہش مند تھیں۔

خود زویا کی دلچسپی بھی وہ سبطین میں محسوس کر رہی تھیں۔

''میں ستارہ خالہ کے گھر گیا تھا۔'' اس نے ایک دم کہا تو وہ ششدر رہ گئیں۔

''ستارہ کے گھر.....! تمہیں کس نے بتایا؟''

''میں نے ان کی دوست سے معلوم کیا تھا۔ ان کے ہزبینڈ اور علاقے کا نام معلوم ہونے پر پتا چلانا کون سا مشکل کام ہے۔''

''ممی کو معلوم ہے؟''

''جی انہوں نے ہی مجھے انہیں تلاش کرنے کے لیے کہا تھا۔''

''اور پاپا.....؟''

''ابھی انہیں کچھ معلوم نہیں ہے لیکن وہ بھی اب چاہتے ہیں کہ ستارہ خالہ.....'' وہ کہتے کہتے رک گیا ''لیکن جب میں وہاں پہنچا تو معلوم ہوا..... کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ دس سال پہلے ان کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔'' وہ بتا کر ان کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا۔

کچھ بھی سہی۔ چاہے ان دونوں میں لاکھ نظریاتی اختلافات ہوں۔ وہ ان کی بہن تھیں۔ شیریں بھی یہ خبر سن کر خود پر قابو نہیں رکھ سکی تھیں۔ وہ انہیں حوصلہ دیتا رہا۔

روتے روتے وہ ستارہ خالہ کے میاں اور ان کے گھر والوں کو بُرا بھلا کہنے لگیں۔ ''کتنے کم ظرف لوگ ہیں۔ انہوں نے اطلاع دینی بھی ضروری نہیں سمجھی۔ دس سال گزر گئے۔ کیا ہوا تھا اسے؟''

''انہیں کینسر ہو گیا تھا' ان کے چار بچے ہیں۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی۔ سب بہت سلجھے ہوئے۔ ستارہ خالہ کے ہزبینڈ سے میری ملاقات نہیں ہو سکی۔ ان کے بڑے بیٹے باسط بھائی ابھی نہیں چاہتے کہ انہیں معلوم ہو۔ شاید وہ ابھی تک ناراض ہیں ہم سب سے۔''

''لو' الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اس شخص نے تو خود ستارہ کو ورغلایا۔ کیا تھا اس کے پاس نہ گھر نہ خاندان' ٹٹ پونجیا۔ پاپا تو کسی حال میں راضی نہیں تھے اس شادی پر۔ انہوں نے تو بغیر ملے ہی انکار کر دیا تھا۔ صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اس کا نام بھی اپنے گھر میں سننا پسند نہیں کرتے۔ وہ اپنے سرکل میں کیا منہ دکھائیں گے کہ ان کی بیٹی نے ایک عام سے مڈل کلاس شخص سے شادی کر لی لیکن ستارہ وہ بھی ایک اپنے نام کی ضدی تھی۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ اس شخص کے پاس چلی گئی۔ ہر چیز' ہر رشتے کو لات مار کر۔ نہ پاپا کی عزت کا خیال کیا اور نہ ماں اور گھر والوں کی محبت کا۔ اسی لیے پاپا نے ہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک سے کہہ دیا تھا کہ ستارہ سے اب ان کا ہر تعلق ختم ہو گیا ہے اور جو کوئی اس سے تعلق رکھے گا وہ ان کے لیے مر گیا۔"

"ہاں معلوم ہے مجھے۔ مما نے بتایا تھا لیکن شیریں آنٹی ان ساری غلطیوں کے باوجود یوں انہیں خود سے ہمیشہ کے لیے جدا کر دینا کون سا انصاف ہے۔ پسند کی شادی کوئی گناہ نہیں۔ اگر وہ اپنی پسند سے شادی کرنا چاہتی تھیں تو آپ لوگوں نے کیوں نہیں ہونے دی۔ اگر آپ سب خوشی خوشی مان جاتے تو وہ مجبور نہ ہوتیں۔"

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن پاپا کو بھی ضد ہو گئی تھی۔ وہ شخص ستارہ کے لائق نہیں تھا لیکن وہ یہ بات سمجھ نہیں رہی تھی اور پھر اس ضد میں وہ حد سے گزر گئی۔ تم نہیں جانتے اس نے....." کہتے کہتے انہوں نے بات پلٹ دی "خیر چھوڑو۔ اب ممی کو کیسے بتاؤ گے۔ وہ تو آج بھی ستارہ سے بہت پیار کرتی ہیں۔ ساری عمر انہوں نے ہمیشہ ہم پر اسے ہی فوقیت دی۔" نارمل ہوتے ہی ان پر وہ جذبہ غالب آ گیا تھا جو ساری عمر ان پر حاوی آ رہا تھا اور اسی حسد کے جذبے نے انہیں کبھی ستارہ سے بہنوں والی محبت محسوس نہیں ہونے دی تھی۔

"یہی سوچ سوچ کر میں پریشان ہو رہا ہوں۔ نہ بتائیں تو وہ ستارہ خالہ کے بچوں سے بھی نہیں مل سکیں گی۔ کم از کم وہ ان کے بچوں سے تو مل لیں پھر وہ لوگ بھی اپنے ننھیال کو یاد کرتے ہیں۔"

"کم از کم میں تو ممی تک یہ خبر نہیں پہنچا سکتی۔ پہلے ہی وہ ستارہ کو یاد کر کر کے ساری عمر روتی دھوتی رہی ہیں۔ اب یہ پتا چل جانے کے بعد تو.....کون سنبھالے گا انہیں' میں تو نہیں۔" انہوں نے صاف انکار کر دیا تو سبطین کو افسوس ہونے لگا۔

کیسی بیٹی تھیں وہ.....ماں کے آنسوؤں کو پونچھنا' اسے تسلی دینا انہیں بھاری لگ رہا تھا۔

"چلیں چھوڑیں' اللہ کوئی راہ نکال دے گا۔ یہ عمر اور زویا کہاں ہیں؟" اس نے ایک دم موضوع بدل دیا۔

"دونوں نکلے ہیں باہر۔ تم بتا کر آتے تو کم از کم زویا تو بالکل نہ جاتی۔ اتنا انتظار کرتی رہتی ہے تمہارا لیکن تم تو آتے ہی نہیں۔" انہوں نے شکوہ کیا۔

"بس انہی الجھنوں میں الجھا رہا۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ پتا نہیں کیوں اس کا دل اب چاہ رہا تھا کہ یہاں سے فوراً اٹھ جائے لیکن ان کی مزید خفگی سہنا اب اسے گوارہ نہیں تھا۔

"ٹھہرو، میں زویا کو موبائل پر کانٹیکٹ کرتی ہوں۔ آ جائے گی ابھی....." انہوں نے نزدیک ہی رکھا ہوا کارڈلیس فون اٹھایا اور زویا کا موبائل نمبر ڈائل کرنے لگیں۔

☆

"تمہارے انٹرویو کا کیا بنا بیٹا' کوئی امید ہے؟" رات میں اشعر گھر آیا تو اماں بی اسے کھانا دیتے ہوئے پوچھنے لگیں۔

"ابھی اتنی جلدی کیا پتا چلے گا اماں بی پھر ویسے بھی انہوں نے کون سا مجھے سلیکٹ کرنا ہے۔ کسی سفارشی کو مل جائے گی یہ سیٹ۔" وہ بیزاری سے جواب دینے لگا۔ اماں بی چپ ہو گئیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب تک انہوں نے کتنی مشکلوں سے یہ وقت کاٹا تھا۔ بہو کے بعد بیٹا بھی انہیں زندگی کی ان مشکلات میں تنہا چھوڑ گیا تھا۔ ایک اشعر کی ذات نہ ہوتی تو شاید وہ بھی نہ جی پاتیں' اس کے لیے انہوں نے خود کو کتنی مشکلوں سے سنبھالا تھا۔

فوزیہ ان کی بہو ایک دن بھی اس گھر میں ڈھنگ سے نہ گزار پائی تھی۔ شادی سے پہلے وہ کسی اور کو پسند کرتی تھی لیکن ماں باپ کی ضد کی وجہ سے اس کی شادی وہاں نہیں ہو سکی تھی۔ کوئی خاندانی چپقلش تھی جس کی وجہ سے اس کے والدین اس کی پسندیدہ جگہ شادی پر راضی نہیں تھے۔ ان دنوں وہ لڑکا بھی ملک سے باہر تھا۔ یوں وہ مجبوراً احمد علی سے شادی کر کے اس گھر میں چلی آئی لیکن اس نے دل سے احمد علی کو قبول نہیں کیا تھا۔

احمد علی کئی سال اس کی سرد مہری کو اس کا مزاج سمجھتے رہے لیکن جونہی وہ لڑکا اپنی انگریز بیوی کو طلاق دے کر پاکستان آیا اس نے فوزیہ سے دوبارہ تعلق جوڑ لیا اور وہ بھی گھر شوہر اور بچے کو بھول کر اس سے ملنے گئی۔ احمد علی کو ان کے محلے ہی کے ایک شخص نے اس بارے میں بتایا تھا۔

کتنی ہی دیر تک تو وہ ساکت کھڑے رہ گئے۔ انہیں اس خبر کی صداقت پر بالکل یقین نہیں آیا اور انہوں نے اس شخص کی پٹائی کر دی.....

پھر تو اس نے ان سے بیر باندھ لیا تھا۔ پتا نہیں کہاں کہاں سے ثبوت اکٹھے کر کے لے آیا اور یہ واقعہ محلے کے ہر گھر میں گشت کرنے لگا۔

انہوں نے فوزیہ سے باز پرس کی اور سختی کی تو وہ بھی کھل کر سامنے آ گئی۔ اس نے ان سے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔

اشعر کی وجہ سے وہ اسے سمجھانے لگے کہ وہ بھی سب بھول جائیں گے۔ اسے بھی چاہیے کہ سب کچھ بھول کر واپس پلٹ آئے۔

ایسا ظرف بھی کسی کسی مرد کے پاس ہوتا ہے یا شاید وہ اپنے گھر اور بچے کی وجہ سے مجبور ہوں گے۔ احمد علی بھی اشعر کے لیے اپنے ٹوٹتے ہوئے گھر کو بچانا چاہتے تھے۔

لیکن فوزیہ نے تو جیسے فیصلہ کر لیا تھا ''اگر تم نے مجھے طلاق نہ دی تو میں یونہی اس گھر سے چلی جاؤں گی۔ خلع لے لوں گی لیکن اب مزید مجھے تمہارے پاس نہیں رہنا۔''

''اشعر کے لیے..... اپنے بیٹے کے لیے بھی نہیں۔'' انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی عورت اس قدر سنگ دل بھی ہو سکتی ہے۔

''یہ تمہارا بیٹا ہے تم سنبھالو مجھے اس گھر سے کچھ نہیں لے جانا۔ مجھے صرف طلاق چاہیے۔'' تو گویا وہ اس کی کوکھ سے جنما ہوا اس کے لیے محض ''کچھ'' تھا۔

اب کہاں گنجائش تھی۔ انہوں نے اسے طلاق دے دی اور وہ صرف تن کے کپڑوں میں چلی گئی۔ اماں بی روتی رہ گئیں۔

لیکن اس کے لیے جب شوہر اور بچہ کچھ نہیں تھا تو وہ کیا حیثیت رکھتی تھیں۔

اور پھر دوسری صبح ایک دوسرا دھچکا ان کا منتظر تھا۔ احمد علی رات کے جانے کس وقت ان دونوں کو چھوڑ کر جا چکے تھے۔ انہوں نے جانے سے پہلے ایک خط چھوڑا تھا جس میں لکھا تھا کہ اب وہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ اتنی ذلت اور رسوائی کے بعد وہ لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتے۔ اس لیے انہوں نے یہ دنیا ہی چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

اماں بی تو جیتے جی مر گئیں۔ ان کا تو پورا گھر اجڑ گیا تھا۔ اشعر کی ذات نہ ہوتی تو پتا نہیں آج وہ زندہ بھی ہوتیں یا نہیں لیکن اس نے انہیں

زندہ رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''احمد علی' بہت بڑی ذمے داری ڈال دی تم نے مجھ پر۔ میں عورت ذات کیسے پالوں گی تنہا اس بچے کو۔ تم نے تو رسوائیوں سے بچنے کا ایک حرام طریقہ سوچ لیا لیکن میں..... مجھ میں تو اتنی ہمت بھی نہیں کہ میں یہاں سے ہی کہیں چلی جاؤں۔ میرے لیے تو اس گھر میں ہی پوری دنیا تھی۔ باہر کی دنیا میں تو میں کچھ بھی نہیں جانتی اور اب مجھے اس ننھی جان کے لیے ہی جینا ہے۔'' وہ اشعر کو سینے سے لگائے آنسو بہاتی رہیں۔

شروع شروع میں تو لوگوں نے عادت سے مجبور ہو کر پیچھے بھی باتیں بنائیں اور ان کے منہ پر بھی طنز میں چھپے ہمدردی کے بول بولے لیکن اماں بی کی ذات نے آہستہ آہستہ انہیں مجبور کر دیا کہ وہ یہ سب بھول جائیں۔

بھولے تو وہ شاید آج بھی نہ تھے لیکن اس کا برملا اظہار بھی نہیں کرتے تھے۔ یوں اماں بی اپنی بے لوث خدمتوں اور پُرخلوص رویوں کی بنا پر لوگوں کو شرمندہ ہونے پر مجبور کر دیتیں۔ ان دنوں ستارہ نے ان کا بہت ساتھ دیا تھا۔ وہ خود محبتوں کو ترسی ہوئی تھی۔ اماں بی کو لگا جیسے اس بھری پری ظالم دنیا میں جو کچوکے لگانے سے باز نہیں آتی' کوئی ہے جو ان کا ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے اپنے دکھ کہتیں۔

احمد علی کے ایک مخلص دوست نے ان کے بقایا جات اماں بی کو دلوا دیے تھے۔ جس سے انہوں نے ایک فلیٹ خرید کر کرائے پر دے دیا تھا اور اس آمدنی سے اشعر اور اپنی ضروریات پوری کرتی تھیں۔ اشعر وقت سے پہلے سمجھ دار ہو گیا تھا۔ اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں تھی۔ اسی لیے وہ اس قدر تلخ ہو گیا تھا۔

''ہاں بیٹا' ہر جگہ ناانصافی تو بہت ہے لیکن مایوس مت ہو۔ اوپر اللہ کی ذات بھی تو ہے۔ وہ سب دیکھ رہا ہے۔ محنتوں کا صلہ دینا کبھی نہیں بھولتا وہ۔ خیر' تم کھانا تو ڈھنگ سے کھاؤ۔ میں دیکھ رہی ہوں آج کل تم ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھاتے۔'' اماں بی نے دیکھا وہ بددلی سے کھانا کھا رہا تھا۔

''نہ پریشان ہوا کریں میرے لیے اماں بی' میرے لیے تو میرے سگے ماں باپ پریشان نہیں ہوئے تھے۔ ایک نے اپنی خوشی دیکھی اور ایک نے مجبوری۔ دونوں نے میری ذات کو فراموش کر دیا۔ بس خود کو دیکھا پھر آپ کیوں میرے لیے اتنا پریشان ہوتی ہیں۔'' وہ تلخی سے ہنسا۔

اماں بی دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئیں۔

''مت سوچا کرو بیٹا اتنا! یہ اندر کی گھٹن دل میں زخم ڈال دیتی ہے۔ گھلا دیتی ہے انسان کو۔'' انہیں ستارہ یاد آ گئی تھی۔ وہ بھی تو اسی طرح کڑھتی رہتی تھی۔ سلگتی رہتی تھی اور ایک دن بجھ گئی تھی ہمیشہ کے لیے اور اشعر تو ان کا ایک واحد سہارا تھا دنیا میں۔

''یہ سوچیں اپنے اختیار میں کب ہوتی ہیں اماں بی! نہ سوچنا چاہو تو اور شدت سے امڈی چلی آتی ہیں۔'' اس نے ٹرے کھسکائی اور ہاتھ دھونے اٹھ کھڑا ہوا۔

''پھر بس ایک روٹی' بیٹا مرد آدمی ہو۔ اتنا کم کھاؤ گے تو کیسے چلے گا۔'' انہوں نے ٹرے پر نظر ڈالی۔

''زندہ رہنے کے لیے جتنا کھانا ضروری ہے۔ اتنا تو کھا لیتا ہوں اماں بی.....'' وہ صحن میں لگے بیسن سے ہاتھ دھو کر دوبارہ چارپائی پر آ کر لیٹ گیا تھا۔

''بس بہت ہوگیا بچے' کرتی ہوں تمہارا کوئی انتظام۔ آئے تمہاری بیوی، سنبھالے تمہیں۔ نخرے اٹھائے۔ وہی ٹھیک کرے گی تمہیں۔ اب میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم نہیں۔''

''کون لڑکی شادی کرے گی مجھ بے روزگار سے اماں بی؟'' وہ مسکرایا ''فوزیہ بیگم تو پھر بھی اتنے سالوں احمد علی صاحب کے ساتھ رہ لی تھیں۔ میری ذات پر تو ایک دھبا اور لگا ہے' بے روزگاری کا اور ہاں بدنامی کا بھی۔ وہ تو شاید پہلے ہی دن بھاگ جائے گی۔''

اماں بی اس کی باتوں پر ہکا بکا ہو کر اسے دیکھنے لگی تھیں۔ وہ کتنا بھی تلخ اور بے زار نظر آتا تھا لیکن اس نے کبھی یوں اس طرح کے الفاظ استعمال نہیں کیے تھے لیکن آج.....

''اشعر۔'' انہوں نے تنبیہی لہجے میں اسے پکارا ''وہ تمہارے ماں باپ تھے۔ ان کے لیے اس طرح کے الفاظ اور اپنے لیے بھی۔''

''ہم میں سے کون عزت کے قابل ہے اماں بی.....؟'' اس نے ان کی آنکھوں میں جھانکا ''سوائے آپ کے اور آپ کی میں بھرپور عزت کرتا ہوں۔''

''بھول جا میرے بچے' بھول جا۔ اتنے سال گزر گئے۔ مٹی ڈال سب پر۔ خوش ہونا سیکھ لے۔ اتنا تلخ نہ رہا کر۔ میں ڈرتی ہوں۔ مجھ میں اب مزید کسی اور کو کھونے کی ہمت نہیں۔ تو تو میری جان ہے۔ جس روز تجھے خدانخواستہ کچھ ہوا اگلی سانس بھی نہ لے پاؤں گی۔'' ان کی آواز لرزنے لگی اور آنکھوں میں آنسو امڈنے لگے تو وہ شرمندگی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ایک ان ہی کی ذات تو تھی مخلص' بے ریا اور محبتوں سے بھرپور..... تو وہ اپنے رویے سے انہیں کیوں دکھ پہنچا رہا تھا۔

''مجھے معاف کر دیں اماں بی..... پلیز' میری اچھی اماں بی۔'' وہ ان سے لپٹ کر خود بھی آنسو بہانے لگا۔

عفیفہ جو کسی کام سے آئی تھی وہیں دروازے پر ٹھٹک گئی۔

اماں بی رو رہی تھیں یہ بھلا اس سے کب برداشت ہو سکتا تھا..... اور وہ اشعر اتنا لمبا چوڑا جوان۔ بھلا لڑکے بھی کبھی روتے ہیں۔

''نہیں بلکہ..... بھلا پتھر بھی کبھی روتے ہیں.....؟'' اس حیرت سے سوچا تھا۔

اور سنبھلنے کے بعد جب اشعر نے اماں بی کے کندھے سے سر اٹھا کر آنکھیں کھولی تھیں تو اسے دروازے پر یوں ایستادہ پا کر شرمندہ سا ہو گیا پھر تیزی سے اٹھ کر اندر کمرے میں چلا گیا۔

''اماں بی' کیا ہوا.....؟'' اس کے جاتے ہی وہ تیزی سے ان کے پاس آئی۔

''کچھ نہیں بیٹا..... بس یونہی..... اشعر کے ابو یاد آ گئے تھے ہم دونوں کو.....'' انہوں نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔

''یہ رشتے ایسے ہی ہوتے ہیں اماں بی..... دل کے بے حد قریب' نظروں سے دور ہوں تو اسی طرح تڑپاتے ہیں۔'' اس نے آزردگی سے کہا تو اندر بیٹھے اشعر کو اپنا اور اس کا دکھ سانجھا محسوس ہونے لگا۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچن کے کاموں سے فارغ ہو کر وہ باہر نکلی تو لاؤنج میں رکھے ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔

دوسری جانب سبطین تھا۔کیسی ہیں عفیفہ آپ؟''

''جی میں ٹھیک ہوں' نانو کیسی ہیں؟''اس نے جھجک کر پوچھا۔

''ٹھیک ہیں وہ' ابھی تک سب باتوں سے لاعلم' میری تو عقل کام نہیں کر رہی کہ انہیں کس طرح سمجھاؤں۔ پتا نہیں انہیں کیسے یہ محسوس ہو گیا کہ آپ لوگ ستارہ خالہ کے بچے ہیں۔ پرسوں سے وہ مجھ سے پوچھ رہی ہیں کہ میں پتا کروں اور میں بہانے بنا رہا ہوں۔''

''اوہ.....''وہ کھڑی رہ گئی۔''کیا خون کی کشش ایسی ہوتی ہے؟''اس نے سوچا۔

''میں نے اسی لیے فون کیا تھا۔ باسط بھائی سے مشورہ کرنا تھا۔''

''وہ ابھی تک آفس سے نہیں آئے۔بس آتے ہی ہوں گے۔اب تک آجاتے ہیں۔''

''ہاں' میں نے بھی ابھی ان کے آفس فون کیا تھا۔ پتا چلا کہ وہ وہاں سے نکل چکے ہیں۔''

''تین دن بعد باسط بھائی کی منگنی ہے۔آپ نانو کو لے کر آئیں گے نا؟''اس نے بڑی امید سے پوچھا۔

''ہاں میں تو ایسا چاہتا ہوں لیکن کیا اس طرح وہ جان نہیں لیں گی.....؟''

''کبھی نہ کبھی تو ایسا ہونا ہے نا.....''وہ افسردگی سے بولی۔

''لیکن یوں اس طرح نہیں' خوشی کی تقریب ہے پھر نانو کے لیے بھی مناسب نہیں۔''

''کاش.....''وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی پھر بات بدلتے ہوئے پوچھنے لگی''آپ نے اپنی امی کو بتایا؟''

''نہیں' ایک تو وہ اتنی دور تنہا ہیں۔ دوسرے وہ ستارہ خالہ سے بہت محبت کرتی ہیں۔ یہاں آئیں گی تو سہولت سے انہیں سمجھا دوں گا۔ میرے فادر ان معاملات میں کچھ سرد مہر ہیں۔ تین الفاظ''آئی ایم سوری'' کے کہہ کر اپنے کاموں میں مصروف ہو جائیں گے۔لیکن ممی وہ بمشکل برداشت کر پائیں گی۔نانو کی طرح بہت چھوٹا سا دل ہے ان کا.....''

''جانتی ہوں.....امی نے مجھے ان سب کے بارے میں اتنا بتا رکھا ہے کہ میں بنا ملے ہی ایک ایک شخص کو پہچان سکتی ہوں۔امی کا یہ پسندیدہ کام تھا۔اپنے گھر والوں کا تذکرہ کرنا۔کون کیسا ہے' اسے کیا کیا پسند ہے۔نانو کے گھر میں کیا کیا ہوتا تھا۔سب لوگ کس طرح رہتے تھے۔ ہر بات.....ان کے گھر میں اوپر بیڈ رومز میں سیڑھیاں کہاں سے جاتی تھیں۔ لاؤنج میں صوفے کیسے تھے۔ پردے کس طرح کے تھے۔ان کے ڈرائنگ روم کی کلر اسکیم کیسی تھی۔ان کے لان میں کون کون سے پودے لگے ہوئے تھے۔کس کس چیز کے درخت تھے۔آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود میں وہ سب' ان سب رشتوں کو قریب سے دیکھنا چاہتی ہوں۔محسوس کرنا چاہتی ہوں انہیں لیکن شاید یہ ممکن نہیں ہے.....؟''

اس کی باتوں نے سبطین کو بھی افسردہ کر دیا تھا۔

''نہیں عفیفہ.....کوئی بات ناممکن نہیں ہے اور یہ سب تو آپ کے قریبی رشتے ہیں۔ پہلے نہ سہی لیکن اب ایسا ضرور ہوگا.....''وہ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یقین دلانے لگا۔

اسی وقت کال بیل بج اٹھی۔ ''آپ ہولڈ کریں' شاید باسط بھائی ہیں۔ میں ابھی دروازہ کھول کر آتی ہوں۔''

وہ ریسیور سائیڈ پر رکھ کر دروازہ کھولنے چلی گئی۔ ابا تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ کچھ لمحوں کے لیے ساکت رہ گئی تھی۔ وہ وقت سے پہلے چلے آئے تھے۔ ان کی آمد تو سات بجے تک ہوا کرتی تھی۔

ابا نے اس کے چہرے پر پھیلی سراسیمگی کو دیکھا اور اندر چلے گئے۔ وہ خود بھی تیزی سے پیچھے پیچھے آئی۔

فون پر سبطین موجود تھا۔ اب اسے بتانا کتنا مشکل کام تھا اور اگر فون ابا اٹھا لیتے تو۔ ابھی انہیں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ اس نے ان کی موجودگی جان کے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے ریسیور اٹھایا۔ ''سوری' باسط بھائی نہیں تھے۔ میرے والد آئے ہیں۔ آپ کچھ دیر بعد فون کر لیجیے گا۔'' سبطین کا جواب سنے بنا اس نے ریسیور رکھ دیا اور وہاں سے جانے لگی۔

''کس کا فون تھا.....؟'' پیچھے سے ابا کی آواز آئی۔

''باسط بھائی کے کوئی دوست تھے۔'' اس کے قدم ٹھٹک گئے۔

''باسط کا دوست یا.....'' ان کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نے ایک لمحے کی جھلک دکھائی تھی۔

''جی.....!'' وہ حیران ہو کر ان کا چہرہ تکنے لگی تھی۔

''تمہاری گھبراہٹ تو کچھ اور بتا رہی ہے.....'' ان کی آنکھوں میں بے اعتباری تھی۔

وہ وہیں کھڑی رہ گئی۔

ابا کے لہجے کی یہ بے اعتباری اسے ہمیشہ مارے دیتی تھی

☆

''یار عافی' وہ باسط بھائی کے دوست اور ان کی نانی جو اس دن ملی تھیں وہ کون تھیں؟'' وسیط نے باتوں کے درمیان اچانک پوچھا وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

''مطلب؟ بھئی باسط بھائی کے دوست تھے وہ اور وہ خاتون ان کی نانی.....''

''ہاں لیکن باسط بھائی اپنے دوستوں سے اس طرح ہمیں کب ملواتے ہیں۔''

''بھئی نانی تھیں ساتھ میں اس لیے ملوا دیا ہوگا.....''

''لیکن تم تو انہیں اندر ہی سے اپنے ساتھ لے کر آئی تھیں جیسے پہلے سے جانتی ہو۔''

عفیفہ خاموش بیٹھی رہ گئی۔ باسط بھائی نے اسے ابھی کسی کو کچھ بتانے سے منع کیا تھا۔ سمیط فطرتاً بے پروا تھا اور وسیط بے حد لاابالی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ سب ابا کے علم میں کسی غلط طریقے سے آئے۔ وسیط سے کوئی بعید نہیں تھی کہ وہ کسی بھی موقع پر ان کے سامنے کچھ بھی بول پڑے۔

''وہ دراصل.....'' اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کہے۔

''تم اور باسط بھائی مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔'' وسیط کے لہجے میں یقین تھا۔

''نہیں' ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ اصل میں.....'' پھر اسے مجبوراً تفصیل سے سب کچھ بتانا پڑا۔ ''لیکن دیکھو' ابھی سمیط بھائی اور ابا کے سامنے اس کا تذکرہ مت کرنا۔ ابا کا تو تمہیں پتا ہے کہ وہ امی کے سامنے بھی ان کے گھر والوں کے تذکرے سے کتنا چڑتے تھے۔''

وہ ہونٹ بھینچے خاموشی سے سنتا رہا۔

''تمہیں بُرا لگا' ہم نے تم سے چھپایا؟'' اس کی خاموشی پر عفیفہ شرمندہ سی ہوگئی۔ ''دیکھو شاید باسط بھائی مجھے بھی نہ بتاتے اگر وہ سبطین بھائی ان کے پاس پہنچتے لیکن اتفاق سے وہ سب سے پہلے میرے پاس آئے تھے۔ باسط بھائی اور وہ دونوں کوئی ایسا راستہ تلاش کر رہے ہیں جس سے ابا کو طریقے سے سمجھایا جا سکے اور نانو کو بھی..... سبطین بھائی کہہ رہے تھے کہ نانو تو آج تک امی کی راہ تک رہی ہیں۔ نانا بھی اب اپنا غصہ اور ضد چھوڑ چکے ہیں.....''

''کیا فائدہ اب ان کی اس تبدیلی کا.....؟'' وہ اچانک پھٹ پڑا ''ہماری ماں تو رشتوں کو' محبتوں کو ترستی اس دنیا سے چلی گئی۔ آخر تک وہ اپنے سگوں کی ایک جھلک دیکھنے کی آس دل میں لیے رہیں لیکن انہوں نے ان سب کو پکارا نہیں کیوں کہ وہ کئی سال پہلے ہی ان سب کے لیے مر چکی تھیں۔ اب کیا فائدہ سب کچھ بھولنے کا..... کیوں کھوجتے چلے آئے وہ اس عورت کو جو اُن کی اپنی تھی لیکن ان سب نے اس کے ساتھ پرایوں سے بھی بڑھ کر بُرا سلوک کیا۔ انہیں اپنی زندگی سے اس طرح نکال پھینکا اور اب انہیں یاد آ رہا ہے کہ ان کی کوئی بیٹی' کوئی بہن' کوئی خالہ بھی تھی.....''

پلیز وسیط ..... اس سب میں نہ نانو کا قصور ہے نہ خالاؤں کا نہ ان کے بچوں کا۔ نانا جان خفا تھے تو اب وہ بھی بھول چکے ہیں۔ جو ہو گیا اس پر روتے رہیں گے تو ہم بھی اپنوں کے لیے ترستے رہیں گے۔ امی تو چلی گئیں کیا اب نانو بھی.....'' اس کی آواز بھرا گئی

لیکن پہلی بار وسیط کو اس کے آنسوؤں نے نہیں تڑپایا۔ ''ہمارے لیے ہماری ماں سے بڑھ کر کوئی رشتہ عزیز اور اہم نہیں۔ وہی نہیں رہیں تو سب بیکار ہے۔ کم از کم میرے لیے۔'' وہ ایک جھٹکے سے اٹھا۔

''پلیز وسیط' ابھی خاموش رہنا۔ کسی سے کہنا نہیں ورنہ باسط بھائی خفا ہوں گے۔'' وہ اپنے آنسوؤں کو بھول کر اسے سمجھانے لگی۔

''بے فکر رہو' میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا۔ کھانے پر انتظار مت کرنا' دیر سے آؤں گا۔'' وہ جانے کے لیے مڑا۔

''کہاں جا رہے ہو؟''

''بس یونہی۔ میں کچھ دیر تنہا رہنا چاہتا ہوں۔'' وہ ایک دم چلا گیا اور وہ اسے روکتی ہی رہ گئی۔

''پتا نہیں میں نے اسے بتا کر ٹھیک کیا یا نہیں۔ وہ جذباتی لڑکا ہے۔ اسی لیے باسط بھائی نے مجھے اسے بتانے سے منع کیا تھا۔ اب پتا نہیں کہاں گیا ہوگا۔ اللہ میاں میرے بھائی کی حفاظت کیجیے گا۔''

وہ آیت الکرسی پڑھ کر تصور میں اس پر دم کرنے لگی۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرقان علی کے لیے بھی یہ خبر افسردگی کا باعث تھی۔ حالاں کہ وہ ستارہ سے کبھی نہیں ملے تھے۔ ان کی شادی ستارہ کے جانے کے بعد ہوئی تھی لیکن شیریں سے وہ اس کے بارے میں بہت کچھ جان چکے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا تھا کہ شیریں' ستارہ کا ذکر کبھی اس طرح نہیں کرتی جیسے کہ ایک بہن کو کرنا چاہیے۔ انہیں تو شاید کبھی ستارہ کی کمی بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ وہ بے حد حیران ہوتے تھے۔ اگر اس طرح ان کا کوئی سگا رشتہ دار ان سے دور جاتا تو وہ کس طرح بے کل ہوتے۔ جبکہ شیریں تو عورت تھیں اور عورتوں کا دل مردوں کے مقابلے میں زیادہ نازک' کمزور اور گداز ہوتا ہے۔ مرد اپنے دل کی کیفیات کو چھپا لیتے ہیں جبکہ عورتوں میں یہ وصف بہت کم ہوتا ہے۔

''تمہیں اپنی بہن یاد نہیں آتی..... تم نے اس سے ملنے کی کوشش ہی نہیں کی کبھی.....؟ کبھی کبھار وہ ان سے پوچھتے۔

''مجھے کیا پڑی ہے۔'' وہ بے پروائی سے کہتی ''جب اس نے میری پروا نہیں کی پھر پاپا بھی خفا ہوں گے..... وہ صاف کہہ چکے ہیں جس نے بھی ستارہ سے ملنے کی کوشش کی اس سے کسی بھی طرح کا ڈھکا چھپا تعلق رکھا تو وہ ان کے لیے مر گیا۔''

''وہ تو غصے میں کہہ دیا ہوگا ورنہ جیتے جی کون باپ اپنی بیٹی کو یوں اپنی زندگی سے بے دخل کر سکتا ہے۔ اب تو کئی سال گزر چکے ہیں۔ ان کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا ہوگا۔ تم لوگوں کو انہیں منانے اور ستارہ سے ملنے کی کوشش کرنی چاہیے۔''

''کی تھی کوشش' ایک دو بار ممی نے ان کو سمجھانے کی وہ اتنی بُری طرح خفا ہوئے کہ دنوں ممی سے بات چیت نہیں کی پھر خود ستارہ بھی تو لوٹ کر نہیں آئی۔ کم از کم ایک فون ہی کر لیتی۔ اس قدر ہٹ دھرمی..... اور ڈھٹائی..... بھلا قصور بھی اس کا..... منائیں بھی ہم ہی.....''

ان کے جواب پر فرقان علی حیرت سے انہیں دیکھنے لگتے۔ کبھی کبھی انہیں لگتا جیسے وہ ستارہ کے ان سب کی زندگی سے نکل جانے پر خوش اور مطمئن ہیں۔

ہاں انہوں نے اپنی ساس اور سالی کو ضرور ستارہ کے لیے دکھی دیکھا تھا اور آج یہ پتا چلنے پر کہ ستارہ اب اس دنیا میں نہیں انہیں ایک افسردگی کے احساس نے آگھیرا تھا۔

''کتنے بچے ہیں اس کے.....؟''

''سبطین بتا رہا تھا کہ تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔''

''اوہ! پھر تو تمہیں ضرور وہاں جانا چاہیے۔''

''سوری..... اس شخص کا سامنا کون کرے گا۔ وہ دو کوڑی کا شخص..... اس نے تو ستارہ کو ورغلایا تھا اور اس طرح کہ وہ ماں باپ کا احترام تک بھول گئی۔''

''جو ہو گیا اس پر مٹی ڈالو لیکن اب تمہیں ان بچوں سے ضرور ملنا چاہیے۔ تمہارا دل نہیں تڑپ رہا یہ جان کر کہ تمہاری بہن کے چار بچے ہیں۔ تمہارے بھانجے' تمہاری بھانجی پھر وہ بچے بھی تو ننھیال والوں کی محبت کے لیے ترس رہے ہوں گے۔ خالہ تو ماں کا دوسرا روپ ہوتی ہے.....'' وہ انہیں اکسانے لگے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''مل لوں گی.....'' انہوں نے بیزاری سے کہا'' کبھی موقع آیا تو جیسے سب ملیں گے میں بھی مل لوں گی۔''

''پتا نہیں کیسی خالہ ہو تم.....؟'' نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے منہ سے نکل گیا۔

شیریں کے تو گویا پنکھے لگ گئے'' ہاں' تمہاری نظر میں تو میں محبتوں سے عاری ایک عورت ہوں۔ بھانجے بھانجی میرے ہیں' تمہیں کیا فکر ہے۔ یہ ہمارے گھر کا مسئلہ ہے۔ تمہیں اس سلسلے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

فرقان علی نے ایک نظر جاہلوں کی طرح شوہر پر چلاتی ہوئی اس ایجوکیٹڈ عورت کو دیکھا اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اخبار چہرے کے آگے کر لیا۔

شادی کے پہلے دن سے شیریں نے ہر موقع پر انہیں مایوس کیا تھا۔ وہ صرف اپنی ذات کے لیے جینے والوں میں سے تھی۔ اسے جب ماں باپ' بہنوں اور شوہر کی پروا نہیں تو بھانجوں اور بھانجی کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔ اسے سمجھانا عبث تھا۔

انہیں اپنے سمجھانے پر افسوس ہونے لگا۔

☆

بہزاد ابھی ابھی اسے بول کر گیا تھا کہ اسے آسیہ باجی بلا رہی ہیں۔

''خیریت کوئی کام ہے کیا؟'' وہ اس سے پوچھنے لگی۔

''پتا نہیں عفیفہ باجی.....آپ خود آ کر پوچھ لیں۔ میں ذرا جلدی میں ہوں۔ امی نے قیمہ منگوایا ہے۔ دیر ہو گئی تو خیریت نہیں میری۔'' وہ جس تیزی سے آیا تھا اسی تیزی سے چلا تھا۔

وہ عجیب شش و پنج میں تھی کہ کیا کرے۔ اس دن والے واقعے کے بعد سے وہ وہاں اکیلے جاتے ہوئے خوفزدہ ہو جاتی تھی۔

''لیکن بہزاد کہہ رہا ہے تو ضرور وہ گھر پر ہوں گی.....'' اس نے دوپٹا اچھی طرح سے سر سے لپیٹا اور گھر بند کر کے نکل آئی۔

سہ پہر کا وقت تھا۔ شام ہونے والی تھی لیکن ابھی تک پوری گلی پر ہو کا عالم تھا۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر ان کے ہاں کی بیل بجائی۔

خلاف توقع گیٹ کھولنے والا شہزاد ہی تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دروازے پر کھڑا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ آنکھوں میں ایک انوکھا سا تاثر تھا۔ جیسے وہ نظریں اس کے پورے وجود کو جذب کر لینا چاہتی ہوں.....عفیفہ کا دل لرز کر رہ گیا لیکن اس نے دل کڑا کر کے اندر جھانکا۔ یہاں سے وہاں تک خاموشی تھی۔

''وہ آسیہ باجی ہیں؟''

''ہاں ہیں اندر.....سو رہی ہیں۔'' وہ بدستور اسے تک رہا تھا۔

''لیکن انہوں نے تو مجھے بلوایا تھا؟'' وہ اندر جانے کی ہمت خود میں نہیں پا رہی تھی۔

''انہوں نے نہیں میں نے بلوایا تھا۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''آپ نے؟'' وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

ہوش سنبھالنے کے بعد سے ہی اسے شہزاد کی عجیب وغریب نظروں کا احساس ہونے لگا تھا۔ کچھ تو وہ فطرتاً سنجیدہ مزاج اور ریزروسی تھی۔ کچھ اس کے انداز اسے مزید کترانے پر مجبور کر دیا کرتے تھے۔ پتا نہیں وہ اس سے کیا چاہتا تھا۔

یہ یقیناً محبت نہیں تھی۔ نہ ہی پسندیدگی۔ اتنا تو وہ سمجھ ہی سکتی تھی۔ ویسے بھی شہزاد جیسی فطرت کے لوگ کسی سے محبت کر بھی نہیں سکتے تھے۔ اس کا اسے اچھی طرح سے اندازہ تھا۔ وہ اس سے جتنا دور رہنے کی کوشش کرتی تھی وہ اس قدر ہی اس کے سامنے چلا آتا تھا۔

''ہاں' میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ تم آتی ہی نہیں۔ کہیں اور ملنا بھی پسند نہیں کرو گی اور اپنے ہاں بھی نہیں بلاتی ہو۔'' وہ مسکرایا۔

وہ اندر ہی اندر لرز کر رہ گئی۔

''حالاں کہ سارا دن تنہا ہوتی ہو گھر پر..... وہاں آرام سے بات ہو سکتی ہے۔''

''آپ کو کیا کام ہے مجھ سے.....؟'' اس نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

''اندر آ جاؤ پھر بتاتا ہوں' کیا دروازے پر کھڑی رہو گی۔''

''نہیں میں ٹھیک ہوں' آپ جلدی سے کہیں۔ مجھے گھر میں بہت کام ہیں۔'' پتا نہیں آج اس میں اتنی ہمت کیسے آ گئی تھی یا پھر اس نے سوچ لیا تھا کہ ایک بار ہی آر یا پار ہو جائے۔ پتا تو چلے کہ وہ آخر اس سے کیا چاہتا ہے۔ یہ بار بار کا اس کی نظروں کا سامنا کرنا انتہائی کٹھن تھا۔

''میں امی کو تمہارے گھر بھیجنا چاہتا ہوں لیکن دیکھو میں انکار سننے کا عادی نہیں ہوں۔ اگر انکار ہوا تو پھر آسیہ اور باسط کا رشتہ بھی.....'' اس کی آواز میں دھمکی تھی۔

وہ سن کر کھڑی رہ گئی۔ اب جبکہ منگنی میں صرف دو روز باقی تھے۔ خوبصورت لان بک ہو چکا تھا۔ ساری دوسری تیاریاں مکمل تھیں یہ دھمکی.....

''آپ..... یہ کیا کہہ رہے ہیں شہزاد بھائی۔ یہ ممکن نہیں ہے.....'' اس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔

شہزاد کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ اس کے تیور کڑے ہو گئے تھے۔ وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اندر سے مہناز خالہ کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید شہزاد کو آواز دیتی آ رہی تھیں۔

''کون آیا ہے شہزاد.....' دروازے پر ہی تک گئے..... اوہ!'' عفیفہ کو دیکھ کر ان کے قدم کچھ دیر کے لیے تھم سے گئے۔

''کیا کر رہے ہو تم اتنی دیر سے یہاں؟'' ان کا لہجہ انتہائی مشکوک اور کھردرا سا ہو گیا۔ خود عافی اس نئی افتاد پر پریشان ہو گئی تھی۔

مہناز خالہ کی آنکھوں سے اس کے لیے ٹپکتی ناپسندیدگی وہ ہمیشہ سے پہچانتی تھی۔ انہوں نے کبھی محبت اور شفقت سے اس سے بات نہیں کی تھی۔ انہیں نوین کا اس سے زیادہ گھلنا ملنا بھی پسند نہیں تھا۔ ایک خواہ مخواہ کا بیر تھا اس سے۔

''امی یہ عفیفہ آئی تھی آسیہ سے ملنے..... میں اسے بتا رہا تھا کہ نوین خالہ کے ہاں گئی ہے اور آسیہ سو رہی ہے۔'' شہزاد بھی ان کی اچانک آمد

پر گڑبڑا سا گیا تھا۔

اسے ان سے عفیفہ کے سلسلے میں بات کرنی تھی لیکن اس طرح نہیں۔ وہ آرام سے انہیں عفیفہ کے لیے اپنی پسندیدگی بتانا چاہتا تھا۔ معلوم تھا کہ اگر وہ ہتھے سے اکھڑ گئیں تو عفیفہ کے لیے کبھی راضی نہ ہوں گی۔

''یہ سب بتانے میں اتنی دیر لگتی ہے؟'' وہ اسے گھورتے ہوئے بولیں پھر عفیفہ کو دیکھا ''کیا کام تھا تمہیں آسیہ سے.....؟''

''جی وہ آسیہ باجی کی شرٹ سل کر آ گئی ہے۔ میں پوچھنے آئی تھی کہ اگر وہ کہیں تو میں بھجوا دوں۔ پہن کر دیکھ لیں کہ صحیح سلی ہے۔ عین وقت پر مشکل ہوتی ہے۔'' بروقت اسے یہی بہانہ سوجھا تھا۔

''بھجوا دینا' نہیں تو میں شہزاد سے منگوا لوں گی۔ چلو شہزاد اندر..... مجھے تم سے کچھ کام ہے۔'' وہ اندر جانے کے لیے مڑیں۔

انہوں نے ایک بار بھی اخلاقاً اسے اندر آنے کے لیے نہیں کہا تھا۔ پہلے تو چلو صرف محلے داری تھی لیکن اب تو وہ محلے داری' رشتے داری میں بدلنے والی تھی لیکن ان کا رویہ ہنوز ویسا ہی سرد اور روکھا تھا۔

وہ چپ چاپ لوٹ آئی۔

''پتا نہیں مہناز خالہ' آسیہ باجی کی شادی کے بعد بھی میرے ساتھ ایسی ہی رہیں گی یا پھر کچھ بدل جائیں گی۔ ان کی آنکھوں میں میرے لیے کیسی سرد مہری ہوتی ہے اور یہ شہزاد بھائی۔ یہ پتا نہیں کیا کریں گے۔ میں اور ان سے..... ہرگز نہیں۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتی۔ مجھے تو ان سے اس قدر خوف آتا ہے اور ان کی نظریں..... اُف اندر تک دل کانپ جاتا ہے میرا۔''

رات گئے تک وہ بار بار صرف یہی سوچتی رہی۔

☆

رات میں نوین اسے بلانے آئی۔ محلے کی ساری لڑکیاں اس کے گھر میں جمع تھیں۔ نوین نے ڈھولک منگوا کر ان سب کو دعوت دی تھی۔ عفیفہ کے ہاں تو یہ سب ہونا ناممکن تھا۔ ابا کے مزاج کا سب کو بخوبی پتا تھا۔ حالاں کہ خود اس کا کس قدر دل چاہ رہا تھا کہ یہ ہلا گلا ان کے گھر بھی ہو۔ اسی رونق کے لیے تو منگنی کی رسم ہو رہی تھی لیکن کسی کی ہمت نہ ہو سکی کہ ابا کو اس بات کے لیے راضی کرتا۔

''چلو عافی..... اتنا مزہ آ رہا ہے۔ تمہارے ہاں تو الو بول رہے ہیں اور تم گھر میں گھسی بیٹھی ہو۔'' وہ مسلسل عفیفہ کے کان کھا رہی تھی۔ اس نے غور سے نوین کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کی۔ وہ واقعی سب کچھ بھول کر خوش تھی یا پھر اپنے اندر کی بے چینی اور بے کلی کو بھلانے کے لیے یوں ظاہر کر رہی تھی۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟'' عفیفہ کے اس طرح دیکھنے پر اس کے چہرے کی مسکراہٹ یکلخت غائب ہو گئی۔

''کچھ نہیں..... نوین تم خوش ہو نا.....؟''

''ہاں میں بہت خوش ہوں۔ آسیہ باجی کی منگنی ایک انتہائی شاندار اور مکمل شخص سے ہو رہی ہے۔ انہیں ایک اچھا گھرانہ ملے گا۔ محبت ملے

گی۔ جو وہ ڈیزرو کرتی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ امی کی غلطیاں ان کے آگے نہیں آئیں۔ مجھے ان سے بہت محبت ہے عافی..... بے انتہا۔ میں نے ہمیشہ ہر نماز میں ان کے لیے بہت دعائیں کی ہیں اور دیکھو خدا نے میری دعاؤں کو رائیگاں نہیں جانے دیا۔'' وہ مضبوط لہجے میں بول رہی تھی۔

''کاش ان دعاؤں میں کوئی دعا تم اپنے لیے بھی مانگ لیتیں.....'' عفیفہ اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

''یا اللہ! اس طرح کیوں گھورے جا رہی ہو۔ نظر لگاؤ گی کیا.....؟''

''نہیں، میں دیکھ رہی ہوں محبت کرنے والے بے غرض چہرے کیسے ہوتے ہیں۔''

''اچھا اب بکواس مت کرو۔ چلو جلدی سے..... سب وہاں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ باسط بھائی سے کہہ دو کہ تم ذرا لیٹ آؤ گی۔ خالو جان سو گئے ہیں کیا.....؟'' آخری بات اس نے کافی آہستگی سے کہی تھی۔

''ہاں وہ لیٹ تو گئے ہیں۔ سو گئے ہیں یا نہیں اس کا مجھے نہیں پتا..... لیکن اتنی رات گئے وہ میرے گھر سے باہر جانے کو شاید پسند نہ کریں۔'' اس نے نوین کو سمجھانا چاہا۔

''کمال ہے یار..... تمہارے اپنے سگے بھائی کی منگنی ہے اور تمہارا گھر بھائیں بھائیں کر رہا ہے۔ ہمارے ہاں رونق لگی ہے تو وہاں جانے پر بھی تمہارے ابا کو اعتراض ہوگا۔''

''تم جانتی تو ہو انہیں.....''

''پہلے کی بات اور تھی..... خاص موقعوں کے لیے تو ان کا نقطۂ نظر تبدیل ہو سکتا ہے..... تم باسط بھائی کو بتا دو اور چلو شرافت سے میرے ساتھ.....''

ابا سامنے ہی لاؤنج میں موجود تھے۔ شاید کسی کام سے باہر آئے تھے۔

نوین جو اس کے پیچھے پیچھے تھی وہ بھی ان کو دیکھ کر ٹھہر سی گئی۔ اندر جو وہ اس قدر بڑھ بڑھ کر بول رہی تھی ان کو دیکھ کر اس کی ساری طراری دھری کی دھری رہ گئی۔

عفیفہ ان سے غلط نہیں ڈرتی تھی۔ ان کی ذات پر چھائی ہوئی بے پناہ سنجیدگی اور جامد سکوت سامنے والے کو یونہی سہما دیتا تھا۔ ان کی آنکھوں میں ٹھہرا ہوا بے درد سا تاثر دیکھ کر ہر شخص ان سے بات کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ خود بھی اسی لیے ان سے سوائے سلام کے کچھ اور کلام نہیں کرتی تھی۔

لیکن اس وقت جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آ گئی تھی کہ وہ ان سے پوچھ بیٹھی ''خالو جان! آسیہ باجی اور باسط بھائی کی منگنی کی خوشی میں ہم نے ڈھولک رکھی ہے۔ محلے کی ساری لڑکیاں جمع ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں عافی کو بھی لے جاؤں۔''

ابا نے ایک نظر عفیفہ کے خاموش وجود پر ڈالی۔ اس کے سگے بھائی کی منگنی تھی۔ اور وہ دوسری بہنوں کے برعکس کس قدر چپ چاپ تھی۔ حالاں کہ اس موقع پر لڑکیاں کس قدر شوخ اور چنچل ہوتی ہیں۔ انجوائے کرتی ہیں۔ خود ان کے اپنے گھر میں کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ پرسوں ان کے بیٹے کی منگنی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دور کے رشتے داروں کو بلایا نہیں گیا تھا۔ سگی بہن پنڈی میں رہتی تھیں جنہوں نے منگنی میں نہ آنے کی معذرت کرتے ہوئے شادی پر آنے کا وعدہ کیا تھا۔

ان کے دل کو ایک عجیب سی کسک نے آگھیرا لیکن اگلے ہی لمحے وہ اپنی اس کیفیت پر حیران ہوتے ہوئے سر جھٹک کر کوئی جواب دیے بنا اپنے کمرے کی جانب مڑ گئے۔

عفیفہ خاموشی سے اپنے پیروں کو گھورتی رہی۔ اسے ان سے اسی بات کی توقع تھی۔ نوین تاسف سے انہیں جاتا دیکھتی رہی۔

اپنے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے وہ چند لمحوں کے لیے رکے۔ پھر پلٹے اور اچانک بولے۔

''چلی جاؤ..... لیکن واپسی میں اکیلے مت آنا..... میں وسیط کو بھیج دوں گا لینے.....'' اگلے ہی لمحے وہ اپنے کمرے میں تھے۔

نوین کے وجود میں تو جیسے جان پڑ گئی تھی۔ ''ہرا! چلو عافی آزادی کا پروانہ مل گیا.....'' لیکن ساکت کھڑی عفیفہ کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ پہلی بار اس نے سوچا تھا ''کیا میں کوئی قیدی ہوں اس گھر میں..... آخر مجھ سے کون سا جرم سرزد ہوا ہے۔'' اور اسے شاید معلوم نہیں تھا کہ جرم اس سے نہیں اس کی ماں سے سرزد ہوا تھا۔

☆

رات گئے وسیط اسے لینے آیا تو وہ اس کے ایک مرتبہ کہلانے پر ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ حالاں کہ ابھی ساری لڑکیاں خوب انجوائے کر رہی تھیں۔ نوین کی خالہ زاد بہنیں بھی موجود تھیں۔ بہزاد اور اس کا کزن نعمان بھی چھوٹے ہونے کی مراعات حاصل ہونے کی وجہ سے وہیں گھسے ہوئے تھے۔

''ہائے عافی' اتنی جلدی کیوں جا رہی ہو۔ اتنا مزہ آ رہا ہے۔ ابھی تو صرف گیارہ بجے ہیں'' محلے کی کسی لڑکی نے اسے روکنا چاہا۔

''نہیں بہت رات ہو گئی ہے۔ صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے۔''

''جانے دو یار! آج بھی پتا نہیں کیسے آنے دیا اس کے ابا نے'' کسی نے استہزائیہ انداز میں کہا تو وہ چپ چاپ وہاں سے نکل آئی۔ نوین اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

سوری عافی! تم مائنڈ مت کرنا۔ یہ شازیہ ہمیشہ کی ایسی ہی منہ پھٹ ہے۔ چلو میں تمہیں دروازے تک چھوڑ دوں۔''

''میں چلی جاؤں گی' تم انجوائے کرو'' اس نے نوین کا ہاتھ دبایا۔

''آسیہ باجی کو اللہ حافظ تو بول دو۔ پتا نہیں وہ کس کام سے باہر گئی تھیں ہمارے کمرے میں' وہیں چپک کر بیٹھ گئیں۔ تم ملے بغیر گئیں تو وہ مجھ پر خفا ہوں گی۔''

''چلو۔'' وہ اس کے ساتھ آسیہ باجی اور نوین کے مشترکہ کمرے میں چلی آئی۔ شہزاد بھی وہیں موجود تھا۔ وہ اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

''آسیہ باجی' یہ عافی جا رہی ہے۔ وسیط آ گیا ہے اسے لینے۔''

''اچھا!'' وہ اس کے پاس آ گئیں۔

''عجیب ہیں آپ' وہاں اتنا مزہ آ رہا ہے۔ آپ یہاں آ کر بیٹھ گئیں'' نوین نے کہا تو وہ زبردستی مسکرائیں۔

عفیفہ نے غور کیا ان کے چہرے کی بشاشت غائب تھی۔

''ہاں' مجھے ذرا کام تھا اور عافی تم اتنی جلدی کیوں جا رہی ہو؟'' انہوں نے خود کو سنبھال کر پوچھا۔

''بس آسیہ باجی! آپ کو تو ابا کا پتا ہے۔ میں نہیں گئی تو وہ ناراض ہوں گے' اچھا اللہ حافظ!''

اس نے شہزاد کے وجود کو یکسر نظر انداز کر کے ان سے ہاتھ ملایا اور پلٹ آئی۔

وسیط دروازے پر ہی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر مسکرایا۔

''سوری وسیط! مجھے ذرا دیر ہو گئی۔ تمہیں انتظار کرنا پڑا۔''

''ارے نہیں یار! مجھے تو خوشی ہے کہ تم آج گھر سے باہر تو نکلیں۔ میں تو چاہ رہا تھا کہ ابھی بھی تم کچھ دیر اور انجوائے کر لو لیکن ابا کا حتمی لہجہ۔ ان کا حکم تھا سو انکار کیسے ممکن تھا۔''

''میرے لیے اتنا بھی بہت تھا' بہت کافی'' اس کے لہجے میں افسردگی گھلی ہوئی تھی۔ گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے وسیط نے مین گیٹ کے بلب کی ناکافی روشنی میں اس کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

''نہیں' یہ کافی نہیں ہے۔ چلو کچن میں چائے بناتے ہیں۔ پھر کل کا پروگرام سیٹ کریں گے۔''

''کل کا پروگرام.....؟ لیکن منگنی تو پرسوں ہے۔''

''منگنی کا نہیں' رت جگے کا۔ کل رات میں تم اپنی سب دوستوں کو اپنے گھر میں انوائیٹ کرنا۔''

''یہاں؟'' وہ حیران رہ گئی۔

''ہاں بھئی یہاں' ہمارے بھائی کی منگنی ہے آخر۔ ہمیں بھی اسے انجوائے کرنے کا حق ہے۔''

''تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو؟''

''اس میں پاگل ہونے کی کون سی بات ہے۔ میں بات کر لوں گا ابا سے۔ تم فکر کیوں کرتی ہو۔'' وہ اطمینان سے اسٹول پر بیٹھ کر ٹانگیں ہلانے لگا۔

''اور ابا جان مان جائیں گے'' وہ ہنسی' کیسی ناقابلِ اعتبار بات تھی۔

''انہیں ماننا پڑے گا۔ ہم کون سا غلط کام کر رہے ہیں۔ اپنے ہی گھر میں' اپنے بھائی کی خوشی منانے جا رہے ہیں تو اس میں کون سا گناہ ہے؟''

''پتا نہیں' ہمارے لیے کون سی بات غلط ہوتی ہے اور کون سی صحیح۔ اس کا فیصلہ تو ابا کرتے ہیں۔'' پہلی بار اس نے دبے لفظوں میں شکوہ کیا۔

''یہی تو غلط کرتے ہیں ہم لوگ' امی بھی یہی کرتی رہیں۔ وہ اس کے عادی ہو گئے ہیں لیکن کیا ہمیں چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو منانے کا حق

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں۔ مائی ڈیئر سسٹر اب ایسا نہیں ہوگا۔'' اس کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔ وہ ڈر سی گئی۔

''خدا کے لیے وسیط' کوئی الٹی سیدھی بات نہ کر بیٹھنا۔ کتنی مشکلوں سے تو یہ گھڑیاں آئی ہیں۔ پرسوں منگنی ہے۔ تم ابا کا موڈ مت خراب کر دینا۔''

''کچھ نہیں ہوگا' تم اس قدر خوف زدہ مت رہا کرو۔ کچھ بھی سہی' وہ ہمارے ابا ہیں۔ پھر دیکھا نہیں تم نے ان کے فیصلوں میں تھوڑی لچک تو آئی ہے نا۔ ورنہ تم اتنی رات گئے گھر سے جا سکتی تھیں۔ چلو اب جلدی سے چائے نکالو۔''

''میں چائے نکالتی ہوں۔ تم گھر سے نکلنے کی تیاری کرو۔ تمہارے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔'' وہ ہنستے ہوئے مگوں میں چائے نکالنے لگی۔

☆

''کیا بات ہے' میں چند دنوں سے محسوس کر رہا ہوں کہ آپ کچھ الجھی الجھی سی ہیں؟'' نانا جان نے اخبار پر سے نظریں ہٹا کر اچانک پوچھا تو وہ گڑبڑا گئیں۔

ناشتے کے بعد سبطین تو کسی کام سے چلا گیا تھا جبکہ وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت بھی وہ غائب دماغی سے ٹی وی پر چلتی پھرتی تصویروں کو دیکھ رہی تھیں اور ان کی اس کیفیت کو نانا جان نے محسوس کر لیا تھا۔

خاموش تو وہ ستارہ کے جانے کے بعد سے ویسے ہی رہنے لگی تھیں۔ بہت ضروری بات کرتیں نہیں تو اپنے کمرے میں یا تو عبادت میں مشغول رہتیں یا پھر کسی اخبار یا کتاب میں گم ہو جاتیں۔ ان سے بات کرنا تو انہوں نے بہت کم کر دیا تھا۔

کبھی کبھی انہیں شدت سے یہ احساس ہوتا کہ ان کی اس حالت کے ذمے دار وہ ہیں۔ ستارہ کے لیے ان کا اس قدر حتمی فیصلہ شاید ایک ماں کے لیے بہت ظالمانہ تھا لیکن انہیں ستارہ پر اس قدر غصہ تھا کہ اس سلسلے میں وہ کسی کی کوئی بات سننے کے لیے تیار نہ تھے۔

وہ ان کے سامنے روتی رہتی تھیں۔

''آپ کی مرضی ہے' آپ اس کے ساتھ جانا چاہیں تو جائیں لیکن میں اسے معاف نہیں کروں گا۔ وہ شخص اس کے قطعی قابل نہیں ہے۔ میں صرف ایک بار ملا ہوں اس سے..... میں نے اس کے چہرے پر ہٹ دھرمی دیکھی ہے۔ اس کا دل محبت سے عاری ہے۔ میں نے ایک زمانہ دیکھا ہے رقیہ بیگم! میں چہروں کو پڑھ سکتا ہوں۔ ستارہ صرف اس کی ظاہری صورت سے متاثر ہوئی ہے۔ پچھتائے گی ایک دن۔ پتھر سے سر پھوڑے گی' خود بھی زخمی ہو جائے گی۔''

''اللہ نہ کرے!'' نانو کے دل نے بے ساختہ کہا تھا۔

''سمجھاؤ اپنی بیٹی کو۔ اگر اس نے اس شخص کے ساتھ شادی کی تو پھر دوبارہ اس گھر میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ نہ اس گھر میں نہ ہماری زندگی میں۔''

''اور ہمارے دلوں میں؟'' رقیہ بیگم نے بے اختیار ہو کر پوچھا تھا۔ تو وہ بے حد بے دردی سے بولے تھے۔ ''دلوں کو تو اس نے اپنا دل

بچانے کے لیے پہلے ہی کچل ڈالا ہے۔اب اس کی جگہ کہیں نہیں۔''

اور آج اتنے سال گزرنے کے بعد بھی وہ شاید کچھ نہیں بھولے تھے۔انہیں اپنی بیٹی ایک بار بھی یاد نہیں آئی تھی۔بھول چکے ہوتے تو بیٹی کو ڈھونڈنے کی کوشش نہ کرتے۔

آج بھی انہوں نے اپنی انا کا پرچم بلند رکھا ہوا تھا۔شاید دل میں معاف کر بھی دیا تھا لیکن خود سے پہل کرنا نہیں چاہتے تھے۔

''آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟'' کوئی جواب نہ پا کر وہ دوبارہ پوچھنے لگے۔

''ہاں' میں ٹھیک ہوں'' انہوں نے آہستگی سے جواب دیا۔

''میرا خیال ہے کہ آپ کو اپنے مکمل چیک اپ کے لیے ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے۔میں اس سے ٹائم لے لیتا ہوں۔آپ کچھ ٹیسٹ وغیرہ بھی کروالیں۔خود سے اس قدر غافل نہ رہا کریں۔''

''مجھے کچھ نہیں ہوا۔عمر کا تقاضا ہے۔''

''خیر' اب آپ اتنی بھی بوڑھی نہیں ہوئیں۔آپ سے تو ہم زیادہ بڑے ہیں لیکن آپ سے زیادہ جوان نظر آتے ہیں'' انہوں نے زبردستی اپنے لہجے میں بشاشت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اپنی جوان بیٹی سے بچھڑنے کے غم کو سینے سے نہیں لگایا نا۔آپ جیسا دل کہاں سے لاؤں میں'' وہ خاموشی سے انہیں تکے گئیں۔

''کیا بات ہے؟ آپ شاید کچھ کہنا چاہتی ہیں لیکن کہہ نہیں پا رہیں۔'' وہ ان کی نظروں کی خاموشی سے الجھ گئے۔

''آپ کو کبھی ستارہ یاد نہیں آتی؟'' آج کتنے سالوں بعد ان کے لبوں پر ستارہ کا نام آیا تھا۔

''ستارہ!'' ان کے وجود میں بے چینی اور بے کلی کی ایک لہر سی اٹھی۔

''ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں یاد نہ آتی ہو۔آخر وہ ان کے وجود کا ایک حصہ تھی۔ان کی سب سے پیاری بیٹی' وہی تو تینوں بیٹیوں میں زیادہ قریب تھی ان سے لیکن پھر.....اور اس پھر کے آگے آ کر سب کچھ ختم ہو جاتا۔

''آپ یہ کیسے سمجھ سکتی ہیں رقیہ بیگم وہ تو ہمیں ہر سانس کے ساتھ یاد آتی ہے۔دن میں ہم جتنی بار سانس لیتے ہیں۔اتنی ہی بار اسے یاد کرتے ہیں لیکن وہ.....وہ شاید بھول گئی ہے ہمیں۔اپنی نئی زندگی' نئے رشتوں میں مگن ہے۔تبھی تو کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا۔کیا ہوا جو ہم نے غصے میں اسے کچھ کہہ دیا تھا۔زبان سے کہنے سے خونی رشتے ٹوٹ تو نہیں جاتے لیکن اس نے تو کبھی دوبارہ ان رشتوں کو جوڑنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ہمارا غصہ تو کبھی کا ختم ہو چکا۔بس اب تو صرف انا باقی ہے۔وہ لوٹ کر آتی تو ہم اسے فوراً گلے سے لگا لیتے.....لیکن.....''

''بہت پتھر دل ہے آپ کا؟'' اپنے سوال کا جواب نہ پا کر وہ مایوس ہو گئیں۔

''پلیز' اسے معاف کر دیں اب.....اتنے سال گزرنے کے باوجود آپ کے اندر کا غصہ ختم نہیں ہوتا۔آپ بھول کیوں نہیں جاتے وہ سب۔اب تو اس کے بچے بھی جوان ہو چکے ہوں گے۔اور ہم.....ہم اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔کچھ پتا نہیں کس وقت بلاوہ آ جائے۔کیا ہم اس سے

ملے بغیر چلے جائیں گے۔

''کیا کبھی اس نے یہ سب نہیں سوچا ہوگا۔ کبھی اسے اس بات کا خیال آیا ہوگا کہ اس کے ماں باپ زندہ بھی ہیں یا مر گئے؟ اس کی بہنیں کس حال میں ہیں؟'' سب کچھ بھلا کر اچانک وہ پھر غصے سے آ گئے تھے۔

''آپ ہی نے تو اسے کہا تھا کہ سب اس کے لیے مر گئے۔ پھر کیونکر لوٹتی وہ؟''

''غلطی بھی تو اس کی تھی' جھکنا بھی اسے ہی چاہیے تھا۔ کہاں ہے' کیسی ہے؟ کس حال میں ہے؟ کچھ نہیں بتایا کبھی' کوئی رابطہ نہیں رکھا۔ کبھی ملنے کی خواہش نہیں کی۔ نہ ہی معلوم کرنے کی۔''

''ہاں' سارے قصور اسی کے تھے۔ سزا پھر ہم سب کو کیوں مل رہی ہے؟'' وہ ایک جھٹکے سے اٹھیں اور وہاں سے چلی گئیں۔

انہوں نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی تھی۔ ''میں کہاں ڈھونڈوں اسے اور کیونکر' کتنے عرصے سے اپنی انا کو سنبھال کر رکھا ہے میں نے تو کیا اسے..... تم خود ہی کیوں نہیں پلٹ آتیں۔ دیکھو' اب تمہارا باپ بوڑھا باپ تھک چکا ہے تمہاری راہ تکتے تکتے۔''

☆

پتا نہیں وسیط نے ابا سے کیا بات کی تھی اور کب۔ جب اس نے بتایا کہ ابا نے شام میں اسے گھر میں ڈھولکی کی اجازت دے دی ہے تو وہ یقین نہ کرنے والے انداز میں اسے کافی دیر تک گھورے گئی۔

''یقین نہیں آ رہا' بھئی بات ہے آخر.....'' اس نے فرضی کالر جھاڑے ''ہم کسی کام کا ارادہ کر لیں اور وہ نہ ہو۔ خوش رہا کرو لڑکی' اور اپنی سب دوستوں کو بلا لینا۔ رات کے کھانے کی فکر مت کرنا۔ باسط بھائی کہہ رہے ہیں کہ وہ بازار سے آ جائے گا۔''

''لیکن تم نے ابا سے کب بات کی؟'' وہ ابھی تک بے یقینی کی سی کیفیت میں تھی۔

''صبح جب تم کچن میں ناشتا تیار کر رہی تھیں۔ باسط بھائی کی کمک بھی پہنچ گئی تھی۔ ابا بے چارے سرینڈر کرنے پر مجبور ہو گئے اور دوسری اچھی خبر یہ ہے کہ وہ شام میں جلدی گھر نہیں آئیں گے۔ آفس سے اپنے کسی دوست کے ہاں جائیں گے۔ رات دیر سے آئیں گے۔''

''تم نے انہیں اس کے لیے کہا ہے؟'' اسے افسوس نے آ گھیرا۔

''نہیں وہ خود ہی کہہ رہے تھے کہ انہیں کچھ کام ہے ان سے..... اچھا ہے اب سب سکون سے ہو سکے گا۔ کوئی ٹینشن نہیں ہوگی۔''

''بُری بات ہے وسیط وہ ہمارے باپ ہیں۔ یہ ان کا گھر ہے۔ تم ان کے نہ ہونے پر سکون محسوس کرو گے' وہی تو ہیں اب امی کے بعد'' اس نے تاسف سے وسیط کو دیکھا۔

''کیا کریں یار! اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ انہوں نے ہمیشہ رویہ ہی ایسا رکھا ہے ہمارے ساتھ۔ باپ کیا ہلاکو خان کی دوسری کاپی ہوتے ہیں؟ کبھی ہماری خوشیوں میں خوش ہوتے۔ ہمارے ساتھ ہنستے بولتے' دوست بن کر رہتے تو ہمارے لیے ان کی ذات اور ان کا ہونا باعثِ خوشی ہوتا لیکن وہ تو ہم سے اتنے فاصلے پر ہیں کہ..... اور فاصلے پر کھڑے بھی گھورتے ہی رہتے ہیں' پھر ان کا وجود ہمارے لیے اطمینان اور خوشی کا

باعث کس طرح ہوسکتا ہے۔'' وہ ہمیشہ کا صاف گو تھا۔ جو کچھ اس کے دل میں ہوتا وہی لبوں پر۔

''ہر آدمی کی اپنی ایک فطرت ہوتی ہے۔ عادات تو انسان بدل سکتا ہے لیکن فطرت نہیں۔ اب اگر وہ کچھ سنجیدہ فطرت ہیں تو.....''

''سنجیدگی الگ چیز ہوتی ہے مائی ڈیئر سسٹر اور ذات کی سختی الگ شے۔ اللہ میاں نے تو انہیں مٹی کے بجائے سخت پتھر سے تراشا ہے شاید۔ ہارڈ اسٹون.....''

''اچھا بس' اب اتنے سخت بھی نہیں ہیں وہ۔ دیکھو اگر اتنے سخت دل ہوتے تو ہماری خوشیوں کے لیے یوں راضی نہ ہوتے۔'' عفیفہ نے اسے سمجھایا۔

''او کے یار' تم ٹھیک تمہارے ابا ٹھیک' ہم غلط۔'' اس نے جان بوجھ کر منہ پھلایا۔

''باسط بھائی کو بلا لاؤ' ناشتا بالکل تیار ہے اور ٹھنڈا ہو رہا ہے۔''

''وہ آ رہے ہیں۔'' اس نے سامنے اشارہ کیا۔

''کیا ہو رہا ہے بھئی؟'' انہوں نے ڈائننگ ٹیبل کی کرسی کھسکاتے ہوئے پوچھا۔

''شام کا پروگرام سیٹ کر رہے تھے۔ باسط بھائی شام میں اس عافی کی سہیلیاں آئیں گی۔ کھانے کا انتظام کرنا ہے اور بس.....''

''ہاں بھئی عافی' تم اپنی کالج اور محلے کی ساری سہیلیوں کو بلا لو۔ میں ابھی گھر پر ہی ہوں۔ تم نوین کے ساتھ جا کر سب کو کہہ آؤ محلے میں۔ کالج کی دوستوں کو فون کر دو۔ کسی کو آنے کا مسئلہ ہو تو یہ وسیط لے آئے گا گاڑی میں جا کر۔ میں آج گاڑی گھر میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔''

''میرے پاس بائیک ہے باسط بھائی'' وسیط نے کہنا چاہا۔

''وہ آج میں لے جاؤں گا' جلدی آ جاؤں گا واپس۔''

''باسط بھائی کل نانو اور سبطین بھائی آئیں گے نا؟'' عفیفہ نے اچانک پوچھا۔

سبطین تو آئے گا لیکن نانو.....!'' وہ رکے ''ابھی انہیں امی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ یہاں آئیں تو انہیں سب معلوم ہو جائے گا۔ سبطین بتا رہا تھا کہ وہ امی کے سلسلے میں کافی جذباتی ہیں۔ انہیں آہستہ آہستہ بتانا ہوگا۔ ورنہ یہ صدمہ ان کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ وہ ہارٹ پیشنٹ ہیں۔ منگنی گزر جانے دو۔ شادی سے پہلے انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' انہوں نے سمجھایا۔

''اور یہ سمیط کہاں ہے؟ کتنے دنوں سے اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ رات میں جانے کس وقت آتا ہے یہ لڑکا۔ صبح جب جاتا ہوں تو وہ سو رہا ہوتا ہے۔

''آج کل کسی سیریل کی ریکارڈنگ ہو رہی ہے۔ دو تین بج جاتے ہیں واپسی میں..... صبح دس بجے تک اٹھتے ہیں۔''

''پتا نہیں یہ لڑکا کن چکروں میں پڑ گیا ہے۔ تعلیم بھی ادھوری چھوڑی اس چکر میں۔''

''چھوڑیں بھائی' یہ بتائیں شام کے لیے کیا منگوانا ہے۔ بیس پچیس آدمی ہوں گے۔ ایک دو میرے دوست' آسیہ باجی کے گھر والے اور

عافی کی سہیلیاں۔"

"جو تمہارا دل چاہے بنوالو۔ نہیں تو جو چاہے لے آنا۔ لیکن کوئی کسر نہ رہے۔ ہماری عافی کی سہیلیاں پہلی بار آ رہی ہیں ہمارے گھر" باسط بھائی نے شفقت سے عفیفہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

☆

عفیفہ کی ساری سہیلیاں شام میں ان کے ہاں جمع ہونا شروع ہو گئی تھیں اور وہ..... جو خوش ہونا چاہتی تھی۔ اداسی نے اس کے پورے وجود کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ اسے امی بہت یاد آ رہی تھیں۔

یہ ان کے گھر کی پہلی خوشی تھی۔ امی اگر زندہ ہوتیں تو کتنی خوش ہوتیں۔ ان کے گھر میں ایسی رونق کبھی نہیں ہوئی تھی۔

وسیط نے ڈھولک اور دف دوپہر میں لا کر رکھ دی تھی۔ عفیفہ کی سب سہیلیوں کے لیے موتیے کے گجرے لایا تھا۔ کولڈ ڈرنکس اور کھانے پینے کی دوسری چیزوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔

"رات میں کھانا بھی تو ہے نا وسیط پھر یہ سب چیزیں..... کھانا کس پیٹ میں کھائیں گے پھر....."

"کھا لیں گے تم فکر مت کرو۔ میرے دوست بھی آئیں گے۔ پہلی بار ہمارے گھر میں "مقتا" ہے۔ کوئی نہیں چھوڑے گا۔" وسیط نے ہنس کر عفیفہ کو جواب دیا۔

جواباً وہ بھی آہستہ سے مسکرا کر چیزیں سمیٹنے لگی۔

"عافی' ادھر دیکھو میری طرف' اداس ہو۔ امی یاد آ رہی ہیں؟" وسیط کا پوچھنا غضب ہو گیا' اس کی کب سے بھری ہوئی آنکھیں چھلک پڑیں۔

"بُری بات!" اس نے پیار سے بہن کے آنسو پونچھے۔ "مجھے معلوم ہے ایسے موقعوں پر بچھڑے یاد آتے ہی ہیں۔ آنکھیں بھی چھلکتی ہیں لیکن ہمارے پاس خوش ہونے کے لمحات بہت مختصر ہوتے ہیں عافی! تنہائی میں رو لینا..... لیکن ابھی خوش رہو۔ انجوائے کرو' تمہاری سہیلیاں کیا سوچیں گی اور پھر اتنے اچھے کپڑے پہن کر رونا بہت بُری بات ہوتی ہے۔"

اس کی بات پر وہ خود کو سنبھال کر ہنس دی۔

"شاباش' ایسے....." وہ بھی مسکرایا۔ حالاں کہ آج پہلی مرتبہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کسی کندھے سے لگ کر خوب آنسو بہائے۔

"کاش امی زندہ ہوتیں....." صبح سے جانے کتنی بار یہ خیال اس کے دل میں اترا تھا۔

"عافی.....! کہاں ہو بھئی؟" نوین اسے ڈھونڈتی ہوئی وہیں چلی آئی تھی "ارے' یہاں تو کوئی جذباتی سین ہو رہا ہے۔ وسیط کے بچے! تم نے رُلایا ہے میری دوست کو؟"

"جی نہیں' آپ کی دوست نے رُلایا ہے مجھے۔ ڈانٹ رہی ہیں محترمہ کہ اتنی چیزیں لے کر کیوں آئے حالاں کہ میں کہہ بھی رہا ہوں کہ یہ چیزیں تو اکیلی نوین کے لیے ہی کافی ہوں گی لیکن....."

''کیا!'' وہ چیخی ''تم نے مجھے اپنے جیسا پیٹو سمجھ رکھا ہے۔''

''اپنے سے کچھ زیادہ.....'' وہ مسکرایا جواباً وہ جلتی ہوئی عفیفہ کی جانب متوجہ ہوگئی۔

''چلو بھئی سب اندر تمہیں پوچھ رہی ہیں اور تم یہاں رونے دھونے کا پروگرام بنائے بیٹھی ہو۔''

''تم چلو میں آتی ہوں۔ یہ چیزیں سمیٹ لوں بلکہ ایسا کرو ابھی سرو کردو سب کچھ۔ ورنہ رات میں کھانا نہیں کھایا جائے گا۔''

''اتنا کچھ کھا کے کھانے کی گنجائش کہاں رہے گی؟'' وہ شاپرز کھول کھول کر ان میں جھانکنے لگی۔

''ہم لوگوں نے اپنا کھانا بچانے کے لیے یہ انتظام کیا ہے'' وسیط نے ایک شاپر کھول کر چکن رول نکالا۔

''ہاں چالاک تو تم ہمیشہ سے ہو'' اب وہ جلدی جلدی پلیٹوں میں سب چیزیں نکال رہی تھی۔

پھر اس نے ٹرالی میں سب چیزیں رکھیں اور عفیفہ کو جلدی آنے کا کہہ کر اندر چلی گئی۔ وسیط کے جانے کے بعد وہ بھی لاؤنج میں چلی آئی جہاں کھانے پینے کا دور چل رہا تھا۔ کھانے کے بعد وہ لوگ ڈھولک اور دف لے کر بیٹھ گئیں۔ خود وہ کل کی طرح صرف تالیاں بجانے پر اکتفا کر رہی تھی۔ یہ شادی کے گانے وغیرہ اسے کب آتے تھے۔ اس نے کبھی ایسی محفلوں میں شرکت کب کی تھی جبکہ نوین ان کا پوری طرح سے ساتھ دے رہی تھی۔

کال بیل بجی تو دروازہ کھولنے پر وہ سبطین کو کھڑے پا کر وہ چند لمحے کچھ بول نہ سکی۔

وہ ہمیشہ کی طرح بے حد شاندار لگ رہا تھا۔ چہرے پر پُرخلوص سی مسکراہٹ سجائے۔ وہ خود بھی ٹھٹک کر رہ گیا تھا۔

ہمیشہ بے حد سادگی سے رہنے والی وہ اس کی بے حد حسین سی کزن اس وقت کتنی مختلف لگ رہی تھی۔ خوبصورت سے لباس اور نیچرل میک اپ نے اسے بالکل منفرد روپ بخش دیا تھا۔ سیاہ چمک دار بالوں کو آج اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔

ایسے یوں اپنی جانب تکتے پا کر عفیفہ کو اپنے کھلے بالوں کا احساس ہوا تو اس نے جلدی سے دوپٹہ سر پر لے لیا۔ باسط بھائی اور سمیط' وسیط تینوں گھر پر نہیں تھے۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے۔ اسے وہیں سے لوٹا دینا بھی یقیناً غیر مناسب تھا۔

''باسط بھائی نے بلایا تھا مجھے' کیا وہ گھر پر نہیں ہیں؟'' اسے اس طرح خاموش پا کر وہ پوچھنے لگا۔

''جی.....لیکن وہ آتے ہی ہوں گے۔ آپ اندر آیئے'' وہ اچانک ہوش میں آگئی۔ وہ کوئی غیر تو تھا نہیں۔ اس کا سگا خالہ زاد تھا۔ پھر اس وقت وہ گھر میں تنہا بھی نہیں تھی اور اس نے کسی قدر بے مروتی اور بدتہذیبی کا ثبوت دیا تھا۔ نہ سلام نہ دعا۔ بس خاموشی سے اسے دیکھے جانا۔ جیسے اس کی آمد اس کے لیے بے حد پریشانی کا باعث ہو۔

''کوئی بات نہیں میں چلتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آجاؤں گا۔'' اسے اندر سے لڑکیوں کے گانوں کی تیز آواز.....آرہی تھی اور اس وقت وہ واقعی اسے پریشان کرنا نہیں چاہتا تھا۔

''سوری سبطین بھائی' میں دراصل.....'' اس نے صفائی میں کچھ کہنا چاہا۔ پھر مناسب الفاظ نہ مل سکے تو ارادہ ترک کر کے پھر اسے اندر بلانے لگی۔

''آپ ڈرائنگ روم میں بیٹھیے۔ بھائی آتے ہی ہوں گے۔ اب تک تو انہیں آجانا چاہیے تھا۔''

''نہیں' مجھے کچھ کام ہے وہ کر آتا ہوں کچھ دیر میں'' وہ جانے کے لیے پلٹا تو باسط بھائی کی بائیک آ کر رکی۔

''ارے سبطین!'' وہ اسے دیکھ کر خوش ہو گئے۔

عفیفہ کے چہرے پر بھائی کو دیکھ کر اطمینان اتر آیا۔ گھر میں کسی مرد کے نہ ہوتے ہوئے وہ اسے اندر بلانے پر دل ہی دل میں خوف زدہ تھی لیکن اسے یوں باہر سے لوٹا دینے پر بھی اس کا دل نہیں مان رہا تھا۔ ہوسکتا تھا کہ باسط بھائی بھی اس پر خفا ہوتے۔

اور کچھ ہی دیر بعد وہ باسط بھائی کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھا کولڈ ڈرنکس اور دوسری چیزوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

''میری تو خواہش تھی کہ نانو اور باقی سب بھی اس تقریب میں شریک ہوتے لیکن اتنی جلدی ابا کو سمجھانا اور نانو کو سب بتانا بڑا مشکل تھا۔'' باسط بھائی کہہ رہے تھے۔

''جی باسط بھائی! یہی تو مسئلہ ہے۔ اصل میں وقت بھی تو کم تھا ہمارے پاس' میں خود اسی لیے ٹال رہا ہوں دو ایک دن۔ منگنی کے بعد بتادوں گا نانو کو..... پھر پتا نہیں وہ کیسا ری ایکٹ کریں۔ آپ لوگوں سے فوراً ملنا چاہیں یا پھر..... مجھے ڈر ہے کہ وہ یہ صدمہ دل پر نہ لے لیں اس لیے۔ ہمیں ہر کام سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا۔ آپ بھی انکل کو ذرا سہولت سے سمجھائیے گا۔''

''باسط بھائی' آپ کے کوئی دوست آئے ہیں باہر'' وسیط نے اندر آ کر کہا اور سبطین کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

اس روز شاپنگ سنٹر میں وہ سبطین اور نانو سے مل چکا تھا۔ اور اب اس پر ان کے درمیان موجود رشتہ بھی ظاہر ہو چکا تھا لیکن چوں کہ عفیفہ نے اسے ابھی منع کیا تھا اس لیے وہ اس سے باسط بھائی کے دوست کے تعلق سے ہی ملا۔

اور جوں جوں وہ اس سے باتیں کرتا گیا' اس سے متاثر ہوتا چلا گیا۔ سبطین کے لیے اس کے ذہن میں تین الفاظ تیزی سے ابھرے تھے۔ شاندار' پُر خلوص اور دلچسپ۔

خود سبطین کو بھی اپنا یہ کزن بے حد پسند آیا تھا۔

''ستارہ خالہ کے سب ہی بچے بہت اچھے ہیں۔ کیوں نہ ہوں' آخر ستارہ خالہ کے بچے ہیں۔'' اچانک ہی ایک دلکش روپ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ وہ ششدر رہ گیا' وہ عفیفہ تھی۔

☆

''کہاں ہو آج کل! کتنے دنوں سے گھر نہیں آئے؟'' شام میں وہ تیار ہو رہا تھا کہ زویا کا فون آ گیا۔

''ایک دوست کی منگنی ہے۔ اس میں جا رہا ہوں'' اس نے موبائل کو کان سے لگایا اور آستین کے بٹن بند کرنے لگا۔

''کیا ہے سبطین! آج پھر مصروف ہو۔ میری دو فاسٹ فرینڈز آئی ہیں۔ میں تمہیں ان سے ملوانا چاہتی تھی۔ لیکن تم ملتے ہی نہیں۔ ممی نے پارٹی رکھنے کو کہا تو تم نے انہیں بھی منع کر دیا کہ تمہارے پاس وقت نہیں ہے۔ دوستوں کی منگنیوں میں شرکت کا وقت ہے تمہارے پاس؟'' وہ بے حد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تلخ لہجے میں کہہ رہی تھی۔

''زویا! پلیز' مجھے ایسے لہجوں کی عادت نہیں ہے۔''اس کا موڈ سخت آف تھا۔

''تو پھر کیسے لہجوں کی عادت ہے وہ بھی بتادو؟''اسی انداز میں سوال آیا۔

''مجھے ہر حالت میں لوگوں کا تہذیب کا دامن نہ چھوڑنا پسند ہے۔اور لہجوں کو سنبھال کر بات کرنا پسند ہے۔لیکن تمہارا انداز.....!''اس کی بات ادھوری رہ گئی کیوں کہ دوسری جانب سے وہ فون پٹخ چکی تھی۔

اسے سخت غصہ آیا لیکن اگلے ہی لمحے اس نے سر کو جھٹک دیا۔وہ چند ہی دنوں میں شیریں آنٹی اور زویا کے مزاج کو اچھی طرح سے سمجھ چکا تھا اور کبھی کبھی اسے فرقان انکل پر بے حد ترس آتا تھا۔

وہ کس قدر سلجھی ہوئی طبیعت کے ٹھنڈے مزاج کے شخص تھے لیکن شیریں آنٹی ان کے بالکل برعکس تھیں۔پھر بھی اپنی کلاس کے لوگوں کے برعکس وہ اتنے سالوں سے ساتھ رہنے پر مجبور تھے اور اس میں یقیناً فرقان علی کا زیادہ ہاتھ تھا۔

تیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر آیا تو نانو وہیں لاؤنج میں موجود تھیں۔''کہیں جارہے ہو بیٹا؟''اس کی تیاریاں دیکھ کر وہ پوچھنے لگیں۔

''جی نانو! ایک دوست کی منگنی ہے۔دیر ہو جائے تو آپ پریشان مت ہوئیے گا۔''

اس نے ان کے دونوں ہاتھ تھام کر نرمی سے کہا اور انہیں اپنا خیال رکھنے کا کہہ کر باہر نکل آیا۔اس کا دل عجیب سا ہو رہا تھا۔یہ نانو کے سگے نواسے کی منگنی تھی لیکن وہ اس میں شرکت کرنے کے بجائے گھر میں تھیں۔رشتوں کی ایسی دوری' ایسی بے وقعتی اسے دکھ میں مبتلا کر رہی تھی۔

''جو ہوا سو ہوا نانو! لیکن آگے ایسا نہیں ہوگا.....انشاءاللہ باقی خوشیوں میں ہم سب شریک ہوں گے''وہ ڈرائیونگ کے دوران میں خود سے عہد کر رہا تھا۔

پھر ان ہی خیالات میں عفیفہ کا خیال ایک دم اس کے دل میں آیا۔''پتا نہیں کل کی وہ کیفیت وقتی تھی یا پھر اس پیاری سی لڑکی کی ذات واقعی میرے لیے اتنی اہم ہو چلی ہے؟''اس نے خود سے سوال کیا۔

''لیکن مجھے تو ایسی خاموش' سنجیدہ اور سیدھی سادی لڑکیاں کب اچھی لگتی ہیں؟ پھر کیا بات ہے اس میں' صرف حسن؟ لیکن حسن تو میں نے کم دیکھ رکھا ہے کیا۔''

کتنی ہی خوبصورت' حسین اور طرح دار لڑکیاں اس پر مرا کرتی تھیں۔وہ جو بہت اچھے خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔پڑھی لکھی اور پُر اعتماد تھیں لیکن کبھی کسی کے لیے اس کے دل میں ایسا خیال نہ آیا تھا۔

''ہو سکتا ہے وہ سب وقتی ہو۔وہ لگ بھی تو کتنی اچھی رہی تھی' خوبصورتی کی بہرحال ایک کشش ہوتی ہے اور وہ لڑکی واقعی دلکشی اور خوبصورتی کا مجموعہ ہے۔''

وہ مسلسل عفیفہ کے بارے میں سوچے جارہا تھا اور اسے اپنی اس کیفیت پر حیرت ہو رہی تھی۔خوبصورت سے سجے سجائے شادی لان میں

لوگوں کی آمد کافی پہلے سے شروع ہو چکی تھی۔ تقریباً پورا ہی لان لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔

اس کے لیے تو سارے ہی لوگ انجان تھے۔ اس لیے وہ چپ چاپ ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا اور محفل کی رونق دیکھنے لگا۔ سجے سجائے ہنستے مسکراتے چہرے کتنے اچھے لگ رہے تھے۔

وہاں امریکا میں تو ایسی رونقیں مفقود تھیں۔ چند لوگ اکھٹے ہو جاتے اور بس۔

''ارے سبطین! آپ یہاں اکیلے کیوں بیٹھے ہیں؟ کب آئے آپ؟'' وسیط جو اپنے کسی دوست سے باتوں میں مصروف تھا' اس کی نظر اچانک سبطین پر پڑی تو دوست سے معذرت کر کے اس کے پاس چلا آیا۔

''بس ابھی پہنچا ہوں'' اس نے جواباً مسکراتے ہوئے وسیط سے ہاتھ ملایا۔

''آیئے' اس طرف چلیں' باسط بھائی سے بھی مل لیں'' وہ اسے لیے ہوئے اسٹیج کی جانب چلا آیا جہاں باسط بھائی' آسیہ باجی کے ہمراہ موجود تھے۔

آج تو باسط بھائی کی شان ہی نرالی تھی۔ راسلک کے ڈل براؤن کلر کے شلوار قمیص میں وہ کتنے شاندار لگ رہے تھے۔ آسیہ باجی بھی لائٹ موو اور پرپل کامی نیشن کے خوبصورت اور اسٹائلش سوٹ میں خوب دمک رہی تھیں۔

''اور وہ..... وہ کہاں تھی؟'' ایک کمی کے سے احساس سے اس کی نظریں کسی کو کھوجنے لگیں۔

باسط بھائی پتا نہیں کیا کہہ رہے تھے۔ اس کی نظریں تو صرف ایک جگہ مرکوز ہو گئی تھیں۔ گرے کلر کے ریشم اور کورے کے کام سے مزین بلیک سوٹ میں وہ عفیفہ ہی تھی۔ محفل میں موجود ہر ایک سے منفرد' جدا اور دلکش۔ اسی لمحے نوین سے باتیں کرتے کرتے اس کی نظریں بھی اٹھی تھیں اور سبطین کو یوں اپنی جانب تکتے پا کر ٹھٹک گئی تھیں۔

☆

''یہ کون صاحب ہیں، بڑے ذوق و شوق سے ادھر دیکھ رہے ہیں؟'' نوین کی نظر بھی اتفاقاً سبطین پر پڑ گئی جو بہت دلچسپی سے یقیناً عفیفہ کو دیکھ رہا تھا۔

''باسط بھائی کے کوئی دوست ہیں۔'' وہ گڑبڑا کر تھوڑی ترچھی ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔

''بڑی زوردار چیز ہیں بھئی، اب تک کہاں چھپے ہوئے تھے؟''

''پتا نہیں، لیکن اب تم مسلسل وہاں مت دیکھو، جانے کیا سوچیں۔''

''میرے دیکھنے سے کیا ہوتا ہے یار، ان کی نظروں کا محور تم ہو'' نوین نے کھنکتی ہوئی آواز میں کہا۔

''دماغ خراب ہے تمہارا، الٹا سیدھا بول جاتی ہو۔ سوچے سمجھے بغیر۔ چلو اس طرف چلتے ہیں۔'' عفیفہ نے جانے کے لئے قدم بڑھائے۔

''میں نہیں جا رہی کہیں بلکہ چلو وہیں اسٹیج پر چلتے ہیں۔ ایک بھی ڈھنگ کی تصویر نہیں بنوائی ہم نے۔ پھر بعد میں افسوس ہو گا۔'' وہ اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تقریباً کھینچتے ہوئے اسٹیج پر لے آئی۔

''اور باسط بھائی، سب ٹھیک چل رہا ہے؟'' باسط بھائی کے نزدیک پہنچ کر اس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو وہ مسکرائے۔

''بس آپ کی اور ہماری بہن کی کمی تھی، کہاں ہیں آپ دونوں؟''

''یہیں تھے'' اس نے دزدیدہ نظروں سے باسط بھائی کے نزدیک بیٹھے سبطین کو دیکھا۔ جواب براہ راست عفیفہ کو دیکھ رہا تھا۔ اور وہ اس کی ان نظروں سے جز بز سی ہو رہی تھی۔ آج سے پہلے وہ جتنی بار بھی اس کے سامنے آئی تھی، وہ ہمیشہ بہت طریقے سلیقے سے اس سے ملا تھا لیکن آج اسے پتا نہیں کیا ہو گیا تھا۔

''تم لوگ کچھ تصویریں بنوالو اور یہ سمیط اور وسیط کہاں ہیں؟'' باسط بھائی نے پھر پوچھا۔

''میں بھیجتا ہوں انہیں'' سبطین اٹھ کھڑا ہوا۔ کھڑے ہونے سے اس کا دراز قد اور نمایاں ہو گیا تھا۔ یہ اس کی ذات کی ایک نمایاں خوبی تھی جو دیکھنے والے کو بہت متاثر کرتی تھی۔ پھر اس پر اس کی شاندار شخصیت۔ عفیفہ کے نزدیک سے گزرتے ہوئے وہ لمحے بھر کو غیر ارادی طور پر رکا تھا۔

نوین کو دونوں کو قریب کھڑے دیکھ کر ایک انوکھا سا خیال آیا پھر اپنی اس سوچ پر وہ خود ہی مسکرا دی۔

''سبطین بیٹھو یار! تم کہاں جا رہے ہو؟ انہیں کوئی اور بلا لائے گا'' باسط بھائی اس کے یوں اچانک کھڑے ہو جانے پر پیچھے سے بولے تھے۔

''آتا ہوں ابھی باسط بھائی!'' وہ رکا نہیں تھا۔

''آپ کس خوشی میں مسکرائے جا رہی ہیں'' عفیفہ نے نوین کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ کو سمجھنے کی کوشش کی۔

''بعد میں بتاؤں گی، ابھی موقع نہیں ہے۔ چلیں آسیہ باجی جگہ دیں'' وہ آسیہ باجی کے پاس بیٹھ گئی۔ باسط بھائی نے عفیفہ کو بھی اپنے نزدیک بٹھالیا۔

مووی والے نے اپنا کیمرا آن کر دیا۔ فوٹو گرافر بھی ان کی تصویریں بنانے لگا۔

''باقی سب کہاں ہیں..... ابا وغیرہ..... اماں بی بھی نظر نہیں آ رہیں'' باسط بھائی عفیفہ سے پوچھنے لگے۔

''وہ ادھر مہناز خالہ اور محلے کی چند خواتین کے ساتھ بیٹھی ہیں۔ میں نے ان سے آنے کو کہا تھا۔ کہنے لگیں جب تصویروں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا تب آؤں گی۔ آپ کو تو پتا ہے وہ تصویریں کہاں بنواتی ہیں۔ ابا بھی آ جائیں گے۔ میں نے وسیط سے کہا تھا، انہیں بلانے کو۔''

''دیکھو، کوئی رہ نہ جائے، کسی کو شکایت نہ ہو۔

''آپ فکر نہ کریں'' اس نے انہیں تسلی دی۔ اس دوران میں وہ دونوں آسیہ باجی سے بھی باتیں کرتی رہیں۔ پھر اسٹیج سے نیچے اتر آئیں۔

کھانا لگنے کے وقت اس نے اشعر کو ایک ٹیبل پر تنہا بیٹھے دیکھا۔ وہ سنجیدگی سے بیٹھا جانے کیا سوچ رہا تھا۔ اس کا دل کڑھ کر رہ گیا۔ اتنے لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ کس قدر تنہا تھا۔ محفل میں محلے کے بہت سے گھر مدعو تھے لیکن اس کی شاید کسی سے دوستی نہیں تھی۔ پتا نہیں اس کا دل کیوں چاہا کہ قریب جا کر اس کی تنہائی کو ختم کر دے لیکن ایسا کہاں ممکن تھا۔

اسی وقت اشعر کی نظر اوپر اٹھی اور جیسے ٹھہر سی گئی۔

اس نے اس سے پہلے عفیفہ کو اس طرح کب دیکھا تھا۔ وہ تو کوئی اور ہی تھی۔ سادگی میں بھی اس کا حسن دمکتا تھا اور آج تو وہ جیسے یکسر بدل گئی تھی۔ اشعر کی نظروں کو اپنے چہرے پر یوں جمے دیکھ کر وہ جھینپ کر وہاں سے ہٹ گئی۔

''کیا آج میں ضرورت سے زیادہ تیار ہو کر احمق نظر آ رہی ہوں۔ یقیناً ایسا ہی ہے۔ اس نوین کی بچی نے میرا فضول سا میک اپ بھی تو کر دیا ہے، پتا نہیں کیا لگ رہی ہوں میں..... سب کیا سوچ رہے ہوں گے۔ اب تو کچھ ہو بھی نہیں سکتا۔ ڈریسنگ روم میں جا کر ہلکا کرتی ہوں میک اپ۔''

وہ ڈریسنگ روم میں جانے کے ارادے سے پلٹی تو نوین جو کچھ دیر کے لئے کسی سے ملنے کی وجہ اس کے پاس سے ہٹی تھی۔ اسے ڈھونڈتے ہوئے دوبارہ اس کے پاس چلی آئی۔

''کہاں ہو بھئی! اتنی بھوک لگ رہی ہے۔ کھانا لگ چکا ہے اور وہ محترمہ میری جان کو چپک گئیں۔ بڑی مشکل سے پیچھا چھڑا کر آئی ہوں۔''

''میں ذرا ڈریسنگ روم تک جا رہی تھی۔ میک اپ ہلکا کروں گی۔ ہر شخص عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ پتا نہیں کیا کارٹون بنا ڈالا ہے تم نے۔''

''خبردار، میک اپ کو ہاتھ بھی لگایا تو..... مس ورلڈ سے زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو اور لوگ تمہیں دیکھ کر ٹھٹک رہے ہیں کہ اس سے پہلے انہوں نے تمہیں کبھی اتنا تیار نہیں دیکھا۔ جب دیکھا، منہ دھوئے کس کے چوٹی کیے۔ سادہ سا سوٹ اور دوپٹا ماتھے تک منڈھے۔ آج کچھ انسان لگ رہی ہو تو لوگ حیرت تو کریں گے کہ گوی اتنی حسین ہے۔'' وہ باقاعدہ اسے ڈانٹنے لگی۔

''پلیز نوین!'' اس نے احتجاج کرنا چاہا۔

''کوئی پلیز ویز نہیں.....! لیکن تم پلیز اب کچھ کھانے کے لئے نکال لاؤ میرے لئے، میرا بھوک سے دم نکلا جا رہا ہے'' وہ وہیں نزدیکی چیئر پر بیٹھ گئی۔

''اچھا بابا، لاتی ہوں'' عفیفہ بادل ناخواستہ کھانا نکالنے چلی گئی۔ ایک پلیٹ میں بہت سی سلاد، چکن کے پیس وغیرہ رکھ کر وہ دوسری پلیٹ میں بریانی نکالنے لگی۔

''ہیلو عفیفہ، کیسی ہیں آپ؟'' سبطین کی آواز نزدیک سے ابھری تھی۔ اس کا ہاتھ وہیں رک گیا۔ وہ اس کے کس قدر نزدیک کھڑا تھا۔ حالانکہ وہ اس سے اسٹیج پر مل چکی تھی لیکن باقاعدہ وہ اس سے اب مخاطب ہوا تھا۔

''جی سبطین بھائی، ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں، آپ نے کچھ لیا نہیں'' مجبوراً اسے آدابِ میزبانی نبھانے پڑے۔

''ہاں میں لے رہا ہوں'' وہ کچھ لمحے رکا پھر اس کے چہرے پر نظریں جما کر آہستگی سے بولا ''آج کسی نے آپ کو ایک بات بتائی؟''

''کون سی بات؟'' وہ ٹھٹکی۔

''یہی کہ آج آپ بہت اچھی بلکہ بے انتہا اچھی لگ رہی ہیں، حیران کُن حد تک۔''

سبطین کے جواب نے اسے ششدر کر دیا تھا۔ وہ چپ چاپ کھڑی رہ گئی اور وہ اپنے دل کی بات کہہ کر وہاں سے فوراً ہٹ گیا تھا۔

ابھی تک تو لوگوں کی نظریں ہی اسے پریشان کر رہی تھیں لیکن اب تو سبطین کی بات نے اسے مزید حیران اور پریشان کر دیا تھا۔

☆

''کل تم گھر کس وقت لوٹے تھے؟'' ناشتے کی میز پر نانو نے پوچھا تو وہ چونک گیا۔

رات اسے واپسی میں کافی دیر ہو گئی تھی۔ باسط بھائی نے اسے آنے ہی نہیں دیا تھا۔ منگنی کی رسم اور کھانے کے بعد ابا ہال میں زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے اور گھر لوٹ گئے تھے۔ ان کے اور دوسرے مہمانوں کے جانے کے بعد صرف گھر والے ہی وہاں موجود تھے۔ سبطین ان لوگوں کے درمیان نہیں رکنا چاہتا تھا لیکن باسط بھائی کے اصرار پر اسے وہاں رکنا پڑا۔

اس نے اس محفل میں کافی انجوائے کیا تھا۔ اسے اپنی تبدیل ہوتی فیلنگز پر کچھ حیرت بھی ہو رہی تھی۔ وہ عفیفہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ وہ کس قدر مختلف اور منفرد لگ رہی تھی۔ یقیناً وہی نہیں ہر ایک اسے دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ ہمیشہ سادگی سے رہنے والی لڑکی خوبصورت اسٹائلش سے لباس اور قرینے سے کیے گئے میک اپ سے کتنی تبدیل ہو گئی تھی۔ حسین تو وہ تھی ہی اب تو دو آتشہ ہو گئی تھی۔

''کیا ستارہ خالہ بھی اتنی ہی خوبصورت لگتی ہوں گی؟'' اس نے عفیفہ کو دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔ ''یقیناً لگتی ہوں گی کیونکہ عفیفہ ان سے کافی مشابہت رکھتی ہے۔''

''کہاں کھوئے ہو یار؟'' باسط بھائی نے اسے یوں خاموش پا کر ٹوکا تھا۔

''کہیں نہیں، یہیں تھا۔'' وہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔ اسے خبر نہیں تھی کہ باسط بھائی کی منگیتر کا بڑا بھائی اسے کافی دیر سے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ کافی دیر سے اس بات پر پریشان تھا کہ یہ شخص کون ہے۔ جسے اس نے پہلے بھی دو تین بار عفیفہ کے ہاں آتے جاتے دیکھا تھا۔ پھر آج منگنی کی تقریب میں بھی باسط بھائی نے اسے بالکل گھر والوں جیسا مقام دے کر اپنے ساتھ ساتھ رکھا ہوا تھا۔ شہزادوں جیسی شان والا یہ نوجوان اسے بہت کھٹک رہا تھا۔ اس کے سامنے کیسے ہر شخص ماند پڑ گیا تھا۔ پتا نہیں کیوں اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں سی بج رہی تھیں۔

''کچھ بھی ہو، کوئی بھی آ جائے، چاہے آسمان سے اتر کے ہی، عفیفہ صرف میری ہے'' وہ سبطین کو گھورتے ہوئے سوچ رہا تھا۔

اور سبطین! وہ اس کی نظروں سے بے خبر باسط بھائی سے باتوں میں مصروف تھا۔ اور گاہے بگاہے عفیفہ پر بھی نظر ڈال لیتا تھا جو آہستہ آہستہ نوین سے باتیں کر رہی تھی۔ اور وہ شرارتی سی لڑکی معنی خیزی سے مسکرا مسکرا کر سبطین کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظریں کہہ رہی تھیں کہ ''ہوں..... سب جان چکی ہوں میں، آپ کے دل میں کیا ہے؟'' اور وہ اپنی چوری پکڑے جانے پر گڑبڑا کر عفیفہ پر سے نظریں ہٹا لیتا تھا۔

''رات دیر ہو گئی تھی نانو، آپ کو تو پتا ہے یہاں کی تقریبات کا۔ لوگ گیارہ گیارہ بجے تو اٹھ کر آتے ہیں'' اس نے سنبھل کر نانو کو جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''ہاں، رات میں کافی دیر تک جاگ کر تمہارا انتظار کرتی رہی۔ پھر پتا نہیں کب میری آنکھ لگ گئی۔ کیسی رہی تقریب؟''

''بہت اچھی اور پُر وقار۔ باسط بھائی نے تو آپ لوگوں کو بھی انوائیٹ کیا تھا لیکن میں نے سوچا آپ اتنی دیر وہاں ٹھہر نہیں سکیں گی۔''

''تم کہتے تو شاید میں چلی چلتی۔ مجھے وہ بچے بہت اچھے لگے تھے۔ بہت اپنے سے' معصوم' سلجھے ہوئے اور سادہ۔ خاص کر وہ بچی عفیفہ!'' وہ آہستگی سے بولیں تو سبطین انہیں دیکھنے لگا۔ یقیناً ان کا دل خون کی کشش سے ہمک رہا تھا۔

''لے چلوں گا کسی روز ان کے گھر، بہت اچھے لوگ ہیں۔ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، وہ سب بہن بھائی انتہائی سادہ اور محبت کرنے والے ہیں۔''

''ہاں بیٹا، آج کے دور میں اس طرح کے بچے کہاں نظر آتے ہیں۔ آج کل تو بچوں کو صرف اپنے مشاغل سے دلچسپی ہوتی ہے۔ ماں باپ' بڑے بوڑھوں کی انہیں کہاں پرواہ ہوتی ہے۔'' ان کی آواز میں شکوہ تھا۔

''میں بھی ایسا ہوں نانو.....؟'' وہ مسکراتے ہوئے ان کی جانب جھکا۔

''نہیں چندا، میں تو حیران ہوتی ہوں۔ امریکا جیسے ملک میں بڑے ہو کر بھی تمہاری عادات، مزاج اور رہن سہن اتنا اچھا ہے۔ اور یقیناً اس میں تمہاری ماں کی تربیت کا بڑا ہاتھ ہے۔ وہ خود رشتوں کا احترام جانتی ہے تب ہی تو اولاد میں بھی اپنی خصوصیات پیدا کر دیں۔''

''ممی کو تو صرف گھر اور گھر والوں سے لگاؤ رہا ہے تمام عمر نانو، انہیں..... تو گھر کو چھوڑ کر فالتو باہر پھرنا پسند نہیں ہے اسی لئے ہمارا گھر ایک مثالی گھر کہلاتا ہے وہاں! نانو اس بات کی تربیت آپ نے شیریں آنٹی کو نہیں دی؟''

''شیریں تو.....'' انہوں نے ٹھنڈی سی سانس بھری ''اسے تمام زندگی صرف اپنی ذات، اپنی پسند، اپنی ضروریات اور اپنی ترجیحات سے غرض رہی ہے اور جب آدمی صرف اپنی ذات تک محدود ہو جائے تو اسے گھر، گھر والوں، رشتے داروں اور دوستوں کسی سے ہمدردی نہیں ہوتی۔ وہ صرف اپنے لئے جیتا ہے اور اپنے لئے مر جاتا ہے اور ایسے شخص کو سمجھانا بھی بے کار ہوتا ہے کیونکہ اس کا دل پتھر ہو چکا ہوتا ہے۔''

''میں نے اتنے تھوڑے دنوں میں اس بات کو شدت سے محسوس کیا ہے نانو کہ شیریں آنٹی کو صرف اور صرف اپنی ذات سے دلچسپی ہے۔ ان کے لئے ان کا گھر، بچے شوہر اور رشتے دار کوئی اہمیت نہیں رکھتے جبکہ میں نے ممی کو اس سے بالکل مختلف پایا ہے اور ستارہ خالہ بھی۔'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''ستارہ.....'' نانو چونک کر سبطین کو دیکھنے لگیں۔ اس کا گڑبڑانا انہیں شک میں مبتلا کر رہا تھا۔ ''سبطین! کیا ستارہ کا کوئی پتا مل گیا ہے؟''

''نہیں نانو!'' وہ سنبھل کر بولا ''ابھی تو نہیں لیکن میں کوشش کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ جلد وہ مل جائیں گی۔ اگر اسی شہر میں ہوئیں تو..... حیرت ہے اتنے سال آپ لوگوں نے انہیں ڈھونڈنے اور ملنے کی ایک بار بھی کوشش نہیں کی؟''

''بس بیٹا، میرے دل سے پوچھو میں نے خود کو کس طرح خاموش رکھا، بہلایا۔ تھپک تھپک کر اپنی ممتا کو سلانے کی کوشش کی۔ وہ میرے وجود کا حصہ تھی..... اور یوں گم ہو گئی۔ کسی نے میری فیلنگز کو نہ سمجھا۔ یہ نہ جانا کہ میں اس کے لئے کس طرح تڑپتی ہوں۔ اس کو کتنا یاد کرتی ہوں۔ کسی کو اپنی انا یاد رہی' تو کسی کو اپنی اونچی ناک.....! لیکن ایک ماں کے احساسات کسی کو یاد نہ رہے۔'' وہ پھر سے رونے لگی تھیں۔

''نانو.....'' سبطین نے اپنے اندر ہمت کو باندھا ''اتنے برس گزر گئے۔ اگر آپ کو پتا چلے کہ ستارہ خالہ.....''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''کیا ہوا ستارہ کو..... کیا ہوا میری بچی کو؟ کیا تمہیں اس کے بارے میں کچھ پتا چلا ہے؟ کیسی ہے وہ؟ سبطین! خدا کے لئے مجھے کوئی الٹی سیدھی خبر مت سنانا..... مجھ میں حوصلہ نہیں ہے۔'' ان کا پورا وجود کپکپانے لگا تھا۔ چہرے کی رنگت زرد ہوگئی تھی۔ سبطین سب کچھ بھول کر انہیں سنبھالنے میں لگ گیا۔

بڑی مشکل سے وہ انہیں بہلانے میں کامیاب ہوا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ فکر بھی لگ گئی تھی کہ جب وہ یہ خبر پوری سچائی سے سنیں گی تو ان کا ردِعمل کیا ہوگا۔ وہ کس طرح اس تلخ اور اندوہناک حقیقت کو سہہ پائیں گی؟

☆

سوچ سوچ کر ان کے سر میں درد ہو چکا تھا اور اس مسئلے کا کوئی حل ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ عفیفہ انہیں ہمیشہ سے بہت عزیز تھی۔ اپنی سادگی، سلجھی ہوئی عادات اور اچھی فطرت کی بدولت وہ اس سے بہت محبت کرتی تھیں۔ نوین بھی انہیں کم پیاری نہیں تھی۔ لیکن عفیفہ سے ان کا کوئی خونی رشتہ نہیں تھا اس کے باوجود وہ انہیں نوین کی طرح لگتی تھی۔

انہیں اس بات کا بھی بخوبی اندازہ تھا کہ باسط سے ان کا رشتہ کافی حد تک عفیفہ کی پسند اور مرضی سے طے ہوا تھا۔ یقیناً یہ خیال اس نے اپنے گھر والوں کے دل میں ڈالا تھا۔ ورنہ ان میں بظاہر کوئی ایسی خوبی نہیں تھی جو باسط جیسا مکمل اور اچھا شخص ان کا طالب ہو جائے۔

حالانکہ دیکھا جائے تو وہ کسی لحاظ سے بُری یا ناقابلِ قبول نہیں تھیں۔ اچھی دلکش شخصیت کی مالک تھیں۔ سگھڑ اور ہمدرد تھیں لیکن ان کی ماں نے اپنی عاقبت نااندیشی سے انہیں عمر کے اس حصے میں پہنچا دیا تھا جہاں لڑکیاں ڈھلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اچھے رشتے ایک خاتون نما لڑکی کو دیکھ کر چپ چاپ پلٹ جاتے ہیں۔

یہ تو ان کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں ایک اچھا شخص اور اچھا گھر مل رہا تھا لیکن جس دن سے انہوں نے شہزاد کے ارادوں کو جانا تھا ان کی یہ ذری سی خوشی ایک شدید خوف میں بدل گئی تھی۔

منگنی کے دوسرے ہی روز اس نے مہناز بیگم اور ان کے سامنے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا۔

''مجھے ہر حال میں عفیفہ سے شادی کرنی ہے۔ آسیہ کی شادی سے پہلے آپ لوگ وہاں جائیں ورنہ اگر انہیں کوئی اعتراض ہو تو ان سے کہہ دیں کہ پھر وہ لوگ آسیہ اور باسط کی شادی کو بھی بھول جائیں''

''دماغ خراب ہے تمہارا؟'' مہناز بیگم تو یہ سن کر ہی بدک گئی تھیں۔

''اس میں دماغ خراب ہونے کی کیا بات ہے امی! کیا کمی ہے مجھ میں؟'' اسے بھی غصہ آ گیا تھا۔

''اور خوبی بھی کیا ہے؟'' آسیہ باجی بھڑک اٹھی تھیں ''تعلیم تمہاری مکمل نہیں، جاب تم نہیں کرتے۔ کون دے گا تمہیں اپنی بیٹی اور وہ بھی عفیفہ جیسی بیٹی؟''

''ایسے کیا ہیرے جڑے ہیں اس میں، دنیا سے انوکھی نہیں ہے وہ'' مہناز بیگم کے تو گویا پتنگے لگ گئے۔ اپنی ہی بیٹی کے منہ سے عفیفہ کی

تعریفیں سننا۔ وہ بھی اپنے بیٹے کے مقابلتاً ان کے لئے کتنا مشکل کام تھا۔

''امی، آپ اچھی طرح جانتی ہیں، اس میں کیا کیا خوبیاں ہیں'' انہوں نے تحمل سے ماں کو سمجھانے کی کوشش کی تھی ''پھر شہزاد کی خامیاں بھی آپ کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔''

''تمہاری اپنی منگنی خوش قسمتی سے اچھی جگہ ہوگئی ہے تو دوسروں کو کمتر مت سمجھو۔ میں خوب جانتا ہوں، یہ رشتہ کیسے ممکن ہوا ہے۔ عفیفہ کی خوشامدیں کرتی تھیں تم تاکہ وہ متاثر ہو کر باسط بھائی جیسے شخص کو اس کے لئے تیار کر سکے۔ دوسروں میں کیڑے نکالنے سے پہلے اپنی اوقات بھول گئیں تم.....''

شہزاد کے لفظوں نے لمحے بھر کو انہیں ساکت سا کر دیا تھا۔ خود مہناز بیگم بھی اسے دیکھتی رہ گئی تھیں۔

''کیوں، بُرا لگ گیا.....؟ اپنے عیب کس کو نظر آتے ہیں، نہ اپنی غلطیاں.....'' وہ طنزیہ مسکرایا۔ اسے خوشی ہو رہی تھی کہ اس نے ماں اور بہن کو خاموش کرا دیا تھا۔

''شہزاد! تجھے شرم نہیں آتی بہن کے لئے اس طرح کے الفاظ استعمال کرتے..... وہ بھی ایک لڑکی کے لئے'' مہناز بیگم جلد ہی اس شاک سے باہر نکل کر اسے ڈانٹنے لگیں۔

''سچ کڑوا ہوتا ہے امی، پتا نہیں لوگ دوسروں میں عیب تلاش کرتے وقت اپنی خامیاں اور کمزوریاں کیوں بھول جاتے ہیں۔''

''زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس لڑکی کو کبھی اپنے گھر میں نہیں لاؤں گی۔ سیدھی سادی اور معصوم بننے کی ڈرامے بازیاں مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتیں۔ وہ لڑکی بالکل اپنی ماں کی طرح ہے ڈرامے باز۔''

آسیہ ماں پر صرف ایک نظر ڈال کر رہ گئیں۔ عفیفہ کے لئے ان کے دل کا میل جانے کیوں دھلتا نہیں تھا۔

''آپ کی اگر ستارہ خالہ سے نہیں بنتی تھی تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں، مجھے ہر حال میں عفیفہ سے شادی کرنی ہے اور بس..... اور آپ کو ایسا آسیہ کی شادی سے پہلے کرنا ہوگا۔'' اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔

''پہلے کوئی کام کاج تو کرو، شادی بھی کرتے رہنا۔'' وہ چڑ کر بولیں۔

''مل جائے گا کام بھی، آپ فکر نہ کریں۔ ابو سے بات کریں کہ وہ خاور خالو سے ملیں'' اس کا لہجہ دھمکی دینے والا تھا ''ورنہ نتائج کے آپ لوگ ذمہ دار ہوں گے۔'' وہ آسیہ کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

''پاگل ہو گیا ہے یہ تو..... دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میری زندگی میں تو کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ مر جاؤں تو بیاہ لانا اسے.....'' مہناز بیگم زور زور سے بڑبڑانے لگیں۔

پتا نہیں کیوں پہلی بار آسیہ کو ان کی یہ نفرت بہت پیاری لگی۔ انہیں اپنے اندر ایک اطمینان کی ہلکی سی لہر ابھرتی دکھائی دی۔

''ابو کو بتا دیں امی، وہی سمجھائیں گے اسے'' انہوں نے ماں کو مشورہ دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''تمہارے باپ تو خود مرے جاتے ہیں اس پر۔ اس روز کہہ رہے تھے، بالکل اپنی ماں جیسی ہوتی جارہی ہے۔ یہ بچی' سارے انداز وہی ہیں۔'' انہوں نے شوہر کی نقل اتاری۔ تو آسیہ..... دل ہی دل میں مسکرا کر رہ گئیں۔

لیکن اس دن کے بعد سے اس موضوع پر سوچ سوچ کر وہ مستقل پریشان ہوتی رہتی تھیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ ایک بے جوڑ رشتہ ہوگا اور عفیفہ کے گھر والے اس پر کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ خود وہ اپنے بھائی کی خامیاں جانتے ہوئے اس رشتے کو مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ لیکن کچھ نہ بھی ہوتا تو ایک مسئلہ کھڑا ہونا ہی تھا۔

☆

وہ اماں بی کے پاس کسی کام کے سلسلے میں آئی تھی لیکن ان کی طبیعت خراب دیکھ کر وہ اسے بھلا کر ان کے کام نمٹانے بیٹھ گئی تھی۔

وہ اسے منع کرتی رہیں ''ہو جائے گا بیٹا، تم پریشان مت ہو۔ اشعر باہر سے لے آئے گا کھانا۔ باہر کھا لیتا ہے وہ اکثر۔ تمہیں اپنے گھر کے دس کام ہوتے ہیں۔''

''آج مجھے پتا چلا اماں بی کہ میں غیر ہوں' آپ نے مجھے اپنا نہیں سمجھا ورنہ مجھ سے ضرور کہتیں۔ آپ اشعر بھائی سے کہلوا دیتیں۔ اتنا بخار ہو رہا ہے۔ اشعر بھائی سے اتنا نہیں ہو سکتا تھا وہ مجھ سے آ کر کہہ دیتے کہ آپ کی طبیعت خراب ہے۔ میں گھر سے ہی کچھ بنا کر لے آتی۔'' عفیفہ کے ہاتھ تیزی سے پالک کی پتیاں جمع کرنے میں مصروف تھے۔

''ارے بیٹا! ذرا سے تو کام ہیں۔ جب تک زندگی ہے یہ تو چلتے ہی رہیں گے۔'' وہ شفقت سے مسکرائیں لیکن اس مسکراہٹ میں جو درد چھپا ہوا تھا، وہ اسے بھی دکھی کر گیا۔ ان کی یہ عمر گھر کے کام کاج کرنے کی تو نہ تھی۔ اس عمر میں تو بزرگ خواتین گھر کو گھر کی بہو بیٹیوں کے حوالے کر کے اللہ کی عبادت میں زیادہ وقت گزارا کرتی ہیں، آرام کرتی ہیں، اپنے بچوں اور ان کے بچوں کو پھلتے پھولتے دیکھ کر خوش ہوتی ہیں اور انہیں دعائیں دیتی ہیں۔

لیکن وہ گھر داری میں الجھی ہوئی تھیں۔ بیٹی ان کی کوئی تھی نہیں، ایک بیٹا تھا تو وہ بھی انہیں زندگی کے خاردار راستوں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ گیا تھا۔ اشعر کا وجود نہ ہوتا تو وہ بھی پتا نہیں کہاں ہوتیں۔

''میں آپ سے سخت ناراض ہو گئی ہوں اماں بی، آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ میں ذرا سا بیمار پڑ جاؤں تو آپ کیسی دوڑی آتی ہیں۔ میں بھی بلا جھجک آپ کو اپنا ہر دکھ سکھ بتاتی ہوں۔ امی کے بعد ایک آپ ہی تو ہیں جس سے میں اپنے دل کی ہر بات کہہ دیتی ہوں..... لیکن آپ مجھے اپنا نہیں سمجھتیں۔'' اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے وہ تڑپ گئیں۔

اس کا ان سے خون کا کوئی رشتہ نہیں تھا لیکن دل کے تعلق یقیناً خونی رشتوں سے کہیں بڑھ کر ہوتے ہیں۔ وہ انہیں کبھی غیر نہیں لگی تھی، بہت اپنی اور دل کے بے حد نزدیک لگتی تھی۔ اس کے چہرے کی خوشی انہیں سرشار کر دیتی تھی اور اس کی آنکھوں کی اداسی افسردہ۔

اور ایسا تبھی ہوتا ہے جب کوئی آپ کو بہت عزیز ہو۔

''نہ بیٹا..... تو' تو مجھے اشعر سے کسی بھی طرح کم پیاری نہیں۔ ستارہ نے میری بیٹی کی کمی پوری کر دی تھی۔ اس ناطے تو میری نواسی ہوئی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نواسہ نواسی نانیوں کو بہت عزیز ہوتے ہیں'' ان کے سمجھانے پر وہ مسکرائی۔

''تو پھر نواسی کو بھی اپنی خدمت کا موقع دیا کریں۔''

''چل جیسے تیری مرضی۔ فریزر میں گوشت رکھا ہے، اسے چڑھا کر یہ پالک ڈال لینا۔ روٹی میں اشعر سے کہہ دوں گی وہ بازار سے لے آئے گا۔''

''کیا ضرورت ہے اماں بی، تین چار روٹیاں تو ڈلتی ہیں آپ کے گھر میں۔ جب میں اپنی پکاؤں گی تو آپ کو بھی بھیج دوں گی۔ مجھے معلوم ہے بازار کی روٹی آپ کو پسند نہیں ہے۔''

''پسند کا کیا ہے بیٹا! بس چبتی ذرا مشکل سے ہے۔ پتا نہیں کون سا آٹا استعمال کرتے ہیں یہ لوگ۔''

''اچھا، میں سالن چڑھا دوں اماں بی!'' وہ سب چیزیں سمیٹ کر کچن میں چلی آئی۔

اماں بی کافی صفائی پسند تھیں، لیکن آج طبیعت کی خرابی کی وجہ سے باورچی خانہ کافی پھیلا ہوا تھا۔ اس نے جلدی جلدی کچن سمیٹا۔ سالن چڑھایا اور برتن دھونے لگی۔ اشعر باورچی خانے میں آیا تو وہ برتن خشک کر کے جگہ پر رکھ رہی تھی۔

''آپ نے خواہ مخواہ زحمت کی، میں کھانا بازار سے لے آیا تھا۔ صبح اماں بی کو کہہ کر بھی گیا تھا کہ وہ آرام کریں، میں کھانا باہر سے لے آؤں گا۔'' اشعر کی آواز پر وہ مڑی۔ اشعر کے ہاتھ میں دو شاپرز تھے۔ اسے دیکھ کر وہ کچھ جھجک سی گئی تھی۔

''کوئی بات نہیں، مجھے معلوم ہے اماں بی اور آپ کو باہر کا کھانا پسند نہیں ہے۔''

''اچھا.....!'' وہ شاید اس کے سامنے زندگی میں پہلی بار مسکرایا تھا ''اور کیا' کیا معلوم ہے آپ کو میرے بارے میں؟''

وہ اس کے یوں مسکراتے اور چھیڑتے ہوئے لہجے پر کچھ حیران رہ گئی تھی۔

''زیادہ نہیں، تھوڑا بہت اماں بی اکثر بتاتی رہتی ہیں'' اس نے سنبھل کر جواب دیا تو پتا نہیں کیوں وہ ایک دم پھر سے سنجیدہ ہو گیا۔

''اماں بی کے پاس ہے ہی کیا سوائے میرے، اس لیے ان کی گفتگو کا محور شاید میری ہی ذات ہوتی ہے۔''

''آپ سب سے اور خود سے اتنے خفا کیوں رہتے ہیں؟'' ہمت کر کے پہلی بار وہ اس سے بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔

''زندگی نے مجھے جو کچھ دیا ہے، وہی اسے لوٹاتا ہوں'' اس نے شاپرز سلیب پر رکھ دیے۔

''زندگی ہم سے بہت کچھ چھینتی ہے تو بہت کچھ ہمیں لوٹا بھی دیتی ہے۔ خوشیاں اور محبتیں ہمیں چھوٹی چھوٹی چیزوں اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں خود تلاش کرنا پڑتی ہیں۔ ورنہ تو دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو مکمل طور پر آسودہ ہو۔ ہر شخص کی زندگی میں کچھ نہ کچھ کمی ہوتی ہے۔ ہمیں بہادر بننا چاہیے اور ان مشکلات کو ہمت کے ساتھ فیس کرنا چاہیے۔''

اشعر نے حیرت سے اس چھوٹی سے لڑکی کو دیکھا جس کی اپنی زندگی میں مشکلات کی کمی نہیں تھی لیکن وہ کس طرح اسے بہادری کا درس دے رہی تھی۔

''مشکلات انسان آسانی سے سہہ سکتا ہے عفیفہ، لیکن لوگوں کی نظریں۔'' وہ لمحہ بھر کو رکا ''یہ ہمارے اندر تک گھاؤ ڈال دیتی ہیں۔ ہمیں کم حوصلہ بنا دیتی ہیں۔ پھر ہمیں لوگوں سے' ہجوم سے خوف آنے لگتا ہے۔ مجھے بھی رویوں نے نہیں نظروں نے کم ہمت بنا دیا ہے۔ کوشش تو کر رہا ہوں کہ خود کو ان نظروں سے مقابلے کے لئے تیار کر سکوں..... شاید کبھی اس میں کامیاب ہو جاؤں۔''

وہ اندر ہی اندر خود پر حیران ہو رہا تھا کہ وہ کیوں اس سے یہ ساری باتیں کر رہا ہے۔ وہ تو ایسی باتیں خود سے کرتے ہوئے بھی ڈرتا تھا۔ نا کہ کسی اور سے..... پھر عفیفہ سے تو اس کی کبھی کوئی بے تکلفی نہیں رہی تھی۔ وہ تو خود اس قدر خاموش اور لیے دیے رہتی تھی پھر آج کیوں وہ اس کے سامنے اتنا کھل گیا تھا۔

''اللہ کرے'' وہ اس کے لئے دعا ہی کر سکتی تھی۔

☆

''مما' سبطین کے پاکستان آنے پر آپ ایک پارٹی گھر میں رکھنے والی تھیں؟'' زویا نے شیریں سے پوچھا تو ان کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

''وہ آئے تو سہی، پتا نہیں کہاں رہتا ہے۔ پاکستان آئے' اسے تین مہینے سے زیادہ ہو رہے ہیں۔ چند بار آیا ہے یہاں۔''

ہاں مما، لگتا ہے نانو نے اسے یہاں آنے سے منع کر دیا ہے وہ ہمیشہ سے ہم لوگوں سے چڑتی ہیں۔

''تو نہ آنے دیں، ہم کون سا مرے جا رہے ہیں۔ دس ملنے والے ہیں ہمارے، کوئی کمی ہے ہمیں!''

''لیکن مما! سبطین.....'' وہ ادھوری بات کر کے چپ ہو گئی۔

شیریں بغور اسے دیکھنے لگیں۔ انہیں اس کا اندازہ تو ہو گیا تھا کہ زویا سبطین میں کافی انٹرسٹڈ ہے لیکن کس حد تک' اس کا انہیں صحیح اندازہ نہیں تھا۔ ویسے بھی زویا میں کس بات کی کمی تھی' کئی اچھے گھرانوں سے بہت اچھے لڑکے اس کے خواہش مند تھے لیکن وہ کسی کو گھاس کب ڈالتی تھی۔

''کیا تم سبطین کے لئے سیریس ہو زویا؟''

''یس مما! وہ میرا آئیڈیل ہے۔ میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا۔ ہر لحاظ سے پرفیکٹ، کمپلیٹ پرسنالٹی۔ ڈھونڈنے سے بھی کوئی کمی، کوئی خامی نہیں ملتی اس میں'' اس نے بلا جھجک کہا۔

''تمہاری اس سے کوئی بات ہوئی ہے' اس سلسلے میں؟''

''نو مما' وہ اکیلے میں ملتا کہاں ہے؟ فون کرو تو بھی اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد جلدی فون رکھ دیتا ہے۔ پتا نہیں کن چکروں میں ہے۔ گھر بنوانا بھی شروع نہیں کیا ابھی تک۔ بس اپنا آفس سیٹ کرنے میں لگا ہوا ہے۔ کہہ رہا تھا جلد کام اسٹارٹ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں چند انٹرویوز بھی کرنے ہیں۔''

''ہاں تو اس میں مصروف ہو گا'' شیریں کو اطمینان ہوا۔ ''فاخرہ باجی! پاکستان آئیں تو بات کروں گی ان سے۔ جب تک تم بھی اس کے ارادے معلوم کرو۔ مجھے بھی وہ بہت پسند ہے۔''

''اوہ رئیلی مما!'' وہ خوش ہو کر ان کے گلے سے لگ گئی۔ ''بس آپ پارٹی کا انتظام کریں، ابھی اسے فون کرتی ہوں۔''

''کر لینا بھئی!'' وہ اس کی خوشی محسوس کر کے مسکرائیں۔ انہیں اپنی یہ اکلوتی بیٹی بہت عزیز تھی ''اور یہ عمر کہاں ہے آج' رات میں بھی دیر سے گھر آیا تھا۔''

''کسی میوزک کنسرٹ میں گیا ہوا تھا، صبح بتایا تھا اس نے۔ آپ مارکیٹ گئی ہوئی تھیں۔''

''اچھا مما' میں سبطین کو فون کرنے جا رہی ہوں'' اس سے اب مزید صبر نہیں ہو رہا تھا۔

''جاؤ کر لو' میری طرف سے پوچھ لینا اسے۔''

وہ سر ہلاتے ہوئے اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔ جہاں اپنے ذاتی نمبر سے اس نے سبطین کو فون کرنا تھا۔ فون نانو نے اٹھایا۔ وہ تھوڑی سی بیزار ہوئی۔ اسے کبھی بھی ان سے کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ نہ ہی وہ ان کے گھر زیادہ جلدی جلدی آتی تھی۔ کسی تقریب یا پارٹی وغیرہ میں آنا جانا ہوتا تھا۔ وہ بھی نانو کے ہاں تو اب ایسی تقریبات تقریباً ختم ہو گئی تھیں خود ان کے ہاں تقریب ہوتی تھی تو وہ کبھی کبھار ہی آتی تھیں وہ بھی فرقان علی کا دم تھا۔ وہ اصرار کر کے انہیں لے آتے تھے لیکن یہاں آ کر جب وہ بیٹی اور اس کے بچوں کے چہروں پر اپنے لیے بیزاری دیکھتیں تو بجھ سی جاتیں اور جلد ہی واپس لوٹ جاتیں۔

خونی رشتوں کے ایسے رویے انسان کو کس طرح توڑ دیتے ہیں، یہ شاید ان کی بیٹی اور اس کے بچے نہیں جانتے تھے۔ وہ اپنی زندگی میں مگن اور خوش تھے۔

''نانو' سبطین ہے گھر میں؟''

انہیں بے پناہ دکھ کے احساس نے آ گھیرا حالانکہ ایسا ہمیشہ ہی ہوتا تھا لیکن وہ اس کی عادی نہیں ہو پاتی تھیں۔ ان سے اس کی کتنے دنوں بعد بات ہو رہی تھی لیکن اس نے ان کی نہ تو خیریت پوچھی تھی نہ ہی کسی اور اپنائیت کا اظہار کیا تھا۔ جیسے وہ کوئی غیر تھیں۔

''ہے اپنے کمرے میں' کہیں جانے کے لئے تیار ہو رہا ہے'' انہوں نے اطلاع دی ''بلاؤں اسے۔''

''نہیں رہنے دیں۔'' میں اس کے موبائل پر کر لیتی ہوں۔'' جواباً اس نے مزید کچھ کہے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

ان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ''اتنی بے اعتنائی، اللہ حافظ تک نہ کہا یا شاید اسے جلدی ہو' کوئی کام ہو گا سبطین سے'' انہوں نے خود کو تسلی دی۔

دوسری طرف زویا سبطین سے شکوہ کر رہی تھی۔ ''کہاں ہوتے ہو تم، کتنے دنوں سے گھر بھی نہیں آئے۔ پاپا بھی تمہیں یاد کر رہے تھے۔ مما بھی سخت خفا ہیں۔''

''سوری زویا' کچھ مصروف تھا'' آؤں گا۔'' وہ شرمندہ ہو گیا ''ابھی کچھ کام ہے' ہو سکتا ہے رات میں ہی چکر لگا لوں۔ تم لوگ گھر پر ہی ہو گے نا؟''

''ہاں' ہمیں کہیں نہیں جانا'' اس نے جلدی سے کہا۔ ہوتا بھی تو وہ اس کے لئے اپنے سارے پروگرام قربان کر سکتی تھی۔

اپنی اس تبدیلی پر وہ خود بھی حیران تھی۔ پہلے لڑکے اس کے پیچھے بھاگا کرتے تھے۔ آج وہ ایک لڑکے کے پیچھے دوڑ رہی تھی لیکن وہ ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا۔ حالانکہ وہ اتنا ناسمجھ بھی نہیں کہ اس کی دلچسپی کو محسوس نہ کر سکے۔

''او کے پھر میں رات کو آؤں گا۔ سوری زویا' اس وقت میں جلدی میں ہوں۔ مجھے تیار ہونا ہے۔''

موبائل بند ہونے کی آواز آئی تو وہ چونکی۔

اس کا غصہ ایڑی سے ہوتا ہوا دماغ تک جا پہنچا تھا ''ہونہہ' سمجھتا کیا ہے خود کو۔ ذرا سا خوبصورت ہے تو..... ایسی بے رخی سے فون بند کر دیا۔ بائے تک نہیں کہا'' اس نے فون پٹخ دیا۔

اور وہ شاید یہ بھول گئی تھی کہ ابھی کچھ دیر پہلے وہ یہی حرکت اپنی سگی نانی کے ساتھ کر چکی ہے۔

☆

''اچھی ہم نے منگنی کی اپنے بھائی سے تمہاری بہن کی' تمہاری تو شکل کو ترس گئے۔'' آج نوین کتنے دنوں بعد ان کے ہاں آئی تو وہ شکوہ کیے بنا نہ رہ سکی۔

''سوری یار! پتا نہیں پچھلے دنوں کیوں نہیں نکل سکی۔ حالانکہ تم سے ملنے کو اتنا دل کر رہا تھا'' نوین نے جواب دیا اور وہیں تخت پر بیٹھ گئی جہاں عفیفہ دھلے ہوئے کپڑوں کو تہہ کر رہی تھی۔ اس نے محسوس کیا، اس کا لہجہ بجھا ہوا سا تھا۔

''کہیں پھر سے تو وہ باسط بھائی کے لئے اسی طرح نہیں سوچنے لگی ہے۔ جس سے وہ یقیناً نکلنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ آسیہ باجی سے بات طے ہونے کے بعد اس نے خود کو سمجھا لیا تھا اور اسے کاتب تقدیر کا فیصلہ جان کر سنبھل گئی تھی۔ عفیفہ بھی اس کے خوش باش انداز پر مطمئن ہو گئی تھی لیکن آج وہ پھر سے یوں کیوں لگ رہی تھی جیسے کوئی اندرونی پریشانی اسے پریشان کر رہی ہو۔''

''نوین' کوئی بات ہے کیا' مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔''

جواباً وہ اسے چپ چاپ تکتی رہی۔

''نوین پلیز! کیا ہوا ہے۔ مجھے پریشانی ہو رہی ہے'' اس نے کپڑے چھوڑ دیئے اور تشویش سے پوچھنے لگی۔

''تم اتنی اچھی کیوں ہو اس قدر پیاری اور حسین.....'' نوین کی بات نے لمحے بھر کو اسے حیران کر دیا۔ پھر اگلے ہی لمحے اسے بے ساختہ ہنسی آ گئی۔

''خدا کے لئے..... کیا ہو گیا ہے تمہیں' شکر ہے کہ تم لڑکا نہیں ہو ورنہ میں شک میں مبتلا ہو جاتی۔''

''واقعی' شکر ہے اللہ کا۔ ورنہ تو بڑی مشکل ہو جاتی۔ پتا ہے ہمارے بھائی صاحب بھی تمہارے عشق میں مبتلا ہو گئے ہیں'' اپنی جانب سے اس نے گویا دھماکا کیا تھا لیکن عفیفہ سکون سے بیٹھی رہی۔

''وہ عشق نہیں ہے نوین!''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''ہیں! تمہیں معلوم ہے'' نوین تو گویا اچھل ہی پڑی تھی۔

''ہاں شہزاد بھائی دو ایک بار یہ فضول کوشش میرے ساتھ کر چکے ہیں۔''

''کب؟'' اس نے بے یقینی سے عفیفہ کو دیکھا ''تم نے مجھے تو کچھ نہیں بتایا۔''

ان دونوں کی دوستی اتنی پرانی' پختہ اور پُرخلوص تھی کہ وہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے کچھ نہیں چھپاتی تھیں لیکن شاید بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو انتہائی قریبی دوستوں کو بھی نہیں بتائی جا سکتیں۔ خود نوین بھی تو باسط بھائی کے لئے اپنی فیلنگز اس سے چھپاتی رہی تھی اور بتا دیتی تو شاید.....لیکن یہ سب تقدیر کے کھیل ہوتے ہیں۔ جن میں انسان بے بس ہوتا ہے۔

''بات ہی ایسی تھی'' وہ آہستہ آہستہ اسے اس روز والا واقعہ اور دوسری باتیں بتانے لگی۔

نوین کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہو رہی تھیں۔ اسے اپنے بھائی کی شیطانی فطرت اور اوچھی طبیعت سے گھن آ رہی تھی۔ اس کے اپنے گھر میں دو دو بہنیں موجود تھیں لیکن وہ دوسروں کی بہن پر تاک لگائے بیٹھا تھا۔ اگر اسے عفیفہ سے کسی بھی طرح کی دلچسپی تھی تو اس کا طریقہ باعزت بھی ہو سکتا تھا۔

''اوہ عافی!'' اس نے آہستہ آہستہ کانپتے' عفیفہ کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے تھام لیے۔ جیسے اسے بچانا چاہتی ہو ''آئی ایم سوری! مجھے اپنے بھائی کا کیریکٹر تو معلوم تھا لیکن وہ اس حد تک گر جائے گا مجھے نہیں معلوم تھا لیکن تم.....تم نے اس کے باوجود آسیہ باجی کا رشتہ باسط بھائی سے ہونے دیا جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ امی کا رویہ بھی تمہارے ساتھ اچھا نہیں' کتنا بڑا ظرف ہے تمہارا۔''

''نہیں'' وہ زبردستی مسکرائی ''اس میں کچھ میری خودغرضی بھی شامل تھی۔ آسیہ باجی جتنی پُرخلوص اور محبتوں سے بھرپور ہیں' شاید ایسی لڑکیاں اس دنیا میں کم ہی ہوتی ہیں۔ ان کی تو پور پور محبتوں سے گندھی ہوئی ہے۔ میں بچپن سے انہیں دیکھ رہی ہوں۔ فیاضی' خلوص' مہربانی' بے غرضی' محبت اور ایثار جیسے لفظوں کو جمع کیا جائے تو آسیہ باجی کا وجود تشکیل پاتا ہے۔ ان کی آنکھوں کی نرمی' لہجے کی اپنائیت اور چہرے پر پھیلی ہوئی ایک بے ریا سی مسکراہٹ نے مجھے ہمیشہ ان کا اسیر رکھا ہے لیکن چونکہ میں مہناز خالہ سے خائف رہتی تھی اور باسط بھائی سے بھی اتنا بے تکلف نہ تھی اس لیے کبھی خیال ہی نہیں آیا لیکن جب باسط بھائی نے خود کہا تو میں تو جیسے سرشار ہو گئی تھی۔ ہمارا گھر تو ان کے آنے سے جگمگا اٹھے گا۔ محبتیں اور خلوص یونہی گھروں میں روشنی بھر دیتے ہیں۔ یہی بتانے تو اس روز میں تمہارے گھر گئی تھی۔ پھر اماں بی فرشتہ بن کر چلی آئیں لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ شہزاد بھائی بھی ایک حد سے آگے جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ دراصل میں ان سے ہمیشہ کتراتی رہتی ہوں تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا۔ خیر' گھر آ کر میں نے اس موضوع پر سوچا تھا کہ ایک ایسے شخص کی بہن کو میں کیسے اپنی بھابی بنا لوں تو ہر بار آسیہ باجی کا پلڑا بھاری پایا۔ کسی اور کی غلطیاں ان کے حصے میں کیوں جائیں' وہ تو ایسی نہیں۔ اپنے بھائی کی وجہ سے وہ ایک اچھی زندگی سے کیوں محروم ہوں اور اماں بی نے بھی اس روز مجھے سمجھایا تھا کہ کسی ایک کا رویہ اور سلوک ہمیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روک نہیں دیتا اور وہ بھلائی جس میں ہمارے لیے بھی بھلائی چھپی ہو اور میں اپنی اس لمحے بھر کی سوچ پر شرمندہ ہو گئی تھی۔''

نوین جو بڑی توجہ سے اس کی باتیں سن رہی تھی' اس کے خاموش ہونے پر چونکی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''مجھے یقین ہے عفیفہ کہ آسیہ باجی کو اس گھرانے سے بہتر گھر مل ہی نہیں سکتا تھا۔ جہاں تم جیسی بہن رہتی ہو اور اس سے بڑھ کر اس بات پر یقین ہے کہ تمہیں آسیہ باجی سے رشتہ باندھ کر کبھی اپنے فیصلے پر افسوس نہیں ہوگا۔ وہ واقعی اتنی ہی اچھی ہیں' انتہائی پُرخلوص۔''

''انشاءاللہ'' عفیفہ نے کہا۔

''لیکن شہزاد بھائی نے اس خوشی میں کڑواہٹ گھول دی ہے۔ گھر میں ایک مسلسل ٹینشن ہے۔ وہ بضد ہیں کہ امی تمہارے ہاں ان کا رشتہ لے کر آئیں'' نوین کے بتانے پر وہ سن بیٹھی رہ گئی۔

''لیکن تم فکر مت کرو' آسیہ باجی اور میں ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گے۔ خود ابو ایسا کبھی نہیں چاہیں گے۔ وہ اپنے بیٹے کے کرتوت اچھی طرح جانتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ وہ کسی اچھی لڑکی کیا بلکہ کسی عام سی لڑکی کے بھی لائق نہیں ہیں۔ کوئی بھی اپنی بیٹی کا نصیب نہیں پھوڑے گا ان سے رشتہ کر کے۔ اور سب سے بڑھ کر ہماری امی' انہیں زندگی بھر خواہ مخواہ تم سے دلی پرخاش رہی ہے۔ وہ تمہیں کبھی بہو نہیں بنائیں گی۔ وہ مسلسل اڑی ہوئی ہیں کہ وہ یہ رشتہ لے کر کبھی نہیں جائیں گی۔ میں تمہیں یہ سب اس لیے بتا رہی ہوں کہ خدانخواستہ وہ اور ابو مان گئے اور تمہارے ہاں آ گئے تو تم صاف انکار کر دینا۔ بلکہ ایسا کرو، باسط بھائی سے پہلے ہی صاف کہہ دو۔ کہہ دینا کہ مجھے نوین نے بتایا ہے اور یہ کہ تمہیں شہزاد بھائی بالکل پسند نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہے وہ ایسا نہیں ہونے دیں گے۔'' اس نے عفیفہ کے دونوں ہاتھ تھپکے جو بالکل برف کی طرح ٹھنڈے ہو رہے تھے۔

''پتا نہیں نوین، ایسا کیوں ہوتا ہے۔ میں تو کبھی کھل کر خوش بھی نہیں ہو پاتی۔ ہر خوشی میں خوف چھپا ہوتا ہے'' اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''نہیں عافی' ایسا نہیں ہے۔'' اس نے اسے تسلی دی'' اللہ ہے نا اوپر۔ وہ ہمارے دلوں کے حال بخوبی جانتا ہے اور کسی کو اس کے حوصلے سے زیادہ نہیں آزماتا اور کوئی تم سڑک پر نہیں کھڑی ہو جو شہزاد بھائی تمہیں اچک کر لے جائیں گے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ میں انہیں ٹھیک کر سکتی ہوں۔ مجھ میں اتنا حوصلہ ہے لیکن میں ان کے منہ نہیں لگنا چاہتی۔ میں کچھ کہوں گی تو دس باتیں وہ کریں گے۔ امی کا تمہیں پتا ہے ایک کی دس وہ بھی لگا لیں گی۔ اور مجھے تمہاری عزت ہر شے سے پیاری ہے۔ تم فکر مت کرو' میں پہلے ابو کو اس سلسلے میں پکا کر لوں گی۔ وہ نہیں چاہیں گے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ فطرتاً صلح جو ہیں لیکن ایک حد تک۔ کوئی حد سے گزرنے کی کوشش کرے تو انہیں اس کی حد یاد کروانی آتی ہے۔''

نوین کے تسلی دینے پر عفیفہ کو تھوڑا حوصلہ ہوا۔

''اچھا' اب اٹھو' اچھی سی چائے پلواؤ مجھے۔ اتنے دن بعد آئی ہوں یہ نہ ہو کہ چائے پانی کو پوچھ لیتیں۔ تم نے تو ابھی سے بھاوج کی بہن سے بیر باندھنا شروع کر دیا'' وہ اپنے مخصوص اسٹائل میں شروع ہوئی تو عفیفہ بھی سر سے ساری فکریں جھٹک کر مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆

فرقان علی کو گھر آئے دو گھنٹے سے زیادہ ہو چکے تھے لیکن گھر میں کسی کے نہ ہونے کے سبب وہ جب سے لاؤنج میں تنہائی وی دیکھنے پر مجبور تھے۔ ملازم ان کا لباس واش روم میں رکھ چکا تھا۔ وہ نہانے سے فارغ ہو کر لاؤنج میں آئے تو وہ چائے اور اسنیکس سے بھری ٹرالی سامنے رکھ

گیا۔انہوں نے صرف ایک کپ چائے پی۔باقی چیزیں یونہی رکھی ٹھنڈی ہوتی رہیں۔

سب گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر چائے پینے کا ایک الگ لطف ہوتا ہے اور وہ یقیناً اس حقیقی لطف سے محروم تھے۔گھر آتے تو سوائے ملازموں کے پورا گھر بھائیں بھائیں کر رہا ہوتا۔

شیریں عموماً اس وقت جیم خانہ گئی ہوتیں یا پھر کسی اور گیدرنگ میں مصروف۔دونوں بچے بھی اپنی اپنی مصروفیات میں مگن ہوتے۔انہیں لگتا وہ کسی سرائے میں آئے ہیں، جہاں کھانا کھا کر سو جانا ہی ان کا مقدر ہے۔

انہیں کبھی گھر جیسا ہنستا کھیلتا ماحول میسر نہیں ہوا تھا۔وہ سب کے درمیان بیٹھ کر وقت گزارنا چاہتے تھے لیکن خالی دیواریں انہیں اپنا منہ چڑاتی محسوس ہوتیں۔اس موضوع پر ان کی شیریں سے ہزاروں بار بحث ہو چکی تھی لیکن نتیجہ صفر ہی نکلتا۔

شیریں انہیں انتہائی کنزرویٹو قرار دے کر اس جھگڑے سے بری الذمہ ہو جاتیں۔زویا اور عمر بھی انہیں کچھ ایسے ہی القابات سے نواز کر غائب ہو جاتے۔اس وقت بھی کافی رات گئے شیریں گھر میں داخل ہوئیں تو انہیں لاؤنج میں براجمان پا کر ٹھٹکیں۔

''ارے، آپ ابھی تک سوئے نہیں؟''انہیں معلوم تھا کہ وہ جلدی سونے کے عادی ہیں۔

''ہاں، تم لوگوں کا انتظار کر رہا تھا''انہوں نے سوچا شاید شیریں ان سے کھانے کا پوچھیں گی لیکن اپنی اس افسردہ سوچ پر انہیں خود ہی ہنسی آ گئی۔

''ہمارا انتظار.....کیوں؟''شیریں اچنبھے سے انہیں دیکھنے لگیں۔

''یونہی.....کبھی کبھی اپنا تم لوگوں سے رشتہ یاد آ جاتا ہے''ان کے ہونٹوں پر ایک نافہم سی مسکراہٹ تھی۔شیریں تلملا کر رہ گئیں۔انہیں لگا جیسے وہ ان کی بے پروائیاں جتا رہے ہوں۔

''خدا کے لئے وہی پرانی باتیں لے کر نہ بیٹھ جائیں۔میں اس وقت بہت تھکی ہوئی ہوں۔''

''زویا کہاں ہے؟تمہارے ساتھ نہیں گئی تھی؟''انہوں نے ایک دم سنجیدگی سے پوچھا۔

''وہ اب بچی نہیں ہے، میرے گھٹنے سے لگی نہیں رہتی۔اس کی اپنی دلچسپیاں اور اپنی دوستیاں.....''

''اور تم نے شاید کبھی ان دوستوں کو دیکھنے کی بھی کوشش نہیں کی ہوگی۔''

''میرے پاس ان فضول کاموں کے لئے وقت نہیں ہے اور پلیز فرقان' آپ بھی اپنی سوچ کو بدلیں۔پتا نہیں بے کار بیٹھے کیا کیا سوچتے رہتے ہیں۔تنہائی اور بے کاری انسان کے ذہن میں ایسے ہی الٹے سیدھے خیالات جنم دیتی ہیں''شیریں بیزاری سے بولیں۔

تنہائی تک تو ٹھیک تھا لیکن بے کاری.....کیا وہ ایسے ناکارہ شخص تھے.....؟بزنس کی دنیا کا کامیاب ترین شخص گھر میں ناکام تھا اور اسے بے کار قرار دیا جا رہا تھا۔اور یہ اس کی زندگی کی ساتھی تھی جو آج تک اسے سمجھ نہیں پائی تھی۔

''ہاں شاید، ٹھیک کہا تم نے، واقعی ایک ناکارہ شخص ہوں جو اپنے گھر کو ٹھیک سے نہیں چلا سکا۔''ان کی آواز میں ایک دم سے بہت سی تھکن اتر آئی،''خیر اپنی زندگی تو جیسی تیسی گزر گئی، اب تو بچوں کا وقت ہے۔پلیز شیریں، انہیں نیگلیکٹ مت کرو، خاص کر زویا کو۔وہ کتنی رات گئے گھر لوٹتی ہے۔

تمہیں ذرا فکر نہیں ہوتی۔ وہ کہاں رہتی ہے، اتنی اتنی دیر تک..... کیسی ماں ہو تم.....؟"

شیریں نے چڑ کر انہیں دیکھا "کاش میں آپ کو بدل سکتی لیکن آپ تو اول روز سے ویسے ہی ہیں۔ آدم بیزار! آپ بلاوجہ ایسی فکروں میں ہلکان نہ ہوا کریں۔ وہ بچی نہیں ہے سمجھ دار ہے، اپنا بُرا بھلا سمجھتی ہے۔"

"بہر حال ایک لڑکی ہے۔ خدا اسے اپنے حفظ و امان میں رکھے لیکن اس کا یوں رات گئے تک تنہا باہر رہنا ٹھیک نہیں ہے۔"

"یہی عمر ہوتی ہے انجوائے کرنے کی۔ پھر تو لڑکیاں گھر داری میں الجھ کر سب کچھ فراموش کر دیتی ہیں۔"

"ہاں، تمہاری طرح" وہ مسکرائے۔

شیریں کو سخت غصہ آیا "میں دیکھ رہی ہوں فرقان، آپ آج کل کچھ زیادہ ہی طنزیہ باتیں کرنے لگے ہیں۔ وہ میری بھی اولاد ہے۔ مجھے بھی اس کی فکر ہوتی ہے۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ فاخرہ باجی پاکستان آ جائیں پھر میں ان سے بات کروں گی، سبطین اچھا لڑکا ہے۔"

"ہاں، سبطین اچھا لڑکا ہے" وہ ایک دم خوش ہو گئے "اس نے اس سلسلے میں تم سے کچھ کہا؟"

"ابھی تک تو نہیں لیکن زویا میں کس بات کی کمی ہے۔ اسے کوئی بھی اچھا لڑکا پسند کر سکتا ہے۔"

"اللہ کرے ایسا ہو جائے، سبطین مجھے واقعی بہت پسند ہے۔ اس کی شخصیت اور اس کا مزاج، سب کچھ بہت متاثر کن ہے۔"

"شکر ہے میری کسی بات سے آپ نے اتفاق تو کیا" شیریں کا مزاج بھی خوشگوار ہو گیا۔

"بات ہی ایسی ہے۔ نا اتفاقی کی کوئی گنجائش ہی نہیں نکلتی۔"

وہ واقعی بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ شیریں مطمئن ہو کر اپنے کمرے کی جانب چلی گئیں۔

☆

دو ایک دن سے وہ کافی بیزاریت سی محسوس کر رہی تھی۔ پتہ نہیں کیوں ہر شے سے دل جیسے اچاٹ سا ہو رہا تھا۔ تینوں بھائی پھر سے مصروف ہو گئے تھے۔ وہ تنہا گھر میں بولائی بولائی پھرتی۔ اس روز کے بعد سے نوین بھی نہیں آئی تھی ورنہ وہی چکر لگا لیتی تھی۔ پتہ نہیں ان کے گھر میں کیا حالات تھے بس لیکن ایک خاموشی سی طاری تھی۔

"کہیں یہ خاموشی، کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ نہ ہو" دن میں کئی بار اس کا دل اس سوچ سے کانپ جاتا۔ نوین کے کہنے کے باوجود اس نے باسط بھائی کے سامنے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ ہو سکتا تھا، مسئلہ وہیں نمٹ جاتا پھر وہ انہیں کیوں پریشان کرے۔

اس وقت بھی گھر کے کاموں سے فارغ ہوتے ہی اس کا دھیان پھر وہیں بھٹک گیا۔

پتا نہیں شہزاد بھائی ایسے کیوں ہیں ورنہ تو باقی سب بہن بھائی کتنے اچھے تھے۔ خود بہزاد بھی بہت محبت کرنے والا بچہ تھا۔ اس کے کئی کام کر دیتا تھا۔ عافی باجی کہتے کہتے اس کا منہ نہیں سوکھتا تھا۔ دونوں بہنوں کی طرح اسے بھی وہ بہت پسند تھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس کی سوچوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''جی' السلام علیکم!'' اس نے سی ایل آئی پر نمبر پہچاننے کی کوشش کی۔

''عفیفہ! میں سبطین ہوں، کیسی ہیں آپ؟'' دوسری جانب سے سبطین کی گمبھیری آواز ابھری۔

''جی میں بالکل ٹھیک ہوں۔'' پتا نہیں کیوں اس کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگی تھیں۔ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ نہ ہی کسی اور سے اور نہ ہی سبطین سے مل کر ایسے لگتا تھا لیکن باسط بھائی کی منگنی والے روز سبطین کی نظروں اور پھر ایک چھوٹے سے جملے نے اسے پریشان کر دیا تھا۔ اس نے اس سے پہلے بھی اپنے لیے لوگوں کی ستائش بھری نظریں دیکھی تھیں لیکن ہمیشہ انہیں نظر انداز کر کے اپنے آپ میں سمٹی ہوئی زندگی گزاری تھی۔ اس کی زندگی میں ایسی باتوں کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ لیکن اتنا اسے بھی احساس تھا کہ سبطین کی نظروں میں شہزاد کی نظروں کی طرح عامیانہ پن نہیں تھا۔

''باسط بھائی گھر پر نہیں ہیں؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔

''جی' ان کے آنے میں کچھ وقت ہے ابھی۔ وہ سات بجے تک گھر آتے ہیں، نانو کیسی ہیں؟''

''ویسی ہی جیسا آپ نے دیکھا ہے۔ وہ آپ لوگوں سے ملنا چاہتی ہیں۔ پتا نہیں کس طرح ان کے دل کو یہ خبر ہو گئی ہے کہ ان کا آپ لوگوں سے کوئی تعلق ہے۔''

''اوہ!'' وہ خاموش بیٹھی رہ گئی۔

''یہ خون کے رشتے ایسے ہی ہوتے ہیں عفیفہ، ہم لاکھ ان سے دور رہیں، دامن تھام ہی لیتے ہیں۔ نانو بھی ایک عرصہ ستارہ خالہ کے لیے تڑپی ہیں۔ وہ ان کی سگی اور سب سے چہیتی بیٹی تھیں۔ پھر ان کا دل کیسے گواہی نہیں دے گا کہ آپ لوگ ان کی اسی ستارہ کے بچے ہیں لیکن میں چاہنے کے باوجود انہیں سب بتا نہیں پا رہا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سب انہیں کیسے بتاؤں؟ اس کی آواز میں بے بسی تھی۔

''مت بتایئے انہیں' عفیفہ نے سنجیدگی سے کہا'' جیسے اب تک وہ بے خبر ہیں' آئندہ بھی ایسے ہی رہیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ انہیں امی کی ڈیتھ کا علم ہوا تو شاید وہ سہہ نہ پائیں۔''

''لیکن اس طرح تو آپ لوگ بھی تمام عمر ان کے نزدیک نہیں ہو سکیں گے اور عفیفہ یہ سب رشتے بڑے پیارے ہوتے ہیں۔ یہ نانا نانی' دادا دادی' خالہ' چچا' پھپھو وغیرہ۔ ان کی محبتوں کو پانا آپ لوگوں کا حق ہے۔ چلیں پہلے اور بات تھی لیکن اب تو ہم لوگ ایک دوسرے کے بارے میں جان چکے ہیں پھر بھی اس قدر دور ہیں۔ میں چاہتا ہوں ممی اور پاپا کے آنے تک یہ تعلق پھر سے قائم ہو جائے لیکن کوئی راستہ سجھائی نہیں دے رہا جس سے سب کچھ ٹھیک بھی ہو جائے اور نانو بھی اسے سہہ سکیں۔''

''اللہ میاں کوئی نہ کوئی راستہ نکال ہی لے گا۔ وہ بڑا مسبب الاسباب ہے'' عفیفہ کی ٹھہری ہوئی آواز اس کے کانوں میں اتری تو وہ جیسے سب کچھ بھول گیا۔

اسے سیاہ اور سرمئی امتزاج کے سوٹ میں ملبوس وہ نکھری نکھری عفیفہ ایک دم سے یاد آ گئی۔ ''عفیفہ ایک بات پوچھوں، آپ اس قدر سادہ

اور خاموش کیوں رہتی ہیں؟'' اس نے اچانک پوچھا تو وہ اس عجیب وغریب سوال پر چند لمحے تو کچھ نہ کہہ سکی پھر سنبھل کر جواب دینے لگی۔

''میں نے اس پر کبھی غور نہیں کیا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ مجھے ملمع کاری پسند نہیں ہے اور خاموشی کی عادت گھر میں تنہا رہ کر پڑ گئی ہے۔''

''یقیناً یہی وجہ ہوگی لیکن باسط بھائی کی منگنی والے روز آپ نے واقعی سب کو چونکا دیا تھا۔'' اس کا لہجہ تھوڑا سا گمبھیر کیا ہوا' عفیفہ کی انگلیوں کی پوریں بھیگنے سی لگیں۔ اس نے ایسی باتیں کب سنی تھیں۔

''سبطین بھائی! بیل بجی ہے' دروازے پر کوئی ہے۔ سوری' باسط بھائی آئیں گے تو میں ان کو آپ کے فون کا بتا دوں گی۔ وہ آپ کو کال بیک کر لیں' اللہ حافظ!'' اس سے بہتر کوئی اور بہانہ نہیں ہو سکتا تھا۔

''او کے' اللہ حافظ!'' وہ اس کی کپکپاتی ہوئی آواز سے اس کی کیفیت بخوبی سمجھ سکتا تھا۔ اسے اس آج کی لڑکی کے طور طریقوں اور انداز پر حیرت ہوتی تھی۔ کیا آج کی کسی لڑکی کی ڈھکی چھپی تعریف اسے یوں پزل کر سکتی تھی۔ امریکا میں تو خیر اس کا کوئی تصور ہی نہیں تھا لیکن وہ دیکھ رہا تھا کہ یہاں بھی اقدار بدل چکی ہیں۔

خود عفیفہ فون بند کرنے کے بعد بہت دیر تک اپنی اس کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی تھی۔

''افوہ! اتنی چھوٹی سی بات پر اس قدر گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے تو حد کر دی۔ وہ ساری عمر امریکا میں پلے بڑھے ہیں۔ وہاں ایسی باتیں معیوب نہیں سمجھی جاتیں۔ پھر تمہیں اس قدر تیار ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ اتنا تیار ہو گی تو لوگ چونکیں گے ہی۔ ان بے چاروں کا کیا قصور ہے؟'' اس نے خود کو بہلایا۔ اور پھر دھیان بٹانے کے لئے کچن کی طرف جانے لگی۔ کال بیل بجی تو وہ دروازہ کھولنے چلی گئی۔ نوین کو دیکھ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔

''خیریت!'' وہ اندر گھستے ہی بُری طرح ٹھٹکی تھی۔ ''یہ چہرہ بڑا گل وگلزار ہو رہا ہے۔'' بڑی قیامت کی نظر تھی اس کی۔ عفیفہ نے اس کی تیز نظروں کو دل ہی دل میں سراہا

''کیا مطلب؟'' اس نے دروازہ دوبارہ لاک کرتے ہوئے اندر کی جانب قدم بڑھائے۔

''کیا ان کا فون آیا تھا؟'' اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔

''کن کا؟'' وہ ٹھٹکی۔

''وہ جو اس روز اپنی نظروں کا مرکز آپ کو بنائے ہوئے تھے۔''

''کون.....؟ کس کی بات کر رہی ہو تم؟'' عفیفہ اس کی قیافہ شناسی پر حیران رہ گئی تھی۔

''وہی' باسط بھائی کے دوست۔ کیا بھلا سا نام تھا ان کا' ہاں سبطین! ویسے پوری محفل میں ایک وہی لائق تھے تمہارے'' وہ مزے سے کہتے ہوئے اپنی مخصوص نشست پر براجمان ہو گئی۔ برآمدے میں بچھا وہ تخت اسے بہت پسند تھا۔

''دماغ خراب ہے تمہارا!'' اس نے جان بوجھ کر لہجہ تھوڑا سخت کر لیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''لو اس میں دماغ خراب ہونے کی کیا بات ہے۔ ایک نہ ایک دن تمہیں اس گھر سے رخصت کرنا ہی ہے نا لڑکا اچھا ہے! بالکل تمہاری جوڑی کے مطابق۔ باسط بھائی کا خاص الخاص دوست لگتا ہے' تبھی تو اس روز باسط بھائی نے فیملی ممبرز کے ساتھ بٹھائے رکھا اسے۔''

''وہ ہمارے فیملی ممبر ہی ہیں'' عفیفہ نے آہستگی سے انکشاف کیا۔

''کیا.....!'' وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ''کون ہیں یہ موصوف؟''

''امی کی بڑی بہن کے بیٹے.....ان کی امی اور ابو امریکا میں ہوتے ہیں۔ یہ نانو کے کہنے پر ہمیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں آئے تھے لیکن.....؟'' اس کی باقی باتیں آنسوؤں میں ڈوب گئیں۔ نوین نے سب کچھ بھول کر اسے خود سے لگا لیا۔

پھر جب وہ شانت ہوئی تو دھیرے دھیرے اسے سب بتانے لگی۔ ''اب سمجھ میں نہیں آتا کہ نانو کو یہ سب کیسے بتایا جائے۔ خود یہ سن کر ابا کا کیا ری ایکشن ہوگا۔ کیا وہ ہمیں پھر سے نانو سے تعلق استوار کرنے دیں گے؟''

''ارے' کیوں نہیں کرنے دیں گے۔ یہ کیا بات ہوئی؟ چلو پہلے کچھ اور مسائل تھے لیکن اب تو.....پھر ساری زندگی تو تم لوگ اپنے ننھیال سے کٹ کر نہیں رہ سکتے۔ میرا خیال ہے باسط بھائی کو ان سے بات کرنی چاہیے۔''

''ہاں لیکن پہلے نانو کو تو اس کے لئے تیار کیا جائے۔ ابا تو بعد میں اس کہانی میں آئیں گے۔''

''ہاں' اور بڑی خطرناک انٹری ہوگی ان کی۔ آج کل تو تمہاری زندگی میں ایک ساتھ دو دو ولن چل رہے ہیں۔ ایک شہزاد بھائی اور ایک تمہارے ابا۔''

''کیا پھر کوئی بات کی ہے انہوں نے؟'' اس کا چہرہ ایک دم زرد پڑ گیا۔

''ارے یار' گھبراتی کیوں ہو' کچھ نہیں ہوگا۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں' ابو سمیت۔ جو اس بات کے لئے قطعی تیار نہیں ہیں۔ بڑے لتے لیے انہوں نے یہ سن کر۔ امی بے چاری کو بھی خوب ڈانٹا۔ حالانکہ وہ تو خود اس کی مخالف ہیں۔ بہر حال تم فکر مت کرو۔ تمہارے ساتھ وہ تمہارا شاندار سا کزن جچتا ہے۔''

''پھر بکواس!'' اس نے اندر کچن کی جانب قدم بڑھائے ''مجھے کچن میں کام ہیں وہیں آجاؤ''

''چائے پلاتی ہو تو چلتی ہوں'' وہ اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑی۔

☆

''ہوتے کہاں ہیں آج کل آپ' شکل ہی نظر نہیں آتی'' اس روز اتفاق سے وسیط جلدی گھر لوٹ آیا تھا۔ ورنہ کافی دنوں سے اس کی شکل رات سوتے وقت ہی نظر آتی تھی' کبھی کبھی تو وہ رات کا کھانا تک باہر سے کھا کر آتا تھا۔ عفیفہ کی اس سے ڈھنگ سے بات ہی نہیں ہو پاتی تھی۔ ایک وہی تو تھا گھر میں جس سے وہ اپنے دل کی ہر بات کر لیتی تھی' ان دونوں کے درمیان کوئی جھجک نہیں تھی۔

''ہاں' بس کچھ مصروفیت ہے لیکن تم کیوں اس قدر دبلی ہو رہی ہو' کیا کچھ کھاتی پیتی نہیں ہو؟'' وہ بغور اسے دیکھنے لگا۔ چہرے سے وہ کچھ

الجھی ہوئی نظر آ رہی تھی حالانکہ باسط بھائی کی منگنی نے اس پر خاصا خوشگوار اثر ڈالا تھا اور اس کی سہمی سہمی سی شخصیت بہت بدل گئی تھی۔

''نہیں' ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ بس میں یہی بات سوچ رہی تھی کہ نانو کے مل جانے کے باوجود ہم لوگ انہیں یہ نہیں بتا سکتے کہ ہم ان کے کون ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے' اس گھر میں جاؤں' جہاں امی کا بچپن گزرا۔ وہاں کے در و دیوار، ان کا کمرا، ان کی چیزیں سب کچھ دیکھوں۔ نانا سے ملوں، خالاؤں سے ملوں۔ پتا ہے ہمارے دو کزنز اور بھی ہیں۔ شیریں خالہ کے بچے، ہم نے تو کبھی ان رشتوں کو محسوس ہی نہیں کیا۔ کیسی کشش ہوتی ہے ان میں۔ جب میری دوستیں اپنے اپنے رشتے داروں کا ذکر کرتی تھیں تو میرے دل میں ایک ہوک سی اٹھتی تھی۔ ننھیال تو خیر تھا ہی الگ۔ ددھیال میں بھی صرف ایک پھپھو ہیں وہ بھی اتنی دور.....''

''شکر ہے کہ دور ہی ہیں۔ ان کا تو دور ہونا ہی ٹھیک ہے'' وہ بڑبڑایا تو عفیفہ مسکرا دی۔ وہ کچھ ایسا غلط نہیں کہہ رہا تھا۔ زینب پھپھو کا مزاج ابا سے دو ہاتھ آگے ہی تھا۔ غصہ تو ان کی ناک پر دھرا رہتا تھا۔ بات کرتے ہوئے ان کا انداز اس قدر طنزیہ ہوتا تھا کہ سامنے والا بے چارہ یہی سوچتا رہ جاتا کہ اس سے غلطی کہاں سرزد ہوئی ہے یا پھر واقعی وہ اتنا ہی بُرا ہے۔

خاص کر ستارہ سے تو انہیں دلی بیر تھا۔ وہ جب بھی ان کے متعلق بات کرتیں' ان کے لہجے میں طنز' نفرت اور عناد چھپا ہوتا۔ ان کی ذات کی کوئی خوبی انہیں کبھی نظر نہیں آئی تھی۔ ہاں' خامیاں انہیں بغیر ڈھونڈے ہزاروں نظر آ جاتی تھیں۔ ان کے مرنے کے بعد بھی ان کا وہی حال تھا اور عفیفہ ان کی وہ باتیں سن کر کڑھ کر رہ جاتی تھی۔ لیکن ان سے کچھ کہہ نہ پاتی تھی۔

''تمہارا دل نہیں چاہتا وسیط، ان لوگوں سے ملنے کو؟''

اس کے اچانک پوچھنے پر وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر سرد آواز میں بولا'' وہ لوگ جو میری ماں کو اس کی زندگی میں ہی مردہ جان چکے تھے، اپنی زندگی سے نکال چکے تھے، ان کے لئے میرے دل میں کوئی گنجائش نہیں۔ ہاں' کبھی وہ ملے تو مل لوں گا کہ امی نے مجھے رواداری' اخلاق و مروت کا درس دیا ہے لیکن ان سے ملنے کے لئے تڑپ نہیں میرے دل میں۔''

جواباً عفیفہ اسے دیکھتی رہی۔ وہ ایسا نہیں تھا دلوں میں بغض اور میل رکھنے والا لیکن اس وقت وہ یکسر مختلف لگ رہا تھا۔

''امی نے ہمیں اس بات کا درس بھی تو نہیں دیا تھا کبھی کہ ہم دلوں میں کینہ رکھیں۔ لوگوں کی غلطیوں کو پکڑ کر بیٹھ جائیں، انہیں معاف نہ کریں۔ نہیں وسیط، لوگوں کو معاف کر دینا ہی انسان کا سب سے بڑا کمال ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے..... اگر وہ غلطیوں کو شمار کرنے لگے تو ہم سے دنیا کی ہر نعمت، ہر خوشی چھن جائے لیکن وہ نوازے جاتا ہے۔ تو پھر ہماری اوقات؟''

''میں بہت چھوٹا سا بندہ ہوں اس کا۔ میرا دل بھی بہت چھوٹا سا ہے۔ بہر حال، چھوڑو اس موضوع کو۔ تم شاید یہی سوچتی رہتی ہو، ہر وقت، تبھی تو یہ حال کر لیا ہے'' اس کا انداز ٹالنے والا تھا۔ صاف لگ رہا تھا کہ وہ اب اس موضوع پر مزید بات نہیں کرنا چاہتا' سو وہ بھی دوسرے موضوع پر بات کرنے لگی۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھانے کے بعد وہ سب کو چائے سرو کر رہی تھی جب سمیط نے اندر لاؤنج میں قدم رکھا۔ آج بہت دنوں بعد وہ جلدی گھر لوٹ آیا تھا ورنہ رات گئے خود اپنی چابی سے دروازہ کھول کر گھر میں آ کر سو جانا اس کا معمول بن چکا تھا۔ صبح اٹھتا تو سوائے عفیفہ کے سب ہی جا چکے ہوتے تھے۔ کبھی تو وہ ناشتا وغیرہ کرتا ورنہ زیادہ تر جلدی میں یونہی نکل جاتا تھا۔

ابا جو خاموشی سے چائے پینے میں مصروف تھے، اسے دیکھ کر ان کے ماتھے پر نمایاں طور پر بل پڑ چکے تھے۔ وہ آہستہ سے سب کو سلام کر کے وہاں سے کھسکنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ابا کی آواز نے اس کے قدم تھام لیے۔

''کہاں ہوتے ہیں آج کل آپ صاحب زادے؟''

''جی وہ..... آج کل میری سیریل کی ریکارڈنگ چل رہی ہے۔ اس میں دیر ہو جاتی ہے'' اس نے سنبھل کر جواب دیا۔

باسط بھائی اور وسیط بھی ٹی وی پر سے نظریں ہٹا کر اس کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔ وسیط کو تو پورا یقین ہو چلا تھا کہ آج سمیط پٹا پھنسا ہے۔ ابا کے ارادے نیک نظر نہیں آ رہے تھے۔

''یہ آدھی آدھی رات کو ریکارڈنگ' کیا ان لوگوں کے گھر بار نہیں ہیں؟'' ان کا لہجہ ہمیشہ کی طرح تیکھا تھا۔

''بس ابا' یہ سیریل اگلے مہینے آن ائر جانی ہے اس لیے جلدی جلدی کام ہو رہا ہے۔''

''پتا نہیں، یہ پڑھائی چھوڑ کر تم کن دھندوں میں پڑ گئے ہو۔ کیا ملے گا تمہیں اس کام میں۔ نہ پیسہ نہ عزت۔'' وہ بڑبڑائے۔

''یہ تو مت کہیں ابا' پیسہ تو بہت ہے، عزت بھی کم نہیں۔ اپنا اپنا شوق ہے۔'' اس نے دل کڑا کر کے کہہ دیا تو وہ اسے گھورنے لگے۔

''جانتا ہوں کتنا پیسہ ہے اور کیسی عزت ہے۔ لوگ سامنے واہ واہ کرتے ہیں، پیچھے باتیں بناتے ہیں۔ میں تو شرم سے گڑ جاتا ہوں جب کوئی تمہارا ذکر کرتا ہے کہ خاور صاحب' آپ کا بیٹا ٹی وی پر الٹے سیدھے چھوٹے موٹے رول کرتا ہے۔''

''ابا' ایک دن بڑا کام بھی ملنے لگے گا۔ اسے تجربہ تو ہونے دیں۔ سب ہی ایک دم بڑے اداکار تو نہیں بن جاتے۔'' باسط بھائی نے ہمت کر کے بھائی کی حمایت کی تو وہ مزید چڑ گئے۔

''ہاں' ایک دن طالش' علاؤالدین' طلعت حسین اور عابد علی یہی تو بنیں گے'' وہ غصے میں اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چلے گئے۔ جاتے جاتے وہ خاموش کھڑی عفیفہ پر ایک تیکھی نظر ڈالنا نہیں بھولے تھے۔

ان کے جاتے ہی جیسے چاروں میں جان پڑ گئی۔ وسیط تو باقاعدہ چہکنے لگا تھا۔ ''کمال ہے ابا کو تو سارے بڑے بڑے اداکاروں کے نام تک یاد ہیں۔''

''ہاں' ان کے دور کے جو تھے'' سمیط بھی ہلکا پھلکا ہو کر وہیں بیٹھ گیا۔

''خیر، طالش اور علاؤالدین تو ابا کے دور کے نہیں تھے۔ ان سے پہلے کے تھے سمیط بھائی!'' عفیفہ نے اسے ٹوکا۔

''چلو کچھ پہلے کے سہی۔ تم تو چائے پلواؤ اچھی سی۔ کتنے دنوں سے تمہارے ہاتھ کی چائے نہیں پی؟''

''ہوتے کہاں ہو تم آج کل؟ آج کتنے دنوں بعد تمہاری شکل نظر آئی ہے؟'' باسط بھائی نے بھی ابا والا سوال دہرایا۔

''بس کچھ دنوں کی بات ہے۔ دراصل اس سیریل میں میرا بڑا اچھا رول ہے۔ چار ہیرو ہیں اس میں، جن میں سے ایک میں ہوں۔''

''چلو یہ تو اچھی بات ہے'' وہ مسکرائے۔

''شکر ہے کہ تم زیرو سے ہیرو تک تو آئے'' وسیط نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو وہ پہلی بار چڑنے کے بجائے مسکرایا۔

''کوئی بھی شعبہ ہو، بندہ زیرو سے ہی اسٹارٹ کرتا ہے'' اس نے سائڈ ٹیبل پر پڑی البم اٹھالی۔ جس میں باسط بھائی کی منگنی کی تصویریں تھیں..... وہ تصویریں دیکھنے لگا۔ ''ویسے باسط بھائی منگنی والے روز آپ ایک دم ''اے ون'' لگ رہے تھے۔''

''تھینک یو'' باسط بھائی نے جواباً کہا۔

سمیط کی نظریں ایک تصویر پر جم گئی تھیں۔ جہاں سبطین، باسط بھائی کے ساتھ بیٹھا تھا۔

''باسط بھائی، یہ آپ کا کون سا نیا دوست ہے۔ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اس روز بھی آپ اسے خاصی اہمیت دے رہے تھے۔ بڑا شاندار بندہ ہے۔''

''ہاں ایک دوست ہے۔ ابھی کچھ عرصے پہلے ہی دوستی ہوئی ہے۔ امریکا میں ہوتا تھا پہلے..... بڑا مخلص اور دلچسپ شخص ہے۔''

''اس کی شادی یا منگنی ہوگئی؟'' اس نے اچانک پوچھا تو وہ دونوں حیران رہ گئے۔

''شادی تو شاید نہیں ہوئی، منگنی کا پتہ نہیں۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟''

''بس یونہی، اسے دیکھ کر ایک خیال آیا تھا دل میں۔ یہ لڑکا اپنی عفیفہ کے لئے کیسا رہے گا؟''

اس کے جواب نے باسط بھائی اور وسیط دونوں کو ششدر کر دیا تھا اور لاؤنج میں اس کے لئے چائے لاتی عفیفہ کے قدم بھی وہیں تھم گئے تھے۔

''پتا نہیں بھئی لیکن ہم خود سے کچھ کیسے کہہ سکتے ہیں'' باسط بھائی نے ٹالنے والا جواب دیا۔

''ہاں یہ تو ہے لیکن وہ مجھے اتنا اچھا لگا کہ میرا دل چاہا کہ کاش وہ ہمارا فیملی ممبر ہوتا۔''

''کوئی اچھا ہو تو ضروری نہیں کہ اسے فیملی ممبر ہی بنا لیا جائے۔ اس سے ایسے ہی تعلق بھی رکھا جا سکتا ہے۔''

''خیر..... میں تو یونہی کہہ رہا تھا۔ عفیفہ کی فکر بھی تو ہوتی ہے اس کے لئے بھی کوئی اچھا لڑکا تلاش کریں ورنہ ابا سے کوئی بعید نہیں کہ کسی الٹے سیدھے شخص کے ساتھ اس کا ہاتھ تھما کر رخصت کر دیں اسے۔''

یقیناً وہ غلط نہیں کہہ رہا تھا۔ پہلی بار دونوں بھائیوں کو احساس ہوا کہ وہ اسے جتنا بے پروا اور بے حس سمجھتے تھے، وہ اس قدر تھا نہیں۔

''تم فکر مت کرو ہماری بہن اتنی اچھی ہے کہ اس کے لئے اچھے رشتوں کی کمی کوئی نہیں۔ بس کوئی جلد بازی نہیں کرنا چاہتا میں۔ ورنہ رشتے تو اس کے اب بھی کم نہیں ہیں'' باسط بھائی کی آواز میں اتنی محبت اور پیار تھا کہ اس کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

کیا ہوا جو قدرت نے اس سے ماں کی محبت چھین لی تھی اور باپ نے اسے اپنی شفقت سے محروم رکھا تھا۔ اس کے تینوں بھائی تو اس سے محبت کرتے تھے۔

☆

اس روز جب وہ فرقان ہاؤس آیا تو زویا نے اسے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ اب وہ اس کے کوئی بہانے نہیں سنے گی اور اس نے اس ویک اینڈ پر ایک پارٹی رکھی ہے۔

''مجھے کب انکار ہے بھئی، چلو اچھا ہے اس بہانے نانو بھی یہاں آ جائیں گی۔ میں جب سے یہاں آیا ہوں، میں نے انہیں کبھی یہاں آتے نہیں دیکھا'' سبطین نے کہا تو زویا کا منہ بن گیا۔

''سوری' یہ پارٹی ینگ لوگوں کی ہوگی اس میں کسی بوڑھے کی گنجائش نہیں ہے۔''

''تو آپ میری جانب سے بھی معذرت قبول کیجئے کہ میں ان دونوں کے بغیر نہیں آؤں گا۔'' اس نے صاف گوئی سے انکار کیا تو وہ دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی۔ پتا نہیں اسے ان دونوں سے اتنی دلچسپی کیوں تھی۔ رشتہ تو عمر اور اس کا بھی ان سے وہی تھا لیکن انہیں اپنے نانا نانی سے کوئی خاص کیا بالکل دلچسپی نہیں تھی۔

''وہ دونوں ہمارے بزرگ ہیں زویا ان کا ہونا ہماری خوش نصیبی ہے۔ ان لوگوں سے پوچھو جو ان رشتوں کے لئے ترستے ہیں'' اس کی نظر میں باسط بھائی وغیرہ کے چہرے گھوم گئے۔

''آپ کا خیال ہے یہ، آج کل تو لوگ اپنے پیرنٹس کو اتنی توجہ نہیں دیتے نا کہ ان کے بھی پیرنٹس۔ زندگی تھوڑے دن کی ہے۔ انجوائے کرنا چاہیے لیکن ان بوڑھوں کی وجہ سے ہم لوگ ٹھیک سے ہنس بول بھی نہیں سکتے۔''

سبطین نے تاسف سے اسے دیکھا جو رشتوں کی اہمیت سے قطعی نا آشنا تھی۔ پتا نہیں اس میں اس کی ماں کی تربیت کا ہاتھ تھا، اس کے ماحول کا یا یہ اس کی اپنی سوچ تھی۔ جو بھی کچھ تھا وہ یقیناً غلط سوچتی تھی۔

''ہمارے نانا اور نانی تو ایسے نہیں ہیں زویا کہ وہ ہمیں کسی بھی انجوائے منٹ سے روکیں۔ وہ تو بڑے محبت کرنے والے ہیں۔ وہاں امریکہ میں بھی انہیں بہت مس کرتا تھا۔ ممی انہیں یاد کر کے اداس ہوتی رہتی ہیں۔''

''دور کے ڈھول سہانے'' زویا نے جھٹ کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ رشتے جو دوری کی بناء پر ہمیں بہت اہم لگتے ہیں، تم لوگوں کو ان کے نزدیک ہونے کی وجہ سے ان کی اہمیت کا احساس نہیں ہے۔ بہرحال، تم ان کے نزدیک ہو کر تو دیکھو، یہ بڑے پیارے رشتے ہوتے ہیں اور انہیں بھی ہماری توجہ کی بہت ضرورت ہے۔''

''او کے یار' نو مور لیکچر۔ اس وقت تو تم پارٹی کے بارے میں بتاؤ۔ تمہیں اپنے فرینڈز کو انوائیٹ کرنا ہے اس میں؟'' اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید اس موضوع پر بات کرنے سے روکا۔

''سوچا تو نہیں ہے خیر' ایک دوست ہے اسے انوائیٹ کر لوں گا۔ ویسے بھی یہاں میری ابھی لوگوں سے اتنی زیادہ دوستی نہیں ہے کہ انہیں فیملی فنکشن میں بلاؤں۔''

''او کے! ایز یو وش!''

''یہ عمر کہاں ہوتا ہے آج کل۔ تین چار بار آ چکا ہوں، اس سے ملاقات ہی نہیں ہوتی؟''

''اس کی تو دنوں ہم سے ملاقات نہیں ہوتی'' وہ ہنسی ''پارٹی والے روز مل لینا۔''

اور سبطین یہ سوچتا رہ گیا کہ یہ کیسے لوگ تھے جو ایک گھر میں رہتے ہوئے کئی کئی دن ایک دوسرے سے مل نہیں پاتے تھے۔

شیریں بھی وہیں آ گئی تھیں۔ زویا بہت جوش و خروش سے پارٹی کا پروگرام سیٹ کر رہی تھی۔ وہ بھی اس کا دل رکھنے کو دلچسپی لیتا رہا اور ان کو یوں ہنستے بولتے دیکھ کر شیریں کو بہت اچھا لگ رہا تھا۔

اتفاق سے زویا کا کوئی فون آ گیا۔ ملازم کے بتانے پر وہ اندر چلی گئی تو سبطین نے موقع غنیمت جان کر شیریں سے کہا ''شیریں آنٹی، میں اس پارٹی میں ستارہ خالہ کے بچوں کو بلانا چاہتا ہوں۔''

''لیکن..... ممی کو پتا چلا تو..... وہ بھی تو اس پارٹی میں آئیں گی۔ خواہ مخواہ پارٹی کا مزہ نہ خراب ہو۔'' شیری کو اعتراض ہوا۔

''انہیں ابھی کون بتائے گا۔ لیکن میں جلد ہی سہولت سے انہیں بتا دوں گا۔ آخر کب تک چھپاتے رہیں گے ہم لوگ..... نانو بھی ان سب سے مل کر صبر کر لیں گی۔ لیکن میں چاہتا ہوں، وہ ہم لوگوں سے ملنے جلنے لگیں۔''

اس کی بات پر شیریں نے چونک کر اسے دیکھا۔ آخر وہ ان سب سے تعلقات بڑھانے میں اس قدر دلچسپی کیوں لے رہا تھا؟

''ٹھیک ہے جیسا تم مناسب سمجھو لیکن انہیں سمجھا دینا۔ ابھی مما پاپا اور ہم لوگوں سے اپنا کوئی تعلق ظاہر نہ کریں۔ ورنہ رنگ میں بھنگ پڑ جائے گا۔ ممی کو کیسے بتایا جائے یہ بعد میں سوچیں گے۔''

''ٹھیک ہے، میں سمجھا دوں گا ان لوگوں کو'' سبطین نے دل ہی دل میں افسوس کرتے ہوئے انہیں دیکھا جنہیں بھانجے بھانجی سے ملنے کی خوشی سے زیادہ اپنی پارٹی کی فکر ہو رہی تھی۔

☆

عشق کا شین (II)

کتاب گھر پر علیم الحق حقی کے تحریر کردہ ناول **عشق کا عین** اور **عشق کا شین (I)** کی بے پناہ کامیابی، اور قارئین کے پرزور اصرار پر اب پیش خدمت ہے **عشق کا شین (II)**۔ ان تمام قارئین کے لیے تحفہ خاص، جو اس ناول کا دوسرا حصہ علیم الحق حقی کا تحریر کردہ پڑھنا چاہتے تھے۔ عشق مجازی کے ریگزاروں سے عشق حقیقی کے گلزاروں تک کے سفر کی روداد..... علیم الحق حقی کی لازوال تحریر۔

عشق کا شین (II) کتاب گھر کے **معاشرتی رومانی ناول** سیکشن میں دستیاب ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے تو باسط بھائی اس بات کے لئے تیار ہی نہیں ہوئے ''نہیں یار! ابھی ابا کو بھی کچھ علم نہیں ہے۔ نانو بھی وہاں ہوں گی۔ انہیں بھی پتا چل جائے گا۔ پھر شیریں خالہ بھی تو سب کچھ جان لینے کے باوجود یہاں نہیں آئیں'' انہوں نے دبے لہجے میں شکوہ کیا۔

''میں نے ہی انہیں منع کیا تھا باسط بھائی، ورنہ وہ تو آنا چاہتی تھیں۔'' اس نے جلدی سے ان کا دفاع کیا ''اور یہ پارٹی تو ایک بہانہ ہے آپ لوگوں کو سب سے ملانے کا۔ اس کے بعد نانو کو سمجھانا آسان ہوگا۔ وہ بھی یہ سوچ کر صبر کر لیں گی کہ ستارہ خالہ نہ سہی، ان کے بچے تو ان کے پاس ہیں۔''

''چلو دیکھیں گے، میں آجاؤں گا۔''

''نہیں، آپ سب کو آنا ہوگا۔ شیریں آنٹی نے بہت تاکید کی ہے۔ وہ فون بھی کریں گی آپ کو۔ پلیز باسط بھائی! جو رشتے دوبارہ جڑ سکتے ہیں انہیں دوبارہ جوڑنے میں میرا ساتھ دیں۔ آپ نہیں جانتے، نانو اور نانا ستارہ خالہ کو اپنی زندگی سے نکال کر کس قدر پچھتاتے ہیں۔ وہ نہ سہی ان کے بچے تو ہیں۔ انہیں بھی صبر آجائے گا۔ زندوں کو صبر نہیں آتا لیکن مرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ دل میں صبر ڈال ہی دیتا ہے۔''

''مجھے بس بار بار یہی خیال دل میں آتا ہے سبطین کی کاش امی زندہ ہوتیں..... تو میں ان کی آنکھوں میں وہ چمک دیکھتا جو اپنوں سے بچھڑنے کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں بجھ گئی تھی'' باسط بھائی کا لہجہ یاسیت زدہ تھا۔

''بس جو اللہ کو منظور'' کہتے کہتے اس کی نظریں اسے کھوجنے لگیں جو ابھی تک نظر نہیں آئی تھی۔ وہ کب سے آیا بیٹھا تھا لیکن وہ بدستور غائب تھی۔

ان دنوں وہ عجیب سی کیفیت سے دوچار تھا۔ وہ اس کے بارے میں نہیں سوچنا چاہتا تھا لیکن وہ بار بار اس کی سوچوں میں چلی آتی تھی۔ وہ بے حد سادہ، زمانہ ناآشنا، خاموش فطرت لڑکی تھی۔ جو قطعی اس کا آئیڈیل نہیں تھی۔ لیکن پتا نہیں کیوں اسے بے حد اچھی لگنے لگی تھی۔

''تم بیٹھو، میں چائے کا کہہ کر آتا ہوں'' باسط بھائی اٹھے تو وہ صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے اسی کے بارے میں سوچنے لگا۔

خاور صاحب شاید کسی کام سے ڈرائینگ روم میں آئے تھے۔ رات ان کے کوئی دوست ان سے ملنے آئے تھے جو ان کے لئے چند کتابیں لائے تھے وہ یہیں رکھی رہ گئی تھیں۔ جنہیں دیکھنے کا خیال انہیں آفس سے آتے ہی آیا۔

سبطین کو یوں صوفے کے ایک کونے پر آنکھیں موندے دیکھ کر وہ ٹھٹک سے گئے۔ اس روز باسط کی منگنی پر انہوں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔ باسط کی اس پر خاص نظرِ عنایت پر وہ کچھ چونکے بھی تھے لیکن اس کی شاندار شخصیت اور رکھ رکھاؤ سے وہ دل ہی دل میں متاثر بھی ہوئے تھے۔

ان کی آہٹ پر وہ چونکا اور انہیں سامنے یوں خود کو تکتے پا کر گڑبڑا کر اٹھ گیا۔

''السلام علیکم!'' اس نے جلدی سے اٹھ کر ہاتھ بڑھایا جو انہوں نے آہستہ سے تھام کر چھوڑ دیا۔ ان کے پاس تو اپنوں کے لیے گرم جوشی نہیں ہوتی تھی تو یہ تو یکسر اجنبی تھا ان کے لئے۔

''آپ تنہا یہاں بیٹھے ہیں، باسط کہاں ہے؟'' انہوں نے پوچھا۔

''جی، وہ کسی کام سے ابھی اٹھ کر گئے ہیں۔''

''ٹھیک ہے، آپ بیٹھیے'' انہوں نے کتابیں اٹھائیں اور مزید کچھ کہے بنا کمرے سے نکل گیا۔

سبطین نے اندر دبی ہوئی سانس لی۔ پتا نہیں وہ انہیں دیکھ کر اس قدر گھبرا کیوں گیا تھا۔ منگنی والے روز پہلی بار اس نے انہیں دیکھا تھا۔ وہ اسے خاصے سخت مزاج لگے تھے۔ حالانکہ بظاہر وہ بڑی گریس فل شخصیت کے مالک تھے۔

''ستارہ خالہ یقیناً ان کی ڈیشنگ پرسنالٹی سے متاثر ہوئی ہوں گی'' اس نے انہیں پہلی نظر میں دیکھتے ہی سوچا تھا۔ پھر باسط بھائی نے انہیں اس سے ملوایا تو وہ اپنی عادت کے مطابق صرف سر ہلا کر رہ گئے۔ اور وہ ان کے روکھے سوکھے رویے پر کچھ بددل سا ہو کر رہ گیا تھا۔

''سوری، مجھے دیر تو نہیں ہوئی۔ چائے تو عافی نے تیار کر رکھی تھی ایک ضروری فون آ گیا تھا۔''

باسط بھائی کو چائے لاتے دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ وہ آج سامنے نہیں آئے گی۔ اور وہ اسے نہیں دیکھ سکے گا۔ اپنی اس کیفیت پر وہ دل ہی دل میں خود بھی حیران تھا۔

☆

سبطین کے بار بار کہنے پر شیریں نے باسط کے آفس فون کیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ جب تک نانو کے علم میں سب کچھ نہیں آ جاتا، وہ نہ وہاں جائیں گی، نہ فون کریں گی۔ ہاں اگر نانا اور نانو کے تعلقات اس گھرانے سے دوبارہ استوار ہو گئے تو انہیں بھی وہاں جانے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور انہیں اس وقت کا انتظار ہے۔

ہاں، باسط سے انہوں نے بہت محبت سے بات کی۔ انہیں اپنے ہاں کی تقریب میں مدعو کیا۔ ستارہ خالہ کی موت پر آنسو بھی بہائے اور اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ سب لوگ پھر سے ملنے جلنے لگیں۔

باسط ان کی باتوں سے کافی متاثر ہوئے اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ سب بہن بھائیوں کے ساتھ ان کے ہاں ضرور آئیں گے۔

وسیط اس کے لیے بالکل تیار نہیں تھا لیکن عفیفہ نے جانے کس طرح اسے تیار کر لیا سمیط جو ویسے بھی اس رشتے سے انجان تھا، اس نے اپنی ریکارڈنگ کی وجہ سے معذرت کر لی تھی۔ اب ابا سے اجازت لینا بھی ایک جان جوکھوں کا کام تھا۔ لیکن پتا نہیں کس طرح باسط بھائی نے ان سے اجازت لے لی تھی۔

''باسط بھائی.....! اگر ابا کو پتا چل گیا کہ ہم امی کی بہن کے ہاں جا رہے ہیں تو غضب ہو جائے گا؟'' اس نے باسط بھائی سے کہا تو وہ سنجیدگی سے بولے۔

''اول تو انہیں معلوم نہیں ہو گا۔ دوسرے اگر انہیں پتا چل بھی گیا تو ہم کوئی غلط جگہ نہیں جا رہے جو اس قدر خوف زدہ ہوں۔ تم فکر مت کرو، میں وہاں جا کر وہاں کا ماحول، ان لوگوں کا برتاؤ دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ اسی کے مطابق ابا سے بات کر سکوں۔ سبطین صرف نانو کی وجہ سے ہچکچا رہا ہے ورنہ اب تک شاید ہم لوگ ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگتے۔''

''بھائی، یہ معلوم ہونے کے بعد ابا کا ردِعمل کیسا ہوگا؟ انہوں نے کبھی امی کو ان لوگوں سے ملنے کی اجازت نہیں دی تو ہمیں ملنے دیں گے؟''

''اس میں خود امی کی کمزوری بھی تھی۔ وہ نانا جان کے کچھ کہنے کی وجہ سے وہاں نہیں گئیں کبھی۔ ورنہ ابا شاید انہیں نہ روک پاتے۔ گوشت سے ناخن کو علیحدہ کرنا آسان نہیں ہوتا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نانا جان کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو جاتا اور شاید ابا بھی اتنے سخت نہ ہوتے اگر امی تھوڑی سی بھی کوشش کرتیں۔ ہر شخص نے اپنی انا کا علم بلند رکھا۔ خیر، سبطین کی ذات اس وقت دو گھرانوں کے درمیان پل کا کام کر رہی ہے۔ وہ چاہتا ہے ہم لوگ اپنے ننھیال والوں سے ملنے جلنے لگیں، بتا رہا تھا کہ دو تین مہینوں میں فاخرہ خالہ بھی پاکستان آ رہی ہیں۔ ان کے آنے کے بعد یہ بات اور آسان ہو جائے گی کیونکہ وہ نانو کو سنبھال لیں گی۔ ان کا مزاج شیریں آنٹی سے تھوڑا مختلف ہے۔''

''یہ کس قدر خوشگوار تجربہ ہوگا۔ نانو، نانا جان، شیریں آنٹی، ان کے بچے۔ سب کیسے ہوں گے۔ کیا نانو کی طرح حسین، اور محبت کرنے والے'' اس نے کوئی دس بار ایک ہی موضوع پر سوچا تھا اور اس کا اظہار اتنی ہی بار وسیط کے سامنے کیا تو وہ تھوڑا سا چڑ گیا تھا۔

''خدا کے لئے عانی، کیوں سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی ہو اور مجھے بھی کر رہی ہو؟ ہم جیسے انسان ہی ہوں گے وہ لوگ۔''

''نانو اور سبطین بھائی تو بہت اچھے ہیں یقیناً ویسے ہی ہوں گے۔''

''ضروری نہیں ہے، آپ ہر بات کے لئے تیار ہو کر جائیں۔ وہ بہت بڑے لوگ ہیں۔ ہمارے ساتھ ان کا رویہ ویسا ہی ہوگا جیسا امریکا کا تھرڈ ورلڈ والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ویسے بھی سبطین کے علاوہ اور کسی کو ہمارے رشتے کا پتا بھی نہیں ہے۔ تو ظاہر ہے وہ اتنی اہمیت تھوڑی دیں گے۔''

''نہیں، باسط بھائی بتا رہے تھے کہ شیریں خالہ کو بھی معلوم ہے اور انہوں نے باسط بھائی کو ان کے آفس فون کر کے خود انوائٹ کیا تھا۔ وہ امی کو یاد کر کے بہت رو رہی تھیں۔'' اس نے بہت پر خاصا زور دیا۔

''چلو، کل ملیں گے تمہارے ان ننھیال والوں سے۔''

''میرے ننھیال والے؟'' اس نے اسے گھورا۔ ''تمہارے کچھ نہیں لگتے؟''

''لگتے..... اگر میری ماں زندہ ہوتی۔ جب ان لوگوں نے ان سے ہی کوئی تعلق نہیں رکھا تو.....؟''

''بُری بات ہے وسیط! اس طرح نہیں کہتے۔ محبتیں جب بھی ملیں، جہاں سے بھی ملیں ان سے مرنا نہیں موڑنا چاہیے۔ بڑی مشکل سے ہاتھ آتی ہیں یہ۔'' وہ ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔

وسیط اسے دیکھنے لگا۔ اس کی یہ چھوٹی سی بہن اپنی عمر سے پہلے کس قدر سنجیدہ اور سمجھ دار ہو گئی تھی۔ یقیناً اس میں ان حالات کا بہت بڑا ہاتھ تھا جن سے وہ گزر رہی تھی۔

''او کے مائی ڈیئر سسٹر! جیسے تم کہو، اب تو خوش؟'' وہ بیزاری کا چولا اتار کر خوشگواری سے مسکرایا تو وہ بھی مسکرا دی۔

''ہاں بہت!''

جس وقت وہ تینوں وہاں پہنچے، محفل عروج پر تھی۔ بڑی سی کوٹھی کو دیکھ کر تینوں دل ہی دل میں کچھ مرعوب سے ہو گئے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''شیریں آنٹی کا گھر کتنا خوبصورت ہے نا'' عفیفہ نے وسیط سے سرگوشی میں کہا تو وہ محض سر ہلا کر رہ گیا۔

وہ گھر واقعی ان کے تصور سے کہیں زیادہ بڑا، شاندار اور خوبصورت تھا۔ انہوں نے ایسے گھر باہر سے تو دیکھے تھے لیکن ایسا ہی کوئی گھر ان کے اتنے قریبی عزیز کا ہوگا، اس کا انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا۔

''چلیں نا بھائی اندر.....'' وسیط نے باسط بھائی کو شش و پنج میں وہیں کھڑے دیکھ کر کہا۔

''ہاں چلتے ہیں، یہ سبطین نظر نہیں آ رہا۔ ہم لوگوں کو تو یہاں کوئی اور جانتا بھی نہیں۔''

''نانو بھی تو ہوں گی'' عفیفہ نے یہاں سے وہاں تک بکھرے خوش باش چہروں میں اس پُر شفقت چہرے کو ڈھونڈنے کی کوشش کی۔

سبطین جس کی نظریں کافی دیر سے ریسیپشن پر ہی بھٹک رہی تھیں، انہیں دیکھ کر وہ زویا سے باتیں ادھوری چھوڑ کر تیزی سے وہاں چل دیا۔ وہ اس کے یوں ایک دم چلے جانے پر وہیں دیکھنے لگا۔ اب وہ باسط بھائی سے گلے مل رہا تھا۔ پھر اس نے وسیط کو گلے لگایا۔ وہ ان کے ساتھ بے انتہا دلکش شخصیت کی مالک کون تھی۔

اس کے دل کو ایک عجیب سی بے چینی ہوئی۔ سبطین کا رویہ بتا رہا تھا کہ وہ پہلے بھی ان لوگوں سے ملتا رہا ہے۔ وہ بے قراری سے نامحسوس طریقے سے ان کے نزدیک ہوتی گئی۔

شیریں بھی قریب ہی تھیں۔ سبطین کے پاس انجان چہروں کو دیکھ کر وہ سمجھ گئیں کہ وہ تینوں کون ہیں۔ وہ اس کے بلائے بغیر ایک عجیب سی کشش کے ساتھ وہاں کھنچی چلی آئیں۔

''شیریں آنٹی..... یہ.....'' سبطین نے ان کا تعارف کرانا چاہا۔

''میں جانتی ہوں'' انہوں نے اسے ٹوک دیا۔ پھر عفیفہ کے دونوں ہاتھ تھام کر اس کا چہرہ چند لمحوں تک تکتی رہیں۔ پھر ایک دم جانے کس جذبے کے تحت بے ساختہ اسے گلے سے لگا لیا۔

انہیں ستارہ کبھی عزیز نہیں رہی تھی لیکن اس کی اولاد پتا نہیں کیوں اپنے دل سے بے حد نزدیک محسوس ہو رہی تھی۔

عفیفہ کا وجود دھیرے دھیرے کانپ رہا تھا۔ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ یہاں اس وقت اتنے لوگوں کے درمیان کوئی بھی جذباتی کیفیت لوگوں کو الجھن اور شک میں مبتلا کر سکتی تھی جو نانو کے لئے بھی شاید ٹھیک نہ ہوتا۔

انہوں نے آہستگی سے اسے خود سے علیحدہ کیا۔ پیار سے اس کا ماتھا چوما۔ پھر باسط اور وسیط کو پیار سے گلے لگایا۔ وہ دونوں بھی ایک عجیب سی کیفیت سے دوچار تھے۔

خود شیریں کو اپنے آپ پر حیرت ہو رہی تھی۔ وہ اتنی جذباتی تو کبھی نہیں تھیں لیکن آج ایک نیا سا احساس ان کے اندر اترا تھا۔ جسے وہ کوئی بھی نام دینے سے قاصر تھیں۔ تینوں بہن بھائیوں کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن تینوں ہی صبر کا دامن تھامے ہوئے تھے۔

اور کچھ دور کھڑی زویا بہت حیرت سے پہلی مرتبہ اپنی ماں کو یوں جذباتی ہوتے دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی اجنبی چہروں کے ساتھ۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''پتا نہیں کون لوگ ہیں، مما تو ایسے مل رہی تھیں جیسے بہت پہلے سے جانتی ہوں۔ سبطین کے کوئی جاننے والے ہیں شاید لیکن مما کو اس قدر ایکسائیٹڈ ہونے کی آخر کیا ضرورت ہے اور یہ لڑکی!'' اس نے غور سے عفیفہ کو دیکھا۔

وہ واقعی ایسی شخصیت کی مالک تھی جو پہلی ہی نظر میں متاثر ہو جاتا۔ وہ بھی خواہ مخواہ اس سے متاثر ہو رہی تھی۔ حالانکہ خود وہ کچھ کیا کم تھی۔ لیکن کچھ لوگوں میں حسن کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی کشش بھی ہوتی ہے کہ انسان بے اختیار کھنچا چلا جاتا ہے اور وہ بھی بے ساختہ اس کی جانب کھنچتی چلی گئی۔ شیریں نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ کچھ بھی تھا، یہ خون کی کشش تھی یقیناً۔

''تم اس قدر پیاری ہو، بالکل اپنی ماں کی طرح'' شیریں کہہ رہی تھیں۔

سبطین نے حیرت سے بے ساختہ انہیں دیکھا۔ جتنا وہ انہیں جانتا تھا۔ ان سے ایسے رویے اور لفظوں کی امید نہیں تھی۔

عفیفہ کی شفاف آنکھوں میں نمی اتر رہی تھی۔ وہ بہت ضبط سے مل رہی تھی۔ خالہ کا رشتہ ماں کے بعد کتنا قریبی ہوتا ہے۔ وہ دوبارہ ان کے گلے لگ جانا چاہتی تھی۔ ان کے سینے سے لگ کر وہ سارے آنسو بہانا چاہتی تھی جو اس کے اندر سالوں سے جمع تھے لیکن وہ انہیں صرف دیکھ کر رہ گئی تھی۔

''زویا ان سے ملو، یہ باسط ہیں، یہ وسیط اور یہ عفیفہ!'' یہ سبطین کے دوست ہیں۔'' انہیں جونہی زویا کی موجودگی کا احساس ہوا۔ انہوں نے اس کا ان تینوں سے تعارف کرایا۔

''ہیلو!'' وہ خوش دلی سے تینوں سے ہاتھ ملانے لگی۔

وسیط نے انتہائی دلچسپی سے اس بے حد حسین، الٹرا ماڈرن اور ویل ڈریسڈ لڑکی کو دیکھا۔ جو اس کی فرسٹ کزن تھی یہ اور بات تھی کہ وہ خود اس رشتے سے لاعلم تھی۔

باسط اور عفیفہ تو اپنے مزاج کے مطابق انتہائی سنجیدگی سے اس سے ملے تھے لیکن وسیط کے انداز میں گرم جوشی تھی اور چہرے پر دوستانہ سی شریر مسکراہٹ۔ خود زویا نے اسے محسوس کیا تھا۔

''سبطین نے کبھی آپ لوگوں کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ یہ ہر بات مجھے بتاتا ہے۔'' اس نے کن انکھیوں سے عفیفہ کو دیکھتے ہوئے جتایا۔

سبطین اس کی بات پر حیران رہ گیا۔ وہ کون سا اس سے اپنی ہر بات ڈسکس کرتا تھا۔ وہ تو اس سے مل ہی اتنا کم پاتا تھا۔ اسی بات کا شکوہ تو رہتا تھا زویا کو۔

''کوئی بات نہیں، اب تو ملوا دیا آپ لوگوں سے، یہ ان ہی کی مہربانی ہے..... ورنہ ہم کہاں اور آپ کہاں؟'' وسیط نے جواباً مسکرا کر کہا۔

شیریں اور سبطین دونوں اس کی بات کا مطلب بخوبی سمجھ گئے تھے۔

''زویا، تم عفیفہ کو اپنی فرینڈز سے ملواؤ اور یہ عمر کہاں ہے؟'' شیریں زویا کو اب وہاں سے ٹال دینا چاہتی تھیں۔

''ہوگا یہیں کہیں، اپنے دوستوں میں'' اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''آیئے عفیفہ، میں آپ کو نانو کے پاس لے چلتا ہوں۔ آپ ان کے ساتھ ایزی فیل کریں گی، بور بھی نہیں ہوں گی۔ ہماری نانو بہت پیاری شخصیت کی مالک ہیں'' اس لفظ ''ہماری'' میں بہت کچھ پوشیدہ تھا لیکن بظاہر زویا کے سامنے اس ''ہماری'' میں نانو صرف اس کی اور سبطین کی نانی تھیں۔ عفیفہ یہ بات سن کر ہی کھل گئی تھی۔

''نانو بھی آئی ہیں؟''

''تو آپ لوگ نانو کو بھی جانتے ہیں؟'' زویا کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

''آپ کی نانو کو جاننا کیا اتنا ہی انوکھا واقعہ ہے؟'' وسیط زویا کی آنکھوں میں جھانک کر مسکرایا تو وہ جز بز سی ہو گئی۔

اسے اس بلا کے بے تکلف نوجوان سے کچھ الجھن سی ہو رہی تھی۔ حالانکہ وہ ایسے ہی مزاج کے مالک لوگوں کے درمیان رہتی تھی۔

سبطین موقع غنیمت جان کر عفیفہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہاں سے کھسک لیا۔

دونوں کو ہمراہ جاتے دیکھ کر شیریں کو عجیب سے احساسات نے گھیر لیا۔ پتا نہیں انہیں کیوں دونوں کا ایک ساتھ جانا اچھا نہیں لگا تھا۔

نانو تو عفیفہ کو دیکھ کر جیسے سکتے میں رہ گئی تھیں۔

''لیجئے نانو سنبھالئے انہیں،، یہ بالکل بور نہ ہوں ورنہ آئندہ نہیں آئیں گی کبھی یہاں۔'' سبطین نے نانو کے پاس پہنچ کر کہا۔

''ہرگز نہیں، میں اپنی بیٹی کو کبھی بور نہیں ہونے دوں گی'' انہوں نے اٹھ کر اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔ وہ ان کی محبت پر سرشار ہو کر بے ساختہ ان کے گلے لگ گئی۔

کیسی ٹھنڈک اور سکون تھا..... ان کا وجود تو پورا کا پورا جیسے محبت کی تفسیر تھا۔ ان کے روئیں روئیں سے اس کے لئے محبت امڈ رہی تھی۔

حالانکہ وہ تو اصل حقیقت سے آگاہ بھی نہیں تھیں۔ نہ اس کے اور اپنے رشتے کو جانتی تھیں۔

''کیسی ہو بیٹی تم، اس روز کے بعد تم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی حالانکہ میں نے سبطین سے کہا تھا کہ تم لوگوں کو بلائے۔ میں تم سے ملنا چاہتی تھی'' وہ ایک ٹک اسے دیکھ رہی تھیں۔ عفیفہ کے دل کو کچھ ہونے لگا۔

''میں بھی آپ سے ملنا چاہتی تھی، آپ مجھے بہت اچھی لگی تھیں۔ بہت مہربان اور اپنی سی.....''

''اوہ، میری بچی!'' نانو تو اس کے لفظوں پر گویا قربان ہو گئیں۔ ''پتا نہیں کیوں لگتا ہے جیسے تم سے کوئی تعلق ہے۔ بالکل قریبی، پتا نہیں ایسا کیوں ہوتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ تم بالکل میری بیٹی کی طرح ہو، میری ستارہ.....!'' وہ بولتی گئیں۔

عفیفہ ششدر رہ گئی تھی۔ اس کے لب گویا سل گئے تھے۔

''تمہاری ماں!'' وہ کچھ پوچھتے پوچھتے رکیں ''تمہاری ماں کا کیا نام ہے؟''

امتحان کی گھڑی آ گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ان کے سوال کا کیا جواب دے۔ کوئی مدد..... کوئی کمک..... اس نے بے بسی سے ادھر ادھر دیکھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''جی ان کا نام.....'' اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ وسیط اسے ڈھونڈتا وہیں چلا آیا تھا۔

''یار عافی، میں اتنا سخت بور ہو رہا ہوں۔''

نانو نے دلچسپی سے اس کھلنڈرے نوجوان کو دیکھا اور عفیفہ نے سکون کا سانس لیا۔

''میں یہاں سبطین بھائی کی نانو کے پاس بیٹھی تھی۔ تم ان سے ملے ہو نا اس روز مارکیٹ میں.....؟''

''ہاں ہاں'' وہ ٹھٹک کر انہیں دیکھنے لگا۔ اس روز مارکیٹ میں تو وہ انہیں باسط بھائی کے دوست کی نانی سمجھ کر ملا تھا۔ لیکن اب تو وہ ان کے اور اپنے درمیان موجود رشتے کو بھی جان چکا تھا۔

''بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر' کیا میں آپ کو نانو کہہ سکتا ہوں؟'' اس کی آواز میں خفیف سی لرزش تھی۔

نانو کی آنکھوں میں اس کے لئے بھی نرمی اور محبت اتر آئی۔ وہ خود حیران تھیں کہ انہیں ان بچوں میں ایسی کون سی کشش محسوس ہو رہی ہے کہ دل کھنچا چلا جا رہا ہے۔ فطرتاً وہ محبت بھرا گداز دل رکھتی تھیں لیکن یہاں معاملہ اور ہی تھا۔ خاص کر عفیفہ کے لئے تو ان کا دل بہت ہی ہمک رہا تھا۔

''ہاں بیٹا' کیوں نہیں؟ تم لوگ بھی میرے اپنے بچے ہو۔ یہاں بیٹھو میرے پاس'' انہوں نے وسیط کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے بیٹھ کر انہیں دیکھنے لگا۔

کیسی گریس فل اور شاندار شخصیت کی مالک تھیں وہ، ایک بار دیکھنے کے بعد بار بار دیکھنے کو جی چاہتا تھا۔

''کیا دیکھ رہے ہو؟'' وہ شفقت سے مسکرائیں۔

''آپ اتنی اچھی کیوں ہیں؟'' وسیط نے بے ساختہ کہا تو ان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

''کیونکہ تم خود بہت اچھے ہو بہت پیارے..... بہت خوش نصیب ہیں تمہارے ماں باپ۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اتنے پیارے پیارے بچے دیے ہیں۔ میں ان سے ملنا چاہوں گی۔''

''جی ضرور'' جواباً وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ اس کے اختیار میں بس اتنا ہی تھا۔

اس دوران میں کھانے کا دور شروع ہوا تو شیریں ان دونوں کو بلانے چلی آئیں اور وہ دونوں جوان کی باتوں سے تھوڑے پریشان سے ہو چلے تھے۔ ان کی آمد پر مطمئن ہو گئے۔

☆

زویا کی آنکھوں میں بار بار ایک ہی منظر گھوم رہا تھا۔

وہ سبطین کو تلاش کرتے ہوئے وہاں آئی تھی۔ وہ اس وقت تنہا اور خاموش کھڑا ایک جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کی توجہ کا مرکز کون تھا۔ یہ جاننے کے لئے زویا نے بھی اسی جانب نظریں دوڑائیں تو جیسے سکتے میں رہ گئی۔ وہ یقیناً عفیفہ تھی۔ جو اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ ایک ٹیبل پر بیٹھی تھی۔

''تو یہ سبطین.....'' اس سے زیادہ زویا سے سوچا ہی نہ جا سکا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ تو پہلے ہی دن سے سبطین سے ہار بیٹھی تھی۔ وہ اس کے دوستوں سے بہت مختلف لیکن بہت خاص تھا۔ ہر لحاظ سے بے حد مکمل۔ جسے دیکھ کر کوئی بھی لڑکی خود کو بھول سکتی تھی۔ اس سے پہلے لڑکے اس سے متاثر ہوا کرتے تھے لیکن وہ پہلا شخص تھا جس سے مل کر وہ اپنے ناز نخرے سب بھول گئی تھی۔

''کیا ہوا، کیا دیکھ رہے ہو؟'' اس نے اچانک پیچھے سے پہنچ کر پوچھا تھا تو وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔

''ہاں کچھ نہیں، بس یونہی!''

''اچھی لڑکی ہے'' اس نے لفظوں کو چبا چبا کر ادا کیا تھا۔

سبطین چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہا۔ کیا مقصد تھا اس کا اس بات سے۔ اگر وہ کزن اور دوست ہونے کے ناطے اسے چھیڑ رہی تھی تو اس کا لہجہ رقابت سے چور کیوں تھا۔ وہ اس کے چہرے پر اترے حسد کو بخوبی سمجھ رہا تھا۔ لیکن یہ تو اس کا پرسنل معاملہ ہے۔ پھر کسی اور کو اس بارے میں اس طرح کہنے کی اجازت وہ نہیں دے سکتا تھا۔

''مطلب کیا ہے تمہارا؟'' اس نے تیکھے لہجے میں پوچھا تو وہ طنزیہ مسکرائی۔

''کوئی خاص نہیں۔''

''شاید تم کچھ کہنا چاہتی ہو، کھل کر کہو..... میں مہمل باتیں پسند نہیں کرتا۔''

''بس یہی کہ بندے کو کسی کو دوست بناتے وقت اپنی کلاس ضرور دیکھ لینی چاہیے۔ یہ بہن بھائی اپنے طور طریقوں اور انداز سے ہی کسی عام سے مڈل کلاس گھرانے سے لگ رہے ہیں۔ تم نے انہیں یہاں بلا لیا، تمہاری مرضی یہاں تک تو چل سکتا ہے لیکن اس سے آگے جانا تمہاری بڑی بے وقوفی ہوگی کیونکہ یہ کلاس کبھی ہم لوگوں میں گھل مل نہیں سکتی۔ ہمیشہ احساسِ کمتری کا شکار رہتی ہے۔''

''تم اپنے مشورے اپنے پاس رکھو، میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ مجھے کن لوگوں سے تعلق رکھنا ہے اور کن لوگوں سے نہیں۔ پھر میرے نزدیک کلاس ولاس کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ میں لوگوں کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔''

''اچھا' اس کا مطلب ہے کہ تم نے فیصلہ کر لیا ہے؟''

''میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا'' وہ جھنجلایا تھا۔ ''اور پلیز' تم مجھ سے اس قسم کی باتیں مت کرو۔ میں ان باتوں کا عادی نہیں ہوں۔ نہ ہی ایسے لہجے مجھ سے برداشت ہوتے ہیں۔''

''او کے..... سوری!'' وہ یہ سن کر ہی مطمئن ہو گئی تھی کہ اس نے ابھی کسی قسم کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ وہ بھی بہت سی خوبیوں سے مالا مال تھی۔ اسے اپنے حسن پر بہت یقین تھا جو اچھے اچھوں کے ہوش اڑا دیتا تھا۔ پھر یہ لڑکی تو صرف حسین ہی تھی۔ اس کے پاس نہ تو اونچا خاندان تھا، نہ ہی بے پناہ دولت اور نہ ہی اعتماد۔ وہ اسے خاصی دبو سی لگی تھی۔ ایک چھوٹے سے گھر میں رہنے والی عام سی لڑکی۔''

''صرف خوبصورتی سے کیا ہوتا ہے'' اس نے خود کو تسلی دی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''سبطین صرف میرا ہے۔ میں اسے اتنی آسانی سے کسی اور کا نہیں ہونے دوں گی'' اس نے سبطین کے بے پناہ خوبصورت چہرے کو تکتے ہوئے سوچا تھا۔

اسی وقت عمر انہیں ڈھونڈتا ہوا وہاں چلا آیا تھا۔ ''یار سبطین! وہ تمہارے نئے فرینڈز کہاں ہیں۔ مما کہہ رہی تھیں کہ میں ان سے مل لوں۔''

''ہاں..... ہاں' کیوں نہیں۔ آؤ میں ملواؤں تمہیں' وہ اسے لئے ہوئے وہاں چل دیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی زویا ان کے ہمراہ چل پڑی تھی۔

سبطین نے عمر کا تعارف ان تینوں سے کروایا۔ خلاف توقع وہ ان سب سے بہت اچھی طرح ملا تھا۔

''آپ سب سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور یہ سبطین کی غلطی ہے کہ اس نے اب تک آپ لوگوں کو ہم سے کیوں نہیں ملوایا۔ اب اس کی پنش منٹ میں اسے ہم سب کو کسی اچھی جگہ کھانا کھلانا ہوگا۔'' وہ باسط بھائی سے کہہ رہا تھا۔

''مجھے منظور ہے۔'' سبطین کھل کر مسکرایا تھا۔

اسے یوں مسکراتے دیکھ کر وہ دل ہی دل میں پھر سے سلگ کر رہ گئی تھی۔

اس وقت سے اب تک وہ مسلسل یہی سب سوچے جا رہی تھی۔ اسے ان لوگوں کے ساتھ سبطین کا یوں گھلنا ملنا اور خوش قطعی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ لیکن وہ اس کا پابند نہیں تھا اور وہ اسے اپنی ذات کا پابند بنا لینے کے طریقے سوچ رہی تھی۔

☆

سپر ایجنٹ صفدر

سپر ایجنٹ صفدر، مظہر کلیم کی عمران سیریز کا ایک اور تیز رفتار اور ایکشن سے بھرپور ناول ہے۔ مظہر کلیم کے اس ناول کا تھیم سیکریٹ سروس کے ایجنٹوں کی انفرادی کارکردگی اور صلاحیتوں پر مبنی ہے۔ مظہر کلیم اس سے پہلے بھی اس طرح کے کئی ناول لکھ چکے ہیں جیسے ''ڈیشنگ ایجنٹ'' اور ''جولیانا مشن'' وغیرہ۔ اس بار پاکیشیا سیکریٹ سروس کے چیف ایکس ٹو نے صفدر کو ایک انتہائی خطرناک مشن سپرد کیا ہے اور وہ مشن ہے دشمن ملک کی فوجی لیبارٹری سے ایک اہم فارمولا کی چوری۔ یہ لیبارٹری بہت خطرناک صحرا کے وسط میں واقع ہے جہاں ہر وقت طوفانیں ہوائیں چلتی رہتی ہیں اور ان ہواؤں کو پار کر کے اس لیبارٹری تک پہنچنا ناممکن۔ صفدر کو اکیلے اس ناممکن مشن کو ممکن بنانا ہے اور خود کو سپر ایجنٹ ثابت کرنا ہے۔ کیا صفدر اپنے اس مشن میں کامیاب ہو گیا؟ کیا باقی سیکریٹ سروس محض تماشائی بنی رہی؟ کیا عمران موت سے پنجہ آزمائی کر کے صفدر کی مدد کو پہنچا؟ ان سب سوالوں کے جواب جاننے کے لئے پڑھیئے ناول ''سپر ایجنٹ صفدر''۔

''**سپر ایجنٹ صفدر**'' کتاب گھر پر دستیاب ہے۔ جسے **ناول** سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''شیریں آنٹی کی فیملی کیسی لگی تمہیں؟'' دوسرے روز جب عفیفہ اور وسیط تنہا تھے، اس نے وسیط سے پوچھا تو وہ بے پروائی سے سر ہلا کر رہ گیا۔

''بس ٹھیک ہی تھے وہ لوگ''

''ایسا تو مت کہو، فرقان انکل تو مجھے بہت ہی اچھے لگے، کتنی محبت سے ملے تھے۔''

''ہاں، ایک وہی ٹھیک تھے۔ باقی سب تو بالکل ویسے ہی تھے جیسے اس کلاس کے لوگوں کو ہونا چاہیے''

''لیکن امی کتنی مختلف تھیں نا وسیط؟ لگتا ہی نہیں تھا کہ کسی اتنے بڑے گھر میں پیدا ہوئی ہوں گی۔ عام سے لوگوں کی طرح زندگی گزاری انہوں نے ہمیشہ! گھر کے کام، ہماری پرورش، گفتگو، رہن سہن ہر بات میں وہ کتنے عام سے طریقے سے رہا کرتی تھیں۔ کون کہہ سکتا تھا کہ وہ اتنے بڑے گھرانے کی بیٹی ہیں۔''

''نہیں عافی، بے شک وہ عام عورتوں کی طرح ساری عمر گھر داری میں الجھی رہیں لیکن ان کی شخصیت میں ایک شان تھی جو اونچے گھرانوں کی عورتوں میں نظر آتی ہے۔''

''ہاں لیکن کتنی سادہ، دھلا ہوا چہرہ، عام سوتی کپڑے۔ سبزی گوشت میں الجھی ہوئی، ابا کی خدمتیں، ہم لوگوں کا خیال اور تو اور محلے بھر کے کام کرنا، کیا یہ سب اپر کلاس کی لڑکی یا عورت کر سکتی ہے؟'' عفیفہ نے کہا تو وہ مسکرایا۔

''پتا نہیں ابا، میں کیا نظر آیا انہیں۔ اتنے سڑیل مزاج اور امی اس قدر خوش مزاج، وہاں پیسے کی فراوانی یہاں بس ضرورت کی حد تک، نانا جان کا اتنا بڑا گھر، یہ چھوٹے سے علاقے کا چھوٹا سا گھر..... سچ ہے عورت بڑی ناقص العقل ہوتی ہے۔''

''وسیط!'' عفیفہ نے ناراضی سے اسے گھورا ''تم امی کو اس طرح کہہ رہے ہو؟''

''میں عورت کو کہہ رہا ہوں مائی ڈیر سسٹر!''

''اور خود تمہارا مردوں کے بارے میں کیا خیال ہے، بہت عقل ہوتی ہے تم مردوں میں؟''

''ہاں وہ تو ہے، میں کسی ایسی ویسی لڑکی کو پسند نہیں کروں گا، تم فکر مت کرو۔''

''جی نہیں، یہ کام میں تم پر قطعی نہیں چھوڑ سکتی، تمہارا کیا بھروسہ، تمہارے لئے لڑکی میں خود پسند کروں گی۔''

''توبہ کرو، تم پر چھوڑ دیا تو تم باسط بھائی کی طرح کوئی بڑی عمر کی خاتون ڈھونڈ لاؤ گی میرے لئے۔''

''وسیط!'' عفیفہ اس کی بات پر حیران رہ گئی ''تمہیں اس طرح نہیں کہنا چاہیے۔ آسیہ باجی یا ان کے گھر کا کوئی فرد سن لے تو اسے کتنا دکھ ہو گا۔ خود باسط بھائی کو کتنا برا لگے گا اور اب وہ ہمارے گھر کی عزت ہیں، ہماری ہونے والی بھابی ہیں۔ ان کی ایک چھوٹی سی خامی کو بار بار دہرانا کتنا نامناسب ہے لیکن.....''

''ارے یار، تم تو سنجیدہ ہو گئیں'' وسیط نے اس کی بات کاٹ دی ''میں تو مذاق کر رہا تھا۔''

''ایسے مذاق جس میں کسی کی تضحیک یا تذلیل کا پہلو نکلے وہ مذاق نہیں ہوتے'' وہ بُری طرح سنجیدہ ہو گئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''آئی ایم سوری یار! آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ چلو موڈ ٹھیک کرلو۔'' اس نے ہنستے ہوئے نظر اٹھائی اور دروازے پر نوین کو کھڑے پا کر سکتے میں رہ گیا۔

پتا نہیں کب وہ وہاں آ کر کھڑی ہوئی تھی لیکن اس کے چہرے پر پھیلی سنجیدگی بتا رہی تھی کہ اس نے سب باتیں سن لی ہیں ورنہ اس کے ساتھ تو اس کا رویہ ہمیشہ چھیڑ چھاڑ کا رہتا تھا۔

''نوین، آؤ..... وہاں کیوں کھڑی ہو'' خود عفیفہ بھی اسے دیکھ کر گڑبڑا گئی تھی۔ ''ایک تو یہ وسیط کا بچہ!'' اس نے جھنجلا کر سوچا'' کبھی جو دروازہ بند کر کے آجائے۔''

''چلو اب تم دونوں اکٹھا ہو گئی ہو تو میرے لئے چائے کے ساتھ کچھ بناؤ شرافت سے، بہت بھوک لگ رہی ہے'' وسیط نے جان بوجھ کر موضوع تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ زندگی میں پہلی بار وہ اندر ہی اندر بے حد شرمندہ ہوا تھا۔

''اسی لیے لوگ کہتے ہیں وسیط صاحب کہ ضرورت سے زیادہ بے مقصد بولنا بے وقوفی ہوتی ہے۔'' اس نے نوین کے چہرے پر پھیلی ہوئی سنجیدگی کو دیکھ کر سوچا حالانکہ اس کا مقصد کسی کا دل دکھانا ہرگز نہیں تھا لیکن وہ ان لوگوں میں سے تھا جو بولنے سے پہلے کچھ نہیں سوچتے۔ چاہے وہ کسی کو دکھ نہ دینا چاہتے ہوں، بس انہیں تو بولنے سے مطلب ہوتا ہے۔

''ہاں چلو، نوین سموسے بناتے ہیں۔ میں نے سموسے کی پٹیاں کل منگوائی تھیں وسیط سے تاکہ بہت سے سموسے بنا کر فریز کر سکوں لیکن فرصت ہی نہیں ملی'' عفیفہ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں، میں چلوں گی۔ پتا نہیں کس کام سے آئی تھی، بھول ہی گئی پھر آؤں گی'' وہ جانے کو پلٹی تو وسیط کی آواز نے اس کے قدم روک لیے۔

''میں جانتا ہوں نوین کہ تمہیں برا لگا ہے لیکن میرا مقصد ہرگز بھی آسیہ باجی میں کوئی خامی نکالنا نہیں تھا۔ میں تو یونہی عفیفہ کو چھیڑ رہا تھا۔ آئی ایم سوری! لیکن پلیز تم آسیہ باجی سے کچھ مت کہنا۔''

''تمہیں صفائیاں دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے'' وہ پلٹی اور اسے گھورنے لگی۔ پھر کچھ دیر بعد مسکرا دی'' مجھے معلوم ہے تمہاری زبان کے آگے خندق ہے۔ بات کا کوئی مطلب نہیں ہوتا، بس بولنا ہوتا ہے۔''

''چلو، آج تمہیں موقع ملا ہے، بول لو..... کہہ لو'' اس کے موڈ کو ٹھیک دیکھ کر وہ سکون سے مسکرایا'' لیکن پلیز میری بہن کے ساتھ سموسے بنوالو، بہت زوردار بھوک لگی ہے''

''ایک تو تمہاری بھوک؟'' وہ چڑ کر بولی۔

''اور اس کا خوشگوار انداز دیکھ کر عفیفہ کے سر سے بھی ایک بوجھ سرک گیا تھا۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صبح ہی سے بادل گھر گھر کر آ رہے تھے۔اس بار اللہ تعالیٰ کراچی والوں پر بہت مہربان تھا۔ورنہ ہر سال ساون ایک آدھ جھلک دکھا کر غائب ہو جاتا تھا لیکن دو تین دن سے روز بارش ہو رہی تھی۔

اس موسم میں وہ ہمیشہ کی طرح بے حد اداس ہو جایا کرتی تھی۔اسے امی بے حد یاد آتی تھیں جو اس موسم کی دیوانی تھیں۔

اس وقت بھی وہ بادلوں کو دیکھ دیکھ کر گہری یاسیت کے ساتھ امی کو یاد کر رہی تھی کہ بیل بجی۔شام چار بجے اس گھر میں کبھی کسی کی واپسی نہیں ہوتی تھی۔سب سات بجے کے بعد لوٹا کرتے تھے۔

''نوین ہوگی، پکوڑوں کی دیوانی۔سوچ رہی ہوگی کہ میں خواہ مخواہ اداس ہوں گی''اس نے اداسی کو سر سے جھٹک کر مسکرانے کی کوشش کی اور اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

دروازے پر باسط بھائی کے ساتھ سبطین کو دیکھ کر وہ سامنے سے ہٹ گئی۔

''کیا ہو رہا ہے؟ ہم نے سوچا تم اکیلے یہ موسم کیوں انجوائے کرو، اس لئے چلے آئے۔سبطین کسی کام سے میرے آفس آیا تھا۔اسے بھی زبردستی لے آیا کہ چلو عافی کے ہاتھ کے پکوڑے اور گرم گرم چائے ہو جائے۔''

''جی.....!''اس نے دونوں کو سلام کیا اور اندر جانے لگی۔

''نوین کو بلوا لو، ایک دو چیزیں اور بنا لینا''اس کے پیچھے جا کر وہ آہستگی سے بولے۔

''میں بنا لوں گی باسط بھائی!''

''اچھا ٹھہرو میں بلا کر لاتا ہوں''وہ جواب کا انتظار کئے بغیر باہر چلے گئے اور کچھ ہی دیر بعد وہ وہاں کی بیل بجا رہے تھے۔

دروازہ کھولنے والی آسیہ تھیں۔انہیں دیکھ کر وہ گڑبڑا سی گئیں۔حالانکہ اس سے پہلے بھی ان کی باسط سے کوئی بے تکلفی نہیں تھی۔وہ فطرتاً کچھ ریزرو طبیعت کی مالک تھیں۔خود باسط ایسے ہی تھے لیکن اب تو دونوں کے درمیان ایک نازک اور خوبصورت سا رشتہ قائم ہو گیا تھا۔باسط انہیں دیکھ کر کھل کر دلکشی سے مسکرائے۔

''حسنِ اتفاق کہ آپ سے ملاقات ہو گئی میں دراصل نوین کو بلانے آیا تھا۔عفیفہ اسے بلا رہی ہے۔''

''جی میں بھیجتی ہوں۔''وہ جانے کو پلٹیں۔

''مجبوری ہے کہ آپ وہاں نہیں ہیں۔نہیں تو نوین کی امداد کی ضرورت نہیں تھی''ان کی آواز میں جو کھنک تھی اس پر خود انہیں بھی حیرت تھی۔وہ ایسے شوخ مزاج کے مالک تو نہیں تھے۔

''فی الحال اسی پر اکتفا کریں''آسیہ نے تیزی سے جواب دیا اور اسی تیزی سے اندر چلی گئیں۔باسط ان کی بات پر مسکراتے ہوئے پلٹ گئے۔

''خیریت، کون تھا؟''مہناز بیگم نے آسیہ کو یوں سرخ چہرہ لیے دیکھا تو پوچھنے لگیں۔

''وہ.....''ان کی سمجھ میں نہیں آیا، وہ باسط کا ذکر کس انداز سے کریں۔باسط عمر میں ان سے تھوڑے چھوٹے تھے۔اس لئے وہ ان کے

لئے کبھی آپ جناب یا تعظیم کا سا انداز اختیار نہیں کرتی تھیں لیکن اب ان کے رشتے کا تقاضا تھا کہ وہ ان کے بارے میں تمیز سے ذکر کریں۔

''باسط تھے امی!''

''باسط.....ارے، تو اندر کیوں نہیں بلایا؟''

''وہ فوراً ہی چلے گئے۔نوین کو بلانے آئے تھے، عافی نے بلایا ہے کسی کام سے۔''

''کس لئے؟'' ان کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

''مجھے نہیں معلوم امی، کوئی کام ہوگا ورنہ خود سے کب بلاتی ہے۔میں بھیجتی ہوں نوین کو۔''

وہ نوین کو بتانے اندر چلی گئیں اور مہناز بیگم بڑبڑانے لگیں ''ہاں بھئی نوکر لگے ہیں ہم.....ان کے بلاوے پر دوڑے چلے جائیں گے۔''

نوین تو یہ جان کر ہی کہ باسط بھائی خود بلانے آئے تھے، آسیہ کو چھیڑنے لگی ''خالص فلمی اتفاق، مجھے بلانے کا تو بہانہ ہوگا اور ایک آپ ہیں، اندر تک نہیں بلایا۔کتنی بُری بات ہے آسیہ باجی!''

''بکواس مت کرو، جلدی جاؤ۔پتا نہیں کیا کام ہوگا عافی کو۔'' آسیہ کا چہرہ مزید گلابی ہوگیا۔

''ہاں اس کی بڑی فکر رہتی ہے آپ کو ابھی سے، جاتی ہوں۔آکر پوچھوں گی، کیا کیا باتیں ہوئیں؟''

''کوئی بات نہیں ہوئی نوین کی بچی! اب جاؤ'' انہوں نے اسے دھکا دیا تو وہ مسکراتے ہوئے مہناز بیگم کی خشمگیں نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

دروازہ کھلا ہوا تھا اور عفیفہ کچن میں مصروف تھی۔

''اوہو! یہاں تو ساون منانے کا زوردار اہتمام ہو رہا ہے'' کچن میں مختلف چیزیں بکھری دیکھ کر اس نے چہک کر کہا۔

''ہاں، آج باسط بھائی ذرا جلدی آ گئے تھے۔ساتھ میں ان کے دوست بھی ہیں اسی لیے.....'' اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

''کون سے دوست.....وہ والے.....؟ اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔

''وہ والے کون؟'' حالانکہ وہ سمجھ گئی تھی لیکن جان بوجھ کر انجان بن گئی۔

''وہی، جن کی جوڑی تمہارے ساتھ بہت جچتی ہے، تمہارے کزن؟''

''خدا کے لئے نوین!'' وہ دھک سے رہ گئی ''زبان سنبھال کر نہیں بول سکتیں تم۔ایک تم اور ایک وسیط، کبھی بولنے سے پہلے نہ سوچا کرو۔اندر باسط بھائی موجود ہیں۔سن لیں گے تو کیا سوچیں گے۔''

''وہی جو سوچ لینا چاہیے اب تک۔سچ عافی، اس کے ساتھ تمہاری جوڑی.....''

''پلیز نوین!'' اس نے دونوں ہاتھ جوڑے ''اس وقت تم اپنی چونچ بند رکھو اور میرا ہاتھ بٹاؤ پلیز! جس کے لئے تمہیں بلوایا ہے۔''

''اوہو'' تو تم لوگوں نے مجھے ماہر کک تسلیم کر ہی لیا'' وہ اس کے ہاتھ سے پیاز لے کر کاٹنے لگی۔

''مجبوری ہے' لو تم یہ چٹنی پیسو۔ مرضی ہے سل پر یا چوپر میں۔''

''پیاز تو کاٹ لوں۔ مشین نہیں ہوں، دو ہی ہاتھ ہیں۔''

''معلوم ہے، تمہارے چار بھی ہوتے تو کم تھے۔''

''اچھا بکواس مت کرو، فضول لڑکی! یہ بتاؤ' کیا کیا بنا رہی ہو؟''

''بس جلدی میں جو بھی بن سکتا ہے' سموسے تو فریزر میں رکھے تھے۔ ابھی پکوڑے اور وہی پھلکیاں......''

''اتنا سا کام تم سے نہیں ہو سکتا، سسرال جاؤ گی تو میرے بغیر کیسے کرو گی؟''

''اکیلے نہیں جاؤں گی، تمہیں بھی ساتھ لے جاؤں گی' وہ اسی کے انداز میں جواب دے کر پکوڑے تلنے لگی۔

''ناممکن ہے'' اس نے سر ہلایا ''لڑکا اکلوتا ہے، مجھے کس رشتے سے لے جاؤ گی۔''

اس کی بات کا مطلب سمجھ کر عفیفہ اسے گھورنے لگی ''تم نہ سدھرنا''

''مشکل ہے، اب تو میرے گھر والے بھی تھک چکے ہیں کوشش کر کر کے، تم پکوڑوں پر دھیان دو، جلے ہوئے پکوڑے کھا کر لڑکا بدک جائے گا کہ لڑکی پھوہڑ ہے۔ پکوڑے تک بنانے نہیں آتے۔''

اس سے پہلے کہ وہ اس کی بات کا جواب دیتی ایک دم تیز بارش ہوگئی۔ کچن کی کھڑکی سے باہر صحن کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔

''ہائے، عافی کتنی تیز بارش شروع ہوگئی ہے'' نوین بچوں کی سی خوشی سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ صحن میں جھانکنے لگی۔

''ہوں!'' وہ ایک دم گم صم سی ہوگئی تھی۔

بارش کی آواز سن کر باسط اور سبطین بھی باہر نکل آئے تھے۔

''آؤ عافی! دیکھو کتنی تیز بارش ہو رہی ہے۔ چھوڑ دو سب کچھ، بعد میں کر لینا'' باسط کو بھی بارش سے شدید عشق تھا۔ وہ اسے وہیں سے آوازیں دینے لگے۔ پھر کراچی والے جو چند بوندوں سے ہی خوش ہو جاتے ہیں، ان کے لئے یہ بارش کسی نعمت سے کم نہیں تھی۔

''چلو نا عافی! اس نے جلدی جلدی تیل میں ڈالے پکوڑے نکلوائے اور اس کا تقریباً ہاتھ کھینچتے ہوئے باہر نکل آئی۔

باسط نے نوین سے سبطین کا تعارف کروایا۔ وہ خوش دلی سے اسے ہیلو کہہ کر پھر سے بارش کی طرف متوجہ ہوگیا۔ لیکن اس کی نظروں کا مرکز عفیفہ تھی جو پتا نہیں کیوں چہرے پر ہلکی سی اداسی لیے خاموش نظر آ رہی تھی۔

''ہر خوش ذوق اور با ذوق آدمی بارش کا دیوانہ ہوتا ہے'' باسط کہہ رہے تھے۔

''ہاں یہ تو ہے، بارش ہمیں اندر سے مسکرانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ میں تو ایسے موسم میں اپنے ہر مسئلے کو بھول کر اسے خوب انجوائے کرتا ہوں'' سبطین نے جواب دیا۔

''لیکن اچھی لڑکی تم اپنی اداسی کا سبب تو بتاؤ'' وہ سوچ رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسی وقت فون کی بیل بجی تو باسط.....اندر چلے گئے۔

''اوہ سوری! میں نے چولھے پر چائے رکھی تھی۔ چولھا بند کر آؤں'' نوین کے دماغ میں پتا نہیں کیا آیا، فوراً اندر چلی گئی۔ عفیفہ اس کی اس حرکت پر دل ہی دل میں اسے بُرا بھلا کہہ کر رہ گئی۔

''کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کی آنکھوں میں یہ اداسی کیوں ہے؟'' اس کے جاتے ہی وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔

''اداسی!'' وہ اس کے یوں اچانک پوچھ بیٹھنے پر گڑبڑا سی گئی۔

''ہاں اتنی اچھی آنکھوں میں ایسی گہری اداسی، وہ بھی ایسے موسم میں، کتنی بُری بات ہے'' وہ اب براہِ راست اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

جواباً وہ خاموش رہی۔

''میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی جلدی اپنے پسندیدہ موسم میں یوں تنہا آپ کے ساتھ انجوائے کر سکوں گا۔ کبھی کبھی ہمارے خواب کتنی جلدی پورے ہو جاتے ہیں۔'' سبطین کے لبوں پر نہایت خوبصورت مسکراہٹ سج گئی تھی۔

''جی.....!'' وہ اس کی بات پر ششدر رہ گئی۔

''یہ خواب ابھی ادھورا ہے۔ اس کی حدیں یہاں تک نہیں ہیں لیکن خدا کی مہربانیوں سے مجھے کبھی انکار نہیں رہا۔ وہ دلوں کے حال بخوبی جانتا ہے اور نوازنا بھی جانتا ہے۔''

سبطین کی آواز میں جذبوں کی تپش تھی۔ وہ جی جان سے کانپ گئی۔ اس کی زندگی میں ان باتوں کی گنجائش کہاں تھی اور پھر اس نے اپنے ہی گھر میں محبت کی جیسی ناقدری دیکھی تھی۔ اس کا محبت پر سے چھوٹی عمر میں ہی اعتبار اٹھ گیا تھا۔

''باسط بھائی، اندر لاؤنج میں ہوں گے۔ میں چائے نکالتی ہوں۔''

اسی چائے کا بہانہ بنا کر وہ اندر کچن میں چلی گئی۔ جس کے بہانے نوین انہیں تنہا چھوڑ گئی تھی۔

اور وہ اپنے اظہار کی اس پذیرائی پر بددل سا ہو کر پھر سے بارش کی برستی بوندوں کی جانب متوجہ ہو گیا۔

☆

شہزاد نے پھر سے گھر میں ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔ ''آخر آپ میرا رشتہ لے کر عفیفہ کے ہاں کیوں نہیں جاتیں؟''

''دماغ خراب ہے تمہارا تو..... میں صاف لفظوں میں کہہ چکی ہوں کہ وہ لڑکی مجھے قطعی قبول نہیں ہے۔ پھر وٹے سٹے کا رشتہ، بہت مسئلے ہوتے ہیں اس میں۔ اچھا بھلا بہن کا رشتہ ہو گیا ہے۔ خواہ مخواہ دراڑیں پڑ جائیں گی'' مہناز بیگم نے قطعی لہجے میں کہا۔

''یہ کس نے کہا آپ سے کہ ایسا ہر جگہ ہوتا ہے پھر عافی میں کیا خرابی ہے۔ ہر کام میں طاق ہے، سیدھی سادی ہے، خوبصورت ہے۔ دیکھی بھالی ہے اور سب سے بڑھ کر مجھے پسند ہے۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی باتوں پر مہناز بیگم حیرت سے اسے دیکھنے لگیں۔ وہ تو عفیفہ کا بہت مطیع لگ رہا تھا۔ کوئی بات انہیں اندر ہی اندر سلگانے لگی۔ ابھی سے اس کا یہ حال تھا۔ اگر یہ بات ہوگئی تو وہ پتا نہیں اس کے کتنے گن گائے گا۔

''تمہاری پسند سے کیا ہوتا ہے اور اگر تمہیں کوئی الٹی سیدھی چیز پسند آگئی ہے تو.....''

''امی' عفیفہ الٹی سیدھی چیز نہیں ہے۔ آپ کو تو خواہ مخواہ کا بیر ہے اس سے لیکن آپ نے اگر اس سے بلاوجہ کا بیر باندھ لیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور..... مجھے ہر حال میں اس سے شادی کرنی ہے۔ آپ ابو کو راضی کریں اور شرافت سے وہاں میرا رشتہ لے جائیں'' اس کی آواز میں دھمکی تھی۔

لیکن وہ بھی مہناز بیگم تھیں۔ دھمکی تو وہ اپنے باپ کی نہ سنتیں۔

''میرا دماغ مت خراب کرو، کام کاج تو کرو پہلے کوئی تب شادی کروں گی تمہاری۔ ایسے ہی لڑکی کوئی نہیں دے گا تمہیں۔''

''کرلوں گا کام بھی، کیا ہم لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ کھالے دو روٹی وہ بھی آکر تو کوئی کمی نہیں پڑ جائے گی آپ لوگوں کو'' وہ زور زور سے بڑبڑانے لگا۔

نوین' آسیہ اور بہزاد تینوں گھر میں موجود تھے۔ اس کے چیخنے پر وہاں چلے آئے۔

''صرف دو روٹی کی ہی ضرورت نہیں ہوتی ہے لڑکی کو، ہر ضرورت کے لئے ہمارے آگے ہاتھ پھیلائے گی کیا وہ۔ پھر شادی کا خرچا..... کون اٹھائے گا'' مہناز بیگم بھی اسی انداز میں چیخنے لگی تھیں۔

''تو اس آسیہ کی شادی میں بھی تو خرچا ہوگا۔ وہ کسی کو نظر نہیں آئے گا، میری مرتبہ حساب کتاب کرنے بیٹھ گئیں'' وہ بالکل ہتھے سے اکھڑا ہوا نظر آرہا تھا۔

''بیٹی کی شادی ماں باپ پر فرض ہوتی ہے۔ اسے رخصت کرنا ہوتا ہے، کم عقل لڑکے! دو بیٹیاں بیاہنی ہیں ہمیں پہلے ان کے فرائض سے سبکدوش ہو جاؤں پھر سوچوں گی تیرے بارے میں۔ اتنی عمر ہوگئی کبھی ایک دھیلا لا کر نہیں رکھا ماں باپ کے ہاتھ میں، شادی کرنے چلا ہے۔''

''دکھادوں گا کما کر بھی، پھر آپ نے وہاں جانے میں بہانے کیے تو دیکھنا.....!'' وہ سب کو خشمگیں نظروں سے گھورتا ہوا، وہاں سے چلا گیا۔

''پھر بھوت چڑھا ہے ان پر شادی کا؟'' نوین نے اس کے جانے کے بعد تشویش سے پوچھا۔ اس کے چند روز خاموش ہو جانے پر وہ مطمئن ہوگئی تھی کہ شاید ابو کے ڈانٹنے پر وہ سب بھول گیا ہے۔

''دیوانہ کر دیا ہے لڑکے کو، کسی کو خاطر میں ہی نہیں لا رہا'' مہناز بیگم بڑبڑائیں۔

''خود کو تو دیکھیں پہلے..... کسی قابل بھی تو ہوں اور عفیفہ جیسی لڑکی! اس کے تو پاؤں کی دھول بھی نہیں ہیں یہ'' نوین کے کہتے ہی مہناز بیگم تو جیسے آپے سے باہر ہوگئیں۔

''ہاں' عفیفہ جیسی لڑکی..... ماں کے گن تو آئیں گے اس میں۔ لڑکوں کو پھنسانے کا کام ہی تو آتا ہے انہیں، جیسی ماں تھی ویسی ہی بیٹی بھی ہے۔''

''امی..... امی..... خدا کے لئے..... امی بہزاد بھی ہے یہاں! چلو بہزاد' جاؤ تم یہاں سے'' آسیہ نے بہزاد کو وہاں سے جانے کا اشارہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا۔ وہ تو پہلے ہی ماں کے تیور دیکھ کر وہاں سے کھسکنے کے بارے میں سوچ رہا تھا، فوراً چلا گیا۔

''امی، آپ خیال تو کر لیا کریں۔ بہزاد ابھی بچہ ہے۔ پھر عفیفہ کا اس میں کیا قصور ہے، شہزاد خود اس کے پیچھے لگا ہے۔ وہ کون سا یہاں آتی ہے جو ایسا کوئی کام کر سکتی۔ اس بے چاری کو تو گھر کے دھندوں سے فرصت نہیں ملتی۔ شہزاد کو دیکھ کر تو ویسے بھی اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگتا ہے۔ اتنی خوف زدہ ہو جاتی ہے۔ وہ امی ستارہ خالہ سے آپ کے جو بھی اختلافات رہے ہوں لیکن اس کی سزا اس معصوم کو مت دیں۔ اس کی کردار کشی کرتے ہوئے اللہ سے ڈریں، آپ کے آگے بیٹیاں ہیں'' کہتے کہتے ان کی آواز کپکپانے لگی۔

نوین خود سکتے کے عالم میں ماں کے چہرے کو تک رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ اس کی ماں کا چہرہ تھا۔ جو اپنی نفرت میں اس حد تک جا سکتی تھیں کہ کسی بے گناہ اور معصوم لڑکی کے کردار کو آلودہ کرنے سے نہیں چوکتی تھیں۔

''میری بیٹیاں ایسی نہیں ہیں اور نہ ہی میں خود ایسی ہوں، اس کی تو ماں.....'' وہ نفرت سے بتانے لگیں تو آسیہ نے ان کی بات کاٹ دی۔

''پلیز امی! اس کی ماں کیسی تھی، یہ سارا زمانہ جانتا ہے۔ ہر شخص گن گاتا ہے آج تک ان کے۔''

''ہاں، تبھی ماں باپ کے گھر کو چھوڑ کر چلی آئی وہ یہاں۔ ساری زندگی انہوں نے بیٹی کی شکل نہیں دیکھی۔ بیٹی مرتے مرگئی کوئی شکل تک دیکھنے نہیں آیا'' وہ نفرت سے بولیں۔

''امی! ان کی ایک چھوٹی سی غلطی ان کی ذات کی ہزاروں خوبیوں کو تو ختم نہیں کر سکتی۔ پھر اس میں عفیفہ کا کیا قصور.....وہ تو معصوم ہے، آج کل کی لڑکیوں سے قطعی مختلف۔''

''خون کا اثر بہت ہوتا ہے اولاد میں۔''

''ایسا ہوتا تو میں اور نوین بھی آپ جیسے ہوتے، نفرتوں سے چور.....دل میں بلاوجہ کا بغض، کینہ اور بیر رکھنے والے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارا خمیر نفرتوں سے نہیں محبتوں سے گوندھا ہے۔''

پتا نہیں آسیہ میں اتنی ہمت کہاں سے آ گئی تھی۔ مہناز بیگم کے سر پر تو گویا بم پھٹا تھا۔ ان کی بیٹی اور اتنی جرأت۔

شرم نہیں آتی تجھے، ماں کو ایسا کہتی ہے۔ میرے دل میں بغض اور کینہ ہے۔ میں بلاوجہ دوسروں سے بیر رکھتی ہوں اور تو.....تو بہت محبت کرنے والی ہے۔ دوسروں کے لئے ماں کو بُرا کہتی ہے۔ ابھی تو اس گھر میں گئی نہیں اور یہ حال ہے۔ جہنمی، ماں سے زبان چلاتی ہے۔ بخشوں گی نہیں تجھے'' ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آسیہ کو زندہ دفن کر ڈالیں۔ آج تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ انہیں کچھ کہہ سکے۔ ان کی کسی بات پر انہیں شرمندہ کر سکے۔ لیکن آسیہ نے بیٹی ہوتے ہوئے ایسا کیا تھا۔

''امی پلیز! خدا کے لئے.....ایسے کوئی الفاظ منہ سے نہ نکالیں جن پر آپ کو بعد میں پچھتاوا ہو اور آسیہ باجی آپ بھی اللہ کے واسطے چپ ہو جائیں۔ امی سے زبان مت چلائیں۔ ان کا رتبہ مت بھولیں۔'' نوین جو تب سے خاموش کھڑی تھی، ایک دم آگے بڑھی اور دونوں کو سمجھانے لگی۔

آنسو آسیہ کی آنکھوں سے جھر جھر بہنے لگے۔ وہ ایسی بدزبان کب تھیں۔ وہ تو مہناز بیگم کے لفظوں نے انہیں جذباتی کر دیا تھا۔

''سوری امی! مجھے معاف کر دیں۔''

''دور ہو جاؤ میری نظروں سے تم دونوں، میری اولاد نہیں ہو.....ایک معمولی سی لڑکی کے لئے مجھ پر الزام دھرتی ہے۔'' وہ بھی زور و شور سے رونے لگیں۔

''نہیں امی، آپ ہماری ماں ہیں۔ دنیا کی کوئی بھی ہستی ہمارے لیے آپ سے بڑھ کر نہیں ہے'' دونوں ان سے لپٹ گئیں۔

کچھ بھی تھا وہ ان کی ماں تھیں اور اس حقیقت سے انکار ان کے لئے ممکن نہیں تھا۔

☆

کافی دنوں سے اماں بی ان کے ہاں نہیں آئی تھیں۔ خود وہ بھی گھر کے دھندوں میں الجھ کر وہاں نہیں جا سکی تھی۔ اس لیے آج اس نے سوچ لیا تھا کہ کچھ دیر کے لئے وہ ان کے پاس ضرور جائے گی۔ اس نے نہاری بنائی تھی۔ وہ اس نے ایک پیالے میں نکالی اور گھر بند کر کے باہر نکل رہی تھی کہ گلی میں شہزاد کو دیکھ کر جیسے اس کی سانس ہی رکنے لگی۔

اس کی نظریں یونہی اس کے لئے پریشانی کا باعث بن جاتی تھیں۔ جب سے نوین نے اسے بتایا تھا کہ وہ گھر والوں کو اس کے ہاں رشتہ لے جانے کے لئے تنگ کر رہا تھا تو وہ اس سے اور خوف زدہ رہنے لگی تھی۔

دوپہر کا وقت تھا گلی سنسان پڑی تھی۔ اسے دیکھ کر وہ لپک کر اس کے نزدیک آیا۔ وہ تیزی سے اماں بی کے گھر کی جانب مڑی تو وہ جلدی سے بولا ''مجھ سے یوں بھاگتی کیوں ہو، کیا میں تمہیں کھا جاؤں گا؟''

وہ اسے کوئی جواب نہیں دینا چاہتی تھی اس لئے خاموش رہی۔

''آئیں کیوں نہیں تم اتنے دنوں سے؟ میں ترس جاتا ہوں، تمہیں دیکھے بنا۔''

پیالہ عفیفہ کے ہاتھوں میں لرزنے لگا ''پلیز شہزاد بھائی! سامنے سے ہٹیں، جانے دیں مجھے۔''

''اماں بی کے ہاں خوب جاتی ہو کیا رکھا ہے وہاں.....ہم سے تو اب رشتے داری بھی ہو گئی ہے پھر بھی.....'' اس کا ہٹنے کا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا تھا۔

اسی وقت اشعر کی موٹر سائیکل قریب آ کر رکی۔ اس نے ان دونوں کو حیرت سے دیکھا۔ اس کا دفتر نزدیک ہی تھا اس لئے وہ دن میں کھانا کھانے گھر آتا تھا۔

''اوہو، تو یہ بات ہے۔ اس لئے بھاگ بھاگ کر جاتی ہو وہاں، کھانے لے لے کر'' وہ اشعر کو دیکھ کر عجیب سے انداز میں مسکرایا تھا۔ خود اشعر کا چہرہ اس کی بات پر سرخ ہو گیا تھا لیکن وہ گلی میں اس کے منہ لگنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے عفیفہ کی عزت ہر حال میں مقدم تھی۔

اس نے آنکھ کے اشارے سے اسے اندر جانے کو کہا تو وہ موقع غنیمت جان کر تیزی سے اندر گھس گئی۔

''محلے کی بہن اور بیٹیاں ہماری اپنی عزت ہوتی ہیں۔ اگر ہم ہی انہیں اپنے رویوں سے پریشان کریں گے تو وہ کہاں جائیں گی؟ پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس گھرانے سے تو تمہارے گھر کا ایک اور رشتہ بن چکا ہے۔ تمہیں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔'' اس نے ضبط کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے حتی الامکان اپنا لہجہ نرم رکھا تھا۔

''تم.....'' وہ طنزیہ مسکرایا۔ ''تمہارے منہ سے عزت کی بات اچھی نہیں لگتی.....، جس کی.....'' اس کی بات ادھوری رہ گئی کیونکہ اماں بی نکل کر اشعر کو پکار رہی تھیں۔

''اشعر، اندر آؤ تم۔''

''جایئے، کھانا آپ کا انتظار کر رہا ہے اور کھلانے والے ہاتھ بھی'' پتا نہیں اس بات سے اس کا کیا مطلب تھا۔ اماں بی نے ایک متنفر نظر اس پر ڈالی اور اشعر کا بازو پکڑ کر تقریباً اسے کھینچتے ہوئے اندر لے گئیں۔

''کیوں منہ لگتے ہو اس کے، زمانے بھر کا بُرا لڑکا ہے وہ۔ کچھ بھی کہہ دے گا تو ہماری کیا عزت رہ جائے گی؟'' اندر آ کر وہ اسے ڈانٹنے لگیں۔

''عزت..... ہماری کوئی عزت بھی ہے؟'' وہ پھٹ پڑا۔ غصے سے اس کا چہرہ لال بھبوکا ہو رہا تھا۔

عفیفہ ایک جانب کھڑی کانپ رہی تھی۔

''اشعر بچے! آرام سے بیٹھ یہاں، بکنے دیا کر لوگوں کو۔ ہم کسی کی زبان نہیں پکڑ سکتے۔ جس کا جتنا ظرف ہوتا ہے وہ اتنی ہی بات کرتا ہے اور یہ شہزاد تو.....'' وہ کہتے کہتے رک گئیں۔ ان کی نظر عفیفہ پر پڑی جو آنکھوں سے انہیں کچھ بھی مزید کہنے کو منع کر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اشعر کو کچھ بھی پتا چلا تو ہو سکتا تھا، وہ شہزاد سے الجھ پڑے۔ اسی خوف سے تو اس نے اپنے بھائیوں کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔ ابھی یہ بات صرف چند لوگ جانتے تھے پھر سارا زمانہ جاننے لگتا۔

''ذلیلوں کے سامنے خاموش رہنا بزدلی سہی لیکن عزت کی خاطر بزدل کہلانا یقیناً بُرا نہیں۔ چل میرے بچے، ہاتھ منہ دھو لے، میں کھانا نکالتی ہوں'' وہ اندر کچن میں گئیں تو وہ عفیفہ کی جانب متوجہ ہوا۔

''کیا کہہ رہا تھا وہ آپ سے.....؟ کیا اس سے پہلے بھی کبھی اس نے آپ کو تنگ کیا ہے؟''

''نہیں'' اس نے گردن ہلائی لیکن اس کا چہرہ اپنی بات کی نفی کر رہا تھا۔

اشعر نے گہری سانس لی۔ وہ اس کی مجبوری سمجھ رہا تھا ''رسوائی کے خوف سے خاموش ہو جانا یقیناً غلط نہیں لیکن اس سے پہلے کہ معاملہ حد سے بڑھنے لگے اور سامنے والا ہمیں کمزور سمجھنے لگے، اسے وہیں روک دینا چاہیے۔''

''آپ غلط سمجھ رہے ہیں اشعر بھائی' اس سے پہلے کبھی انہوں نے کچھ نہیں کہا جو میں کسی کو کچھ بتاتی اور اماں بی سے تو میں کبھی کچھ نہیں چھپاتی'' اس نے آہستہ سے جواب دیا تو وہ مسکرا دیا۔

''جانتا ہوں' وہ آپ کی بڑی پکی سہیلی ہیں۔''

اس کی بات پر عفیفہ کے چہرے پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی اور یہ خوبصورت منظر وہ بڑی دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

''میں چلتی ہوں اب'' وہ اس کی نظروں سے گھبرا کے جانے لگی۔

''اماں بی کو تو بتاتی جایئے' وہ مجھ پر خفا ہوں گی کہ میں نے آپ کو کیوں نہیں روکا؟''

''جی.....!'' وہ نظریں نیچی کیے اندر چلی گئی اور وہ اس کی پشت کو تکتے ہوئے اس کے متعلق سوچنے لگا۔

☆

''مما! سبطین کا فون آیا تھا صبح، اس نے رات کو ہمیں ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے۔ اس کے تینوں نئے فرینڈز بھی آ رہے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا، یہ کون لوگ ہیں اور سبطین ان تینوں میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہا ہے؟'' زویا نے شیریں کو مخاطب کیا جو ٹی وی پر آتے کسی فیشن شو میں محو تھیں۔

''فرینڈز ہیں اس کے، میں بس اتنا ہی جانتی ہوں۔'' انہوں نے ٹی وی پر سے نظریں ہٹائیں۔

''ہونہہ..... فرینڈز! ناظم آباد کے کسی چھوٹے سے محلے میں رہتے ہیں وہ لوگ، میں نے سب معلوم کر لیا ہے۔ سبطین کو یہ بھی احساس نہیں۔ پتا نہیں کہاں ٹکر گئے یہ لوگ اسے۔ میں تو اپنے سے کم تر لوگوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتی۔ یہ صاحب دوستیاں بڑھا رہے ہیں' کچھ کچھ پاپا والے جرمز پائے جاتے ہیں اس سبطین میں۔''

اس کے بڑبڑانے پر شیریں کو ہنسی آ گئی۔ ان کی بیٹی مزاج اور سوچوں میں بالکل ان پر گئی تھی۔ خود وہ بھی تو اپنے سے کم حیثیت والوں سے میل ملاپ قطعی پسند نہیں کرتی تھیں۔ ان کے دوست احباب میں ان کی جیسی حیثیت کے مالک لوگ ہی تھے۔

''تمہاری ستارہ خالہ نے تو ایسے ہی ایک شخص سے شادی کر لی تھی۔''

''پاگل تھیں وہ..... بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے اتنے بڑے خاندان کو چھوڑ کر ایک عام سے آدمی سے شادی کر لی جائے۔ پھر ساری زندگی گمنامی کی خاموش زندگی گزار دی جائے۔ پتا نہیں مما، انسان اتنا احمق کیوں ہو جاتا ہے؟ مجھے تو کسی ایسے شخص سے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔''

''پھر کیسے شخص سے محبت ہو سکتی ہے؟'' وہ دلچسپی سے اس سے پوچھنے لگیں۔

''سبطین جیسے کسی شخص سے۔ جو اتنا مکمل ہو ہر لحاظ سے، اتنا ہینڈسم، اتنا رچ، ایجوکیٹڈ۔ اور اتنی لوئل فیملی سے بی لونگ کرتا ہو' وہ ایک جذب کے ساتھ بتانے لگی۔

''تو پھر سبطین ہی کیوں نہیں؟''

''اوہ ممی! میں نے آپ کو بتایا تو تھا'' وہ ان کی بات پر ہنس دی۔

''ہاں ڈیئر! مجھے بھی بس فاخرہ آپی کے آنے کا انتظار ہے۔ ان کا گھر تقریباً تیار ہی ہے۔ جیسے ہی وہ مکمل ہوا، وہ پاکستان آ جائیں گی۔''

''اچھا! یہ سبطین تو آج تک ہمیں اپنا گھر بھی دکھانے نہیں لے گیا'' اس نے شکایتاً کہا۔

''ہو سکتا ہے مکمل ہونے کے بعد دکھانا چاہتا ہو۔ اچھا تم اور عمر چلے جانا ڈنر میں، میری آج ضروری میٹنگ ہے ویمنز کلب میں ورنہ میں بھی

چلتی۔ اچھا ہے تم بچے انجوائے کرو۔ میری طرف سے ایکسکیوز کر لینا سبطین سے۔"

"او کے مما! لیکن مجھے ان لوگوں کے بارے میں سوچ سوچ کر بوریت ہو رہی ہے۔ وہ لوگ بھی سر پر سوار ہوں گے۔ میں بور ہو جاؤں گی" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"لیکن تمہیں جانا چاہیے ورنہ سبطین بُرا مانے گا۔"

"ہاں جانا تو چاہیے اور اتنا اچھا تیار ہو کر کہ پھر کوئی مقابلے پر اترنے کی ہمت نہ کر سکے" اس کی نظروں کے سامنے عفیفہ کا چہرہ جھلملانے لگا۔

"میری بیٹی کا کسی سے مقابلہ ہے بھی نہیں۔ چاہے کوئی اپسرا بھی زمین پر اتر آئے۔"

شیریں کی بات پر ہنس کر وہ ان کے گلے سے لگ گئی۔

☆

"یہ تم لوگ روز روز نہیں جانے لگے پارٹیوں میں؟ ساتھ میں بہن کو بھی لے جاتے ہو۔ مجھے یہ بات قطعی پسند نہیں ہے، نہ ہی اتنی آزادی!" باسط نے ناشتے کی میز پر جونہی رات کے ڈنر کی اجازت طلب کی خاور صاحب کا پارا چڑھ گیا۔

"اتفاق ہے ابا جی! کہ اسی مہینے میں یہ دوسرا انویٹیشن آ گیا لیکن اس بات کو تقریباً پندرہ روز ہو چکے ہیں۔ سبطین میرا بہت اچھا دوست ہے۔ پڑھی لکھی اچھی فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اس کے انویٹیشن کو نظر انداز نہیں کر سکتا اور رہا عفیفہ کو ساتھ لے جانے کا تعلق تو وہ اکیلی نہیں ہوتی، اس کے بھائی اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور میں بخوبی جانتا ہوں کہ مجھے اسے کن لوگوں سے ملوانا چاہیے اور کن سے نہیں۔ وہ کوئی قیدی نہیں ہے ابا جی، نہ اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہے جس کی سزا میں وہ ساری زندگی ایک گھر میں کاٹ دے۔ نہ ہی وہ ہماری خدمتوں کے لئے پیدا ہوئی ہے، زندگی پر اس کا بھی حق ہے۔ کچھ دیر وہ بھی خوش ہو لیتی ہے تو کیا بُرا ہے۔ یا اس کی زندگی میں گھٹ گھٹ کر جیے جانا ہی لکھا ہے؟" نہ چاہتے ہوئے بھی باسط کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

اتفاق سے میز پر وسیط اور سمیط بھی موجود تھے۔ باسط کی جرأت پر ان دونوں کی سانس جیسے کچھ دیر کے لئے رک گئی تھی۔

حالانکہ وسیط نے دل ہی دل میں باسط بھائی کی پیٹھ خوب ٹھونکی تھی لیکن خود خاموش تھا۔ ابا چند لمحوں تک طنزیہ نظروں سے انہیں دیکھتے رہے۔

"تو اب تم اتنے بڑے ہو گئے ہو کہ اس گھر اور اس گھر میں رہنے والوں کے فیصلے کرنے لگو؟"

"نہیں ابا جی، ایسا نہیں ہے۔" وہ کچھ نرم پڑ گئے۔ انہیں باپ کے مزاج کا بھی خوب اندازہ تھا۔

"اس گھر کا ہر فیصلہ آپ ہی کی مرضی سے ہوگا۔ ہم آپ کی اولادیں ہیں لیکن سوچیں ہم کب تک کسی کو دنیا سے الگ رکھ سکتے ہیں۔ عفیفہ ہماری بہن ہے۔ اس نے امی کے بعد جس طرح اس گھر کو سنبھالا ہے، اس کی مثال نہیں ملتی لیکن اس کے بدلے میں ہم نے ایسا کیا دیا ہے؟ یہ قیدیوں جیسی زندگی..... جس میں وہ اپنی مرضی سے ایک سانس بھی نہیں لے سکتی۔ ہمارا کوئی عزیز یہاں نہیں، محلے میں اسے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم سب صبح کے گئے رات کو گھر میں گھستے ہیں۔ سارا دن کیا وہ دیواروں سے باتیں کرے۔ ایسا تو جیل میں بھی نہیں ہوتا۔ اس سے تو بہتر ہے کوئی اچھا سا

لڑکا دیکھ کر اسے رخصت کر دیں۔ کم از کم اپنی مرضی سے سانس تو لے سکے گی وہ۔"

ان کی باتوں پر خاور صاحب کا چہرہ سخت ہو گیا۔

"لڑکیوں کے لیے ایسی زندگی گزارنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ ورنہ وہ ماں باپ کی عزت کی بھی پروا نہیں کرتیں۔ اپنی من مانی کرتی ہیں۔"

ان کی بات کا مطلب جان کر باسط کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہیں معلوم تھا کہ ان کی اماں ابا سے شادی کر کے پیچھے سب کو چھوڑ کر آئی تھیں لیکن کیا خطاوار وہ تنہا تھیں؟ اس میں خاور صاحب کا کوئی قصور نہ تھا۔ انہیں یہ راہ دکھانے والے وہی تو تھے۔

"آپ کا پچھلا تجربہ جو بھی رہا ہو ابا! لیکن اس کی سزا صرف میری بہن کو ملے، یہ میں نہیں دیکھ سکتا اب۔"

"کیا سزا مل رہی ہے اسے، تعلیم، کھانا پینا، کپڑا لتا، کس سے محروم رکھا ہے اسے؟"

"بس ایک سانس لینے کی آزادی نہیں ہے اس کے پاس، اپنی مرضی سے وہ ہنس بول بھی نہیں سکتی۔ کبھی اس کے چہرے کو غور سے دیکھا ہے آپ نے؟"

ناشتے کی میز تک چائے لاتے عفیفہ کے قدم تھم سے گئے تھے۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ باسط بھائی کو آج کیا ہو گیا تھا۔ ابا یہ سب کہاں برداشت کر پائیں گے۔

سمیط اور وسیط دم سادھے دونوں کی بحث سن رہے تھے۔ ناشتہ پڑا ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

"ہاں دیکھا ہے، بالکل تمہاری ماں جیسا ہے۔"

"ہاں میری ماں جیسا، محبت اور توجہ سے محروم چہرہ" وہ تلخی سے مسکرائے تو ابا چند لمحوں کے لئے چپ سے ہو گئے۔

"ابا کسی کی غلطی کی سزا کسی دوسرے کو دینا کہاں کا انصاف ہے۔ اس سارے قصے میں عافی کا کیا قصور ہے؟ وہ آپ کی بیٹی ہے۔" پہلی بار ہمت کر کے سمیط نے بھی کہا۔ ورنہ تو وہ اپنے دھندوں میں الجھ کر گھر کے مسائل پر کہاں توجہ دیتا تھا۔

"میں کہاں کسی پر ظلم کر رہا ہوں" وہ جھنجلا سے گئے "لڑکیوں پر روک ٹوک کرنا اس ماحول کا تقاضا ہے میں اسے ضروری سمجھتا ہوں، لڑکیوں کا شتر بے مہار پھرنا مجھے کبھی اچھا نہیں لگا، کسی بھی دور میں نہیں۔ اسی وجہ سے میں سختی کرتا ہوں۔ کل کو کوئی یہ نہ کہے کہ بیٹی کی تربیت نہیں کر سکا۔ تم لوگ نہیں جانتے لوگ ویسے بھی غضب کی یادداشت رکھتے ہیں۔ پچھلا کچھ نہیں بھولتے۔ اسی لیے تو آج تک تمہاری بہن کا کوئی ڈھنگ کا رشتہ نہیں آیا۔"

خاور صاحب کی باتوں پر وہ تینوں خاموش ہو گئے تھے۔ واقعی، عفیفہ میں اتنی خوبیاں تھیں لیکن ابھی تک اس کا کوئی اچھا رشتہ نہیں آیا تھا جبکہ وہ تیئس سال کی ہو رہی تھی۔

خاور صاحب نے ان تینوں کے خاموش چہروں پر نظر ڈالی تو پہلی بار انہیں اپنے رویے کی سفاکی کا احساس ہوا۔

"ان کی ماں کی خطاؤں میں ان کا کیا قصور ہے؟" پہلی بار انہوں نے باپ بن کر سوچا۔

"ٹھیک ہے، تم لوگ لے جاؤ عفیفہ کو بھی لیکن اب مزید کوئی بھی بات سہنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔"

''تھینک یو ابا! انشاءاللہ آپ کو کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ آپ مطمئن رہیں'' باسط سمیط اور وسیط کے چہرے کھل سے گئے۔

''عافی! چائے تو لے آؤ بھئی، کہاں ہو؟''

اور وہ، جو کتنی ہی دیر سے خود کو سنبھالے ان سب کی باتیں سن رہی تھی، چائے کا تھرماس سنبھالے لاؤنج میں داخل ہوگئی۔

خاور صاحب نے اس کی جھکی پلکوں کے نیچے نمی کو محسوس کرلیا۔ ان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔ لیکن یہ کیفیت کچھ دیر کی تھی۔

''میں ٹھیک سوچتا ہوں اور ٹھیک کر رہا ہوں'' انہوں نے ہٹ دھرمی سے سوچا تھا۔

☆

''رات کو ساڑھے سات بجے تک تیار ہو جانا۔ نکلتے نکلتے اور وہاں پہنچتے ساڑھے آٹھ بج جائیں گے۔ سبطین نے آٹھ بجے تک پہنچنے کا کہا تھا'' وسیط نے عفیفہ کے کمرے میں جھانکتے ہوئے کہا تو وہ بددلی سے بولی تھی۔

''پلیز وسیط! میرا موڈ نہیں ہو رہا تم لوگ چلے جاؤ۔ میں گھر میں ہی رہوں گی، میرے سر میں درد ہے۔''

''عافی!'' وہ ایک دم سنجیدہ ہوگیا ''مجھے معلوم ہے تم نے ابا کی باتیں سن لی تھیں صبح لیکن دیکھو، باسط بھائی نے ٹھیک کیا۔ ایک روز تو انہیں احساس دلانا ہی تھا۔ ورنہ وہ خواہ مخواہ.....''

''خواہ مخواہ.....'' وہ افسردگی سے مسکرائی ''تم لوگ کیوں بحث کرتے ہو میرے لئے ان سے۔''

''عافی!'' وہ اس کے نزدیک ہی بیٹھ گیا ''اگر کوئی شخص اپنی غلطی نہیں سمجھ رہا تو اسے سمجھانا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ تم آج کے بعد اپنے ذہن میں ایک بات بٹھالو کہ تم اپنی زندگی میں خودمختار ہو۔ تمہاری زندگی تمہاری اپنی ہے اور تمہیں اپنی مرضی سے گزارنی ہے۔ آخر ہم بھی تو اپنی مرضی سے جی رہے ہیں۔''

''تم مرد ہو'' وہ کہہ کر اپنے ہاتھوں کو تکنے لگی۔

''میں جانتا ہوں عافی، یہ مردوں کا معاشرہ ہے لیکن عورت بھی اب اتنی لاچار نہیں رہی۔ ہاں اگر وہ اپنی حدود سے تجاوز کرے تو اس پر بندشیں لگانا جائز ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو چپ چاپ سب کچھ سہنا جائز نہیں ہے اس کے لیے۔ خیر اب اپنا موڈ ٹھیک کرو نہیں تو باسط بھائی کو کتنا افسوس ہوگا۔ وہ تمہارے لئے کتنے فکرمند رہتے ہیں۔ دیکھ لو، تمہارے لیے تمہاری پسند کی لڑکی سے منگنی تک کر ڈالی۔'' وہ شرارت سے مسکرایا۔

''ہاں یہ تو ہے، پتا نہیں میں نے غلط کیا یا صحیح۔ لیکن میں نے انہیں مجبور تو نہیں کیا تھا، وہ تو انہوں نے خود ہی.....'' وہ افسردگی سے کہنے لگی۔

''افوہ یار! ایک تو تم بات کا مطلب بھی نہیں سمجھتیں'' وہ سر پر ہاتھ مار کر جھنجلایا۔ ''تمہیں معلوم ہے آج سمیط صاحب بھی ہم لوگوں کے ساتھ چل رہے ہیں؟''

''واقعی!'' وہ حیران رہ گئی ''آج ان کی کوئی شوٹنگ یا ریہرسل نہیں ہے؟''

''نہیں، قسمت سے.....اور دیکھو، تم گڑبڑ کرو گی تو وہ کچھ اور سمجھے گا۔ خیر اٹھو، اب تیاری پکڑو۔''

''ابھی سے؟ ابھی تو صرف پانچ بجے ہیں۔ بڑا شوق ہو رہا ہے تمہیں؟''

''ہاں بھئی!'' وہ مسکرایا ''وہ ہماری اتنی اسمارٹ سی کزن بھی تو آ رہی ہیں۔''

''اچھا!'' وہ بھی مسکرائی ''بچ کے رہنا، کہیں جوتے نہ پڑ جائیں۔''

''سگی خالہ زاد ہیں، کچھ تو لحاظ کریں گی محترمہ!''

''اسے کون سا پتا ہوگا۔ میرا خیال ہے شیریں آنٹی نے ابھی کسی کو کچھ نہیں بتایا۔''

''شاید، لیکن کب تک؟ یہ میل ملاپ ایک دن تو رنگ لائے گا۔ نانو اتنی جہاندیدہ ہیں! جان لیں گی۔ پھر ہمارے ابا، وہ ہم لوگوں کا یوں ان لوگوں سے بار بار ملنا پسند کریں گے؟''

''ہاں یہ تو ہے، مجھے تو اس پر حیرت ہے کہ وہ مان کیسے گئے؟''

''وقت کے ساتھ ساتھ انسان کا غصہ، طنطنہ سب ڈھل جاتا ہے۔ ابا میں بھی تبدیلی آتی جا رہی ہے۔ بس بہوئیں آنے دو، بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ سارا رعب بیوی اور بیٹی پر ہی تھا۔ بہوئیں تھوڑی برداشت کریں گی۔''

اس کی بات پر عفیفہ کو ہنسی آ گئی ''اچھا تو تمہارے یہ ارادے ہیں!''

''میرے نہیں'' اس نے تصحیح کی ''میری اس کے.....اور باقی دونوں بھابیوں کے۔''

☆

وہ چاروں جس وقت تیار ہو کر پہنچے۔ سبطین وہیں کھڑا ان کا منتظر تھا۔

''سوری، ہم لوگوں کو کچھ دیر ہو گئی'' باسط نے معذرت کی۔

''نہیں، کچھ زیادہ نہیں، زویا اور عمر تو ابھی تک نہیں آئے۔ آپ لوگ آئیں'' اس کی نظریں عفیفہ کے وجود سے الجھ گئیں۔

لائٹ لیمن کلر کا خوبصورت سا سوٹ پہنے وہ ہمیشہ کی طرح بہت دلکش لگ رہی تھی۔ اس نے ایک غیر اختیاری سی نظر سبطین پر ڈالنے کے بعد فوراً اپنی پلکیں جھکا لی تھیں۔ وہ اس کے چہرے پر پھیلی گھبراہٹ کو محسوس کر کے دل ہی دل میں مسکرایا تھا۔

اس روز حالانکہ عفیفہ نے اس کی کوئی پذیرائی نہیں کی تھی لیکن وہ مطمئن تھا کہ وہ اپنی فیلنگز اس تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ تبھی تو وہ اس سے اس درجہ کتراتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

وہ سمیط کے آنے پر خوشی کا اظہار کر رہا تھا اور سمیط اس کی اتنی محبت اور توجہ پر دل ہی دل میں اس کی خوش اخلاقی پر خوش ہو رہا تھا۔

وہ انہیں پہلے سے ریزرو کی ہوئی میز تک لے آیا۔ بیٹھتے ہوئے اس نے عفیفہ کے بالکل سامنے والی کرسی منتخب کی۔

وہ آہستہ آہستہ وسیط سے باتوں میں مصروف تھی۔ جب بھی نظر اٹھاتی سبطین پر نظر پڑ جاتی اور وہ گڑبڑا کر سر جھکا لیتی۔

''کیا مصیبت ہے، محترم بالکل سامنے جم کر بیٹھ گئے ہیں۔ پہلے تو ایسے نہیں تھے۔ اب انہیں کیا ہو گیا ہے؟'' اس نے دل ہی دل میں کئی

بار سوچا۔

ویٹر فریش جوس سرو کر رہا تھا۔ جب عمر اور زویا اندر داخل ہوئے۔ سبطین انہیں دیکھ کر اٹھ گیا۔

زویا کی تو آج شان ہی نرالی تھی۔ لگتا تھا اس نے خود کو سنوارنے میں آج اپنی ساری صلاحیتیں اور وقت صرف کر دیا تھا۔ وہ سب سے انتہائی تکلف اور انداز سے ملی۔ اس کی ہر ہر ادا سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس وقت خود کو سب سے اعلیٰ سمجھ رہی تھی۔

سبطین نے اس کے مقابلے میں خاموش بیٹھی اس سادہ سی لڑکی کو دیکھا جو اپنے بے پناہ چونکا دینے والے حسن سے بے خبر بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک سنجیدہ سی مسکراہٹ تھی۔

وہ انہیں ریسیو کرنے کے بعد اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ زویا نے اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھنا پسند کیا اور گاہے گاہے وہ ایک استحقاق کے ساتھ سبطین سے جھک کر کوئی سرگوشی کرنے لگتی تھی۔ اس کا انداز یہ ظاہر کر رہا تھا کہ سبطین کے ساتھ اس کی بہت بے تکلفی اور دوستانہ روابط ہیں۔

عمر البتہ اپنے مزاج کے برعکس ان لوگوں سے خوب گھل مل کر باتیں کر رہا تھا ''آئی ایم سوری' میں ٹی وی ڈرامے نہیں دیکھتا، نہیں تو آپ کی ایکٹنگ کے بارے میں ضرور رائے دیتا۔ لیکن بہر حال آپ کی پرسنالٹی سے لگتا ہے کہ آپ ضرور لڑکیوں میں فینس ہوں گے۔''

اس کی بات پر سمیط مسکرایا ''بس ابھی تو ابتدا ہے، سیکھنے کا پیریڈ چل رہا ہے۔ اداکاری کے شعبے میں صرف لڑکیوں میں مقبول ہونا کافی نہیں، عزت اور نام کمانا بڑا مشکل کام ہے جو برسوں کی محنت کے بعد ملتا ہے۔ بہر حال، ابھی تو سیکھ رہا ہوں میں۔''

''اور آپ..... آپ کیا کرتی ہیں عفیفہ! صرف گھر داری؟'' زویا نے اچانک عفیفہ کو مخاطب کیا تو وہ چونکی اور سر اٹھا کر زویا کو دیکھنے لگی جس کی آنکھوں میں تمسخرانہ سی کیفیت تھی۔

''جی' میں ماسٹرز کر رہی ہوں لیکن پرائیوٹ!'' اس نے کچھ سنبھل کر جواب دیا۔

''کیوں، ریگولر کیوں نہیں؟''

''دراصل امی کے انتقال کے بعد گھر میں کسی اور خاتون کے نہ ہونے کے سبب عفیفہ کو بہت چھوٹی سی عمر میں گھر سنبھالنا پڑا۔ بی اے بھی اس نے بہت مشکل سے ریگولر کیا۔ میری بہن بہت بہادر اور سمجھ دار ہے۔ ہم تینوں بھائی اس پر جتنا بھی فخر کریں، کم ہے۔ جس عمر میں لڑکیاں کھیلتی اور پڑھتی ہیں، اس نے اس عمر میں ہمیں ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ عام لڑکیاں تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ بہت قرض دار ہیں ہم اس کے کہ اپنی ذات کو پسِ پشت ڈال کر اس نے ہمیں ہر لمحہ آرام اور سکھ پہنچایا'' باسط بھائی نے زویا کے لہجے کو پڑھ لیا تھا اس لیے وہ کچھ جذباتی سے ہو گئے تھے۔

''پلیز باسط بھائی!'' عفیفہ نے آہستگی سے احتجاج کیا۔ اسے باسط بھائی کا یوں برملا اظہار اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ عمر کی نظروں میں ستائش تھی اور سبطین بالکل خاموش بیٹھا تھا۔

''اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ دنیا میں سب سے پیارا رشتہ کون سا ہوتا ہے تو میں کہوں گا ماں کا اور ماں جیسی بہن کا..... ہماری بہن ہم تینوں سے چھوٹی ہے لیکن ہمیں ہماری ماں جیسا سکھ پہنچانے کی حتی الامکان کوشش کرتی ہے'' وسیط نے بھی کہا۔

''ہماری بہن نے تو ہمیں کبھی ایک کپ چائے بنا کر بھی نہیں پلائی ہوگی'' عمر نے ہنس کر کہا تو زویا بُری طرح چڑ گئی اور اس نے عمر کو جھڑک دیا۔

''گھر میں نوکروں کی کمی نہیں ہے۔ جو میں ایسے چھوٹے موٹے کام کروں' فضول باتیں کم کیا کرو تم؟''

''ہاں' یہ بات صحیح ہے'' باسط نے جلدی سے ماحول کو خراب ہونے سے بچانے کی نیت سے کہا۔

''ظاہر ہے آپ کے ماحول اور ہمارے ماحول میں بہت فرق ہے، خیر' میں عافی سے بھی کہتا ہوں کہ کوئی ملازمہ دن بھر کے لئے رکھ لو۔ لیکن یہ نہیں مانتی، اسے کاموں کا کچھ زیادہ ہی شوق ہے۔''

''پلیز، آپ لوگ کوئی اور بات نہیں کر سکتے؟'' عفیفہ کو اب اس ذکر سے اکتاہٹ ہو رہی تھی، وہ لوگ یہ باتیں کرنے تو یہاں نہیں آئے تھے۔

''ہاں' ہاں کیوں نہیں۔ آپ لوگ اجازت دیں تو کھانا آرڈر کر دیں۔ میرا خیال ہے سب کو بھوک لگ رہی ہوگی!'' سبطین جو کافی دیر سے خاموش بیٹھا تھا۔ ویٹر کو اشارہ کر کے بلانے لگا اور عفیفہ نے سکھ کا سانس لیا۔

☆

اس کے لیے سبطین کا التفات بہت پریشانی کا باعث تھا۔ شاید کوئی اور لڑکی ہوتی تو اپنی خوش قسمتی پر پھولے نہیں سماتی۔ کیونکہ وہ ایک انتہائی شاندار اور متوازن شخصیت کا مالک تھا۔ کسی بھی لحاظ سے کوئی بھی خامی اس میں ڈھونڈنے سے نظر نہیں آتی تھی۔ اس کے اطوار انتہائی شائستہ تھے۔ خود اس کے تینوں بھائی اس سے بہت متاثر تھے اس کی تعریفیں کرتے نظر آتے تھے لیکن کیا ابا سب کچھ جان لینے کے بعد یہ سب برداشت کر پاتے..... یہاں آ کر سب کچھ ختم ہو جاتا تھا۔

اور وہ کوئی ایسا سفر اختیار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جس کی راہیں انتہائی کٹھن ہوں اور منزل کا کچھ پتا نہ ہو۔

''سبطین بھائی، آپ بہت اچھے ہیں۔ انتہائی مخلص اور سچے۔ آپ کی آنکھیں کسی بھی ریا سے پاک نظر آتی ہیں۔ میں ان میں اپنے لیے پسندیدگی دیکھ چکی ہوں۔ لیکن آپ کی کسی قسم کی پذیرائی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ہمارا راستہ ایک نہیں ہے۔ ابا یہ کبھی پسند نہیں کریں گے کہ امی کے خاندان سے ان کا کسی بھی قسم کا تعلق استوار ہو اور جو ابا نہیں چاہتے وہ بھلا میں کیسے چاہ سکتی ہوں۔ شکر ہے کہ مجھے خود پر اختیار ہے اور میں ایسا نہیں سوچنا چاہتی'' تنہائی میں وہ ایسا سوچ کر خود کو بہلاتی رہتی۔ اسے ابا کے مزاج اور نظریات کا بخوبی علم تھا۔

اسی لیے اس دوپہر جب سبطین کا فون آیا تو وہ اسے روکے بغیر نہ رہ سکی۔

سبطین پوچھ رہا تھا ''عفیفہ' آپ اس روز والی باتوں پر مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں؟''

''کون سی باتوں پر؟'' وہ انتہائی انجان بن کر پوچھنے لگی۔

''اس روز جس دن بارش ہوئی تھی اور.....''

''کیا کہا تھا اس روز آپ نے، مجھے تو یاد نہیں۔''

''حیرت ہے.....'' وہ بددل سا ہو گیا ''آپ واقعی اتنی انجان ہیں یا بننا چاہتی ہیں؟''

''میں انجان ہی رہنا چاہتی ہوں۔ پلیز، جو بات ممکن نہیں،، اسے کہنا یا دُہرانا مناسب نہیں ہوگا۔''

''کیا آپ مجھے بتائیں گی کہ ان میں کون سی بات ناممکنات میں شمار ہوتی ہے؟ میرا آپ کو پسند کرنا یا آپ کا اسے پذیرائی بخشنا؟'' وہ صاف لفظوں میں بولا تو وہ کچھ دیر کو چپ سی ہوگئی جو وہ نہیں چاہتی تھی' وہی ہو رہا تھا۔

''دونوں ہی باتیں'' کچھ دیر بعد اس نے سنبھل کر جواب دیا۔

''وجہ جان سکتا ہوں؟''

''کچھ باتوں کی وضاحت نہ ہی کی جائے تو اچھا ہوتا ہے۔ بہتر ہوگا کہ آئندہ آپ اس وقت فون کریں جب باسط بھائی وغیرہ گھر پر ہوتے ہیں، میں اس وقت.....''

اس کی بات ادھوری رہ گئی کیونکہ وہ فون بند کر چکا تھا۔ کتنی دیر تک وہ خاموشی سے ریسیور کو گھورتی رہی۔ آج اس نے گھر آئی خوش قسمتی کو ٹھکرا دیا تھا لیکن یقیناً یہی مناسب تھا۔

☆

''کیا بات ہے، میں دیکھ رہی ہوں کہ تم کچھ خاموش سی ہو آج؟'' نوین نے اس کی خاموشی سے اکتا کر پوچھا۔ وہ ایک گھنٹے سے آئی ہوئی تھی اور اس کی مسلسل ہوں ہاں پر تشویش میں مبتلا ہوگئی تھی۔ بہت زیادہ بولتی تو وہ خیر پہلے بھی نہیں تھی لیکن اس کے ساتھ اس طرح چپ بھی نہیں رہتی تھی۔

''نہیں، کوئی خاص بات نہیں'' اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

''خاص نہیں تو عام سہی، لیکن کوئی بات ہے ضرور.....اور میں نوٹ کر رہی ہوں کہ تم اب مجھ سے باتیں چھپانے لگی ہو'' نوین کے لہجے میں یقین تھا۔ وہ دل ہی دل میں اسے داد دیے بنا نہ رہ سکی۔ لیکن پتا نہیں کیوں اس بات کو وہ اپنے آپ سے بھی چھپانا چاہتی تھی۔ اس کی کسی قسم کی تشہیر وہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا تو.....بس یونہی سر میں درد ہے۔ رات ٹھیک سے سو بھی نہیں سکی میں' شاید اسی لیے.....''

''جھوٹ بول رہی ہو، چہرے پر صاف لکھا ہے تمہارے! کچھ لوگ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ تم ان ہی لوگوں میں سے ہو۔ گھر میں کوئی بات ہوئی ہے کیا؟'' وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

''توبہ ہے نوین! تم تو بال کی کھال نکالنے لگی ہو۔ کہہ تو رہی ہوں کہ نیند اور تھکن ہے۔ اچھا چھوڑو، چائے پیو گی۔ میں اپنے لیے ابھی بنانے کا سوچ ہی رہی تھی۔'' اس وقت مناسب یہی تھا کہ وہ اس کی تیز نظروں کے سامنے سے ہٹ جائے۔

''فرار.....!'' نوین نے زیرِ لب کہا ''چلو خیر' نہیں بتانا چاہتیں، نہ سہی۔ جب مناسب سمجھو بتا دینا''

''اچھا بابا، چلو کچن میں چلتے ہیں۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

نوین بھی اس کے پیچھے پیچھے چلی آئی۔

''سنو نوین، اگر بُرا نہ مانو تو ایک بات کہوں؟'' چائے بنانے کے دوران میں اس نے کہا۔

''خیریت..... اس طرح کیوں پوچھ رہی ہو؟'' اس کے اس طرح اجازت لینے پر وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

''تم تو کہہ رہی تھیں کہ شہزاد بھائی والا مسئلہ تجمل خالو نے ہینڈل کر لیا ہے۔''

''کیوں، پھر کچھ کہا ہے انہوں نے تم سے؟''

''نوین، اب بات حد سے بڑھ چکی ہے۔ میں گھر میں یہ بات کسی کو بتانا نہیں چاہتی۔ اس کی دو وجوہات ہیں ایک تو اس سے آسیہ باجی اور باسط بھائی کے رشتے پر اثر پڑ سکتا ہے۔ دوسرے یہ بات دوسروں کے علم میں آئے، میں یہ نہیں چاہتی۔ تمہیں معلوم ہے سارے بھائی ایسے معاملات میں کس قدر جذباتی ہوتے ہیں۔ پھر ابا کے مزاج کا بھی تمہیں علم ہے اس لیے.....''

''ابو نے انہیں ٹھیک تو کر لیا تھا۔ کافی ڈانٹا تھا..... بلکہ صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ یہ بات کسی بھی طرح کبھی ممکن نہیں۔ میں مطمئن ہو گئی تھی کہ وہ اب صبر کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ امی کے ساتھ ان کی اس موضوع پر کافی منہ ماری ہوئی تھی۔ امی نے بھی صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ جب تک وہ کوئی ڈھنگ کی نوکری نہیں کر لیتے، وہ ان کی شادی کا سوچ بھی نہیں سکتیں لیکن کیا پھر.....؟ اب کیا، کیا ہے انہوں نے؟'' نوین کی آواز میں شرمندگی تھی۔

عفیفہ نے آہستہ آہستہ اسے اس روز والا واقعہ سنایا تو غصے سے اسے برداشت کرنا مشکل ہو گیا۔

''اللہ ایسا بھائی کسی کو نہ دے، مجھے تو انہیں بھائی کہتے بھی شرم آتی ہے۔''

''شکر ہے نوین کہ اس وقت محلے کا کوئی اور فرد باہر نہیں تھا۔ ورنہ کسی اور کے علم میں یہ بات آ جاتی تو میں.....'' عفیفہ کی آواز ہلکی سی کپکپا گئی۔

''شکر ہے مالک کا لیکن عافی، اب مزید خاموش رہنا ٹھیک نہیں ہوگا ورنہ ان کے حوصلے بڑھتے جائیں گے۔ اب مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا۔ میں انہیں ہرگز معاف نہیں کروں گی اور نہ ہی ایسے لوگوں کو معاف کرنا چاہیے۔''

''لیکن نوین، دیکھو ابھی یہ بات صرف مجھے معلوم ہے۔ اگر باسط بھائی وغیرہ اور ابا کو پتا چل گئی تو ابا تو پہلے ہی مجھے ناکردہ گناہوں کی سزا دینے پر تلے رہتے ہیں پھر تو..... پتا نہیں وہ کیا سوچیں۔ انہیں اس میں میری غلطیاں بھی نظر آ جائیں گی۔ میں ان کی نظروں میں کبھی معتبر نہیں رہی۔ ایک بیٹی کا سارا اعتبار کبھی نہیں ملا مجھے..... پلیز نوین، کہیں.....''

اس کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے تو وہ تڑپ گئی ''نہیں عافی، جو گناہ تم نے کیا ہی نہیں اس کی سزا کے بارے میں سوچ سوچ کر کیوں ہلکان ہو رہی ہو؟''

''کون اعتبار کرے گا میرا، شاید بھائی کر لیں..... لیکن ابا.....؟''

''کچھ نہیں ہوگا'' وہ جھلا گئی ''اتنا مت ڈرو دنیا سے کہ وہ تمہیں اپنے قدموں تلے روند ڈالے۔ کیا تمہارے منہ میں زبان نہیں ہے؟ کیا میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گونگی ہوں؟ میں بتاؤں گی سب کو کہ قصوروار کون ہے لیکن اب بہت ہو چکا ہے۔ پہلے گھر میں، اب باہر سڑک پر..... وہ تمہیں پریشان کرتے رہتے ہیں اور ان کا حوصلہ اس لیے بڑھ گیا ہے کہ تم ڈرتی رہتی ہو، خاموش ہو اب تک، پہلے ہی روز ٹھیک کر دیتیں انہیں۔ یہی تو کمزوری ہوتی ہے ہم لڑکیوں کی۔"

"لڑکیاں کمزور نہیں ہوتیں، بس اپنی عزت سے ڈرتی ہیں۔ ہمارا معاشرہ ہمارے لب سی دیتا ہے۔"

"لیکن معاملہ جب حد سے گزر جائے تو خاموش رہنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ ان کی اتنی ہمت کہ گلی میں تم سے بکواس کرنے لگے۔ تمہیں چاہیے تھا ڈرنے کے بجائے انہیں دھمکی دیتیں کہ تم یہ باسط بھائی کو بتا دو گی لیکن تم تو خوف سے کانپ رہی ہو گی اور وہ اشعر بھائی کیا سوچتے ہوں گے۔" نوین کو سوچ سوچ کر غصہ بھی آ رہا تھا اور شرمندگی بھی ہو رہی تھی۔

"وہ ایسے نہیں ہیں، میں نے ان کی آنکھوں میں اپنے لیے ہمیشہ عزت اور احترام دیکھا ہے۔ اس روز بھی انہیں شہزاد بھائی پر بہت غصہ آیا تھا لیکن انہوں نے بہت برداشت سے کام لیا۔ یقیناً صرف میری عزت کی وجہ سے اور میں نے بھی فوراً اماں بی کو انہیں بلانے کے لئے باہر بھیج دیا تھا۔ خیر..... پلیز نوین، اس مسئلے کا کوئی حل سوچو، مجھے اپنی عزت بہت پیاری ہے اور میں نہیں چاہتی کہ میرے تینوں بھائیوں تک یہ بات پہنچے۔ وسیط تو پہلے ہی بہت جذباتی ہے۔"

"کچھ نہیں ہو گا، میں معاملے کو اتنا سنگین نہیں سمجھ رہی تھی لیکن ان کا حوصلہ اب بڑھتا جا رہا ہے۔ بہر حال میں ٹھیک کر لوں گی سب۔ ابو زندہ باد، تم اب بالکل بے فکر ہو جاؤ اور بے وقوف لڑکی اندر ہی اندر گھٹنے کے بجائے کسی سے کہہ دیا کرو۔ مجھ سے ہی سہی، کیا میں تمہیں قابلِ اعتبار نہیں لگتی؟" وہ لہجے کو ہلکا پھلکا بنا کر مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔

"تم....." عفیفہ بھی سب کچھ سر سے جھٹک کر مسکرائی "تم تو میری زندگی کا سب سے بڑا اعتبار ہو، میرے بھائی کی سالی!"

نوین بھی اس کی بات پر مسکرا دی تھی۔

☆

پتہ نہیں کیوں اسے یقین تھا کہ شیریں آنٹی اسے فون کریں گی۔ اس روز تقریب میں وہ اس سے بہت اچھی طرح ملی تھیں، ان کے انداز میں محبت اور گرم جوشی تھی۔ وہ ان لوگوں پر مہربان نظر آ رہی تھیں لیکن اس کے بعد انہوں نے ایک بار بھی ان سے ملنے یا فون کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ دل ہی دل میں ان کی منتظر تھی لیکن ان کی یہ خاموشی اسے اندر ہی اندر بد دل کر گئی تھی۔

اس نے سنا تھا ماں کے بعد خالہ کا رشتہ بہت قریبی اور محبتوں سے بھرپور ہوتا ہے۔ اس کی بدقسمتی تھی کہ وہ دو دو خالاؤں کے ہوتے ہوئے بھی اس رشتے کی لذت سے محروم تھی۔ اسکول، کالج میں کبھی کوئی دوست خالہ اور نانی کا ذکر کرتی تو وہ دل مسوس کر رہ جاتی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے یہ پیارے رشتے دنیا میں موجود ہیں لیکن وہ چاہنے کے باوجود ان سے نہیں مل سکتی تھی۔

امی جب تک زندہ تھیں تو وہ اکثر ان کی جان کھاتی تھی "امی! ہم کیوں نہیں مل سکتے اپنی نانی اور خالاؤں سے، نانا جان سے، میں ان سے ملنا چاہتی ہوں۔ میری سب سہیلیوں کے ماموں ہیں۔ خالہ اور نانی ہیں۔ دادا دادی ہیں لیکن ہمارے، لے دے کے ایک پھپھو ہیں وہ بھی اتنے غصے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والی۔ پتا نہیں کیا الٹا سیدھا بولتی رہتی ہیں۔ مجھے ذرا اچھی نہیں لگتیں۔ مجھے ان کی باتیں بہت بُری لگتی ہیں۔ ہمارا تو کوئی اور رشتے دار بھی نہیں ہے۔"

"بس بیٹا، کسی کسی کے نصیب میں اپنوں کا پیار کم لکھا ہوتا ہے اور کسی کے بالکل بھی نہیں" امی کی آنکھیں بجھ سی جاتیں اور لہجہ بھیگ جاتا۔

تب اسے اپنے آپ پر غصہ آتا۔ امی ہمیشہ ہی اس ذکر پر افسردہ ہو جاتی ہیں پھر وہ کیوں ایسی باتیں کرتی ہے۔ اب اتنی چھوٹی اور نا سمجھ بھی نہیں۔ دس سال کی ہو رہی تھی۔ وہ اپنی عمر کا حساب کرنے لگتی اور دس سال کا بچہ اتنا نا سمجھ نہیں ہوتا۔

"سوری امی! آپ اداس مت ہوں۔ نہیں ہے ہمارا کوئی تو کوئی بات نہیں، آپ جو ہیں میرے پاس..... میری اتنی پیاری سی امی، میری دوست" وہ ان سے لپٹ جاتی اور ان کے ہاتھ اس کے سر کو تھپکنے لگتے۔

لیکن اب جبکہ وہ اپنے ایک اتنے قریبی رشتے سے مل چکی تھی تو ان کا رویہ اس کی سوچوں کے بالکل برعکس تھا۔ نانو تو چلو انجان تھیں لیکن شیریں آنٹی تو اچھی طرح جانتی تھیں کہ وہ ان کی بہن کے بچے ہیں۔ پھر بھی ان کی خاموشی حیران کن تھی۔

ایک دو بار اس کے دل میں آیا تھا کہ وہ خود ہی پیش رفت کرے لیکن پتا نہیں کیوں اس کی ہمت نہیں ہو سکی تھی۔

"اگر جو وہ روکھے سوکھے انداز میں ملیں تو..... اس روز تو اتنے دنوں بعد پہلی مرتبہ دیکھا تھا اس لیے شاید جذباتی ہو گئی تھیں۔ ہو سکتا ہے نانا جان سے ڈرتی ہوں، انہوں نے منع کر رکھا ہو" دل میں ابھرتے شکوے کو وہ تاویلیں دے کر دبانے لگتی۔

لیکن شیریں نے کوئی رابطہ نہ کرنا تھا نہ کیا۔

☆

مہناز بیگم اپنی بہن کے ہاں سے لوٹیں تو تجمل حسین بھرے بیٹھے تھے۔ موقع غنیمت جان کر نوین نے انہیں شہزاد کی ساری کارگزاریاں بتا دی تھیں۔ وہ ہونٹ بھینچے سنتے رہے۔ انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ ان کا بیٹا تھا۔

"ابو، اب تک تو قابل برداشت تھا۔ ہم یہی سمجھتے رہے تھے کہ عفیفہ ایک اچھی لڑکی ہے اس لیے بھائی کو پسند ہے۔ وہ اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن اس طرح، گلی میں..... دیکھیں ابو، جب وہ اس کی عزت نہیں کر سکتے تو اسے اپنی عزت کیسے بنائیں گے؟" نوین نے ہر بات تفصیل سے انہیں بتا کر سوال کیا تھا۔

اس کے سوال پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"آپ تو جانتے ہیں، وہ بے وقوف کتنی سیدھی ہے۔ اس دور کی تو لگتی ہی نہیں" وہ جھلا کر کہہ رہی تھی "لیکن اس میں اس بے چاری کا بھی کیا قصور ہے۔ تنہائی، بے اعتباری اور بے توجہی سے اس کی ایسی ہی شخصیت بننا تھی۔ وہ تو بھائی اچھے ہیں ورنہ تو شخصیت اور مسخ ہو جاتی اس کی۔ محبتیں، توجہ اور اعتبار نہ ملے تو انسان ایسا ہی ہو جاتا ہے نا ابو! جیسی عفیفہ ہے، خاموش، ڈری ہوئی، سنجیدہ۔ اسے اپنی ذات پر ذرا اعتماد نہیں ہے۔ حالانکہ وہ لاکھوں لڑکیوں سے بہتر ہے۔ خوبصورت، سگھڑ، انتہائی خوبصورت دل ہے اس کا۔"

اس کی باتوں پر وہ دھیرے سے مسکرائے تھے "تم تو بڑی متاثر نظر آتی ہو اس سے بھئی۔"

''متاثر نہیں، بہت محبت ہے مجھے اس سے۔ وہ بہت اچھی ہے ابو۔ کاش، شہزاد بھائی اس کے لائق ہوتے تو ہمارے گھر میں اس کے وجود سے اجالا ہو سکتا تھا لیکن.....''

''اس کی ماں بھی ایسی ہی تھی'' وہ کہنے لگے ''ایسی لڑکیاں گھر کا حسن ہوتی ہیں، روشنی ہوتی ہیں اور میں نے بھی اس کے وجود سے خاور کے گھر میں روشنی دیکھی تھی لیکن خاور..... اس نے قدر نہیں کی اس کی۔ وہ شروع سے ہی مزاج کا ذرا تیکھا تھا صرف اپنی ذات تک محدود۔ اس کی پسند، اس کے نظریات، اس کی سوچ۔ ہر بات میں خود کو ہی دیکھتا تھا۔ ہم محلے کے دوست اس کی ان باتوں سے شدید چڑتے تھے۔ پھر ستارہ اس کی زندگی میں چلی آئی لیکن خاور نے کبھی اسے خوشی نہیں دی۔ ہمیشہ اکڑا رہتا۔ ان دونوں کی پسند کی شادی تھی۔ ستارہ نے اس کے لئے ہر ایک کو چھوڑ دیا تھا۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں لیکن پھر ایسا کیا ہوا..... وہ پسند کی شادی نفرت میں کیوں بدلی.....؟ اس وقت خاور کے ماں باپ بھی زندہ تھے۔ بڑی بہن بھی کراچی ہی میں تھی۔ سنا ہے سب مل کر ستارہ کو بہت ٹارچر کرتے تھے لیکن وہ اُف تک نہیں کرتی تھی کہ پیچھے اپنے سارے دروازے بند کر آئی تھی، ساری کشتیاں جلا بیٹھی تھی۔ مجھے اس پر بہت ترس آتا تھا۔ اتنے بڑے گھر کی بیٹی اور یوں رُل رہی تھی۔ لیکن میں نے دیکھا اس نے بڑی جلدی بڑی آسانی سے خود کو اس ماحول میں ڈھال لیا، یکسر بدل گئی۔ مزاج تو اس کا تھا ہی اچھا، ہر ایک کے کام آتی، سب کو محبتیں بانٹتی۔ آہستہ آہستہ سب ہی اس کے گرویدہ ہونے لگے۔ سوائے ایک تمہاری ماں کے۔''

نوین چونکی۔

''شاید غلطی سے دو ایک بار میں نے ستارہ کی تعریفیں اس کے سامنے کر دی تھیں۔ بس اسی روز سے اس نے اپنے دل میں ستارہ کے خلاف کینہ اور بغض پال لیا۔ وہ ان عورتوں میں سے ہیں جو کبھی اپنے سامنے کسی اور کی تعریفیں نہیں سن سکتیں۔ خود کو ہی عقلِ کُل سمجھتی ہیں۔ کسی دوسرے کی خوبیاں اسے خامیاں نظر آتی ہیں۔ ستارہ سے بھی اس نے بلاوجہ کا بیر باندھ لیا اور اس کے بعد اس کی بیٹی سے بھی۔ شکر ہے میرے مالک کا کہ میری بیٹیاں محبتوں بھرے دل رکھتی ہیں۔ ان کے دل بغض و عناد کے میل سے پاک ہیں۔''

''ویسے شاباش ہے ابو آپ کو، امی کے ساتھ آپ نے ایک طویل رفاقت گزاری۔ ورنہ ان کا مزاج، پسند، ذوق اور نظریات آپ سے یکسر مختلف تھے۔''

''بس بیٹا، اب تو گزر گئی۔ شکر ہے کہ عزت کے ساتھ! سارے نظریاتی اختلافات گھر تک ہی محدود رہے۔ ورنہ دنیا تماشا دیکھے یہ اس سے بھی بُرا ہوتا۔ شادی شدہ زندگی ہر جگہ رفاقت نہیں بنتی، کہیں کہیں سمجھوتا بھی بن جاتی ہے۔ خیر، تم فکر مت کرو، عفیفہ بیٹی کو تسلی دینا۔ اس نے جس طرح صبر و تحمل کا ثبوت دیا ہے اس پر اس کا شکریہ ادا کرنا اور رہا شہزاد اسے مجھے ٹھیک کرنا آتا ہے۔ اب تک میں معاملے کو اتنا زیادہ گھمبیر نہیں سمجھ رہا تھا لیکن اب..... آنے دو تمہاری ماں کو..... اس کی ڈھیل ہے ساری۔''

''خیر ابو، اس معاملے میں تو امی بھی سب کی حامی ہیں'' وہ مسکرائی۔

''چلو شکر ہے کسی معاملے میں تو وہ ہماری حامی ہوئیں'' ان کا موڈ بھی خوشگوار ہو گیا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جونہی مہناز بیگم گھر میں داخل ہوئیں ان کے ماتھے پر شکنیں ابھر آئیں۔

وہ ان کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھیں کہ کوئی بات ہے ورنہ تو وہ انتہائی متحمل مزاج شخص تھے۔ بہت بے ضرر شوہر، روک ٹوک، لڑائی جھگڑا، شک، کنجوسی، بدمزاجی کوئی بھی تو خامی نہیں تھی ان میں۔

وہ بڑی خوش نصیب تھیں لیکن اس کے باوجود وہ خود ان عورتوں کی نسل سے تعلق رکھتی تھیں جو بہت ناشکری ہوتی ہیں۔ اپنے مزاج کی تیزی اور ذات کی خامیوں سے شوہر کو ہمیشہ ناخوش رکھتی ہیں۔

''خیریت ہے، آج مزاجِ گرامی کچھ گرم لگ رہا ہے؟'' وہ چادر اتارتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں بولیں۔

''ہاں، اسی کا افسوس ہے مجھے کہ اب تک کیوں ٹھنڈا رہا' شوہرانہ رویہ' کیوں نہ اپنایا کبھی'' وہ تیکھے لہجے میں بولے۔

''طبیعت تو ٹھیک ہے؟'' وہ طنزیہ مسکرائیں۔

''میری تو ٹھیک ہے لیکن اپنے صاحب زادے سے کہیں کہ وہ اپنے اطوار درست کرلیں ورنہ ان کی طبیعت کو ٹھیک کرنا آتا ہے مجھے!''

''کیوں، کیا غلطی ہوگئی میرے بیٹے سے؟'' وہ سمجھ گئی تھیں کہ ان کا اشارہ شہزاد کی طرف تھا۔ کیونکہ بہزاد تو ہر معاملے میں کسی کو پریشان نہ کرنے والا بچہ تھا۔ ہمدرد، ذہین، خوش مزاج اور صلح جو۔ اس سے کسی کو کبھی کوئی شکایت نہیں ہوتی تھی۔

شہزاد کچھ فطرتاً اچھے مزاج کا نہیں تھا۔ کچھ ماں کے بے جا لاڈ پیار نے اسے بگاڑ دیا تھا۔ عموماً لوگ پہلی مرتبہ بیٹے کی خواہش دل میں رکھتے ہیں، پہلوٹی کی بیٹی دیکھ کر انہیں بھی بہت مایوسی ہوئی تھی۔

''پہلی اولاد بیٹا ہونا چاہیے۔ ماں باپ کا بازو بنتا ہے بیٹا!'' ان کی پختہ سوچ نے بیٹی کو دیکھتے ہوئے آزردگی سے سوچا تھا اور یہ ایک کم عقل اور ناسمجھ ماں کی سوچ تھی حالانکہ تجمل حسین تو بیٹی کو دیکھ دیکھ کر پھولے نہیں سما رہے تھے۔

''بیٹیاں گھر کی رونق اور ماں باپ کی سب سے بڑی ہمدرد ہوتی ہیں'' وہ بار بار یہی کہہ رہے تھے۔ اور ہمارے ایک دفتر کے ساتھی تو اس سلسلے میں بڑے مزے کی بات کہتے ہیں کہ بیٹیاں ماں باپ کے جنازے کی رونق ہوتی ہیں۔ ہم مریں گے تو بیٹی زور شور سے روئے گی۔ بیٹے بے چارے تو اپنے آنسو اور آہیں اندر ہی اندر گھونٹ لیتے ہیں۔ ان کی آخری تیاریوں میں مصروف ہو کر رونا تک بھول جاتے ہیں۔''

''توبہ ہے، کس قدر خوفناک مثال ہے۔'' وہ بُری طرح دہل گئیں۔

پھر جب شہزاد پیدا ہوا تو انہیں لگا جیسے وہ بہت معتبر ہوگئی ہوں۔ ''ایک بیٹے کی ماں'' انہوں نے فخر سے اپنے پہلو میں لپٹے اس ننھے سے وجود کو دیکھا۔

یوں وہ سب کو بھول کر اس کے لاڈ اٹھانے لگیں۔ اس کی ہر جائز اور ناجائز بات ماننے لگیں۔ وہ ضدی، خودسر اور بدمزاج ہوتا گیا۔

تجمل حسین اس کے اطوار دیکھتے اور مہناز بیگم کو ٹوکتے تو وہ انتہائی بُرا مان جاتیں۔ وہ سمجھتی تھیں کہ ان کے بچے میں کوئی برائی نہیں۔ ان کے شوہر یونہی بے جا روک ٹوک کرتے ہیں۔ یوں شہزاد کی شخصیت تباہ ہوتی گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھوٹا سا بچہ جب دنیا میں آنکھ کھولتا ہے تو ہر بچے کی طرح معصوم اور بے ضرر ہوتا ہے۔ یہ ماں کی گود اور تربیت ہوتی ہے جو اسے اچھا انسان بناتی ہے اور اس میں دوسرے رشتوں کا بھی اتنا ہاتھ ہوتا ہے۔

آسیہ اور نوین بیٹیاں تھیں اس لیے انہوں نے ان کے بے جا لاڈ نہیں اٹھائے تھے۔ دونوں کا مزاج بالکل باپ کی طرح تھا۔ بہزاد جب پیدا ہوا تب تک آسیہ بہت سمجھ دار ہو چکی تھی اور اس کی تربیت میں ان کا بہت ہاتھ تھا۔

لیکن شہزاد کے معاملے میں وہ سب بہت بے بس تھے۔

مہناز بیگم کے سوال پر وہ کچھ دیر انہیں دیکھتے رہے۔ پھر بولے ''غلطی نہیں' غلطیاں اور وہ بھی ایسی جن کی کوئی معافی نہیں ہوتی۔ بیٹیوں کی عزت سب کی سانجھی ہوتی ہے اور آپ کے بیٹے صاحب یہ بات بھول گئے ہیں۔ ان کے اپنے گھر میں دو جوان بہنیں موجود ہیں لیکن یہ بات بھی انہوں نے فراموش کر دی ہے۔ میں نے ایک بار پہلے بھی بہت نرمی اور تحمل سے انہیں سمجھایا تھا لیکن یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی شاید..... اسی لیے انہوں نے اپنی غلطی دہرائی بلکہ اور شدید نوعیت کے ساتھ۔ لیکن اب میری برداشت جواب دے گئی ہے اسی لیے.....''

''اوہ' اب سمجھی!'' مہناز بیگم نے ان کی بات کاٹ دی ''معاملہ ستارہ کی بیٹی کا ہے اس لیے آپ اتنے جذباتی ہو رہے ہیں۔ اس عورت کو مرے ہوئے بھی دس سال ہو رہے ہیں لیکن آپ کی ہمدردیاں ابھی تک اس سے ختم نہیں ہوئیں۔''

ان کی گھٹیا بات پر تجمل حسین کا چہرہ شدت ضبط سے سرخ ہو گیا۔ لیکن انہوں نے انتہائی برداشت سے کام لیا۔ اب وہ جوان بچوں کے باپ تھے اور اس ناقص العقل عورت سے کوئی بعید نہیں کہ وہ ان کے سامنے انہیں بے عزت کرنے سے بھی نہ چونکتی۔ پھر اس میں اس بے گناہ عورت کا بھی نام آتا جو اب اس دنیا میں نہیں تھی۔

''تم شاید ایسا ہی سوچ سکتی ہو مہناز بیگم! میرے لیے ستارہ ایک بہن اور دوست کے ناطے ایک بھابھی سے کم نہیں تھی۔ میں نے اسے ہمیشہ اسی نگاہ سے دیکھا لیکن چونکہ تم ایک چھوٹی ذہنیت کی مالک ہو اس لیے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتیں اور اس عمر میں تو ایسی باتیں کرنا، جب ہمارے بچے جوان ہو چکے ہیں، ہم دونوں کو ہی زیب نہیں دیتا۔''

''ہونہہ!'' وہ پھنکاریں۔ ''یہ اس عمر کی بات نہیں تجمل حسین، ایک طویل عمر کا قصہ ہے۔ میں جانتی ہوں، میری کوئی خوبی کبھی نظر نہیں آئی آپ کو۔ لیکن اس ستارہ کے گن گاتے رہے آپ۔ کانٹوں پر زندگی گزاری ہے میں نے، میرے سامنے کسی اور عورت کی خوبیاں گنوائی جاتی رہیں۔ اس کی مثالیں دی جاتی رہیں۔''

''تم زیادتی کر رہی ہو اب مہناز بیگم! میں نے خود سے کبھی کچھ نہیں کہا۔ تم نے تذکرہ نکالا تو تمہیں سدھارنے کے لئے، سمجھانے کے لئے اس کی مثال دی۔ ایک عورت کو کیسا ہونا چاہیے۔ اپنے گھر کے لئے، بچوں کے لئے، شوہر کے لئے اور تو اور غیروں کے لئے بھی۔ بس یہی ایک غلطی ہوئی مجھ سے زندگی میں، ایک عورت کے سامنے دوسری عورت کی تعریف..... لیکن اس کا مقصد اس عورت کی خوبیاں گنوانا نہیں بلکہ تمہیں سدھارنا تھا۔ وہ باتیں جو تم خود سے نہیں سمجھ رہی تھیں۔ انہیں سمجھانا تھا لیکن تم نے اسے غلط رخ دے دیا۔ مجھے ستارہ سے نہیں اس کی خوبیوں سے دلچسپی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اندر ہی اندر میری یہ خواہش تھی کہ میرا گھر بھی خاور کے گھر جیسا نمونہ بن جائے۔'' پتا نہیں آج اتنے سالوں بعد وہ کیوں صفائیاں پیش کر رہے تھے۔

''اس میں ستارہ کا کوئی کمال نہیں تھا۔ وہ واپس نہیں جا سکتی تھی اور اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کی خدمتیں کرتی تھی۔ اپنی خدمتوں سے ان سب کا منہ بند کرنے کی کوشش کرتی تھی لیکن جن عورتوں کا میکا مضبوط ہوتا ہے، انہیں اس قدر جان مارنے کی کیا ضرورت ہے؟''

مہناز بیگم کے نظریات ایسے ہی اعلیٰ رہے تھے ساری عمر۔ ان کی اپنی سوچ تھی۔ تجمل حسین نے ایک تاسف بھری نظر ان پر ڈالی۔ وہ انہیں کبھی تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔

''اور پھر اس کی اتنی خدمتوں کا کیا فائدہ ہوا؟ خاور بھائی نے تو جوتے کی نوک پر ہی رکھا اسے ساری عمر۔ گھر چھوڑ کر آئی ہوئی لڑکیوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ انہیں نہ وہ محبت مل پاتی ہے جس کے لئے وہ ماں باپ کی عزت کو روند کر آ جاتی ہیں نہ ہی وہ عزت جو شوہر کے گھر میں اسے ملنی چاہیے۔''

مہناز بیگم کے جواب میں بے شک نفرت اور کینہ چھپا ہوا تھا لیکن وہ تلخ سچائی بھی تھی جو واقعی ایسی لڑکیوں کا مقدر ہوتی ہے۔ ساری عمر نہ سہی تو کبھی نہ کبھی ایسا ہی کوئی ایک لمحہ انہیں ضرور ملتا ہے جو اُن کی تمام عمر کی ریاضت پر پانی پھیر دیتا ہے۔

☆

صبح سے چھینکوں نے اس کا بُرا حال کر رکھا تھا۔ فلو کا زبردست اٹیک تھا جسے نظر انداز کر کے گھر کے کام نمٹاتی رہی۔ پہلی بار باسط بھائی کی بات کو رد کرنے کی غلطی کا اسے بار بار احساس ہوا۔ واقعی کوئی کام والی اس وقت آ رہی ہوتی تو اسے کتنی آسانی ہو جاتی۔

گھر میں کوئی اور ہوتا تو چلو وہ گھر کے بکھیڑے دیکھ لیتا۔ اللہ کا شکر تھا کہ وہ کم ہی کبھی سالوں میں بیمار ہوتی تھی۔ تب اماں بی جلدی جلدی چکر لگایا کرتی تھیں اور اس کے کافی کام نمٹا جاتی تھیں لیکن اب بہت دنوں سے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسی لیے وہ بھی نہیں آ رہی تھیں۔ نوین دو دن سے اپنی خالہ کے گھر رہنے گئی ہوئی تھی اور وہ تیز بخار اور نزلے میں مبتلا آہستہ آہستہ گھر کے کام سمیٹ رہی تھی۔

آرام نہ کرنے سے شام تک اسے بہت نقاہت ہو گئی تھی۔ وسیط شام میں گھر آیا تو اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

''کب سے ہے تمہیں بخار! ایک فون نہیں کر سکتی تھیں مجھے یا باسط بھائی کو؟ صبح تو ٹھیک تھیں تم!''

''گلا تو رات سے خراب تھا۔ بس دوپہر سے نزلہ بھی شروع ہو گیا اور بخار بھی'' وہ زبردستی مسکرائی ''تم فکر مت کرو، ایسی بیمار نہیں ہوں میں، معمولی فلو ہے۔''

''یہ معمولی فلو ہے۔ ناک لال، آنکھیں سوجی ہوئی۔ چلو اپنے کمرے میں، میں بخار چیک کرتا ہوں پھر فلو کی دوا لاتا ہوں'' وہ باقاعدہ اسے ڈانٹنے لگا۔

''نہیں، ابھی نہیں، نزلہ بہہ جائے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میری حالت اور بگڑ جائے گی۔ ایک بار نوین نے نزلے میں دوا کھالی تھی۔ اس کے سینے پر جم گیا تھا۔ سانس جیسی کیفیت ہو گئی تھی اس کی۔ کہتے ہیں سر میں جم جائے تو سر میں شدید درد ہو جاتا ہے۔ کانوں میں رک جائے تو کان میں..... میں یہ تکلیفیں افورڈ نہیں کر سکتی۔ دوا ایک دن میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''افوہ! نیم حکیم خطرہ جاں۔ اپنی ڈاکٹری مت دکھاؤ، تم خود چلی چلو ڈاکٹر کے پاس۔ اگر ہمت ہے تو۔''

''نہیں، میں ٹھیک ہوں۔ بس تم بخار کی دوا لے آؤ۔ یہ تو اترے، میری ہمت نہیں ہو رہی، میں کچھ دیر لیٹوں گی'' وہ اسے ٹال کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

سالن وہ بنا چکی تھی۔ روٹیاں بازار سے آجاتیں۔ خود اسے چائے کی طلب ہو رہی تھی لیکن اب اس میں مزید کھڑے ہونے کی ہمت نہیں تھی۔

پھر وسیط کب واپس لوٹا، کب اس کے لئے چائے بنائی اور کب وہ دو سلائس کے ساتھ اس کے لئے چائے لے کر آیا، اسے پتا ہی نہیں چلا۔

بخار کی شدت نے اسے کچھ دیر کے لئے غافل کر دیا تھا۔ اپنے سامنے اسے دونوں سلائس کھلا کر دوا کھلائی اور اسے آرام کرنے کی ہدایت کر کے وہ باہر گیا تو وہ پھر سے آنکھیں موند کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔

نیند میں اسے سردی سی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے لگا جیسے امی کی انگلیاں اس کے بالوں میں کنگھی کر رہی ہیں۔ کیسی نرمی، شفقت اور محبت سے بھیگی ہوئی انگلیاں تھیں۔ وہ خاموش لیٹی رہی۔ پھر کس نے اسے گرم کھیس اُڑھایا اور آہستہ سے پلٹ گیا۔

پتا نہیں یہ نیند کی کیفیت تھی یا حقیقت تھی؟ اس نے سختی سے جڑی ہوئی پلکیں کھولنے کی کوشش کی۔

دروازے کے پاس یقیناً ابا تھے جو کمرے سے باہر نکل رہے تھے۔

☆

''ابا..... کیا وہ ابا تھے؟'' اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

ابا کا اس کے کمرے میں موجود ہونا ہی اچنبھے کی بات تھی۔ نا کہ ان کا اس کے بالوں میں محبت سے انگلیاں پھیرنا، ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے بخار کو محسوس کرنا اور اسے گرم چادر اوڑھنا۔

وہ ان کی سگی بیٹی تھی، ان کی محبت، توجہ اور شفقت کی حق دار تھی لیکن بچپن سے اس نے اپنے لیے ان کے رویے میں ایک روکھا پن، تناؤ، اور اجنبیت سی محسوس کی تھی۔ ماں باپ اپنے بچوں سے خصوصاً بیٹیوں سے بہت لگاؤ رکھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن بیٹیوں نے انہیں چھوڑ کر پرائے گھر چلے جانا ہے اس لیے خود بخود ان کے رویے میں ان کے لیے محبت امڈی چلی آتی ہے لیکن اس نے اس محبت کا ذائقہ کبھی نہیں چکھا تھا۔ اسے ماں سے بھرپور محبت ملی تھی۔ بھائیوں کی توجہ نے اس کو کبھی تہی داماں نہیں رکھا تھا لیکن ابا کا برتاؤ اس سے ہمیشہ روکھا پھیکا رہتا تھا یا پھر تلخ۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ کون سی نفسیاتی گرہ ان کے ذہن میں بندھی ہوئی تھی۔ جو کھلتی ہی نہیں تھی لیکن ابا کی آج اس کے کمرے میں موجودگی یہ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اس کے معاملے میں جتنے بھی بے پرواہ بنیں اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ ان کی سگی بیٹی ہے جس کی محبت سے وہ نظریں نہیں چرا سکتے۔ تبھی تو اس کی معمولی سی بیماری سے گھبرا کر وہ چلے آئے تھے۔

بالآخر پتھر میں جونک سی لگ گئی تھی۔

شاید باسط بھائی کے احساس دلانے پر یا پھر کسی اور وجہ سے۔

''ابا بھی مجھ سے پیار کرتے ہیں۔تبھی تو ان کی انگلیوں میں امی جیسی شفقت جھلک رہی تھی۔ایسا لگ رہا تھا جیسے امی کے ہاتھ میرے بالوں کو سہلا رہے ہوں۔ابا مجھ سے نفرت نہیں کرتے۔میں غلط سوچتی ہوں۔وہ کسی وجہ سے امی سے ناراض ہیں اس لیے مجھ سے بھی۔مجھ سے کیوں.....؟ آخر میرا قصور کیا ہے۔میں تو حتی الامکان ان کی مرضی کے مطابق رہتی ہوں۔کبھی شکوہ تک نہیں کیا۔جیسا وہ چاہتے ہیں،کرتی ہوں کہ شاید کبھی وہ مجھ سے خوش ہو جائیں۔'' وہ چپ چاپ لیٹی سوچتی رہی۔

سرشاری کے سے احساس کے باوجود پتا نہیں کیوں اس کی پلکیں نم ہو رہی تھیں۔

☆

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اجالا پھیل چکا تھا۔سورج کی چمک دار کرنیں اس کے کمرے کو روشن کر رہی تھیں۔

یہ اس کی زندگی کی ایک نئی صبح تھی،اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس نے اس دنیا میں ایک نیا جنم لیا ہو۔ایک سکون،اطمینان اور ٹھہراؤ اس کے وجود میں پھیل رہا تھا۔بے چینی اور تھکاوٹ کا احساس بہت کم ہو چکا تھا۔

''بہت دیر ہو گئی،ابا اور بھائیوں کا ناشتا؟'' اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن نقاہت اور کمزوری سے اس نے دوبارہ اپنا سر تکیے پر رکھ دیا۔

''ہیلو،ہیلو!سسٹر عفیفہ!اب کیسی ہیں آپ؟'' وسیط دروازہ بجا کر اندر آ گیا تھا۔اس کے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے تھی۔جس میں چائے، سلائس اور ایک بوائل انڈا بہت سلیقے سے رکھا ہوا تھا۔عفیفہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔وہ اس قدر گھڑکب سے ہو گیا تھا۔

''یہ سب کیا ہے؟'' اس نے ٹرے کی جانب اشارہ کیا۔

''آپ کا ناشتا ہے۔اب آپ جلدی سے واش روم سے فارغ ہو کر آئیں تا کہ آپ کو ناشتا کرایا جا سکے۔ورنہ ہمارا اتنی محنت سے تیار کردہ یہ ناشتا ٹھنڈا ہو جائے گا۔''

''میں اٹھ ہی رہی تھی وسیط!تمہیں کیا ضرورت تھی اور ابا اور باسط بھائی ناشتا کیے بغیر چلے گئے؟''

''جی نہیں،مابدولت نے انہیں بھی ایسا ہی شاندار ناشتا کرایا ہے۔ابا تو سوچ رہے تھے کہ اب میری شادی ہو جانی چاہیے کیوں کہ میں اب گھر سنبھال سکتا ہوں۔''

عفیفہ کو اس کی بکواس پر ہنسی آ گئی۔

''اچھا.....اچھا اب تم جلدی سے آ جاؤ ورنہ یہ چائے.....'' اس نے پھر کہا تو وہ واش روم کی جانب چلی گئی۔

''چائے اچھی بنی ہے'' اس نے چائے پیتے ہوئے اقرار کیا۔

''اپنے گھر میں پہلی بار تم کسی اور کے ہاتھ کی چائے پی رہی ہو اور کسی اور کے ہاتھ کی چائے پینے کا مزہ ہی اور ہوتا ہے۔''

''نہیں،یہ بات نہیں ہے۔چائے واقعی اچھی ہے۔ویسے سوری،میری وجہ سے تم آفس نہیں گئے لیکن میں اب ٹھیک ہوں،چاہو تو لیٹ چلے جاؤ۔''

''چلا جاؤں گا۔ایک میرے نہ جانے سے آفس بند نہیں ہو جائے گا۔ویسے بھی میری پوسٹ بے چاری اس نوعیت کی حامل نہیں ہے۔''

''معلوم ہے لیکن میں کام کی بات نہیں کر رہی۔تمہارے نہ جانے سے وہاں کس قدر سناٹا ہوگا.....اس کا خیال آتا ہے۔''

''کیا میں بہت زیادہ بولتا ہوں؟'' وہ معصوم شکل بنا کر اسے دیکھنے لگا۔

''بہت سے کچھ کم.....'' وہ مسکرائی پھر اگلے ہی لمحے سنجیدہ ہو کر کہنے لگی ''وسیط ایک بات بتاؤں،رات ابا میرے کمرے میں آئے تھے۔''

''ابا.....!'' اسے یقین نہیں آیا۔

''میں شاید غنودگی میں تھی لیکن پھر میری آنکھ کھل گئی۔وہ پیار سے میرے بالوں میں انگلیاں پھیر رہے تھے۔انہوں نے مجھے کبھی بھی اڑھایا۔میرے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کیا۔مجھے یقین نہیں آ رہا تھا وسیط کہ وہ مجھے اتنی توجہ دے سکتے ہیں!''

''کیوں یقین نہیں آ رہا؟'' اس کے خاموش ہونے پر وہ چونکا ''کچھ بھی سہی،وہ تمہارے باپ ہیں۔وہ ہم سے چاہے جتنے بھی اجنبی بنے رہیں،ہیں تو ہمارے باپ!تم ہی کہتی ہو عافی کہ اپنوں سے اس قدر گمان رہنا ٹھیک نہیں ہوتا۔اپنے ہم سے چاہے جتنے بھی روٹھے رہیں،ان کے دل سے کسی کونے میں ہمارے لیے محبت دبی رہتی ہے جو کبھی نہ کبھی امڈ ہی آتی ہے۔''

''تم سب بھائی مجھ سے بہت محبت کرتے ہو وسیط!یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔بہت مان ہے مجھے ان محبتوں پر.....لیکن اس کے باوجود میں خود کو بے سائبان محسوس کرتی ہوں۔لیکن رات کے واقعے کے بعد جیسے میرا وجود کڑی دھوپ سے ایک دم ایک ٹھنڈی چھاؤں میں آ گیا ہے۔'' اس کی آنکھوں میں دھند پھیل رہی تھی لیکن چہرے پر اطمینان تھا۔

''پاگل لڑکی!'' وسیط نے اس کا ہاتھ تھپتھپایا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو،وہ مجھ سے جتنی بھی بے گانگی برت لیں،اس حقیقت سے نظریں نہیں چرا سکتے کہ میں ان کی بیٹی ہوں۔ان ہی کے وجود کا ایک حصہ۔''

''حقیقت سے نظریں کون چرا سکتا ہے عافی،کوئی کتنا بھی انکار کرے،ہمارے ابا بھی اس حقیقت سے نہیں بھاگ سکتے'' وسیط کا ہاتھ بہن کے سر پر آ کر ٹک گیا۔

☆

وسیط آفس جانے سے پہلے اماں بی اور نوین کو اس کی بیماری کے بارے میں بتا گیا تھا۔اماں بی تو اسی وقت ہانپتے کانپتے چلی آئی تھیں جبکہ نوین کچھ دیر بعد اپنے کاموں سے فارغ ہو کر وہاں آ گئی تھی۔

''اچھی دوست ہو تم،کل سے بیمار ہو،بتایا آج ہے۔میں نے کون سا آ کر تمہارے حصے کے کام کو نمٹانا تھا لیکن تمہیں حوصلہ تو دے سکتی تھی'' وہ آتے ہی بڑبڑانے لگی۔

اماں بی اس کی ناراضی کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔''ٹھیک کہا تم نے بیٹا،دیکھو تو کتنا سا منہ نکل آیا ہے،ناشتا وغیرہ کیا.....دوا لی؟''

''وسیط نے کرادیا تھا آفس جانے سے پہلے'' اس نے بتایا تو نوین حیرت سے وہیں بیٹھ گئی۔

''وسیط نے..... کیا وہ اتنا بڑا ہو گیا ہے؟''

''ہاں، کچھ کچھ۔ ابا اور باسط بھائی کو بھی اسی نے کروایا تھا ناشتا۔ سمیط بھائی تو اپنی ریکارڈنگ کے سلسلے میں رات کو گھر ہی نہیں آئے۔ ہاں اب اس نے کچن کا جو حشر کر رکھا ہوگا، اس کے بارے میں سوچ سوچ کر جان نکل رہی ہے۔''

''چھوڑو بیٹا، کچن کا جو بھی حال ہو لیکن ذمے داری سے بیمار بہن کو ناشتا کروایا، باپ بھائی کو کروایا، یہ بھی بہت ہے۔ لڑکے اتنا بھی نہیں کرتے۔ چلو میں دیکھتی ہوں۔'' وہ اٹھنے لگیں لیکن نوین نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پھر سے بٹھا دیا۔

''آپ بیٹھیں، میں کس مرض کی دوا ہوں۔ تھوڑا وسیط کو باتیں سنانے کا بھی موقع ملے گا۔ تمہارے لیے کچھ لاؤں عافی؟''

''نہیں، ابھی ایک گھنٹے پہلے تو ناشتا کیا ہے، تم بیٹھو، ہو جائے گا بعد میں۔''

''بس کچھ دیر لگے گی۔ یوں گئی میں اور یوں آئی۔ کھانے میں کیا بناؤں، گھر والوں کے لیے۔ تمہارے لیے تو وہ تمہاری ہونے والی بھاوج یخنی اور دلیہ بنانے گھس گئی ہیں کچن میں۔ لے کر آئیں گی تمہاری طبیعت پوچھنے۔''

''اس کی کیا ضرورت تھی..... منع کر دیتیں تم..... کون سا اتنا بیمار ہوں میں'' وہ شرمندہ ہو گئی۔

''لو تو بندہ زیادہ بیمار ہو تبھی خدمتیں کراتا ہے اور انہیں بنانے دو۔ عادت پڑے گی۔''

''سبزی وغیرہ مجھے لا دو بیٹا۔ بیٹھے بیٹھے کاٹ دوں گی۔'' اماں بی بولیں۔

''رہنے دیں اماں بی، کچھ دیر سکون سے بیٹھیں اس عافی کے پاس۔ آپ کے پاس اپنے کام کم ہوتے ہیں۔ میری صلاحیتیں آپ کو پتا نہیں ہیں۔ سارے کاموں کے لیے بس ایک گھنٹا چاہیے مجھے۔'' وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

عفیفہ اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی پھر اماں بی کی جانب متوجہ ہو گئی ''پتا نہیں کتنی محبتوں سے گوندھ کر اس کا وجود اللہ نے اس دنیا میں اتارا تھا اماں بی!''

''یہی محبتیں تو اس دنیا کو سہارے ہوئے ہیں بیٹا! ورنہ تو یہ دنیا کب کی ختم ہو گئی ہوتی'' انہیں بھی نوین کی ذات کی اس خوبی سے انکار نہیں تھا۔ ماں تو ایسی نہیں تھی لیکن یہ چیز یقیناً انہیں باپ کی طرف سے وراثت میں ملی تھی۔

''بس آسیہ باجی، جلدی سے اس گھر میں آ جائیں تو میری تنہائی ختم ہو۔ میں تنہا رہ کر بہت اکتا چکی ہوں اماں بی!''

''ہاں، اب اس کام میں بھی دن کتنے باقی ہیں۔ خیر سے منگنی کو بھی مہینے سے زیادہ ہو گیا۔ آسیہ کی ماں نے چند مہینوں کی بات کی تھی۔ تم بھی اب تیاریاں شروع کرو۔ پتا بھی نہیں چلے گا، یوں وقت گزر جائے گا۔''

''کتنی رونق ہو جائے گی نا، ان کے یہاں آنے سے۔'' وہ تصور میں ہی سوچ سوچ کر خوش ہو رہی تھی۔

''کس کے آنے سے رونق ہو جائے گی؟'' یہ آسیہ باجی تھیں جو اچانک ہی چلی آئی تھیں۔ وہ انہیں یہاں دیکھ کر حیران رہ گئی حالاں کہ ابھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ دیر پہلے نوین اسے بتا چکی تھی کہ وہ اس کے لیے یخنی اور دلیہ وغیرہ بنا کر لے آ رہی ہیں لیکن اسے اس کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ کیوں کہ وہ تو پہلے ہی کبھی کبھار بھولے بھٹکے یہاں آتی تھیں۔ رشتہ طے ہونے کے بعد تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور یقیناً یہ بات مہناز خالہ کو بھی پسند نہیں ہوگی اس وقت بھی انہوں نے جانے کیسے انہیں آنے دیا ہوگا۔

''تمہارا ہی تذکرہ ہو رہا تھا بچے!'' اماں بی بھی انہیں دیکھ کر خوش ہو گئیں۔

''مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا آسیہ باجی! آپ اور ہمارے گھر؟'' عفیفہ انہیں دیکھ کر اٹھنے لگی۔

''بیٹھی رہو..... اور یہ بخار کیوں چڑھا لیا بھئی، گھر بلانے کا اچھا طریقہ ہے'' انہوں نے نزدیک آ کر اسے پیار کیا اور خود سے لپٹا کے اس کے پھیلے ہوئے بال سنوارنے لگیں۔

''یوں تو آپ آتی نہیں ہیں، میں نے سوچا اور کون سا طریقہ مناسب ہو سکتا ہے۔ سب سے آسان یہی نظر آیا'' وہ بھی ہنس کر بولی۔

''منہ دیکھو کتنا سا نکل آیا ہے۔ لاؤ تمہارے کنگھا کر دوں'' وہ دراز سے برش نکال کر اس کے بال بنانے لگیں۔

''رہنے دیں آسیہ باجی! میں خود کر لوں گی'' پتا نہیں کیوں اسے امی یاد آ گئی تھیں۔ وہ کیسے اس کے بالوں میں تیل ڈالا کرتی تھیں۔ دو چوٹیاں گوندھ کر اسے اسکول بھیجتی تھیں۔ تیل ڈالنے پر وہ منہ بسورنے لگتی تھی۔

''تیل نہیں امی! بالکل تیلن لگتی ہوں میں۔ ایک دم گنوار۔''

''نہیں چندا! تیل نہیں ڈالو گی تو بال روکھے رہ جائیں گے۔ ساری رونق ختم ہو جائے گی۔ ابھی جو یہ تمہارے بال اتنے چمک دار اور پیارے نظر آتے ہیں۔ اس تیل کی وجہ سے تو ہیں۔ دماغ الگ کمزور ہو جائے گا، بال بھی جھڑنے لگیں گے۔ بال تو عورت کا اصل حسن ہوتے ہیں بیٹا!'' وہ کتنے پیار سے اسے سمجھاتیں۔

تینوں بہنوں میں صرف ان ہی کے بال لمبے اور خوبصورت تھے۔ شیریں ان کے لمبے بالوں سے کس قدر چڑا کرتی تھی۔

''ہونہہ..... گنوار..... پتا نہیں کن لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا ہے جو الٹے سیدھے مشورے دیتے رہتے ہیں۔ بھلا اس قدر لمبی چوٹی رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟''

''تمہیں کیا معلوم ان بالوں کی اہمیت'' ستارہ کی آنکھوں کے سامنے خاور کی پُرستائش نظریں گھومنے لگتیں۔ شاید پہلی بار اس جیسا خشک اور مغرور شخص اس کے بالوں سے ہی متاثر ہوا تھا۔ وہ بڑا لیے دیے رہنے والا خاموش طبیعت لڑکا تھا اور وہ پتا نہیں اس کی اس بات سے انسپائر ہو کر اس کی جانب کھنچی چلی گئی۔ یہ سوچے بنا کہ وہ اس کی کلاس کا نہیں تھا، اس کے مزاج کا نہیں تھا۔

''لیکن امی، مجھ سے اتنے لمبے بال سنبھالے نہیں جاتے۔'' وہ پھر سے کہتی۔

''تو تمہیں کون سا سنبھالنے پڑتے ہیں۔ تیل میں ڈالتی ہوں، مالش میں کرتی ہوں۔ شیمپو میں کراتی ہوں۔ چوٹیاں میں باندھتی ہوں۔'' وہ پیار سے اس کے ایک چپت لگاتیں۔

''لیکن ابھی تو میں چھوٹی ہوں نا، جب بڑی ہو جاؤں گی تو خود یہ سارے کام کرنے پڑیں گے۔''

''جب تک میں زندہ ہوں تب تک میں اپنی بیٹی کے ان بالوں کا خیال خود رکھوں گی'' وہ سنجیدہ ہو جاتیں ''ہاں میرے بعد.....''

''امی.....!'' وہ ڈر سی جاتی۔

اور پھر ان کے چلے جانے کے بعد کبھی بھولے سے بھی اسے یہ خیال نہیں آیا کے ان لمبے بالوں کو کٹوا دے۔ انہیں سنوارنا، بنانا کتنا مشکل تھا۔ اماں بی شروع شروع میں آ کر اس کے بال سلجھا کر چوٹی باندھ دیا کرتی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ پہلے ستارہ اس کے بال بناتی تھی لیکن آہستہ آہستہ بال سلجھاتے ہوئے وہ اسے سمجھاتی بھی رہتیں۔

''دیکھو بیٹا! بال ایسے سلجھتے ہیں۔ یوں چوٹی باندھنے کے لیے ان کے تین حصے کرتے ہیں اور اس طرح چوٹی بن جاتی ہے۔ چلو تم میرے سامنے باندھو۔'' غیر محسوس طریقے سے وہ اسے چھوٹے موٹے کام سکھاتی چلی گئیں۔

وقت گزرتا گیا اور وہ تیزی سے سارے کام سیکھتی گئی۔ کبھی کبھی اماں بی کو اس کی ذہانت، ہمت اور سمجھ پر بہت پیار آتا۔ جو عمر لڑکیوں کی ماؤں سے کاموں کے سیکھنے کی ہوتی ہے وہ اس نے تنہا گزاری تھی، سوائے اماں بی کے کوئی بھی اسے سمجھانے والا نہ تھا لیکن کچھ لڑکیاں ماؤں کے سگھڑاپے اور ان کی گھر میں موجودگی سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتیں اور کچھ لڑکیاں اپنے شوق اور لگن کی بنا پر ہر کام میں طاق ہو جاتی ہیں۔

وہ بھی ان ہی لڑکیوں میں سے ایک تھی۔ اس نے اپنی ماں کی روح سے ایک وعدہ کیا تھا اور وہ اس میں سرخرو رہنا چاہتی تھی۔

''کہاں کھو گئیں عافی!'' آسیہ باجی نے اسے گم صم پا کر ٹوکا تو وہ حال میں پلٹ آئی۔

''کہیں نہیں آسیہ باجی! آج بہت دنوں بعد یوں کسی نے میرے بالوں کو سنوارا ہے، ہے ناں اماں بی؟'' اس نے نم آنکھوں سے اماں بی کو دیکھا۔ اس کی کیفیت جان کر وہ بھی افسردہ ہو گئیں۔

''ہاں بیٹا لیکن ایک بات جان لو، ہماری دنیا میں کوئی کتنا بھی اہم کردار ہو۔ زندگی کی زلفوں کو ہمیں خود سنوارنا ہوتا ہے۔ ان کے الجھنے سے پہلے نرمی سے، آہستگی سے۔''

☆

وہ سارا دن اس نے اپنوں کی عنایتوں کے سبب بستر پر آرام کرتے ہوئے گزارہ تھا۔ رات میں وہ منتظر تھی کہ ابا اس کی طبیعت پوچھنے آئیں گے لیکن شاید انہیں اطلاع مل گئی تھی کہ اسے بخار دوبارہ نہیں چڑھا۔ صرف کمزوری اور نقاہت باقی تھی۔ وہ مطمئن ہو گئے تھے۔

وسیط اور باسط شام میں جلدی لوٹ آئے تھے۔ باسط کے ہاتھوں میں مختلف شاپرز تھے۔ جن میں رات کا کھانا اور پھل وغیرہ تھے۔ لیکن کچن میں بنے کھانے دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ یہ عنایت یا تو اماں بی کی ہے یا پھر نوین کی۔ وہ چیزیں دیکھ کر عفیفہ کے کمرے میں چلے آئے۔

''اب کیا حال ہے عافی؟''

''بالکل ٹھیک ہوں باسط بھائی! بس سر چکرا رہا ہے۔ کھڑے ہوؤں تو لگتا ہے زمین گھوم رہی ہے۔''

''وہ بخار کی وجہ سے ہے۔ بخار بھی تو رات اتنا تیز تھا۔ کھاؤ پیو گی، آرام کرو گی تو دو ایک دن میں کمزوری بھی ٹھیک ہو جائے گی اور یہ اتنی

ساری ڈشز کون بنا گیا؟ دو دن کا کھانا میں بھی بازار سے لے آیا ہوں۔"

"اماں بی آئی تھیں لیکن کھانے.....!" وہ مسکرائی "نوین آئی تھی، آسیہ باجی بھی آئی تھیں۔ میرے لیے یخنی اور دلیہ بھی بنا کر لائی تھیں۔ میرے لاکھ منع کرنے پر کوفتے بنا گئیں۔ بھنڈی گوشت کا سالن، توریاں رکھی تھیں اس کی بھجیا بنا دی۔ کہنے لگیں، نکال نکال کر دو دن تک آرام سے کھانا۔ مٹر پلاؤ بھی بنایا تھا نوین نے دوپہر کو۔ میں نے لاکھ منع کیا۔ کہنے لگیں امی کی وجہ سے بار بار نہیں آسکوں گی۔ تمہیں مشکل نہ ہو۔ وسیط سے کہنا مائیکرو ویو میں گرم کرے اور سب کو کھلا دے۔ باقی کھانے کو فریج میں رکھ دے۔"

"اچھا!" وہ بھی خوش دلی سے مسکرائے۔ "بڑا خیال رکھا جا رہا ہے ابھی سے؟"

"دیکھ لیجئے" وہ چہکی "آسیہ باجی ایسی ہی ہیں۔"

"اللہ کرے بعد میں بھی ایسی ہی رہیں۔ مجھے کیا معلوم تھا، میں بھی اتنی بہت سی چیزیں لے آیا۔ چلو خیر، یہ وسیط نہیں آیا ابھی تک؟"

"آگیا ہے، اپنے کمرے میں ہے۔ نہا رہا ہے شاید۔ میں چائے بناتی ہوں، آپ کے لیے۔" وہ اٹھنے لگی تو انہوں نے ٹوک دیا۔

"خبردار جو اٹھیں تو..... لیٹی رہو آرام کرو۔ آج میرے ہاتھ کی چائے پیو۔ صبح وسیط کے ہاتھ کی پی تھی، کچھ کھانے کو دل چاہ رہا ہے۔ میں بیکری سے کچھ اسنیکس وغیرہ بھی لایا ہوں۔"

"نہیں بھائی، میں صرف چائے پیوں گی لیکن آپ رہنے دیں، میں بنالوں گی" وسیط کی بات اور تھی لیکن باسط بھائی گھر کے کام کریں، یہ اسے کب اچھا لگ سکتا تھا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا، گھر کی ذمے داری صرف تمہاری نہیں ہے۔ ہم سب کو اس میں ہاتھ بٹانا چاہیے، یہ تو ہماری کوتاہی ہے کہ سارا بوجھ تمہارے کاندھوں پر ڈال رکھا ہے۔ میں ابھی آتے ہوئے اماں بی سے کسی ماسی وغیرہ کے لیے کہہ آیا ہوں۔ زیادہ نہیں تو صفائی وغیرہ کے لیے۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ ان کے ہاں جو ماسی آتی ہے وہ کافی صفائی پسند ہے۔ بس میں ایک نہیں سنوں گا۔ پھر شادی سر پر ہے، تم اکیلے کیا کیا سنبھالو گی۔ دو ایک کام وہ کر دے گی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کچھ تمہارے مزاج کے مطابق نہ ہو تو اسے آہستہ آہستہ سمجھا دینا۔" ان کا لہجہ قطعی تھا۔ وہ مزید بحث نہ کر سکی۔

باسط چائے بنانے کے ارادے سے کچن میں آئے تو وسیط چائے نکال رہا تھا۔

"ارے یار، میں آرہا تھا نا۔" اسے چائے کے برتن ٹرے میں رکھتے ہوئے دیکھ کر انہوں نے کہا۔

"کمال کرتے ہیں آپ بھی باسط بھائی، صبح کیا میرے ہاتھ کی چائے اچھی نہیں لگی تھی؟"

"یہ کس نے کہا۔ ایسی شاندار چائے تھی، میں تو سوچ رہا تھا کہ اب چائے تمہارے ہاتھ کی ہی پیا کریں گے۔" انہوں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پلیٹوں میں اسنیکس نکالنے لگے۔

"خیر اب اتنی اچھی بھی نہیں تھی" اس کی آواز ہلکی ہوگئی تو وہ اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر ہنس دیے۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھر میں کرنے کو کوئی کام نہ ہو اور بولنے والا بھی نہ ہو تو سارا دن گزارنا کس قدر مشکل ہو جاتا ہے، یہ اسے آج پتہ چلا تھا۔ کھانا بنا ہوا تھا۔ اماں بی نے ماسی کو صفائی اور برتنوں کے لیے بھیج دیا تھا۔ اسے کام سمجھایا۔ بارہ بجے تک گھر کے سارے کام نمٹ گئے۔ کمزوری ابھی بھی باقی تھی اس لیے وہ کچھ دیر جا کر لیٹ گئی۔ اخبار پڑھا۔ کچھ دیر ٹی وی دیکھا پھر اکتا کر جلدی ہی بند کر دیا۔ ابھی شام ہونے میں کتنی دیر باقی تھی۔ وقت تھا کہ کٹ ہی نہیں رہا تھا۔

نوین کو وقت بے وقت بلانا ذرا مشکل ہو جاتا تھا۔ مہناز خالہ اس بات کو بالکل پسند نہیں کرتی تھیں۔ وہ خود ہی موقع دیکھ کر آ جایا کرتی تھی۔ کل تو اس نے سارا دن یہیں گزارہ تھا۔ آج بھی صبح ہی صبح اس کا فون آ گیا تھا۔ اس کی طبیعت ٹھیک ہونے کا سن کر اور ماسی کی آمد کی اطلاع پا کر وہ خاصی مطمئن ہو گئی تھی۔

''چلو شکر ہے تمہیں عقل تو آئی۔''

''باسط بھائی کی ضد ہے، مان ہی نہیں رہے۔''

''ٹھیک تو کہہ رہے ہیں۔ اب دیکھو تم اکیلی جان، گھر کے اتنے دھندے۔ پتا نہیں اتنے سالوں تم نے کیسے اکیلے سب سنبھال لیا۔ اب کم از کم گھر کے یہ کام تو نہیں رکیں گے۔''

''لو تو کیا میں روز روز بیمار ہوں گی۔''

''اللہ نہ کرے لیکن چھوٹی موٹی بیماریاں تو انسان کے ساتھ لگی رہتی ہیں۔ بہر حال، تم آرام کرو ابھی، میں شام میں چکر لگاؤں گی۔ امی کو خالہ کے ہاں جانا ہے۔ میں تمہارے پاس آ جاؤں گی۔''

نوین کے فون بند کرنے کے بعد بھی وہ کافی دیر تک مہناز خالہ کے بارے میں سوچتی رہی۔ پتا نہیں وہ اس سے بلا سبب کیوں چڑتی تھیں۔ حالاں کہ وہ تو پوری کوشش کرتی تھی کہ وہ اس سے یوں خفا نہ رہیں۔

لیٹے لیٹے اسے نیند آ گئی۔ فون کی بیل پر اس کی آنکھ کھلی۔

''ہیلو، السلام علیکم!'' اس نے بمشکل آنکھوں کو بند ہونے سے روکتے ہوئے ریسیور اٹھایا۔

''وعلیکم السلام! سوری، کیا آپ اس وقت سو رہی تھیں؟ میں نے بے وقت آپ کو ڈسٹرب کیا'' دوسری جانب سبطین تھا جس نے اس کی آواز سے اندازہ لگایا تھا کہ وہ سو رہی تھی۔

اس کی ساری نیند بھاگ گئی ''نہیں ابھی سونے کا وقت تو نہیں ہے۔ اس لیے آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ہی بے وقت سو گئی تھی۔ دراصل کام کوئی تھا نہیں۔ پتا نہیں کس وقت نیند آ گئی۔'' اس نے کچھ شرمندگی سے جواب دیا۔ پتا نہیں کیا سوچتا ہو گا وہ بھی کہ کتنی سست اور کاہل لڑکی ہے۔ کام کے وقت سو رہی ہے؟

''کوئی بات نہیں، بیماری میں تو آرام کرنے کا پورا حق ہونا چاہیے۔''

''آپ سے کس نے کہا، میں بیمار ہوں؟''

''باسط بھائی کو فون کیا تھا ابھی، انہوں نے بتایا تھا کہ پرسوں آپ کو بہت تیز بخار ہو گیا تھا۔ اس لیے فون کیا ہے۔ ورنہ ارادہ تو یہ تھا کہ.....خیر.....آپ یہ بتائیں، اب کیسی ہیں؟''

''بالکل ٹھیک ہوں، باسط بھائی بھی ذرا سی معمولی بیماری پر اتنے پریشان ہو جاتے ہیں۔ نزلہ، بخار، کھانسی تو سب کو ہو جاتا ہے۔ دو دن بعد بندہ ٹھیک بھی ہو جاتا ہے۔'' اس نے لہجے کو جان بوجھ کر بے پروا بنایا۔

''معلوم ہے آپ بہت بہادر ہیں لیکن آپ کو ایک بات شاید معلوم نہیں۔ ہمارا خود پر بھی کچھ حق ہوتا ہے۔ ہمیشہ اپنے آپ سے، اپنے دل سے، اپنی سوچوں سے نظریں چرانا بددیانتی ہوتی ہے۔''

جواباً وہ خاموش رہی۔

''میری ہر بات کا جواب آپ کے پاس سوائے خاموشی کے کچھ نہیں ہوتا۔ خیر.....'' اس نے ٹھنڈی سے سانس بھری ''چلیں آپ کو ایک اطلاع دینی تھی۔ ممی آ رہی ہیں پاکستان، اسی ہفتے۔''

''واقعی؟'' وہ ایک دم خوش ہو گئی اور اس کی یہ بے ساختہ خوشی سبطین کو بہت اچھی لگی۔

''لیکن وہ بھی آپ سے شیریں آنٹی کی طرح ملیں تو.....؟''

''شیریں آنٹی.....'' وہ کچھ دیر چپ ہو گئی ''وہ تو مجھ سے بہت اچھی طرح ملی تھیں۔''

''ہاں، کچھ دیر کو.....کسی جذباتی کیفیت کے سبب۔ اس کے بعد انہوں نے ایک بار بھی آپ کو فون کیا؟'' وہ کہنا چاہتا تھا لیکن مصلحتاً خاموش رہا۔ وہ اس کو بددل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''ہاں وہ بھی آپ کو پوچھتی ہیں۔ بس نانا جان کی وجہ سے خاموش ہیں۔ دیکھیں، اب ممی آ جائیں تو اس مسئلے کا کوئی حل نکالتے ہیں۔ ممی یوں خاموش نہیں بیٹھیں گی۔ انہیں ستارہ خالہ سے بہت محبت ہے۔ وہ ان کے بچوں سے ہر حال میں ملیں گی۔ نانا جان کو منا لیں گی۔ اب تک وہ بھی مجبوراً خاموش رہیں۔ ابھی تو میں نے انہیں ستارہ خالہ کے بارے میں بھی نہیں بتایا۔ پتا نہیں وہ کیا ری ایکٹ کریں؟''

''میرا ان سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے۔'' عفیفہ نے کہا۔

''اور بیٹے سے؟'' وہ بے ساختگی میں کہہ بیٹھا۔

''بیٹے سے تو کتنی بار مل چکی ہوں'' اب کی بار اس نے عام سے لہجے میں جواب دیا یوں جیسے اس نے کوئی عام سی بات کی ہو۔

''اچھا.....مجھے تو یاد نہیں پڑتا'' وہ ہنسا تو وہ پزل سی ہو گئی۔

''چلیں چھوڑیں'' اس نے ایک دم بات پلٹ دی۔ ''میں نے کوریئر سے آپ کو پھول اور کارڈ بھیجے ہیں۔ بُرا تو نہیں لگے گا آپ کو؟''

''پھول اور کارڈ'' وہ خوف زدہ سی ہو گئی ''پلیز سبطین بھائی! ابا بہت خفا ہوں گے۔''

''ارے بھئی! ابھی کچھ دیر میں مل جائیں گے۔ ابا کو بتائے گا کون؟''

''لیکن یہ بُری بات ہے'' اس نے احتجاج کیا۔

''بُری کی اس میں کیا بات ہے۔ میں نے باسط بھائی سے اس کی اجازت لے لی تھی'' وہ جھنجلایا۔

وہ اس کی سوچوں سے بڑھ کر ڈرپوک تھی۔ نئے زمانے کی تو کوئی بھی بات اس میں نہیں تھی۔ وہ بھی پتا نہیں کہاں سر پھوڑ رہا تھا۔

''سارے زمانے کی لڑکیاں چھوڑ کر تمہیں یہی ایک عفیفہ بیگم ملی تھیں دل لگانے کے لیے'' وہ اکثر سوچا کرتا تھا۔

''لیکن دل تو آخر دل ہی ہے۔ اگر سوچ سمجھ کر لگایا جائے تو دل کہاں رہا؟'' وہ فوراً خود کو جواب دیتا۔

''اور انہوں نے کچھ نہیں کہا؟'' وہ حیران رہ گئی تھی۔

''اس میں حیرانی کی کیا بات ہے؟'' اس کی سادگی پر وہ مسکرایا ''حیران تو وہ جب ہوں گے جب ممی پھولوں اور پھلوں کے ٹوکرے کے ساتھ میرے لیے آپ کا ہاتھ مانگنے آئیں گی۔''

عفیفہ کی تو سٹی گم ہوگئی۔ اس قدر واضح اظہار۔

''تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے عافی؟'' وہ اسے خاموش پا کر آہستگی سے پوچھنے لگا۔

''پلیز سبطین بھائی، میں آپ کو پہلے بھی کہہ چکی ہوں۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ گھر میں ایک قیامت برپا ہو جائے گی۔ ابا بہت شدید ناراض ہوں گے۔'' اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

''یہ بعد کے مسئلے ہیں، جنہیں حل کرنا میرا کام ہے۔ تم صرف اپنا بتاؤ، تمہیں تو میں بُرا نہیں لگتا؟''

''پتا نہیں میں نے سوچا نہیں۔ میں نے تو کبھی غور سے آپ کو دیکھا بھی نہیں۔''

اس کا جواب حسبِ توقع تھا۔

''چلو کوئی بات نہیں، اس بار جب میں ملوں تو غور سے دیکھ لینا..... دیکھ پاؤ گی؟'' اس کے لہجے میں شرارت کے ساتھ ساتھ جو کچھ تھا وہ اسے گھبرا دینے کے لیے کافی تھا۔

جواباً بس وہ چپ چاپ فون بند کر سکتی تھی۔

''اُف، یہ سبطین بھائی بھی۔ پتا نہیں کیسی باتیں کرتے ہیں۔ اگر کسی کو پتا چل جائے تو.....؟''

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے سوچتی رہی اور ساتھ ساتھ اسے پھولوں اور کارڈ کا بھی انتظار تھا۔

☆

اس شام وہ کافی دنوں کے بعد شیریں آنٹی کے ہاں آیا تھا۔ زویا تو اس سے کافی خفا تھی۔ شیریں آنٹی کا بھی یہی حال تھا لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کر رہی تھیں۔ وہ بھی زویا کے پھولے ہوئے منہ کو نظر انداز کیے ان سے باتیں کرتا رہا۔

وہ دل ہی دل میں کھولتی رہی۔ ''ہونہہ! میری ناراضی کی تو پروا ہی نہیں ہے۔ پورے ایک ہفتے بعد شکل دکھائی ہے۔ فون کرو تو گھر پر نہیں ملتے موصوف، موبائل آف کیے رکھتے ہیں۔ پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں خود کو؟''

''فاخرہ آپی کب تک آجائیں گی پاکستان؟'' شیریں اس سے پوچھ رہی تھیں۔

''بس اسی ویک میں میری اور نانو کی کل ان سے تفصیل سے بات ہوئی تھی۔ فی الحال تو وہ اکیلی ہی آرہی ہیں۔ پاپا کو تھوڑا ٹائم لگے گا وہاں سب کچھ وائنڈ اپ کرنے میں۔ لیکن وہ بھی جلد ہی آجائیں گے۔''

''کتنے سالوں بعد آرہی ہیں وہ..... چلو شکر ہے یہاں کوئی تو ہوگا جو اپنا ہوگا'' شیریں نے کہا تو حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔

''کیوں شیریں آنٹی، نانو اور نانا جان تو ہیں۔ آپ وہاں بھی نہیں جاتیں حالاں کہ آپ کو وہاں جانا چاہیے۔ وہ لوگ کتنی تنہا زندگی گزار رہے ہیں۔''

''وہاں؟'' ان کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی ''وہاں جاؤ تو ایک سناٹا استقبال کرتا ہے سب سے پہلے۔ اس کے بعد پاپا کے ماتھے کے بل اور ممی کی آنکھوں کے آنسو۔ اس ماحول میں کوئی کب تک بیٹھ سکتا ہے۔ دل گھبرا جاتا ہے، اکتاہٹ ہونے لگتی ہے۔ میرا تو کچھ دیر بعد ہی بھاگنے کو دل کرنے لگتا ہے۔ ممی کو تو سوائے ستارہ کی یاد میں رونے کے کوئی اور کام ہی نہیں ہے۔ خدا کی پناہ، تھکتی نہیں ہیں وہ اسے یاد کر کر کے۔''

''اولاد چیز ہی ایسی ہوتی ہے شیریں آنٹی!'' اس نے ان کے خیالات کو تاسف سے سنا۔

''کیوں، میں اولاد نہیں ہوں ان کی؟'' وہ تیز لہجے میں تلخی سے بولیں ''فاخرہ آپی نہیں ہیں، کبھی انہیں یاد نہیں کیا اس طرح۔ وہ اتنی دور ہیں، سالوں بعد شکل دکھاتی ہیں۔''

''آپ دونوں کی طرف سے ان کا دل مطمئن جو ہے شیریں آنٹی! ایک ماں کے لیے یہ بات بڑی تسلی کا باعث ہوتی ہے کہ اس کی بیٹیاں اپنے گھر میں خوش رہیں۔ چاہے وہ سات سمندر پار ہوں لیکن ایک پاس رہنے والی بیٹی کا دکھ اسے دکھی کر دیتا ہے۔ پھر ستارہ خالہ تو ان کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے اوجھل ہوگئیں..... وہ کیسی ہیں، کہاں ہیں، کس حال میں ہیں؟ انہیں کچھ بھی تو نہیں پتا۔ بس اسی لیے وہ انہیں زیادہ یاد کرتی ہیں۔'' وہ انہیں سمجھانے لگا۔

''اپنی ماں جیسی باتیں نہ کرو تم میرے سامنے۔ فاخرہ آپی بھی پتا نہیں کون سا دل رکھتی ہیں سینے میں۔ الٹا مجھے ہی سمجھانے بیٹھ جاتی ہیں۔ لیکن میں اس ناانصافی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ ممی نے ہمیشہ ہم سب پر ستارہ کو فوقیت دی، پہلے بھی اور اس کے جانے کے بعد بھی۔''

''تو کوئی تو خوبی ہوگی ان میں ایسی جو انہوں نے ماں کے دل میں ایسا مقام بنالیا۔''

''ہونہہ، خوبی..... خوشامد کرتی تھی وہ ممی اور پاپا کی۔ جو مجھ سے نہیں ہو سکتی۔'' انہوں نے غصے اور حسد سے سر کو جھٹکا دیا۔

''خوشامد اور محبت میں فرق ہوتا ہے شیریں آنٹی! ممی بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں محبت اور پیار کی مٹی سے تخلیق کیا تھا۔ وہ ہر ایک سے اپنے پرائے سے محبت کرتی تھیں۔''

''ہاں، تبھی وہ اپنے سگے ماں باپ کی محبت اور عزت کو اپنے پیروں تلے روند کر چلی گئی۔'' شیریں سے سبطین کی ستارہ کے لیے حمایت اب برداشت سے باہر ہو چلی تھی۔

''اس کے لیے بھی انہیں نانا جان نے مجبور کر دیا تھا۔ وہ اگر خوشی خوشی مان جاتے تو..... وہ بالغ تھیں اور انہیں اپنی پسند کی شادی کا پورا حق تھا۔ خیر، انہوں نے جو کیا اس کی سزا میں وہ تا عمر اپنے گھر والوں کی محبت اور تعلق سے دور رہیں۔ پھر اب تو..... اب تو وہ ہر جزا اور سزا سے بے نیاز ہو چکی ہیں۔ اب تو ہمیں ان کی خطاؤں کو درگزر کر دینا چاہیے۔'' وہ انتہائی سنجیدگی سے بے اختیار کہہ گیا۔

زویا، جواب تک بے حد خاموشی سے دونوں کی بحث سن رہی تھی، چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ ''اس بات کا کیا مقصد تھا؟''

''اب دیکھنا، ممی کو جب پتا چلے گا تو وہ کیا قیامت ڈھائیں گی۔ جیسے اس میں سارا قصور ہمارا ہو۔ اسی لیے بھئی میں تو خاموش ہوں۔ فاخرہ آپی ہی آ کر انہیں بتائیں گی۔ ویسے میرا تو خیال تھا کہ اس چیپٹر کو کلوز ہی رہنے دیا جاتا تو بہتر تھا۔'' وہ بیزاری سے بولیں۔

''کمال کرتی ہیں آپ شیریں آنٹی، جو گزر گیا اس کی سزا ان کے بچوں کو کیوں ملے؟'' وہ اپنے ننھیال والوں سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''ان کا باپ ملنے دے گا انہیں؟ پھر تمہارے نانا، انہیں کون سمجھائے گا؟ ممی تو یونہی جذباتی ہو رہی ہیں۔ تمہیں تلاش کرنے بھیج دیا ستارہ کو..... پاپا کو پتا چلے گا تو وہ مصیبت کھڑی کر دیں گے۔ وہ تو ستارہ کا نام بھی سننا پسند نہیں کرتے۔''

''پہلے کی بات اور تھی شیریں آنٹی، اب جبکہ اس بات کو سالوں گزر چکے ہیں۔ ان کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا ہے اندر ہی اندر وہ بھی چاہتے ہیں کہ ستارہ خالہ ان کے پاس پلٹ آئیں لیکن اپنی انا کے ہاتھوں خاموش ہیں۔''

''تو ستارہ ہی اس وقت لوٹ آتی۔ بلاوجہ اکڑ دکھاتی رہی، غلطی بھی خود کی تھی، نخرے بھی خود ہی دکھائے۔ اتنا بھی دماغ نہ ہو لیکن آتی بھی کیسے۔ جیسے شخص سے شادی کر بیٹھی تھی، شرمندہ تو ہونا ہی تھا۔'' ان کے دل کا بغض کسی طرح سے نکلتا ہی نہ تھا۔

سبطین کو افسوس ہونے لگا۔ یہ کیسے رشتے تھے، کیسا تعلق اور کیسا دل تھا ان کا..... سگی بہن کے لیے بغض، کینہ اور نفرتوں سے بھرا ہوا لیکن شاید وہ ایسی ہی تھیں۔ ایک بہن ہی کیا، ماں باپ، شوہر اور بچے۔ ان کے نزدیک کس کی اہمیت تھی۔ فرقان انکل جیسا نائس مین ان کا شریکِ حیات تھا لیکن جب انہیں ان ہی کی قدر نہ تھی تو بہن کی کیسے ہو سکتی تھی۔

''چھوڑیں نا مما! آپ بھی بس، آپ کو کیا پڑی ہے اس بحث میں الجھنے کی۔ نانو کسی سے بھی زیادہ محبت کریں ہمیں کیا۔ آپ کو محبتوں کی کمی ہے کیا۔ اس میں سبطین سے کیوں الجھ رہی ہیں آپ؟''

زویا نے سبطین کی آنکھوں میں ناگواری کے سائے دیکھ لیے تھے۔ اس لیے اس نے دخل دینا ضروری سمجھا۔

''میں کیوں الجھوں خواہ مخواہ!'' وہ ناراضی سے بڑبڑائیں اور اٹھ کر وہاں سے چلی گئیں۔

''آئی ایم سوری سبطین! مما کبھی کبھی ایسی ہی روڈ ہو جاتی ہیں، تم مائنڈ مت کرنا۔'' ماں کی ناراضی کو محسوس کر کے وہ خود نرم پڑ گئی تھی۔ اب اگر ہر شخص اس سے ایک سا رویہ رکھتا تھا تو شاید وہ آئندہ یہاں آ کر جھانکتا بھی نہیں سو اسے ہی جھکنا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''کوئی بات نہیں'' وہ مسکرایا۔''وہ بڑی ہیں، مجھے ڈانٹ بھی سکتی ہیں۔ میں بڑوں کی نرم گرم باتوں کا بُرا نہیں مناتا۔ ہاں اگر کوئی چھوٹا بلا سبب ناراضی دکھائے تو.....''

زویا اس کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی''سوری اگین! لیکن میں تم سے اس لیے ناراض تھی کہ تم اتنے دنوں بعد آئے ہو ہمارے یہاں۔ تمہیں پرواہی نہیں ہے، فون کرو تو ملتے نہیں ہو۔ کہاں مصروف ہو؟''

''اپنے آفس کے کاموں میں.....اس کے بعد گھر کی تیاری میں۔ ممی اگلے ہفتے آرہی ہیں ان کے آنے سے پہلے سب کچھ مکمل کرانا ہے۔ ممی کچھ دن تو نانو کے پاس رہیں گی، اس کے بعد تو بہر حال اپنے گھر میں شفٹ ہونا ہے۔''

''بڑے خراب ہو تم، گھر سیٹ کر رہے ہو اور مجھے دکھایا تک نہیں؟'' اس نے شکوہ کیا۔

''لے چلوں گا، ایک آدھ دن میں.....لیکن سب سے پہلے.....'' اس کی آنکھوں میں عفیفہ کا چہرہ گھوم گیا تھا۔

پتا نہیں دل کیوں چاہ رہا تھا کہ سب سے پہلے وہ عفیفہ کو وہاں لے کر جائے۔''لیکن کیا یہ ممکن تھا؟'' وہ اپنے دل کی اس خواہش پر اکثر خود یہ سوال کرتا تھا۔ بات مشکل ضرور تھی لیکن ناممکن نہیں۔ اسے اپنے اللہ پر بہت اعتماد تھا۔ یقیناً وہی کوئی راستہ نکال دے گا۔

''سب سے پہلے؟'' اس کی ادھوری بات پر وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''سب سے پہلے تو اصولاً نانو کو وہاں جانا چاہیے، وہ ہماری بزرگ ہیں۔''

''نانو!'' وہ بُرا سا منہ بنا کر خاموش ہو گئی۔

''ہاں نانو اور ان کی وہ کم گو نواسی'' وہ دل ہی دل میں مسکرایا۔

☆

خُسنہ اور خُسن آراء

خُسنہ اور خُسن آراء اور حاضر کی مقبول ترین مصنفہ **عمیرہ احمد** کی 4 تحریروں کا مجموعہ ہے جس میں ایک کہانی حسنہ اور خُسن آراء پہلی بار آپ کے سامنے آرہی ہے۔ عمیرہ احمد کا TV کے لئے یہ پہلا منی سیریل بھی تھا اور یہ TV کی تاریخ کے مہنگے ترین منی سیریلز میں سے ایک تھا.....اپنی تھیم کے لحاظ سے یہ آپ کو بہت متنازعہ لگے گا۔ مگر انسانی فطرت اس سے زیادہ حیران کُن اور متنازعہ ہے۔ **خُسنہ اور خُسن آراء** کتاب گھر پر دستیاب ہے جسے **ناول** سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

''مما، آپ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہیں، کیا ستارہ آنٹی کا پتا چل گیا ہے؟'' اس کے جاتے ہی وہ شیریں کے سر ہو گئی۔

''تمہیں ضرورت نہیں ہے ان باتوں میں پڑنے کی، یہ ممی کے مسئلے ہیں وہی جانیں'' وہ ابھی تک بے زار لگ رہی تھیں۔

''ضرورت کیوں نہیں ہے؟'' وہ تیزی سے بولی ''اب میری سمجھ میں آ رہا ہے، وہ چاروں بہن بھائی ستارہ آنٹی کے ہی بچے ہیں نا..... تبھی سبطین انہیں اتنی اہمیت دے رہا ہے۔''

شیریں اس کے جان لینے پر حیران رہ گئی تھیں۔ انہیں زویا سے اتنی سمجھ داری کی امید نہیں تھی کیوں کہ وہ اپنے آپ میں مگن رہنے والی لڑکی تھی۔ اسے دوسروں کے بارے میں تشویش نہیں ہوتی تھی، نہ وہ ہر شخص کو اتنی اہمیت دینے کی قائل تھی کہ ان کا کھوج لگاتی پھرے۔ لیکن یہاں معاملہ یقیناً سبطین کا تھا، جس کی ذات اس کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہو گئی تھی اور وہ اس کا جھکاؤ ان بہن بھائیوں کی جانب پا کر کچھ بے چین سی تھی۔

''کہیں اس کی وجہ وہ لڑکی عفیفہ نہ ہو'' دن میں کئی بار اسے یہ خیال آتا تھا اور بے چینی کی ایک لہر اس کے اندر دوڑ جاتی تھی۔

''اب تمہیں معلوم ہو گیا ہے تو پلیز، ابھی خاموش رہنا۔ ممی نے بھی گڑے مردے اکھاڑنے شروع کر دیے ہیں۔''

''تو آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں اس سلسلے میں۔ نانو نے سبطین سے ایسا کرنے کو کہا ہے تو وہی سنبھالیں گی۔''

''تمہیں نہیں معلوم، ستارہ کی دس سال پہلے ڈیتھ ہو گئی ہے۔ اب اگر انہیں پتا چلے گا تو کیا حال ہو گا ان کا..... اسی لیے تو میں کہہ رہی تھی سبطین سے کہ فاخرہ آپی آ جائیں تب بتائے ممی کو یہ بات۔''

زویا اس خبر پر کچھ دیر تو سکتے میں رہ گئی تھی۔ اس نے اپنی ان خالہ کو نہیں دیکھا تھا لیکن ان کی کہانیاں تو سن رکھی تھیں۔ بہت سی تصویریں بھی دیکھ رکھی تھیں اور اس نے ان کی خوبصورتی کو سراہا بھی تھا۔ جس پر شیریں ایک بار چڑ بھی گئی تھیں۔ اسے اندازہ تھا کہ اس کی ماں اپنی اس بہن سے کافی ناخوش رہتی تھیں۔ ان کا تذکرہ بھی پسند نہیں کرتی تھیں۔ اس لیے ایک آدھ بار کے علاوہ اس نے کبھی ان سے ستارہ کے بارے میں زیادہ نہیں پوچھا تھا۔

لیکن آج ان کے اس دنیا میں نہ ہونے کی خبر نے اسے چند لمحوں کے لیے ساکت کر دیا تھا۔ دل کی حالت بھی عجیب سی ہو رہی تھی۔

''اوہ مما! یہ تو بہت بُرا ہوا۔ نانو یہ سب کیسے برداشت کریں گی۔ وہ تو ستارہ آنٹی سے بہت محبت کرتی ہیں۔'' کچھ دیر بعد اس نے خود کو سنبھال کر شیریں کو دیکھا جہاں رنج و ملال کا کوئی سایہ نہ تھا۔

پہلی بار جب انہیں یہ خبر ملی تھی تو کچھ دیر کے لیے وہ ضرور دکھی ہوئی تھیں۔ چند آنسو بھی بہائے تھے لیکن اب چوں کہ اس بات کو سنے کافی دن گزر چکے تھے تو وہ آہستہ آہستہ پھر سے نارمل ہو گئی تھیں۔

''فاخرہ آپی سنبھال لیں گی، میں تو سبطین سے کہہ رہی تھی کہ ممی کو کچھ نہ بتائے لیکن وہ کہتا ہے کہ ایک تو نانو اسے اس بات کے لیے بار بار کہہ رہی ہیں۔ پھر ستارہ کے بچے بھی ننھیال والوں سے تعلق جوڑنا چاہتے ہیں جو کہ ممی کو بتائے بغیر ممکن نہیں۔''

''ظاہر ہے مما، اتنا ویل آف ننھیال۔ وہ کیوں نہ چاہیں گے؟'' اسے پھر سے عفیفہ یاد آ گئی تھی۔

''لیکن ان کا باپ، ہم سب کو نفرت ہے اس سے۔ اسی کی وجہ سے تو ستارہ نے ہم سب کو چھوڑ دیا۔ پاپا تو اسے قطعی برداشت نہیں کریں گے۔''

''خیر یہ ہمارا ہیڈک نہیں ہے۔ ہم اپنے گھر میں ہیں، وہاں جو بھی ہو۔''

''خود غرضی کی انتہا ہے مما، وہ آپ کی سگی بہن تھیں اور نانو اور وہاں کے مسئلے بھی آپ کے اپنے ہیں'' یہ عمر تھا، جو جانے کب آ گیا تھا۔

''تم کب آئے؟'' شیریں نے اس کی بات کو بمشکل برداشت کیا تھا۔

''کافی دیر سے سن رہا ہوں آپ دونوں کی باتیں۔ کچھ بھی سہی مما، ستارہ آنٹی آپ کی بہن تھیں۔'' وہ وہیں ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''تمہیں کب سے رشتوں کی پروا ہونے لگی۔ اپنی سگی بہن اور ماں باپ سے تو سدا الجھتے رہتے ہو تم؟'' ان کا لہجہ طنزیہ ہو گیا۔

''شاید آپ لوگ نزدیک ہیں اس لیے پروا نہیں ہے'' وہ ان کے طنز پر مسکرایا ''لیکن ستارہ آنٹی بے چاری تو اب اس دنیا تک میں نہیں رہیں۔ ان سے جیلسی اب کس کام کی؟''

''میں جیلس ہو رہی ہوں اس سے؟'' وہ چلانے لگیں ''کیوں میرے پاس کیا نہیں ہے جو اس کے پاس تھا؟''

''چھوڑیں مما، اس کی تو عادت ہے لیکن واقعی، یہ بات تو ٹھیک ہے کہ اب ان کی وجہ سے اپنا بلڈ پریشر بڑھانے کی کیا ضرورت ہے آپ کو.....'' زویا نے انہیں سمجھایا۔

''تم لوگ پتا نہیں کیا سمجھ رہے ہو، میرے اس سے کتنے بھی اختلافات سہی، وہ میری بہن تھی۔ میں تو اس وجہ سے پریشان ہو رہی ہوں کہ ممی کو کیسے سنبھالیں گے ہم؟''

''اس کے لیے آپ کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ فاخرہ آنٹی سنبھال لیں گی'' عمر نے کہا ''ہمارے لیے تو یہ خوشی کی بات ہے کہ ہمیں بہت سارے کزنز ایک ساتھ مل گئے ہیں۔''

''خبردار، ستارہ والی غلطی مت کرنا۔ شادیاں اپنی ہی کلاس میں اچھی لگتی ہیں اور نبھتی ہیں۔'' شیریں نے کہا تو وہ ہنسنے لگا۔

''فار گاڈ سیک مما! آپ بھی کہاں تک سوچ لیتی ہیں۔ میں نے ایسا کب کہا کہ مجھے اپنی وہ کزن پسند آ گئی ہے۔ مجھے ایسی بے وقوف سیدھی سادی گاؤدی لڑکیاں بالکل پسند نہیں ہیں۔''

''رہنے دو، رہنے دو! جانتی ہوں تمہارا مزاج۔ جہاں اچھی شکل دیکھی، پھسل گئے۔'' زویا نے کہا تو اسے غصہ آ گیا۔

''ہاں جیسے تم..... ایک سے ایک ہینڈسم لڑکوں سے فرینڈ شپ ہے تمہاری۔''

''شٹ اپ!'' وہ برداشت نہیں کر سکی ''اپنا منہ بند رکھو ورنہ مجھے اسے بند کرنا بھی آتا ہے۔''

''کیا کرو گی تم؟'' اس کے لہجے میں دھمکی تھی۔

''جو میں..... کر سکتی ہوں، تم سوچ بھی نہیں سکتے۔''

دھواں دھار جنگ کا آغاز ہو چکا تھا۔ شیریں غصے میں سر کو تھامے ان دونوں کو یونہی ایک دوسرے پر وار کرتے چھوڑ کر وہاں سے اٹھ گئی تھیں۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جس روز نوین نے تجمل حسین کو پھر سے شہزاد کی باتیں بتائیں تو ان کا پارا آخری ڈگری کو چھونے لگا۔ پہلے بھی جب نوین نے ان سے اس سلسلے میں بات کی تھی تو انہوں نے بے حد نرمی اور پیار سے شہزاد کو سمجھایا تھا اور وہ سر جھکائے وہاں سے اٹھ گیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ ان کا اتنا کہنا کافی تھا لیکن اب کی بار اس نے نوین کو دھمکیاں دی تھیں کہ وہ اس سلسلے میں نہ پڑے اور نہ ہی ابو سے اس کی شکایتیں کرے۔

''تم کیا سمجھتی ہو، لگائی بجھائی کرنے سے میں باز آجاؤں گا۔ میرا ارادہ اٹل ہے اور میں ہر حال میں عفیفہ کو اپنا بنا کر رہوں گا۔ عزت سے نہ سہی، دوسرے طریقے سے سہی۔''

اس کی بات سن کر وہ لرز کر رہ گئی۔ ''آپ کو شرم آنی چاہیے شہزاد بھائی! آپ کی اپنی بھی دو بہنیں ہیں اور آپ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں!''

''تو تم لوگ کیوں میری راہ میں روڑے اٹکا رہے ہو۔ میں عفیفہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو اس میں کیا برائی ہے؟'' وہ تیز لہجے میں بولا۔

''تو اس کے لیے آپ خود کو بھی تو اس کے قابل بنائیں۔ بتائیں ہے کوئی خوبی آپ میں؟ نہ آپ نے اپنی تعلیم مکمل کی، نہ ہی کوئی نوکری کرتے ہیں، عفیفہ جیسی لڑکی.....''

''عفیفہ جیسی لڑکی کے لیے میرے جیسا رشتہ بھی چلا جائے تو بہت ہے۔ سارا محلہ جانتا ہے کہ اس کی ماں اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آ گئی تھی۔ ایسی لڑکیاں چاہے ہزاروں خوبیوں کی مالک ہوں لیکن ماں کی لگائی ہوئی وہ کالک تو اس ماتھے سے کبھی نہیں اترے گی۔''

اس کے جواب پر نوین گنگ رہ گئی تھی۔ یہ کیسے ناکردہ گناہوں کی سزا تھی جو آج ایک زمانے بھر کا بُرا لڑکا اس طرح کہہ رہا تھا۔

''ستارہ خالہ نے جو بھی کچھ کیا ہو، اس میں عفیفہ کا کیا قصور ہے؟ اور آپ اس بات کی پروا مت کریں کہ ستارہ خالہ کی وجہ سے کوئی اسے نہیں پوچھے گا۔ وہ اتنی اچھی ہے اور اتنے پیارے دل کی مالک ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کے لیے کوئی اس جیسا ہی بھیج دیں گے۔'' اپنے اندر امڈتے ہوئے غصے کو دبا کر وہ بولی تو وہ طنزیہ مسکرایا۔

''ہاں، کہہ دو اشعر جیسا..... اسکی ماں بھی تو اپنے شوہر کو چھوڑ گئی تھی اور اس غم میں اس کے باپ نے خودکشی کر لی تھی۔''

''آپ..... آپ انتہائی گھٹیا سوچ کے مالک شخص ہیں۔ دوسروں کی رسوائیوں کا بڑا حساب کتاب آتا ہے آپ کو..... کبھی اپنے گریبان میں بھی جھانکیں۔ آپ کی وجہ سے ہم بھی رسوائیوں کی ایک گٹھڑی سر پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ محلے کی کون سی لڑکی ایسی ہے جو آپ سے خوف زدہ نہیں رہتی۔ وہ تو ابو کی نیک نامی آپ کو سہارا دیے ہوئے ہے ورنہ تو.....'' اس کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

''بکواس مت کرو!'' وہ دہاڑا۔ ''میرے منہ نہ لگنا آئندہ۔ ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ تم میری بہن ہو۔''

''کیا کرو گے؟'' وہ بھی سارے اخلاقی تقاضے بُھلا کر چیخنے لگی۔ آسیہ باجی جو کچن میں سالن بھون رہی تھیں، ان دونوں کے چلانے پر بھاگی چلی آئی تھیں۔

''کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو، کیوں چلا رہے ہو؟''

''اسے کہہ دیں کہ میرے راستے میں نہ آئے۔ مجھے جو کرنا ہے میں کروں گا۔ کسی سے ڈرتا نہیں ہوں۔''

''ٹھہرو شہزاد! بہت ہو گیا۔ بہت برداشت کر لیا ہم نے! صاف صاف بات ہے کہ عفیفہ کے تم بالکل قابل نہیں ہو۔ وہ لوگ کبھی ہاں نہیں کریں گے۔ اس لیے وہاں جا کر بات کھونے والی بات ہے۔ تم یہ بات کیوں نہیں سمجھتے؟''

''تم بھی تو نہیں تھیں باسط کے قابل، وہ کیسے مان گئے؟'' اس نے پھر براہِ راست گھٹیا حملہ کیا۔

آسیہ باجی کا یہ ویک پوائنٹ تھا، وہ چپ ہو گئیں۔

''کیوں نہیں ہیں یہ باسط بھائی کے قابل..... کیا کمی ہے ان میں۔ وہ لوگ خود اپنی مرضی اور خوشی سے رشتہ لے کر آئے تھے'' نوین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شہزاد کے ساتھ کیا کر ڈالے۔

''کچھ بھی ہو جائے، ایسا ہو کر رہے گا۔ خوشی خوشی نہ سہی تو زبردستی سہی۔ میں تو چاہتا تھا کہ سب کچھ عزت سے ہو اور اس محلے میں ایک اور نئی کہانی نہ بنے لیکن شاید تم لوگ ایسا نہیں چاہتے۔'' وہ ان دونوں کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

آسیہ باجی سر تھام کر بیٹھ گئیں لیکن وہ اتنی آسانی سے ہار ماننے والی نہیں تھی۔

وہ تو اچھا تھا کہ مہناز بیگم اپنے کسی عزیز کے ہاں گئی ہوئی تھیں۔ تجمل حسین جونہی گھر میں داخل ہوئے، پہلی بار اس نے ان کی تھکن کے بارے میں نہیں سوچا۔ ورنہ ان کے آفس سے آتے ہی وہ گلوکوز کا گلاس بنا کر ان کے لیے لے آتی تھی۔ وہ اسے دعائیں دیتے ہوئے گلاس تھام لیتے تھے۔

جتنی دیر میں وہ جوتے موزے اتارتے، وہ ان کی گھر میں پہننے والی چپل لا کر رکھ دیتی۔ وہ غسل کرنے باتھ روم جاتے تو صاف ستھرا تولیا، استری شدہ شلوار قمیص اور چمچماتا ہوا غسل خانہ ان کو اندر تک آسودہ کر دیتا۔

''بیٹیاں بھی کتنی بڑی نعمت ہوتی ہیں'' یہ سکھ انہیں بیٹیوں کے بڑے ہونے پر ہی ملا تھا ورنہ تو مہناز قطعی اتنی سگھڑ نہ تھیں۔ پتا نہیں بیٹیوں میں یہ قرینہ اور سلیقہ کہاں سے آ گیا تھا؟''

''کوئی بات ہوئی ہے بیٹا؟'' وہ اس کا چہرہ دیکھتے ہی سمجھ گئے تھے۔ ورنہ تو وہ ہر حال میں خوش باش رہنے والوں میں سے تھی۔ انہیں اپنی دونوں بیٹیوں پر فخر تھا۔ اور وہ اس سلسلے میں اللہ کے بہت شکر گزار رہتے تھے۔

''ابو، اب اس مسئلے کا کوئی فائنل حل ہونا چاہیے۔ بہت ہو چکا اب..... آپ نے بہت نرمی سے کام لے لیا۔ اس سے پہلے کہ پانی سر سے اونچا ہو، آپ شہزاد بھائی کو سمجھا لیں۔'' وہ شروع ہو گئی۔

''کیا ہوا؟'' جوتے اتارتے ان کے ہاتھ تھم گئے تھے۔

وہ ایک ایک بات بتاتی رہی اور تجمل حسین ہونٹ بھینچے سب سنتے رہے۔

رات میں جب وہ گھر میں گھسا تو وہ تیار بیٹھے تھے۔

''اگر تمہارے اپنے گھر میں دو جوان بہنیں موجود نہ ہوتیں اور اگر مجھے اس بچی کی عزت کا خیال نہ ہوتا تو میں آج تمہیں اتنے جوتے لگاتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ تم کھڑے ہونے کے قابل نہ رہتے'' ان کی آنکھوں میں اتنا غصہ تھا کہ وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔

''ابو جی، آپ غلط سمجھ.....'' اس کا طنطنہ باپ کے سامنے ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

وہ ایسے ہی تھے۔ نرم خو، مہربان اور خوش مزاج۔ لیکن جب انہیں سالوں بعد غصہ آتا تھا تو سامنے والے کی دم مارنے کی ہمت نہیں رہتی تھی۔

''میں کیا سمجھ رہا ہوں اور کیا نہیں، اس بحث میں مت پڑو۔ میں نے تمہیں اس روز نرمی سے سمجھایا تھا لیکن شاید تمہاری سمجھ میں نہیں آیا۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اگر آج کے بعد تم نے اس بات کا اس گھر میں تذکرہ تو دور کی بات، اس بارے میں اکیلے میں بھی سوچا تو میں تمہارا وہ حشر کروں گا جو تمہاری سوچ سے بھی باہر ہوگا۔ دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔ اب اس سلسلے میں اپنی بہنوں سے الجھنے کی ضرورت ہے نہ کسی اور سے۔ یہ میری تمہیں آخری وارننگ ہے۔ میں جلد تمہارا بندوبست کر رہا ہوں تاکہ تمہیں اس کی فرصت بھی نہ مل سکے کہ دوسری خرافات کے بارے میں سوچ سکو۔''

''لیکن ابو.....!'' اس نے جی کڑا کر کے پھر سے احتجاج کیا ''میں عفیفہ کو نہیں بھول سکتا، میں اس سے محبت کرتا ہوں۔''

''محبت.....!'' ان کا غصہ عروج پر پہنچ گیا ''جب تم اس کی عزت نہیں کر سکتے تو محبت خاک کرو گے۔ اس کے ماتھے کی کالک کو بھولتے نہیں۔ اسے عزت کی چادر کیا اوڑھاؤ گے۔ کیا دو گے تم اسے بعد میں، طعنے، تشنے، آنسو اور نا آسودگی؟ پوچھو خود سے کیا تم ایک اچھی لڑکی بلکہ کسی بھی لڑکی کے قابل ہو؟ لڑکیاں بہتر مستقبل چاہتی ہیں۔ عزت اور پیار چاہتی ہیں، ایک ایسا ساتھی جس کے ساتھ وہ فخر سے سر اٹھا کر چل سکیں او رتمہارا ساتھ کسی بھی لڑکی کو سوائے شرمندگی کے اور کچھ نہیں دے سکتا۔ اگر تمہیں اس سے محبت ہوتی تو خود کو اس کے قابل بناتے۔ وہ کوئی سڑک پر گری ہوئی شے نہیں ہے جسے راہ چلتے تم آسانی سے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لو گے۔ تم نے سوچا ہوگا، اس کی ماں کی ایک چھوٹی سی غلطی تمہارے لیے آسانی بن جائے گی، کوئی اسے نہیں پوچھے گا تو تم جیسا بگڑا ہوا لڑکا بھی ان لوگوں کو قبول ہوگا۔ اس خوش فہمی کو دل سے نکال دو۔ وہ پڑھا لکھا گھرانہ ہے اور اس بچی میں ہزاروں خوبیاں ہیں۔ پوری دنیا تنگ نظر نہیں ہے۔ ہزاروں اچھی سوچ کے مالک لوگ بھی موجود ہیں یہاں۔ اسے اس کے معیار کے مطابق لڑکا آج نہیں تو کل ضرور مل جائے گا۔ کاش تم اس کے قابل ہوتے تو آج میں خوشی خوشی اس کا ہاتھ تمہارے لیے مانگنے جاتا۔'' وہ بولتے بولتے تھک گئے تھے۔

ایک لمحے کو وہ بھی شرمندہ سا ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ایک لمحہ ہی تھا۔ اور اس نے سوچ لیا تھا کہ اب اسے اکیلے ہی کچھ کرنا ہوگا۔ گھر والوں کی مدد مانگنا اب بے کار تھا۔

☆

''نانو، گھر بالکل تیار ہو چکا ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ ممی کے آنے سے پہلے اسے دیکھ لیں۔ آپ تو ممی کی پسند اور سوچ اچھی طرح جانتی ہیں۔ کچھ کمی بیشی ہو تو بتا دیجیے گا۔'' ناشتے کی میز پر وہ نانو سے کہہ رہا تھا۔

''اب.....اب وقت کہاں ہے بیٹا، پانچ دن بعد تمہاری ماں آ رہی ہے پاکستان، تبھی چلی جاؤں گی۔'' انہوں نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''تب تو آپ جائیں گی ہی۔لیکن آج دوپہر میں بھی چلنا ہے۔باسط بھائی اور عفیفہ سے بھی کہہ دیا ہے میں نے وہ بھی چلیں گے۔عفیفہ تو راضی ہی اس لیے ہوئی ہے کہ اس نے آپ کے جانے کے بارے میں سن لیا تھا۔آپ سے بڑی متاثر ہے وہ.....''

''اچھا!'' وہ خوش ہوگئیں۔''بڑے ہی اچھے بچے ہیں وہ.....اور وہ عفیفہ تو پتا نہیں کیوں دل کے بہت قریب محسوس ہوتی ہے۔''

''مجھے بھی'' وہ مسکرا کر ان کے کندھے سے ٹک گیا۔

''کیا کہا؟'' وہ ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگیں۔

''یس نانو،ممی پاکستان آئیں تو آپ کو ان سے بات کرنی ہے۔''

''ضرور کروں گی،بہت پیاری بچی ہے لیکن تمہارا ماحول اور اس کا ماحول.....بہت سیدھی سادی خاموش طبیعت کی ہے،ایڈجسٹ کرلے گی ہمارے ماحول میں؟''

''کیوں نہیں نانو،ایڈونس اور شوخ لڑکیاں تو وہاں بھی کم نہیں تھیں۔مجھے ایسی لڑکی کی تلاش تھی جو ہمارے گھر کو گھر بنادے۔وہ خوبی مجھے عفیفہ میں نظر آئی۔لیکن اگر آپ کو پسند نہیں تو کوئی بات نہیں،آپ کوئی اور لڑکی دیکھ لیجئے گا'' اس نے جان بوجھ کر کہا۔حالاں کہ وہ جانتا تھا کہ نانو اسے بہت پسند کرتی ہیں اور جب انہیں یہ معلوم ہوجاتا کہ وہ ان کی ستارہ کی بیٹی ہے تو پھر سوچنے کی گنجائش کہاں رہ جاتی تھی۔

''یہ میں نے کب کہا،وہ بچی تو لاکھوں میں ایک ہے۔روشنی ہوجائے گی فاخرہ کے گھر میں.....'' انہوں نے جلدی سے کہا۔

''اور آپ کے گھر میں بھی تو.....جب وہ آپ سے ملنے یہاں آیا کرے گی۔''

''اتنا آگے کا سوچ لیا۔ابھی فاخرہ کو تو آنے دو،تمہارے باپ بھی آجائیں،دوسرا مرحلہ ان کے گھر والوں کا ہے۔اس کے ماں باپ بھی مانیں۔''

''والدہ کا تو انتقال ہوچکا ہے اس کی،جب وہ چھوٹی سی تھی۔''

''اوہ!'' ان کا دل دکھ سے بھر گیا''کس قدر اکیلی ہوگئی ہوگی وہ۔اس کے تو صرف تین بھائی ہیں،بہن کوئی نہیں ہے۔''

''ہاں،یہ تو ہے نانو لیکن ان کے گھر جاکر دیکھیں ذرا نہیں لگے گا کہ اس کی والدہ اس کے بچپن میں ہی گزر گئی تھیں۔بہت ذمے دار اور سگھڑ لڑکی ہے۔''

''اچھا،بہت تعریفیں ہورہی ہیں ابھی سے۔خیر،مزاج اچھا ہونا چاہیے۔باقی باتیں بعد میں آتی ہیں۔کام وام کا تو تمہارے گھر کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔بس تمہارے گھر میں گھل مل کر رہے۔تم اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد ہو۔ویسے مجھے یقین ہے وہ عزت دینے والی اور خیال رکھنے والی لڑکی ہے۔حالاں کہ میں اس سے صرف دو مرتبہ ملی ہوں لیکن اس کی آنکھوں میں مجھے وہی نرمی نظر آئی ہے جو ستارہ کی آنکھوں میں ہوتی تھی۔مہربان اور ہمدرد،خوش مزاج اور ملنسار.....''

''ملنسار تو مت کہیں،ذرا جوڈھنگ سے بات کرلیں محترمہ!'' اس نے منہ بنایا۔

''لو تو اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے۔شرمیلی اور خاموش طبیعت کی مالک ہے وہ،جھجکتی ہوگی۔تم نے کچھ الٹا سیدھا تو نہیں کہہ دیا اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے؟'' وہ اسے گھورنے لگیں تو وہ معصوم بن گیا۔

''لیجئے، مجھے کیا کہنا ہے، اکیلے میں کبھی ملے تب نا!''

''اچھا زیادہ ایڈوانس مت بنو۔ یہ پاکستان ہے، یہاں لڑکیاں یوں کھلے عام اجنبی لڑکوں سے نہیں ملا کرتیں'' انہوں نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

''خیر، یہ تو مت کہیں نانو! میں نے یہاں کی لڑکیوں کا وہ وہ حال دیکھا ہے کہ بس۔ ایک آپ اپنی نواسی کو ہی دیکھ لیں۔ درجن بھر تو بوائے فرینڈ ہیں اس کے۔''

''ان کا کچھ نہ کہو بیٹا۔ جب ماں کو ہی پروا نہیں ہے کہ اولاد کیا کرتی پھر رہی ہے تو بچوں کا کیا قصور۔ یہ تو ماں باپ کی تربیت ہوتی ہے جو بچوں کے ہر ہر فعل سے جھلکتی ہے۔ لیکن کیا کروں، ان کے معاملات میں ان کا باپ بے چارہ کچھ نہیں بول سکتا تو ہماری کیا اوقات ہے۔ تمہارے نانا خود بڑے نالاں رہتے ہیں وہاں کے طور طریقوں سے۔''

''چلیں چھوڑیں، یہ نانا جان کہاں ہیں آج وہ بھی چلے چلتے۔''

''انہیں اپنے کسی دوست کے پاس جانا تھا۔ پھر کسی روز لے جانا انہیں۔ ہمارے ساتھ چلیں گے تو ڈھنگ سے وہاں بیٹھنے بھی نہیں دیں گے۔''

''چلیں پھر آپ کچھ دیر آرام کر لیں۔ دوپہر کو کھانے کے بعد نکلیں گے۔ رات میں وہ لوگ نہیں جا سکتے۔ ان کے فادر آ جاتے ہیں، وہ پسند نہیں کریں گے شاید۔''

''پھر تو بری بات ہے بیٹا کہ بڑوں کی اجازت کے بغیر وہاں جایا جائے۔''

''کوئی غلط جگہ تو نہیں جا رہے نانو، وہ بے جا سختی کرتے ہیں کبھی کبھی۔ باسط بھائی تو ہمراہ ہوں گے۔ میری وجہ سے آفس سے جلدی آ رہے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چل رہی ہیں۔''

''چلو ٹھیک ہے، میں تین بجے تک تیار ہو جاؤں گی۔'' وہ اٹھ گئیں اور وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر کچھ سوچنے لگا۔

☆

انہوں نے گردن موڑ کر تنقیدی نظروں سے اس دو سو گز پر بنے گھر کو دیکھا۔ متوسط طبقے کے رہنے والوں کا گھر جس طرح کا ہو سکتا تھا، وہ ویسا ہی گھر تھا۔ گہرے اور ہلکے سرمئی کے امتزاج سے سجی دیواریں، اندر بنی کیاریوں میں لگے اونچے اونچے باہر تک نظر آتے پودے نظروں کو ایک عجیب سی تازگی بخش رہے تھے۔ پورے محلے میں ایک ہی گھر ہرے بھرے پودوں اور بیلوں سے ڈھکا نظر آ رہا تھا۔ گھر کے مکین کافی خوش ذوق نظر آتے تھے۔

''میری ستارہ بھی کسی ایسے ہی گھر میں رہتی ہوگی۔'' انہوں نے آزردگی سے سوچا۔

سبطین کی پہلی ہی بیل پر باسط نے دروازہ کھول دیا تھا۔ نانو کو دیکھ کر ان کا چہرہ ایک عجیب سے احساس سے چمکنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ سبطین کو چھوڑ کر فوراً ان کے نزدیک آئے اور سلام کے بعد ان سے اندر آنے کے لیے اصرار کرنے لگے۔

''پھر کبھی بیٹا، ابھی تو دیر ہو رہی ہے۔ وعدہ، میں ضرور آؤں گی'' انہوں نے پیار سے انہیں انکار کیا لیکن وہ جانے کیوں نہیں مانے۔

''نہیں نانو، صرف پانچ منٹ کے لیے پلیز!'' پتا نہیں ان کے لہجے میں کیا تھا۔ اصرار، شوق، امید! وہ کچھ حیران ہوتے ہوئے اتر آئیں۔

''آئیں میں آپ کو اندر لے چلتا ہوں۔'' وہ بہت جذباتی ہو رہے تھے۔

سبطین ان کی کیفیت سمجھ رہا تھا لیکن فی الحال یوں اچانک نانو کو کچھ پتا چلے، وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔

''باسط بھائی پھر کبھی سہی!'' اس نے کہنا چاہا۔

''پھر پتا نہیں یہ موقع کب آئے یا نہیں، صرف چند منٹ کے لیے'' انہوں نے نانو کا ہاتھ تھاما اور دوسرے ہاتھ سے انہیں کندھوں سے تھام کر اندر لے جانے لگے۔

سبطین ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔ انہیں اس وقت سمجھانا بے کار تھا۔ پیچھے پیچھے وہ بھی چلا آیا۔

عفیفہ اسی وقت تیار ہو کر کمرے سے نکلی تھی۔ نانو کو باسط بھائی کے ساتھ اندر آتے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

نانو اور ان کے گھر میں.....''

باسط بھائی نے جب اسے سبطین کا گھر دیکھنے کے لیے چلنے کا کہا تھا تو اس نے رسانیت سے انکار کر دیا تھا۔ وہ سبطین سے دور ہی رہنا چاہتی تھی۔ اسے اپنی حدود اچھی طرح یاد تھیں اور وہ کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتی تھی جس سے وہ ابا اور بھائیوں کے سامنے شرمندہ ہو لیکن جب انہوں نے اسے یہ بتایا کہ نانو بھی وہاں جا رہی ہیں اور یہ ان کی خواہش ہے کہ وہ لوگ بھی ان کے ہمراہ چلیں۔

''کیا نانو ہمارے بارے میں جان گئی ہیں؟'' اس نے ٹھٹک کر پوچھا تھا۔

''نہیں، ابھی تو نہیں لیکن سبطین بتا رہا تھا کہ وہ ہم سب سے بہت متاثر ہوئی ہیں اور تم میں خاص کر انہیں اپنی بیٹی ستارہ کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس لیے وہ تم سے بار بار ملنا چاہتی ہیں۔ میں سوچتا ہوں عافی، جب انہیں ہمارے اصل رشتے کا پتا چل گیا تو وہ کتنی مہربان ہوں گی۔''

اور وہ سوائے سر ہلانے کے کچھ نہ کہہ سکی۔ پھر مزید انکار کہاں ممکن تھا۔ اور اس وقت انہیں اپنے ہی گھر میں یوں دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی تھی۔ ورنہ اس کا خیال تھا کہ سبطین ابھی انہیں یہاں لانے کی غلطی کبھی نہیں کرے گا۔ پہلے انہیں پک کرے گا اس کے بعد نانو کو لینے جائے گا لیکن وہ تو انہیں ہمراہ ہی لے آیا تھا۔

غلطی تو اس سے ہو گئی تھی اور دوسری غلطی شاید آج باسط بھائی سے ہو رہی تھی۔

''امی..... دیکھئے آج نانو آپ کے گھر آئی ہیں۔ پلیز باہر آیئے۔'' اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کسی کمرے سے امی اچانک باہر نکل آئیں اور نانو کو دیکھ کر ٹھٹک جائیں۔ پھر خوشی سے ان کا چہرہ چمکنے لگے اور وہ دوڑ کر اپنی ماں کے گلے لگ جائیں۔

لیکن اس سارے منظر میں ان کا وجود کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ ڈبڈبائی ہوئی نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''عافی! نانو آئی ہیں۔ انہیں بیٹھنے کا کہو۔ کچھ لاؤ ان کے لیے۔'' باسط بھائی نے اسے یوں خاموش دیکھ کر ٹوکا تو وہ دھیرے سے آ کر ان کے گلے لگ گئی۔

آج وہ ساری احتیاطیں بھول جانا چاہتی تھی ''نانو، آپ ہمارے گھر آئی ہیں، ہمارے گھر.....''

''عفیفہ، کیا ہوا بیٹی؟'' وہ اس کی کیفیت پر مزید حیران رہ گئیں۔

یہ بچے آخر کیوں جذباتی ہو رہے تھے۔ ان کا ذہن الجھ گیا تھا۔

''کچھ نہیں نانو! اس نے تیزی سے آنسو اپنے اندر اتارے اور چہرے پر بشاشت لانے کی بھرپور کوشش کرنے لگی۔

''میں آپ کے لیے کچھ لاتی ہوں۔'' وہ مڑنے کو تھی کہ سبطین نے اسے روک دیا۔

''نہیں عفیفہ، رہنے دیں دیر ہو جائے گی۔ میں پھر لاؤں گا انہیں، بہت دیر کے لیے..... آج نہیں۔''

''ہاں ٹھیک ہے'' انہوں نے بھی سر ہلایا۔

فی الحال وہ اس صورت حال کو سمجھنے سے قاصر تھیں ''کہیں یہ ستارہ کا گھر تو نہیں ہے۔ یہ بچے ستارہ کے تو نہیں لیکن اگر ایسا ہے تو وہ سامنے کیوں نہیں آتی۔ اور سبطین تو کہہ رہا تھا کہ ان کی ماں کا انتقال ہو چکا ہے، نہیں۔ میری ستارہ!'' ان کا دل ڈوبنے لگا۔ ''یہ میری ستارہ کے بچے نہیں ہیں۔ وہ تو اپنے گھر میں بہت خوش ہوگی۔ اپنے بچوں اور شوہر کے ساتھ..... اور اگر ایسا ہوتا تو سبطین مجھے نہ بتاتا۔''

''نانو، آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟'' سبطین اور باسط نے ان کے چہرے کی کیفیت سے گھبرا کر بیک وقت پوچھا تھا۔

''ہاں..... میں ٹھیک ہوں، ایک گلاس پانی!'' انہوں نے بمشکل کہا۔

''آپ یہاں بیٹھیں'' باسط اور سبطین نے انہیں وہیں بچھے تخت پر بٹھا دیا تھا اور عفیفہ پانی لینے کچن کی طرف دوڑ گئی۔

پانی پی کر ان کی حالت کچھ بحال ہوئی تو وہ زبردستی چہرے پر مسکراہٹ لے آئیں ''میں اب ٹھیک ہوں، چلو چلتے ہیں۔''

''نہیں پھر کبھی، ابھی میں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں'' سبطین نے ان کے ہاتھ سہلاتے ہوئے فکر سے کہا تو وہ اس کا سر تھپکنے لگیں۔

''میں اب بالکل ٹھیک ہوں، بس کچھ دیر کو..... یونہی ایک خیال آ گیا تھا لیکن اب ٹھیک ہے سب۔ باسط بھی روز روز اپنے آفس سے چھٹی لے کر نہیں آ سکتا۔ ہم آج ہی چلیں گے۔''

پھر وہ عفیفہ کی جانب دیکھ کر مسکرائیں ''فکر مت کرو بیٹا' میں واقعی ٹھیک ہوں۔ ایک تو بڑھاپا، دوسرے بلڈ پریشر کی بیماری۔ ذرا سی سوچ پر پورا وجود ڈگمگا جاتا ہے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے ہمت بہت ہے۔ تم بچوں کا دل تو بہت نازک ہے، ہم بوڑھوں کے مقابلے میں۔''

''نہیں نانو، آپ نہیں جانتیں۔ آپ کتنی اہم ہو گئی ہیں ہمارے لیے دراصل ہم نے نانی دادی دونوں کا پیار نہیں دیکھا نا کبھی، بس اسی لیے۔ آپ کی محبت ہمیں اس کمی کا احساس دلانے لگتی ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ کاش آپ ہماری سگی نانو ہوتیں'' باسط جو اکثر ان سے ملنے سبطین کے ساتھ جاتے رہتے تھے۔ معاملے کو سنبھالنے لگے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''میں تم لوگوں کی سگی نانو ہوں بیٹا! رشتے اور تعلق دلوں سے ہوتے ہیں اور میرا دل پتا نہیں کیوں تم لوگوں کے لیے یوں ہمکتا ہے۔''

ان کی بات نے تینوں کو گنگ کر دیا تھا۔

☆

نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ مستقل نانو کے بارے میں سوچے جا رہی تھی۔ آج پہلی بار وہ ان کے گھر، اپنی بیٹی کے گھر آئی تھیں اور وہ لوگ چاہنے کے باوجود انہیں یہ نہیں بتا سکتے تھے۔

''کب تک قائم رہے گی یہ مصلحت!'' اس کے دل نے احتجاج کیا۔ ''جاننے کے باوجود ہم انہیں نہیں بتا سکتے کہ ہم آپ کی ستارہ کے بچے ہیں۔ ان کو گود میں سر رکھ کر اپنی ماں کے جدا ہونے کا غم نہیں مٹا سکتے۔''

''جب ہماری ماں نے ہمارا ساتھ چھوڑا تو کوئی کاندھا ایسا نہ تھا جس پر سر رکھ کر ہم رو سکتے۔ ہماری ماں کے لیے سوائے ان کی اولاد کے کسی نے آنسو نہیں بہائے۔ آپ اس وقت ہوتیں تو کتنا روتیں۔ نانا، فاخرہ خالہ، شیریں خالہ۔ ہمیں لگتا کوئی ہے جو ہماری طرح ہماری ماں کی بے وقت موت پر سوگوار ہے۔ لیکن نانو کوئی نہیں تھا سارے بھائی بھی چند آنسو بہا کر چپ ہو گئے تھے۔ مرد کہاں رویا کرتے ہیں لیکن میں، میں تو بالکل اکیلی پڑ گئی تھی۔ پھپھو تھیں تو انہیں بھی امی کے جانے کا کون سا غم تھا۔ ابا نے تو آج تک شفقت سے سینے سے نہیں لگایا لیکن آپ..... آپ تو اپنی بیٹی سے محبت کرتی تھیں نا، بھلے کوئی اور نہ کرتا اور اب آپ کو دیکھنے کے بعد میرا کتنا دل کرتا ہے ایک بار آپ سے لپٹ کر چیخ چیخ کر روؤں..... کہ میرے اندر کی ساری گھٹن آنسوؤں میں بہہ جائے۔ میں خود پر بند باندھ باندھ کر تھک چکی ہوں۔ اب رونا چاہتی ہوں۔ آپ کے سینے پر سر رکھ کر، پلیز نانو!''

وہ تکیے میں منہ چھپا کر رونے لگی۔ گھٹن کم ہونے کے بجائے بڑھ رہی تھی۔ پتا نہیں وہ کب تک روتی رہتی اگر وسیط دروازے پر دستک دے کر اندر نہ آ جاتا۔ اسے تکیے میں منہ دیے سوتا سمجھ کر شاید وہ لوٹ جاتا مگر اس کے دھیرے دھیرے ہلتے وجود نے اسے احساس دلایا کہ وہ رو رہی ہے۔

''عانی! عانی۔ کیوں رو رہی ہو؟'' وہ بے قراری سے آگے بڑھ آیا۔ وہ اور شدت سے رونے لگی۔

''پاگل لڑکی اس طرح کیوں رو رہی ہو؟ طبیعت خراب ہو جائے گی، کسی نے کچھ کہا..... میں تو سونے جا رہا تھا۔ تمہارے کمرے کی لائٹ جلتی دیکھی تو ادھر آ گیا۔''

اس نے کندھے سے تھام کر اسے اٹھایا۔ تو اس کی متورم آنکھوں کو دیکھ کر اس کا دل کٹ کر رہ گیا۔ پتا نہیں کب سے رو رہی تھی وہ۔

''کیا ہوا عانی، پلیز مجھے تو بتاؤ۔''

''وسیط آج مجھے امی بہت یاد آ رہی ہیں۔''

''وہ بھولنے والی ہستی نہیں ہیں، میری بہن۔ لیکن انہیں یاد کر کے یوں اپنی طبیعت خراب مت کرو۔ جب بھی ان کی یاد آئے، ان کی اچھی اچھی پیاری باتیں کر کے خوش ہوا کرو۔ ان کی بخشش کے لیے دعا کیا کرو۔ انہوں نے ہمیں بہت پیار اور توجہ دی۔ اب وہ ہماری محتاج ہیں۔ ہمارے تحفوں کی منتظر اور وہ تحائف ان کے لیے دعاؤں اور مغفرت کے ہی ہو سکتے ہیں۔'' وہ پیار سے اسے سمجھانے لگا۔

کچھ دیر بعد جب وہ کچھ شانت ہوئی تو آہستگی سے اسے بتانے لگی ''آج نانو آئی تھیں۔''

''نانو، یہاں ہمارے گھر میں؟'' وہ ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگا۔

''ہاں، سبطین بھائی ہمیں اپنا گھر دکھانے لے جا رہے تھے۔ تم سے بھی تو کہا تھا تم نے انکار کر دیا۔ کہ آج تم کسی بھی طرح جلدی گھر نہیں آ سکتے۔ باسط بھائی آ گئے تھے۔ سبطین بھائی نانو کو بھی ساتھ لائے تھے۔ باسط بھائی انہیں اندر لے آئے تم نہیں جان سکتے وسیط کہ میری کیا کیفیت تھی۔۔ اگر امی زندہ ہوتیں تو کتنی خوش ہوتیں۔ کیا نہ کرتیں ان کے لیے۔ ان کی ماں پہلی بار ان کے گھر آئی تھی لیکن وہ نہیں تھیں اور نانو، انہیں بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ ان کی اپنی بیٹی کا گھر ہے۔ پھر پتا نہیں کیوں ان کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ ہم لوگ تو ڈر گئے تھے۔ مجھے لگتا ہے نانو کو کچھ شک ہو گیا ہے۔ ورنہ ان کی طبیعت خراب کیوں ہوتی۔ وہ گھر کی ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہی تھیں۔ جیسے امی کا وجود ان میں تلاش کر رہی ہوں۔''

''اور جب انہیں پتا چل جائے گا تو وہ کتنی مایوس ہوں گی۔ کاش سبطین ہمیں ڈھونڈتا ہوا یہاں نہ ہی آتا۔ یہ رشتے یونہی لاتعلق رہتے۔ امی زندہ ہوتیں تو اور بات تھی لیکن اب۔''

''نہیں، وسیط! میں نے ان رشتوں کی کمی کو ساری زندگی محسوس کیا ہے۔ نہ ننھیال نہ ددھیال۔ پھپھو کا وجود تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایک تو اتنی دور اور دل اس سے بھی دور..... خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کے ایسے رشتے موجود ہوتے ہیں اور اب جب ہمیں اپنوں کا پتا چل گیا ہے تو..... میں اب ان سے اور دور نہیں رہنا چاہتی۔''

''شاید کبھی یہ ٹوٹے رشتے جڑ جائیں۔ لیکن یقیناً ایک قیامت کے بعد'' وسیط نے سنجیدگی سے کہا اور اسے اس سچائی سے کب انکار تھا۔

''قیامت ہی آنی ہے تو آ کیوں نہیں جاتی؟'' اس نے قطعیت سے سوچا تھا۔

☆

دیوانہ ابلیس

عشق کا قاف اور **پکار** جیسے خوبصورت ناول لکھنے والے مصنف سرفراز احمد راہی کے قلم سے حیرت انگیز اور پراسرار واقعات سے بھرپور، سفلی علم کی سیاہ کاریوں اور نورانی علم کی ضوفشائیوں سے مزین، ایک دلچسپ ناول۔ جو قارئین کو اپنی گرفت میں لے کر ایک ان دیکھی دُنیا کی سیر کروائے گا۔ سرفراز احمد راہی نے ایک دلچسپ کہانی بیان کرتے ہوئے ہمیں ایک بھولی کہانی بھی یاد دلا دی ہے کہ گمراہی اور اَن دیکھی قباحتوں میں گھرے انسان کے لئے واحد سہارا خدا کی ذات اور اس کی یاد ہے۔ **کتاب گھر پر جلد آرہا ہے۔**

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''سبطین مجھے سچ سچ بتاؤ، یہ بچے کہیں میری ستارہ کے تو نہیں۔تم مجھ سے ضرور کچھ چھپا رہے ہو؟''اسی شب گھر واپسی پر نانو نے اس سے پوچھا تھا۔

''نہیں نانو، اگر ہوتے تو کیا میں آپ کو نہیں بتاتا۔'' وہ دن میں ان کی بگڑتی ہوئی کیفیت دیکھ چکا تھا اس لیے نفی میں سر ہلانے لگا۔اس میں تنہا اتنی ہمت نہیں تھی کہ انہیں کچھ بتا سکے اور اکیلے سنبھال سکے۔

فاخرہ تین چار روز میں پہنچنے والی تھیں۔وہ ماں سے قریب بھی تھیں، آہستہ آہستہ اپنے طریقے سے وہ انہیں بتا سکتی تھیں۔خود اسے تو بہت ڈر لگتا تھا، یہ سوچ کر ہی کہ جب انہیں معلوم ہوگا تو ان کا کیا حال ہوگا۔فی الحال یہ جھوٹ ہی مناسب تھا۔

''پھر وہ بچے! وہ مجھے اپنے گھر میں دیکھ کر اس قدر جذباتی کیوں ہو رہے تھے؟'' سوال خاصا ٹیڑھا تھا۔ایک لمحے کو تو وہ چکرا گیا لیکن اگلے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھال لیا۔

''دراصل نانو، ان کے ددھیال ننھیال میں کوئی نہیں ہے۔جو ہیں وہ دور ہیں۔خاص کر عفیفہ تو بہت تنہائی محسوس کرتی ہے۔ان کے ابا بھی کافی سخت ہیں۔ان لوگوں کا کسی سے زیادہ میل ملاپ پسند نہیں کرتے۔بس اسی لیے جب کوئی ان کے ہاں آتا جاتا ہے تو وہ بہت خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔''

''لیکن عفیفہ تو مجھے دیکھ کر رونے لگی تھی شاید!'' انہوں نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر حقیقت کو کھوجنا چاہا۔

''وہ ایسی ہی جذباتی ہے۔احمق! ہر وقت اپنی امی کو یاد کرتی رہتی ہے۔نانی دادی، خالہ پھپھو کوئی بھی تو نزدیک نہیں اس کے۔پاگل سی ہے، بات بات پر دل چھوٹا کر لیتی ہے۔پتا نہیں بعد میں میرا کیسے گزارہ ہوگا؟'' اس نے جان بوجھ کر لہجے کو ہلکا پھلکا کر لیا۔

''ہاں بے چاری بچی! مجھے گھر میں دیکھ کر اسے اپنی زندگی کی اس بڑی کمی کا احساس ہونے لگا ہوگا شاید!'' وہ تھوڑا بہل گئیں۔لیکن ان کے ذہن میں رینگتے بہت سے سوالات ابھی موجود تھے۔جو وہ سبطین سے کرتی رہیں اور وہ سنبھل سنبھل کر مصلحتاً جھوٹ پر جھوٹ بولتا گیا۔

''وہ تو اچھا ہوا کہ نانا جان وہاں چلے آئے اور اس نے سکھ کا سانس لیا۔

''تمہاری نانو بتا رہی تھیں کہ تمہارا گھر تیار ہو گیا ہے۔دن میں تم لوگ اسے دیکھنے گئے تھے؟'' وہ وہیں بیٹھ گئے۔

''جی ہاں، آپ نہیں جا سکے لیکن کل آپ کو میرے ساتھ چلنے کے لیے ہر حال میں وقت نکالنا ہوگا۔'' اس نے کہا۔

''ہاں ضرور، کیا گھر بالکل مکمل ہو چکا ہے۔؟''

''گھر کیا.....اس کی سیٹنگ بھی بالکل مکمل ہو چکی ہے۔آپ جا کر دیکھیں تو سہی۔کتنا اچھا گھر بنوایا ہے اس نے اور اس کی سیٹنگ میں کتنی محنت کی ہے۔'' نانو بولیں تو وہ سنجیدگی سے مسکرائے۔

''تو اب تم یہاں سے چلے جاؤ گے؟''

پتا نہیں اس سوال میں کیا تھا، سبطین بے ساختہ اٹھ کر ان کے نزدیک آ بیٹھا ''نانا جان آپ دونوں بھی ہمارے ساتھ چلیے گا۔میں نے آپ

دونوں کے لیے بھی ایک کمرہ سیٹ کروایا ہے اور اسٹڈی روم بھی۔"

"اپنا گھر چھوڑ کر کون جاتا ہے میاں!" وہ شفقت سے اسے دیکھنے لگے۔

"یہاں بھی آتے جاتے رہیے گا۔ خفیف بابا بہ آسانی سب ہینڈل کر تو لیتے ہیں۔"

"نہیں، اپنی چھت کے نیچے زیادہ سکون سے نیند آتی ہے۔ ہاں تم اپنی نانو کو ضرور لے جانا۔ یہ بڑی تنہا ہو گئی ہیں۔ کچھ تقدیر کے ہاتھوں، کچھ میرے ہاتھوں" ان کی آواز میں اعتراف تھا جو ماحول کو کافی افسردہ کر گیا۔

"تو اس تنہائی کا سدِ باب بھی تو ہو سکتا ہے نانا جان! اس طرح آپ کو اور بہت سے نئے رشتے مل سکتے ہیں۔"

"کس طرح؟" وہ چونکے۔

"میں ستارہ خالہ کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ بہت وقت گزر گیا نانا جان، اب تو ان کے بچے بھی جوان ہو گئے ہوں گے۔ ان کی خطاؤں کو معاف کر دیجیے۔ انہیں پھر سے اپنا لیجیے۔" وہ ان کے دونوں ہاتھ تھام کر ان سے کہنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ ان کی خطاؤں کو تو وہ کب سے معاف کر چکے ہیں۔ بس انا کے ہاتھوں مجبور ہیں، ایک اشارہ کافی ہوگا۔

"میں کسی سے ناراض نہیں ہوں" انہوں نے اپنے لہجے کو پہلے کی طرح سخت کرنا چاہا لیکن نہ کر سکے۔

گزرتے وقت نے ان کے اندر کی سختی کو کافی حد تک ختم کر دیا تھا تو لہجہ کس طرح سخت ہو سکتا تھا۔ انہیں اپنی وہ بیٹی بہت پیاری تھی شاید اسی لیے اس کا یہ قدم وہ ذہنی طور پر قبول نہ کر سکے تھے۔

"ستارہ بھی اس طرح کر سکتی ہے؟" انہیں کبھی اس بات کا یقین نہیں آتا تھا لیکن جو ہو چکا تھا، اس پر یقین تو کرنا ہی تھا۔

"میں جانتا ہوں" وہ مسکرایا "آپ کسی سے مسلسل ناراض رہ ہی نہیں سکتے۔ اور پھر اپنی اس بیٹی سے جو آپ کو سب سے زیادہ عزیز تھی۔"

"یہ بات تمہیں تمہاری ماں نے بتائی ہے" اس کی بات پر وہ بھی آہستگی سے مسکرائے۔

"ہاں وہ اکثر ستارہ خالہ کی باتیں مجھ سے کرتی ہیں۔ وہ انہیں کبھی بھول نہیں پائیں۔"

"اسے کون بھول پایا ہے بیٹا!" نانو کی آنکھیں پھر سے نم ہو گئیں "ہم اپنے دلوں کو کتنا بھی پتھر کر لیں، وہ ہمارے وجود کا ایک حصہ تھی اور وجود کا حصہ کہیں گم ہو جائے تو اپنا آپ بڑا ادھورا سا لگتا ہے۔"

ماحول بہت افسردہ ہو گیا تھا۔ نانا جان بھی سر جھکائے کچھ سوچ رہے تھے لیکن آج کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

☆

اس دن ابا وقت سے کافی پہلے چلے آئے تھے۔ ان کا دل عجیب سا ہو رہا تھا اور وہ اپنی اس کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھے۔

کچھ دنوں سے انہیں اس بات کا شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے بچوں اور خاص کر عفیفہ سے کافی زیادتی کرتے رہے ہوں۔

کچھ پہلے ہی ان کے مزاج میں سختی تھی۔ کچھ بعد کے حالات نے پیدا کر دی تھی۔ لیکن ان سب باتوں میں بچوں کا کیا قصور تھا۔ وہ ان سے کترائے ہوئے رہتے تھے۔ ظاہر ہے ساری زندگی باپ کے رویے نے انہیں ان سے گھلنے ملنے ہی نہیں دیا تھا۔ بہت سے والدین اپنے اور اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بچوں کے درمیان فاصلہ رکھنے کے قائل ہوتے ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ اس طرح بچے بگڑتے نہیں اور کچھ والدین اپنے بچوں سے اس قدر دوستانہ رویہ رکھتے ہیں کہ وہ اپنے ماں باپ کا احترام تک بھول جاتے ہیں لیکن ہر بات میں میانہ روی اور درمیان کا راستہ مناسب ہوتا ہے۔

کبھی کبھی ان کا بڑا دل چاہتا کہ ان کی یہ خود ساختہ تنہائی ختم ہو جائے۔ وہ گھر میں داخل ہوں تو چاروں بچے انہیں دیکھ کر اِدھر اُدھر نہ کھسکیں بلکہ وہ ان کے ساتھ مل کر ٹی وی دیکھیں۔ اس دن کی خبروں پر تبصرہ کریں۔ ہلکے پھلکے انداز میں ساتھ بیٹھ کر چائے پئیں۔ کچھ ہنسی مذاق کریں لیکن ایسا کہاں ممکن تھا۔ ساری عمر وہ ان کے ساتھ جس طرح رہے تھے، اب تو ایسا سوچنا بھی ممکن نہیں تھا۔

تینوں بھائی مل بیٹھتے تو لاؤنج میں ایک خوشحال اور ہنستے کھیلتے گھر کا سا ماحول بن جاتا۔ کبھی کبھی عفیفہ بھی آ کر ان میں شامل ہو جاتی۔ وہ تینوں اس سے بہت پیار کرتے تھے۔ اسے چھیڑتے تھے۔ ہنسی مذاق کرتے تھے۔

وہ ایک ماں کی طرح ان کا خیال رکھتی تھی۔ ایک بہن کی طرح ہنستی بولتی تھی لیکن جونہی وہ خود اپنے کمرے سے نکل کر وہاں آ بیٹھتے۔ ماحول ایک دم سنجیدہ ہو جاتا۔ سب سے پہلے عفیفہ وہاں سے بہانہ بنا کر اٹھ جاتی۔ اس کے بعد تینوں بھائی ایک ایک کر کے وہاں سے کھسک لیتے۔

ان کے دل پر منوں بوجھ آ کر گر جاتا۔ کچھ دیر پہلے ہنستا بولتا ماحول کیسے خاموش دیواروں میں ڈھل جاتا۔ ٹی وی کی تیز آواز بھی اس کمرے کی خاموشی کو توڑ نہ پاتی لیکن یہ فاصلہ خود ان کا پیدا کیا ہوا تھا۔ اس میں ان بچوں کا کیا قصور تھا۔

''ٹھیک ہی ہے'' اگلے ہی لمحے وہ پھر سے سخت مزاج خاور سعید بن جاتے ''بچوں سے ایک مناسب حد میں رہ کر بات کرنی چاہیے۔ ورنہ وہ خود سر ہو جاتے ہیں۔ ماں باپ کے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ خاص کر بیٹیاں..... ماں باپ کی عزت کا بھی خیال نہیں کرتیں۔ انہیں روند ڈالتی ہیں۔ میرے بچے ایسے نہیں ہونے چاہئیں۔''

لیکن ان تمام سوچوں کے باوجود کبھی کبھی انہیں یہ فاصلہ بہت محسوس ہونے لگتا تھا۔ جیسے آج..... وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں چلے آئے۔ صاف ستھرے کمرے نے ان کا استقبال کیا۔ ہر شے اپنی جگہ پر سلیقے سے رکھی تھی۔ حالاں کہ فطرتاً وہ اس معاملے میں خاصے بے پروا تھے۔ باتھ روم سے نکل کر گیلا تولیا یونہی بستر پر پھینک دیتے۔

رات کو پڑھی جانے والی کتاب تکیے پر اوندھی پڑی ہوتی۔ باتھ روم سلیپرز وہ اکثر بے دھیانی میں کمرے تک لے آتے تھے۔ قریب کی نظر کا چشمہ، دودھ کا خالی گلاس، پانی کا تھرماس اور دوسری کتابیں سب بیڈ کی سائیڈ دراز پر بے ترتیبی سے پھیلا ہوتا۔ لیکن ہر شام جب وہ گھر لوٹتے، ان کے کمرے کا حلیہ بدلا ہوا ہوتا۔ پہلے ستارہ یہ سب سمیٹتی تھی۔ ان کے مرنے کے بعد پھر سے کمرے میں بے ترتیبی پھیلی نظر آنے لگی تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ آہستہ آہستہ پھر سے سمٹتا گیا۔

یقیناً اس میں بڑا ہاتھ اماں بی کا تھا۔ کچھ مرنے سے پہلے ستارہ بھی عفیفہ کو بہت کچھ سکھا گئی تھی۔ گھر میں پھیلی ہوئی چھوٹی چھوٹی چیزیں سمیٹنا، کچن کے چھوٹے چھوٹے کام۔ وہ ستارہ کے انتقال کے وقت بارہ سال کی ہو چکی تھی۔ اتنی کم عمر بھی نہیں تھی اس لیے جب کام سر پر پڑا تو وہ سب کچھ بہت جلدی سیکھتی گئی۔ گھر پھر سے سمٹا ہوا نظر آنے لگا۔ اماں بی اپنے گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر اس کے پاس آ جاتیں اور اسے سمجھاتی رہتیں۔ وہ ان کی بتائی ہوئی باتوں کو گرہ میں باندھ لیتی اور ماں جیسی بننے کی کوشش میں ہلکان ہوتی جاتی لیکن بہت جلد وہ اپنی ماں کا پرتو بن گئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہوں نے پورے کمرے میں طائرانہ نظریں دوڑائیں۔

صبح کی پھیلی ہوئی بے ترتیبی مفقود تھی۔ ایک پُرسکون سی خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ ہر شے اپنی جگہ پر تھی۔ ان کا ایک شلوار قمیص استری کیا ہوا بیڈ کے ایک کونے پر سلیقے سے رکھا ہوا تھا اور انہیں معلوم تھا، نہا دھو کر وہ جونہی اپنے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں آئیں گے، گرم چائے کا ایک کپ اور ساتھ میں کوئی بھی ہلکی پھلکی نمکین چیز ان کے سامنے رکھ دی جائے گی۔

لیکن آج پتا نہیں وہ کیوں فریش ہو کر کمرے سے نہیں نکلے بلکہ بستر پر لیٹ گئے تھے۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔

''کون ہے؟ اندر آ جاؤ'' ان کا لہجہ تھکا ہوا تھا۔

یہ عفیفہ تھی جو بہت ہمت کر کے اندر آئی تھی۔ آج اتنے سالوں بعد پہلی مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ ایک تو وہ وقت سے پہلے آ گئے تھے دوسرے نہا دھو کر باہر لاؤنج میں آ کر نہیں بیٹھے تھے۔ یہ ان کی سالوں سے روٹین تھی۔ اسی لیے وہ تشویش میں مبتلا ہو گئی تھی۔

''سوری ابا، میں نے آپ کے لیے چائے بنائی تھی لیکن آپ باہر نہیں آئے، آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟''

''ہاں، میں ٹھیک ہوں۔'' وہ بغور اسے دیکھنے لگے۔

چار پانچ روز پہلے جو اسے بخار چڑھا تھا۔ اس سے وہ کچھ کمزور ہو گئی تھی۔

''چائے یہیں لے آؤں آپ کے لیے؟'' وہ بہت کم خود سے ان سے مخاطب ہوتی تھی۔

''نہیں، میں باہر آ رہا ہوں۔'' وہ سنجیدگی سے جواب دے کر اٹھ کر اپنی چپل تلاش کرنے لگے جو اس نے صفائی کے بعد ان کی الماری کے نچلے خانے میں رکھ دی تھی۔ عموماً وہ ان کے آنے سے پہلے چپل نکال کر دروازے کے پاس رکھ دیا کرتی تھی۔

اس نے جلدی سے الماری کھول کر چپل نکالی اور ان کے پیروں کے پاس رکھ دی۔ پلنگ پر پڑا ہوا گیلا تولیا اٹھایا اور کرسی پر پھیلا دیا پھر خاموشی سے کمرے سے نکل گئی۔

وہ چپ چاپ بہت دیر تک اپنے پیروں کے نزدیک رکھی چپل کو دیکھتے رہے۔

''ساری عمر انہوں نے ستارہ کو ان چپلوں سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ لیکن کیا بیٹی کو بھی'' پتا نہیں کیوں ان کا دل کانپ گیا۔

ان کا رویہ اس کے ساتھ کتنا بھی بُرا تھا سکون سے اپنے ہاتھوں سے ان کی چپلوں کو اٹھاتی تھی۔ ان کا پھیلاوا سمیٹتی تھی۔ انہیں اپنی ماں کی طرح ہر ممکن سکون اور آرام پہنچانے کی کوشش کرتی تھی۔ اس میں ایسی کوئی انوکھی بات بھی نہیں، ساری ہی بیٹیاں اپنے باپ کے ایسے چھوٹے بڑے کام خوشی خوشی انجام دیتی ہیں کہ یہ ان کا فرض ہوتا ہے لیکن اس کے بدلے میں ان کے باپ انہیں دعاؤں اور محبتوں سے نوازتے ہیں۔ تشکرانہ نہ سہی لیکن شفقت بھری نظروں سے دیکھتے ہیں لیکن انہوں نے جواباً زندگی بھر اپنی بیٹی کو کیا دیا تھا؟

آج نا معلوم کیوں ان کا اپنا محاسبہ کرنے کو دل چاہ رہا تھا۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سبطین کا فون آیا تو وہ ہمیشہ کی طرح اس کی آواز سن کر خاموش رہ گئی تھی۔

اس کے گریز کرنے کے باوجود وہ اس کے التفات کا منتظر تھا۔ حالاں کہ اتنے سال امریکہ میں رہنے کے باوجود وہ کافی سلجھی ہوئی طبیعت کا مالک تھا۔ یہاں بھی اگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور نہ ہوتا تو شاید اتنی پیش رفت بھی نہ کرتا۔

''مجھے معلوم ہے عافی کہ تمہیں میرا یہاں فون کرنا پسند نہیں۔ لیکن مجھے بتاؤ، پھر میں کس طرح سمجھاؤں خود کو'' وہ اس کی خاموشی کو محسوس کر کے پھر سے بددل ہونے لگا۔

''ایسا نہیں ہے سبطین بھائی! میرے دل میں آپ کے لیے بڑا احترام ہے۔ لیکن میری زندگی کی کچھ حدود ہیں، میں انہیں پار نہیں کر سکتی۔ میں نے ساری عمر اپنی ماں کو ان حدود کو پار کرنے کی سزا پاتے دیکھا ہے۔ اپنے کاندھوں پر اپنے ایک چھوٹے سے گناہ کی صلیب اٹھائے ہوئے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں بھی ایک ایسی ہی زندگی گزاروں۔ ابا مجھے بھی ان ہی نظروں سے دیکھیں۔ میرے بھائیوں کے کاندھے مزید جھک جائیں۔ لوگوں کی یادداشت بہت تیز ہوتی ہے دوسروں کی غلطیوں کے بارے میں۔ وہ انہیں بھولتے کبھی نہیں.....'' وہ سنجیدگی سے کہتی چلی گئی۔

''لیکن ہمارے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔ میں کوئی غیر نہیں ہوں۔ نہ ہی مجھ میں کوئی ایسی خامی ہے کہ تمہارے ابا ہماری مخالفت کریں'' اس نے احتجاج کیا۔

''یہ آپ کا خیال ہے۔ ورنہ انا کا لفظ ہر بات پر حاوی ہو جاتا ہے۔ کبھی اس بات پر نانا جان نے اس لفظ کو بلند رکھنے کے لیے دوسروں کی ہر خوشی کو نظر انداز کر دیا تھا۔ آج ابا نہیں بھولیں گے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ اس لیے ایسا کوئی قدم اٹھانا ہی نہیں چاہتی جس پر مجھے بعد میں شرمندگی اور پچھتاوا ہو۔''

''اچھا چھوڑو، تم نے شاید خلیل جبران کا وہ اقتباس نہیں پڑھا کہ آنے والے کل کے خوف کی چھری سے آج کی خوشی کا گلا نہ کاٹو۔ بہرحال یہ بتاؤ تمہیں گھر کیسا لگا؟'' اس نے موضوع بدل دیا۔

''بہت اچھا، بہت خوبصورت۔ اس روز نانو نے آپ سے مزید تو کچھ نہیں پوچھا تھا۔ مجھے لگ رہا تھا کہ وہ کچھ کچھ جان گئی ہیں۔''

''ہاں کافی حد تک لیکن میں نے انہیں بہلا دیا تھا۔ میں انہیں تمہارے بارے میں بھی بتا چکا ہوں اور وہ اس پر بہت خوش ہیں۔''

''کیا؟'' وہ حیران رہ گئی۔

''یہی کہ ممی کے آنے کے بعد انہیں تمہیں ہمیشہ کے لیے اسی بہت اچھے اور خوبصورت گھر میں دلہن بنا کر لے آنا ہے تاکہ اس کی خوبصورتی اور بڑھ جائے۔ اور ممی کل شام کی فلائٹ سے پاکستان آ رہی ہیں۔''

''سبطین بھائی، پلیز! آپ فاخرہ خالہ سے کچھ نہیں کہیں گے۔ ایسا کچھ نہیں کریں گے، پلیز!'' اس کی آواز بھیگ گئی تو سبطین کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا۔

وہ کیوں ابھی سے اتنی بزدل لڑکی کو پریشان کر رہا تھا۔ فاخرہ پاکستان آ جاتیں، نانو کو سب پتا چل جاتا۔ سارے پرانے رشتے پھر سے جڑ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتے، سارے مسائل حل ہو جاتے۔ اس کے بعد تو ایسا ممکن تھا۔

''او کے، تم پریشان مت ہو۔ کچھ نہیں ہوگا۔ جب تک سارے مسائل حل نہیں ہو جاتے اور جب تک تم خود نہیں چاہتیں۔ میں کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ لیکن تم بھی کسی اور کا ہاتھ پکڑ کر نہیں چل پڑنا۔ جہاں تمہارے ابا بھیج دیں۔''

''میرے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔'' وہ چڑ کر بولی تھی۔

''اختیار میں تو میرے بھی اب کچھ نہیں ہے۔'' اس کا لہجہ جذبوں کی تپش سے پُر تھا۔ اور وہ ہمیشہ کی طرح خاموش رہ گئی تھی۔

☆

کسی دوست کے بتانے پر وہ یہاں پہنچا تھا اور اسے یہاں آ کر بڑی مایوسی ہوئی تھی۔ اس کا تو خیال تھا کہ وہ عالم کوئی سرخ آنکھوں اور جلالی چہرے والا بڑی عمر کا شخص ہوگا جس کے جسم پر تیز رنگوں کا چوغا اور گلے میں موٹے موٹے موتیوں کی مالا ہوگی۔

لیکن وہ تو اس سے عمر میں چند سال ہی بڑا ہوگا۔ عام سا شلوار قمیص پہنے۔ کمرے کی حالت بھی کسی درمیانے درجے کے ڈاکٹر کے مطب کی طرح تھی۔ اسے دیکھ کر وہ خوش مزاجی سے مسکرایا تھا۔

''کھودا پہاڑ، نکلا چوہا۔'' وہ دل ہی دل میں مسکرایا۔

''محبوب، آپ کے قدموں میں.....'' مسائل کی لسٹ میں اس کی زندگی کے سب سے اہم مسئلے کو پڑھ کر اس کے دوست نے اسے یہیں آنے کا مشورہ دیا تھا۔

''سوچ لے یار، کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ سنا ہے ان چکروں میں لوگ مر بھی جاتے ہیں۔ کہیں اسے کچھ نہ ہو جائے۔ اور کہیں میں ہی.....'' اس سے آگے سوچ کر ہی اس کی جان نکل گئی تھی۔

''ارے یار، یہ کوئی سفلی علم کرنے والا تھوڑی ہے۔ وہ لوگ تو دوسرے ہی ہوتے ہیں، مسلمان ہی نہیں ہوتے۔ کالا جادو تھوڑی کروا رہے ہیں ہم۔ ہمیں تو تمہاری اس کا دل موم کرنا ہے بس..... اور یہ کہ راستے کے سارے روڑے راہ سے ہٹ جائیں۔'' دوست نے تسلی دی تھی۔

''وہی تو نہیں ہوتا یارا!'' اس نے ٹھنڈی سی سانس بھر کر کہا ''میں جتنا اس کے نزدیک جانا چاہتا ہوں۔ وہ مجھ سے اتنا ہی بھاگتی ہے۔ گھر والے الگ مخالف ہیں۔ اور وہ..... چاہوں بھی تو اسے دل سے نکال نہیں پاتا۔''

''پہلے بھی تو کئی ایک اس دل میں گھر بنا چکی ہیں؟'' اس کے دوست نے چھیڑا تھا۔

''وہ سب پارٹ ٹائم جاب تھیں یار! یونہی دل لگی۔ لیکن یہ ایسی نہیں ہے کہ اس سے دل لگی کی جائے۔''

''اچھا! واقعی، بڑا بدل گیا ہے یار!''

''کاش وہ بھی بدل جائے میرے لیے'' اس نے حسرت سے کہا تھا۔

''بدل جائے گی، بدل جائے گی۔ سنا ہے، یہ عالم صاحب بہت بڑے پہنچے ہوئے ہیں۔ ان کے لیے تو یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔''

''کاش، ایسا ہی ہو۔ تو چلے گا نا میرے ساتھ؟''

''ضرور، ہم تو یاروں کے یار ہیں۔'' اس کے دوست نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر جوش سے کہا تھا۔ اور یوں دونوں اس گنجان سے علاقے میں پہنچے تھے۔ جہاں ''ایسے کاموں'' کے ماہر عالم صاحب موجود تھے۔

وہاں موجود ایک شخص نے انہیں نمبر دیا اور بتایا کہ انہیں ان کے نمبر سے پکارا جائے گا۔ عالم صاحب کے پاس جاتے ہوئے وہ تنہا تھا کیوں کہ اس شخص نے اس کے دوست کو باہر ہی روک لیا تھا۔

وہ بہت بُرا اور عقیدے کا کمزور سہی لیکن ایسا کام پہلی بار کرنے جا رہا تھا..... اس کے پیر کانپ رہے تھے۔

☆

وہ باہر سے کتنا بھی تیز بنتا۔ یہ چیز اس کے لیے نئی تھی۔

''محبوب آپ کے قدموں میں'' جیسے اشتہارات اس نے دیواروں اور اخباروں میں بہت پڑھ رکھے تھے لیکن ان کی حقیقت اور اصلیت پر کبھی غور نہیں کیا تھا۔ نہ ہی اسے ان کی سچائی پر یقین تھا لیکن آج جب وہ ہر طرف سے مایوس ہو گیا تھا تو اسے اس کے دوست نے یہ راستہ دکھایا تھا۔

وہ نادان اس بات سے لاعلم تھا کہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ایک ایسی ہستی موجود ہے جس سے کچھ مانگنے کے لیے ہمیں کہیں جانا نہیں پڑتا۔ بس ہاتھ اٹھاؤ اور مانگ لو۔ نہ بھی اٹھاؤ تو وہ خود اچھی طرح جانتا ہے کہ ہمیں کیا چاہیے پھر دعا کا قبول ہونا نہ ہونا اس میں بھی اس کی کوئی مصلحت چھپی ہوتی ہے۔

''دیکھ یار مروانہ دینا، کچھ گڑبڑ ہو گئی تو ابو مجھے مار مار کر گنجا کر دیں گے۔'' پہلی بار اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے باپ سے ڈرتا بھی ہے۔

''کچھ نہیں ہوتا، ہزاروں لوگ اس عالم کے پاس آتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔ تیری محبوبہ بھی یوں چٹکی بجاتے پگھل جائے گی۔'' اس کے دوست نے تسلی دی۔

شہزاد کا دل لمحہ بھر کے لیے تھم سا گیا۔ یہ خیال ہی کس قدر سہانا تھا کہ عفیفہ اس سے محبت کرنے لگے گی۔

بچپن سے ہی وہ اسے اچھی لگتی تھی۔ یہ اور بات ہے کہ اسے ساری ہی اچھی لڑکیاں اچھی لگتی تھیں۔ اس کا مزاج خاصا عاشقانہ تھا۔ ان ہی چکروں میں نہ وہ ڈھنگ سے پڑھ سکا اور نہ ہی کوئی جاب کر سکا۔

اسکول، محلے اور رشتے داروں میں اس کے دو ایک ناکام معاشقے بھی چلے لیکن پتا نہیں کیوں عفیفہ کو چھوڑنے پر اس کا دل راضی نہ ہوتا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ اگر وہ اس کی جانب راغب ہو جاتی تو وہ اس قدر اس کا دیوانہ نہ ہوتا..... لیکن جوں جوں وہ اس سے کھنچتی وہ ویسے ویسے اس کی جانب دوڑا چلا جاتا اور اب تو جیسے اسے ایک ضد سی ہو گئی تھی۔

''دیکھتا ہوں کب تک دور جائے گی مجھ سے، ایسا تعویذ لوں گا کہ کھنچی چلی آئے گی۔'' دوست کے سمجھانے پر اس نے خود کو سمجھایا۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پورا قافلہ تھا جو فاخرہ کو لینے گیا تھا۔ شیریں اور ان کی پوری فیملی ایک گھنٹے پہلے ہی نانو کے گھر پہنچ گئی تھی۔ نانو اور نانا جان دونوں ہی انہیں لینے جا رہے تھے۔

خود سبطین کافی ایکسائیٹڈ ہو رہا تھا۔ اسے پاکستان آئے تقریباً چھ ماہ سے زیادہ ہو رہے تھے اور کتنے دنوں بعد ان سے مل رہا تھا۔

نانو بہت خوش تھیں۔ انہیں اپنی یہ بیٹی ستارہ کی طرح بہت پیاری تھی۔ پیار تو انہیں شیریں سے بھی تھا کہ وہ بھی ان کی اولاد تھی لیکن وہ خود اپنے رویے کی بدولت ماں سے کھنچی کھنچی رہتی تھیں۔

زویا ہمیشہ کی طرح بہت فریش اور اسمارٹ نظر آ رہی تھی۔ اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں تھی کہ فاخرہ اس کی خالہ ہیں بلکہ وہ انہیں سبطین کی ماں جان کر خاص اہمیت دے رہی تھی۔

فاخرہ سب کو نظر انداز کر کے نانو سے لپٹ گئی تھیں۔ ''ممی آپ کس قدر کمزور ہو گئی ہیں۔ خیال نہیں رکھتیں اپنا؟'' ان کی آواز بھرا رہی تھی۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں، عمر کا تقاضا ہے۔'' نانو بشاشت سے مسکرائیں۔ بیٹی کو دیکھ کے ان کے اندر کی آدھی تھکن اتر گئی تھی۔

سب سے مل وہ زویا کی طرف متوجہ ہوئیں۔ ''کتنی بڑی ہو گئی ہو تم..... کتنی کیوٹ میں نے تمہیں پہچانا ہی نہیں۔ تصویروں میں تھوڑی پتا چلتا تھا کہ تم اتنی پیاری ہو۔'' انہوں نے پیار سے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا تو وہ ایک مغرورسی مسکراہٹ لیے اٹھ کر بولی ''آپ ہی کی بھانجی ہوں۔''

''میں کہاں اتنی پیاری ہوں۔ ہاں، ستارہ تمہاری عمر میں ایسی ہی حسین تھی.....'' وہ کہتے کہتے رک گئیں۔ انہیں ایک دم اپنے والد کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ وہ ستارہ کے ذکر تک کو سننا پسند نہیں کرتے تھے لیکن انہیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ سب بہت کچھ بدل چکا ہے۔ ان کے اندر جمی ہوئی برف پگھل چکی ہے۔

نانو کے چہرے پر ایک سایہ سا گزر گیا۔ شیریں کی آنکھوں میں ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔ فرقان علی اپنے مزاج کے مطابق چہرے پر شفیق سی مسکراہٹ لیے اپنی پیاری سے بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں اپنی یہ اکلوتی بیٹی بہت پیاری تھی لیکن جانے کیوں وہ ان سے ایک فاصلے پر رہتی تھی۔ یقیناً ان میں دونوں کے نظریات کا عمل دخل تھا۔

''اور اسد میاں کا کیا حال ہے۔ وہ کب تک آئیں گے پاکستان؟'' نانا جان نے فاخرہ سے پوچھا۔

''بس کچھ ٹائم اور لگے گا سب کچھ وائنڈ اپ کرنے میں پھر مستقل یہیں آ جائیں گے۔'' انہوں نے بتایا۔

''چلو اچھی بات ہے، نظروں کے سامنے رہیں گے سب۔''

''سب؟'' ان کی بات پر چونک کر نانو نے انہیں دیکھا تو وہ نظریں چرا گئے۔

''آپ کی ایک بیٹی اسی شہر میں بھی تو رہتی ہے لیکن نظروں سے کتنی دور..... کبھی آپ کو اس کا خیال نہیں آیا۔'' ان کی آنکھوں نے شکوہ کیا۔

فاخرہ ماں کے چہرے کے تاثرات سے ان کی کیفیات سمجھ گئی تھیں اس لیے ان کا دھیان بٹانے کے لیے دوسری باتیں کرنے لگیں۔

☆

شیریں وغیرہ کھانا کھا کر گھر لوٹ گئے۔ نانا جان اپنے کمرے میں گئے تو فاخرہ نانو کے پاس بیٹھ گئیں۔

''ممی..... ستارہ سے ملنے کی کوشش کی اب تک آپ لوگوں نے۔ اب تو سالہا سال گزر گئے ہیں۔ بھول جائیں پاپا اب سب کچھ۔''

''ہاں، کچھ تبدیلی ان میں آئی ہے۔ بس اپنی ناک اونچی رکھنے کو کچھ نہیں کہتے لیکن لگتا ہے دل سے وہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ لوٹ آئے۔ ہم سب سے ملنے لگے لیکن کون ڈھونڈے اسے۔ ہم نے اس کے شوہر کے بارے میں کچھ پتا رکھا بھی کب تھا۔ اتنا بڑا شہر ہے، پتا نہیں کس گلی، کس محلے میں رہتی ہو گی وہ۔ سبطین سے کہا تھا میں نے۔ وہ اپنی جانب سے کچھ کوششیں تو کر رہا ہے لیکن ابھی تک اسے کوئی کامیابی نہیں ہو سکی۔'' وہ یاسیت سے بولیں۔

''فکر نہ کریں، پاپا راضی ہو گئے تو اسے ڈھونڈنا کون سا مشکل کام ہے۔ سارا مسئلہ تو ان ہی کا تھا۔ آپ اداس مت ہوں سبطین ضرور ڈھونڈ لے گا اسے۔ بس آپ اپنا خیال رکھا کریں۔'' انہوں نے ان کے کندھے پر اپنا ہاتھ پھیلایا وہ بکھر گئیں۔

''تم نہیں جانتیں میں کس قدر تنہا ہو گئی ہوں۔ تم اتنی دور، ستارہ کا پتا نہیں، شیریں یہاں ہے تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ مہینوں آ کر نہیں جھانکتی۔ ملے گی بھی تو اکھڑی اکھڑی رہے گی۔ تمہارے باپ کبھی دس منٹ سے زیادہ نہیں بیٹھے میرے پاس۔''

''اوہ ممی!'' فاخرہ ان سے لپٹ گئیں ''اب میں آ گئی ہوں نا اور سبطین آپ کو وقت نہیں دیتا۔ میں نے اسے یہی کہہ کر بھیجا تھا کہ آپ کے ہاں رہے آپ کے پاس۔''

''اللہ اسے زندگی دے، خدا کا انعام ہے وہ تو۔ محبتوں سے گندھا ہوا لیکن مرد ہے ظاہر ہے سارا وقت گھر میں میرے پاس تو نہیں بیٹھ سکتا پھر بھی اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ جتنا وقت بھی گھر پر رہے مجھے کمپنی دیتا رہے۔ اس کے آنے کے بعد مجھے اپنے زندہ ہونے کا احساس ہونے لگا ہے۔''

''ہاں ممی..... تنہائی واقعی بڑی بُری چیز ہے۔ میں وہاں امریکا میں خود اپنے آپ کو بہت الون فیل کرتی تھی لیکن یہ شیریں آپ سے اکھڑی اکھڑی کیوں رہتی ہے۔ آپ کے پاس کیوں نہیں آتی؟'' انہوں نے پوچھا۔

''وہ تو ہمیشہ سے ہی ایسی ہے۔ تمہیں اس کے مزاج کا معلوم تو ہے۔ پتا نہیں کس بات پر سب سے خفا رہتی ہے وہ۔ اس کا میاں اتنا اچھا اور ٹھنڈے مزاج کا نہ ہوتا تو اس کا گزارہ ہونا مشکل تھا لیکن نبھا رہا ہے وہ۔ ہیرا شخص ہے لیکن اس کی بھی قدر نہیں اسے۔ بچے ہیں تو ان کی تربیت بھی اس طرح کی ہے۔ زویا تو..... خیر، اب تم آ گئی ہو۔ ایک دن میری ستارہ بھی مل جائے گی۔ تب میں آسانی سے مر سکوں گی.....''

''پلیز ممی.....'' فاخرہ نے ہول کر کہا ''ابھی تو میں آئی ہوں اور آپ ایسی باتیں کرنے لگیں۔ ابھی تو مجھے آپ سے سالوں کی باتیں کرنی ہیں۔ آپ کو سبطین کے لیے لڑکی ڈھونڈنی ہے۔ اس کا سہرا دیکھنا ہے۔''

''سبطین کے لیے ایک لڑکی تو ہے میری نظر میں۔'' سبطین کی شادی کے ذکر پر ان کی آنکھوں میں عفیفہ کا سراپا لہرانے لگا۔ ان کا موڈ خود بخود خوشگوار ہو گیا۔

''اچھا.....'' وہ شوق سے پوچھنے لگیں ''کون ہے..... کیسی ہے.....؟''

''بہت پیاری..... بہت اچھی..... سبطین کے لیے اس سے اچھی لڑکی ہو ہی نہیں سکتی۔ بالکل ستارہ کی طرح حسین اور سلجھی ہوئی۔ بس

بہت پیسہ نہیں ہے ان کے پاس۔ سبطین کے کسی دوست کی بہن ہے۔ سارے ہی بچے بہت پیارے ہیں۔ ماں دنیا میں نہیں ہے۔ باپ سے ابھی تک میں مل نہیں سکی۔ یقیناً وہ بھی ان بچوں کی طرح ہی ہوگا۔"

"خیر، وہ تو مل لیں گے۔ پیسے کا کیا ہے ہمارے پاس کون سی پیسے کی کمی ہے، اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ بس لڑکی اچھی ہونی چاہیے۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ میں بہت دیکھ بھال کر اس کی شادی کروں گی۔ کوئی ایسی لڑکی نہ ہو جو ہمارے بیٹے کو ہم سے چھین کر لے جائے۔ مجھے اس بات سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

"عفیفہ ایسی لڑکی نہیں ہے۔ بہت سادہ طبیعت کی ہے۔ اس کے چہرے پر ستارہ کی طرح ایک نرمی ہے۔ اس سے مل کر پتا نہیں کیوں احساس ہوتا ہے کہ دنیا بہت خوبصورت ہے۔ بہت دلکش، پُرسکون اور ٹھہری ہوئی۔"

"آپ تو اس سے بہت متاثر نظر آتی ہیں ممی....." فاخرہ مسکرائیں "آپ کے نواسے کو بھی پسند ہے یا یہ خیال صرف آپ کا ہے.....؟"

"سبطین نے تو خود مجھ سے اس کے بارے میں بات کی تھی۔ خالی شکل دیکھ کر پسند کرتا تو زویا بھی کم نہیں ہے لیکن عفیفہ کو اس نے یقیناً اس کی سلجھی ہوئی طبیعت کی بنا پر ہی پسند کیا ہوگا۔"

"شکر ہے اللہ کا، ورنہ اتنی عمر امریکا میں گزارنے کے بعد لڑکوں کے نظریات کافی بدل جاتے ہیں وہ تیز طرار ماڈرن لڑکیوں کو پسند کرتے ہیں۔ یہ تو خوشی کی بات ہے۔"

"اس میں تمہاری تربیت کا بھی ہاتھ ہے۔ اکلوتی اولاد ہونے کے باوجود وہ امریکا میں رہ کر بھی نہیں بگڑا۔ خدا اسے خوش رکھے۔"

"پھر کب ملوائیں گی آپ عفیفہ سے مجھے.....؟" فاخرہ کو یہ ذکر بہت اچھا لگ رہا تھا۔

ساری ماؤں کی طرح انہیں بھی اپنے بیٹے کی دلہن لانے کی آرزو بہت عرصے سے تھی لیکن سبطین اس کے لیے راضی نہیں تھا۔ پہلے وہ پاکستان میں ٹھیک سے سیٹل ہونا چاہ رہا تھا۔ یوں وہ خاموش ہو جاتی تھیں۔

"ابھی آئے چند گھنٹے گزرے ہیں۔ ٹھیک سے تھکن تو اتار لو....." نانو مسکرائیں۔

"وہ تو آپ سے ملنے کے بعد اور یہ سب سننے کے بعد ہی اتر گئی....." وہ ہنستے ہوئے ماں کے گلے لگ گئیں۔

☆

"فاخرہ خالہ پاکستان آ گئی ہیں۔" رات میں باسط بھائی گھر آئے تو انہوں نے اسے بتایا۔

"اوہ اچھا!" وہ انہیں دیکھنے لگی۔

"دوپہر کو سبطین کا فون آیا تھا میرے پاس۔ وہ کل پہنچی ہیں۔ سبطین کہہ رہا تھا کہ وہ جلد انہیں سب کچھ بتا کر ملوانے لائے گا پھر نانو کو بھی وہی بتائیں گی امی اور ہم لوگوں کے بارے میں۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا تو ابا کو بھی بتا دیں گے۔"

"ابا کو..... لیکن ابا کا کیا ری ایکشن ہوگا اس سلسلے میں۔ کیا وہ ان لوگوں سے ملنے دیں گے.....؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''پرانی باتیں امی کے ساتھ دفن ہوگئیں عافی، ابا کو یہ بات سمجھنا ہوگی۔ ہم اپنے ننھیال والوں کی محبت اور شفقت سے کیوں محروم رہیں۔ خاص کر نانو کی محبت سے.....ان کی آنکھوں میں ابھی ہم لوگوں کے لیے کس قدر پیار ہوتا ہے۔ جب حقیقت جان جائیں گی تو کتنی محبتیں لٹائیں گی۔ ہم نے زندگی بھر ننھیال ددھیال دونوں رشتے نہیں دیکھے۔ پھپھو کا وجود بھی بس.....انہوں نے کبھی امی کو دلی طور پر قبول نہیں کیا نہ ان کی اولاد کو۔ تو اب جب ہمیں ہمارے پیارے قریبی رشتے مل رہے ہیں تو ہم کیوں ان سے منہ موڑے رکھیں۔ کم از کم میں ایسا نہیں کرسکتا.....'' ان کا لہجہ قطعی تھا۔

عفیفہ کو ان کے مضبوط لہجے سے تھوڑی سی ڈھارس ہوئی۔ ورنہ اس بارے میں سوچتے ہی اس کا دل رک سا جاتا تھا۔ بڑی کٹھنائیاں تھیں ان رشتوں کے جڑنے میں۔

''فاخرہ خالہ ہمارے ہاں آئیں گی، شیریں خالہ تو ملنے کے بعد بھی یونہی اجنبی رہیں.....'' اس نے آہستگی سے کہا۔

''ہوسکتا ہے وہ نانو کی وجہ سے خاموش ہوں۔'' باسط بھائی نے کمزور لہجے میں کہا ورنہ انہیں بھی شیریں کے رویے سے مایوسی ہوئی تھی۔

''ملنے نہ آتیں تو فون تو کرسکتی تھیں۔ اس کے لیے انہیں کون روک سکتا تھا۔'' عفیفہ کی آواز میں شکوہ تھا۔ ''وہ تو ہماری حقیقت جانتی تھیں کہ ہم ان کے کون ہیں.....نانو تو جانتی نہیں ہیں۔ پھر بھی ان کے پورے وجود سے ہمارے لیے کس قدر محبت پھوٹتی ہے۔ ہے نا باسط بھائی.....؟''

''ان کی تو پوری ہستی محبت کی تفسیر ہے عافی، میں ان سے مل کر سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہوں کہ ان ہی محبتوں نے اس دنیا کو قائم و دائم رکھا ہوا ہے۔ ورنہ ہم لوگ دوسروں کو پیار محبت بانٹنے میں کس قدر کنجوس ہیں۔ حالاں کہ اس میں تو ہمارا کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا۔''

''آپ تو خود بڑے شاہ خرچ ہیں اس معاملے میں؟'' وہ مسکرائی۔

''اچھا.....'' وہ خوش دلی سے ہنس دیے۔

''کس معاملے میں، کیا بانٹ رہے ہیں بھئی؟'' وسیط اچانک آ ٹپکا تھا۔

''محبتیں.....!'' باسط بھائی نے اسی خوشگوار موڈ میں جواب دیا۔

''کس کو.....؟ سنبھل کے باسط بھائی، آسیہ باجی کو بھنک نہ پڑ جائے.....'' اس نے چونکنے کی ایکٹنگ کی۔

''کچھ تھوڑی سی انہیں بھی بھیج دیں گے۔''

''سوچ لیں۔ راستے میں ان کی اماں کا کمرا پہلے آتا ہے۔ ان تک پہنچنے سے پہلے وہ چھاپا نہ ماردیں۔''

''تو پھر تھوڑا انتظار کرلیتے ہیں۔ یہیں آئیں گی تو دے دیں گے۔''

''ہاں، یہ ٹھیک ہے۔'' وہ اطمینان سے مسکرایا۔

☆

سبطین کے لیے فاخرہ کو ستارہ خالہ کے بارے میں سب کچھ بتانا اتنا آسان نہ تھا۔ کتنی بار وہ ہمت باندھتا پھر توڑ دیتا۔

انہیں پاکستان آئے ہفتہ بھر ہونے والا تھا لیکن وہ انہیں بتا نہیں پا رہا تھا۔ اس نے اپنی ماں کے لہجے میں ہمیشہ اپنی اس بہن کے لیے بے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حد پیار امڈتا محسوس کیا تھا۔ وہ جب بھی ستارہ کا ذکر کرتیں ان کا لہجہ بھیگ جاتا۔

''پتا نہیں کیسی ہوگی ستارہ، پاپا کی ضد نے اسے ہم سب سے دور کر دیا۔''

''آپ لوگوں نے انہیں سمجھایا..... بھی تو نہیں.....'' وہ کہتا۔

''شروع شروع میں کتنا سمجھایا تھا۔ ممی سر پٹک کر رہ گئیں لیکن وہ تو اس کا ذکر بھی سننے کو تیار نہیں تھے۔ کہتے تھے کہ اگر کسی نے اس سے تعلق رکھا تو مجھے بھول جائے پھر میں یہاں امریکا آ گئی۔ وہیں رہتی تو شاید کوئی راستہ نکال ہی لیتی۔ شیریں کو تو کبھی کسی کی پروا نہیں رہی بس اپنی خوشیوں میں مگن پھر ستارہ سے تو اس کی پہلے بھی بہت نہیں بنتی تھی۔ خواہ مخواہ کا بیر تھا اسے ستارہ سے لیکن ستارہ..... وہ ہمیشہ اس کے رویے، اس کی زیادتیوں کو نظر انداز کر دیا کرتی تھی۔ مجھے شیریں کے اس رویے پر غصہ آتا تو الٹا مجھے سمجھاتی تھی۔ ''کوئی بات نہیں آپا..... تھوڑی نا سمجھ ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ ٹھیک ہو جائے گی۔ ہے تو ہماری بہن، اسے چھوڑ تو نہیں سکتے۔'' اور زندگی نے وہ وقت دکھایا کہ اسے چھوڑنے کی بجائے میری اس پیاری بہن کو ہم نے چھوڑ دیا۔ جیتے جی مار دیا اسے.....''

وہ کہتے کہتے رونے لگتیں۔ تو وہ انہیں کتنا سمجھاتا تھا۔ لیکن آج اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ انہیں کس طرح سمجھائے۔ کیسے بتائے کہ ان کی وہی پیاری بہن اب اس دنیا میں نہیں ہے۔

''ممی، مجھے آپ سے ایک بات کرنا ہے۔'' ایک دن شام میں جب وہ اپنے گھر میں شفٹ ہو گئے تو وہ آفس سے جلدی اٹھ آیا اور اس نے ہمت کر کے کہا۔

''معلوم ہے مجھے..... کیا بات کرنی ہے صاحبزادے کو..... ممی مجھے سب کچھ بتا چکی ہیں۔'' وہ چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ لیے مسکرائیں۔

''کیا بتا چکی ہیں وہ آپ کو؟'' ان کی مسکراہٹ سے وہ سب کچھ سمجھ گیا۔

''یہی کہ میرے بیٹے کی زندگی میں ایک پیاری سے لڑکی آ چکی ہے۔ میری ہونے والی بہو.....'' انہوں نے پیار سے اس کے بالوں کو بکھیر دیا۔

''اور آپ ناراض نہیں ہوئیں کہ میں نے آپ سے یہ حق چھین لیا۔ اکلوتے بیٹے کے لیے لڑکی منتخب کرنے کا حق.....؟'' وہ بغور ان کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

''یہ تو اچھی بات ہے کہ تم نے مجھے اس زحمت سے بچا لیا اور مجھے یقین ہے کہ میرے بیٹے کی پسند یقیناً اچھی ہوگی۔ کوئی عام لڑکی اسے پسند آ ہی نہیں سکتی۔ ممی بھی اس کی تعریف کر رہی تھیں۔ اب تم بتاؤ ان کے گھر کب چلنا ہے۔ میں نے فون پر تمہارے پاپا سے بات کر لی تھی۔ وہ بھی خوش ہیں، کہہ رہے تھے کہ تم دیکھ آؤ۔ شادی سطین نے کرنی ہے۔ اسی کی پسند ہونی چاہیے پھر جب وہ پاکستان آئیں گے تو شادی ہو جائے گی۔ فی الحال چھوٹی موٹی رسم کر لیں گے۔ اس کے گھر والے تو راضی ہیں نا.....؟''

وہ تمام مراحل کو بے حد آسان سمجھ رہی تھیں۔ اس لیے کہ ہر بات سے لاعلم تھیں۔

''نہیں ممی..... اس نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ ''اتنا آسان نہیں یہ سب جتنا آپ سمجھ رہی ہیں۔''

''کیوں؟'' وہ چونکیں۔ ''کیا مشکل ہے۔تم میں کیا کمی ہے۔تمہارے دوست کے علم میں نہیں ہے یہ بات.....؟''

''نہیں ممی.....ابھی تک میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ہاں عفیفہ سے ایک دو بار ضرور کہا ہے لیکن وہ بے حد ڈرپوک لڑکی ہے۔اس لیے اس نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا۔دراصل ممی.....'' وہ درمیان میں کچھ دیر رکا..... ''وہ ستارہ خالہ کی بیٹی ہے۔''

''ستارہ کی.....'' وہ ششدر ہو کر اسے دیکھنے لگیں..... ''ستارہ کی بیٹی سے تم کہاں ملے.....تمہیں کیسے پتا چلا.....تم کیسے اس کے ہاں پہنچے.....؟''

''مجھے نانو نے انہیں ڈھونڈنے کے لیے کہا تھا۔ان کی ایک دوست سے ان کے شوہر کا نام پتا چل گیا تھا اور وہ جس علاقے میں رہتے تھے اس کا۔بس میں نے مختلف ذرائع سے پتا چلا لیا پھر میں انہیں ڈھونڈتا ہوا ان کے گھر پہنچ گیا تھا لیکن.....'' اس سے اپنی بات مکمل نہ ہو سکی۔

''لیکن.....؟'' وہ اس کی ادھوری بات پر الجھ گئیں۔

''پلیز ممی، حوصلے سے کام لیجیے گا.....'' وہ ان کے دونوں گھٹنے تھام کر نیچے بیٹھ گیا۔ ''میں نے اسی لیے ابھی تک نانو کو بھی نہیں بتایا۔آپ کو بھی نہیں بتا سکا کہ آپ وہاں اکیلی ہوں گی۔پتا نہیں سنبھال سکیں گی یا نہیں۔''

''پلیز سبطین، اس طرح ادھوری باتیں مت کرو۔میرا دل گھبرا رہا ہے۔ستارہ سے ملے تھے؟ وہ ٹھیک تو ہے۔کیسی ہے وہ؟'' فاخرہ کے دونوں ہاتھ کپکپانے لگے تھے۔

''سبطین نے مضبوطی سے انہیں تھاما اور تھپکیاں دینے لگا۔

''ممی پلیز، اپنے آپ کو سنبھالیں۔اس طرح آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔ابھی تو آپ نے نانو کو سنبھالنا ہے۔انہیں تسلی دینی ہے۔آپ اس طرح کریں گی تو انہیں کیسے سنبھالیں گی۔آپ کے انتظار میں ابھی تک میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا۔میں ستارہ خالہ کے ہاں گیا تو پتا چلا کہ دس سال پہلے ان کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔''

''ڈیتھ.....'' وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگیں۔

ان کی اس قدر حسین پریوں جیسی بہن اب اس دنیا میں نہیں رہی اور آج سے نہیں دس سال پہلے سے.....ان کا دل بے قرار کیوں نہیں ہوا تھا۔وہ دور ضرور تھیں لیکن ان کا دل یہ سوچ کر مطمئن ہو جاتا تھا کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوگی اپنے من پسند ساتھ اور پیارے پیارے بچوں کے ساتھ خوش ہوگی۔اور ایک آس تھی کہ کبھی نہ کبھی وہ سب پھر سے ایک ہو جائیں گے۔

اب کی بار ہمیشہ کے لیے پاکستان آتے ہوئے انہوں نے سوچ لیا تھا کہ وہ پاپا کو اس کے لیے راضی کر لیں گی۔کچھ ممی نے بھی حوصلہ دلایا تھا کہ اب پاپا کی ضد ٹوٹ چکی ہے اور وہ منتظر ہیں کہ کوئی ستارہ کو ڈھونڈ لائے یا وہ خود پلٹ آئے اور انہوں نے ممی کو کہا تھا کہ وہ پاکستان آنے کے بعد ستارہ کو پھر سے سب سے ملوائیں گی۔چاہے اس کے لیے انہیں کتنی تگ و دو ہی کیوں نہ کرنی پڑے لیکن اب یہ سبطین ان سے کیا کہہ رہا تھا کہ ستارہ.....

''ممی پلیز.....حوصلہ کریں.....سنبھالیں خود کو.....'' سبطین ان کی یہ کیفیت دیکھ کر ڈر سا گیا تھا۔

''سبطین، کہہ دو یہ سب غلط ہے۔ ستارہ نہیں مر سکتی۔ میری بہن.....میری اتنی پیاری بہن۔ ابھی تو مجھے اس سے بہت سی باتیں کرنی تھیں۔ اس کے دکھ سکھ سننے تھے۔ اس کو بہت سا پیار کرنا تھا۔'' وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

سبطین نے نرمی سے انہیں اپنے سینے سے لگا لیا اور اس کا ہاتھ ان کے بالوں کو سہلانے لگا۔ اسے معلوم تھا یہ دکھ سہنا اتنا آسان نہیں تھا۔ سگے رشتوں میں کتنے بھی فاصلے آ جائیں۔ وہ ہمیشہ دل کے قریب رہتے ہیں اور جب وہ کافی رو چکیں تو وہ انہیں سمجھانے لگا۔

''مجھے معلوم ہے ممی کہ دکھ بہت بڑا ہے اور آپ کو ستارہ خالہ سے بہت محبت تھی لیکن آپ کو نانو کو بھی دیکھنا ہے۔ وہ جانے یہ خبر کس طرح سہہ پائیں گی۔ وہ تو آج تک ستارہ خالہ کو بھلا نہیں سکیں لیکن ستارہ خالہ کا اس دنیا میں نہ ہونا بھی ایک تلخ حقیقت ہے۔ جسے ہم سب کو قبول کرنا ہے لیکن نظروں سے دور ہو کر بھی وہ ہمارے دلوں سے تو نہیں گئیں۔ آپ کے آنسو اس بات کے گواہ ہیں۔''

''اتنی بڑی بات ہو گئی ان کے گھر والوں نے ہمیں اطلاع دینی بھی ضروری نہیں سمجھی۔ ہمیں تو خیر ان کے گھر کا اتا پتا نہیں معلوم تھا کہ اس کی خاور کی دوستی کا ہمیں بہت بعد میں علم ہوا تھا پھر پاپا نے اسے گھر بلوایا تھا اور اس سے مل کر پہلی ہی ملاقات میں اسے ریجیکٹ کر دیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اس کی وجہ سے اس کا مڈل کلاس سے ہونا نہیں بلکہ وہ مزاجاً انہیں پسند نہیں آیا تھا۔ پاپا کو انسانوں کی بڑی پہچان ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ شخص ستارہ کو کبھی خوش نہیں رکھ سکے گا لیکن ستارہ نے ان کی ایک تاویل نہیں مانی..... پاپا اور اس میں ٹھن گئی پھر جب پاپا کی ضد نہیں ٹوٹی تو وہ اس وقت گھر چھوڑ کر چلی تھی جس وقت.....'' وہ کہتے کہتے رک گئیں۔

''ماناں اس کا قصور بڑا تھا لیکن اتنا بڑا بھی نہیں تھا کہ اسے اپنی زندگیوں سے یوں نکال دیا جاتا۔ میری بہن ایک مرتبہ ہماری زندگی سے کیا گئی۔ دنیا سے ہی چلی گئی۔ پاپا تو ضدی تھے ہی وہ بھی بڑی ہٹ دھرم نکلی۔ کیا ہوا تھا اسے۔ اتنی جلدی.....اتنی چھوٹی عمر میں.....'' وہ پھر سے رونے لگیں۔

''انہیں کینسر ہو گیا تھا۔ کچھ عرصے بیمار رہیں پھر اسی بیماری میں ان کا انتقال ہو گیا۔''

''پھر بھی اس نے ہم سے دوبارہ رابطہ نہیں کیا۔ اس کا دل کس قدر تڑپا ہو گا۔ اپنے گھر والوں سے ملنے کو۔ کیسی ضد تھی یہ.....''

''ہو سکتا ہے ممی انہیں اس بات کا دکھ ہو کہ آپ لوگوں نے بھی انہیں بھلا دیا۔ ملنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اسی لیے وہ بھی اپنے دل کو مارتی رہی ہوں گی۔ ملنے کو جی بھی چاہتا ہو گا تو آپ کے رویے کی وجہ سے خود کو روک لیتی ہوں گی۔''

''کاش میں پاکستان کبھی نہ آتی.....دل کو آس تو رہتی..... یہاں آ کر تو وہ بھی ختم ہو گئی.....ممی کو کس طرح بتاؤں گی۔ وہ تو ستارہ سے بہت پیار کرتی ہیں یہ صدمہ نہیں سہہ پائیں گی۔ انہیں کچھ نہیں بتایا جا سکتا.....''

''نہیں ممی، انہیں بتانا ہو گا۔ ورنہ ان کے بچے کبھی اپنے ننھیال والوں سے نہیں مل پائیں گے۔ آخر اس میں ان کا کیا قصور ہے؟''

''کتنے بچے ہیں ستارہ کے.....؟'' ان کی آواز میں یاسیت اور دکھ کا احساس رچا ہوا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''تین بیٹے ہیں اور ایک بیٹی عفیفہ..... چاروں انتہائی سلجھے ہوئے اور خوش اخلاق..... یقیناً وہ سب کے سب ستارہ خالہ پر گئے ہیں۔ ان کے والد تو مجھے کافی سخت اور لیے دیے رہنے والے شخص لگتے ہیں۔ میں دو ایک بار ملا ہوں ان سے۔ سب سے بڑے باسط بھائی کی منگنی ہو چکی ہے۔ دو ایک مہینے بعد ان کی شادی ہے۔ اس کے بعد دو بھائی اور ہیں پھر عفیفہ ہے۔ ممی آپ اسے دیکھ کر حیران رہ جائیں گی۔ وہ بالکل ستارہ خالہ کی طرح ہے۔ ستارہ خالہ کے انتقال کے بعد اس نے بہت چھوٹی عمر سے پورے گھر کو سنبھال رکھا ہے۔'' اس نے تفصیل سے بتایا۔

''کیسے تنہا ہو گئے ہوں گے بے چارے بچے۔ بقول تمہارے باپ سخت مزاج کا ہے، ننھیال سے کوئی تعلق نہیں۔ پتا نہیں ددھیال میں کون کون ہے اور کیسے لوگ ہیں۔ عفیفہ تو دس سال پہلے بہت چھوٹی ہو گی۔''

''ہاں ممی لیکن ان کے گھر میں جا کر کہیں سے نہیں لگتا کہ ان کے سب بہن بھائیوں کی ماں بہت پہلے اس دنیا سے چلی گئی ہے۔ تعلیم، مزاج، رکھ رکھاؤ سب میں بڑے شاندار ہیں اور وہ دوسری طرف شیریں آنٹی کے ہاں جا کر تو ایک عجیب افراتفری کا احساس ہوتا ہے۔ کسی کو کسی کی فکر نہیں، کسی کو کسی کا خیال نہیں۔ سوائے فرقان انکل کے وہاں کسی سے مل کر اپنائیت کا احساس نہیں ہوتا۔''

''اس میں ماں کی گود کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے بیٹا، شیریں خود ہمیشہ ساری عمر خود غرض رہی۔ اسے اپنی ذات کے علاوہ کبھی کسی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ ستارہ سے بالکل مختلف مزاج کی تھی وہ۔ بے انتہا تنک مزاج اور مغرور۔ ممی اس کی ان ہی باتوں پر چڑتی تھیں۔ دونوں کی عمروں میں بہت تھوڑا فرق تھا۔ اس لیے موازنہ کرنے بیٹھ جاتی تھیں اور شیریں اس پر سخت چڑ جاتی تھی کہ اسے ہمیشہ تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ سب ستارہ کی تعریفیں کیوں کرتے ہیں۔

''میں بھی تھی لیکن مجھے کبھی ستارہ کی تعریفوں سے چڑ محسوس نہیں ہوئی۔ مزاج میں حسد ہے ہی نہیں۔ مجھے تو خود ستارہ کی عادات پسند تھیں۔ اسی لیے میری اس سے بہت بنتی تھی۔ شیریں کو اس پر بھی بہت غصہ آتا تھا اور آج اتنا وقت گزارنے کے بعد بھی..... وہ ویسی ہی ہے۔ وقت نے اس میں ذرا سا بھی جھکاؤ، نرمی اور برداشت پیدا نہیں کی۔ بلکہ اس نے تو فرقان جیسے شخص کی بھی قدر نہیں کی اور مجھے خوشی ہے کہ تم نے اپنی زندگی کی ساتھی کا انتخاب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا کہ اچھا گھر بنانے کے لیے صرف شکل وصورت کام نہیں آتی۔ مجھے یقین ہے ستارہ کی بیٹی ستارہ جیسی ہی ہو گی اسی کی طرح متحمل مزاج اور محبتوں سے بھرپور.....''

ان کا ہاتھ اس کے بالوں پر آ کر اٹک گیا تھا۔

☆

''اشعر، مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے لیکن تم ڈھنگ سے گھر میں ٹکتے ہی نہیں۔'' اماں بی نے اس سے کہا تو کھانا کھاتے کھاتے اس کا ہاتھ رک گیا۔

''کوئی خاص بات ہے، خیریت ہے؟''

''ہاں ہاں خیریت ہے، تم آرام سے کھانا کھاتے رہو۔ کوئی پریشانی والی بات نہیں لیکن اب بیٹا مجھ سے یہ گھر داری نہیں ہوتی۔'' انہوں

نے تمہید باندھی۔

''اسی لیے تو کہتا ہوں فل ٹائم کے لیے کوئی ملازمہ رکھ لیں۔اب تو میں یہ سب افورڈ کر سکتا ہوں۔میری تنخواہ بھی بڑھ گئی ہے۔''

''خیر، یہ سب لٹانے کے لیے نہیں ہے۔ماسی آتی ہے کافی ہے، میں تو کوئی اور بات کر رہی تھی۔''

''اور بات؟'' وہ ان کی بات سمجھ گیا لیکن انجان بن کر پوچھنے لگا۔

''ہاں، ایسی کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔میں چاہتی ہوں کہ اس گھر میں اب بہو آ جائے.....''

''پہلی بہو سے بہت سکھ مل گیا تھا آپ کو جواب ایک اور بہو کا خیال دل میں سما رہا ہے۔'' وہ تلخ ہو گیا۔

''پہلے کی باتوں پر مٹی ڈالو بیٹا۔اگر ان سب کو لے کر بیٹھے رہیں گے تو کبھی خوش نہ ہو سکیں گے۔وہ سب تقدیر میں لکھا تھا۔'' انہوں نے سمجھایا۔

''لوگوں کی غلطیوں کو تقدیر کا نام نہ دیں اماں بی.....''

''بیٹا پچھلی باتوں پر ہر وقت رونے کے بجائے آنے والے دنوں میں خوشیاں تلاش کرنا چاہیے۔میں چاہتی ہوں اب تمہاری دلہن اس گھر میں آ جائے تاکہ میں بھی سکون سے اللہ اللہ کروں پھر اب تمہاری تنخواہ بھی معقول ہو گئی ہے۔کوئی بھی لڑکی تمہارے ساتھ خوش رہے گی.....''

نہ معلوم کیوں عفیفہ کا سراپا چھم سے اس کی آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

اگلے ہی لمحے وہ اپنی اس کیفیت پر حیران رہ گیا۔اسے عفیفہ اپنی سادگی کی بناء پر اچھی ضرور لگتی تھی لیکن اس حد تک پھر کیا وہ اتنی اچھی اور مکمل لڑکی کے قابل بھی تھا۔

''میری نظر میں ہے ایک لڑکی۔دیکھی بھالی، ہر لحاظ سے اچھی۔اگر تم راضی ہو جاؤ تو میں بات کروں ان سے.....''

''کون اماں بی.....؟'' وہ بے خیالی میں انہیں دیکھنے لگا۔

''عفیفہ.....اس سے اچھی لڑکی اس گھر میں آ ہی نہیں سکتی۔تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو میں اس کے باپ سے بات کروں۔مجھے یقین ہے اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ایک ہمارا واحد گھرانہ ہے جہاں آنے جانے پر وہ عفیفہ کو کچھ نہیں کہتا۔''

''اس کی وجہ تو آپ کا وجود ہے اماں بی.....'' وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔''لیکن میں.....میرے چہرے پر تو ایک ایسا داغ لگا ہے کہ.....''

''ہر وقت غلط نہ سوچا کر بچے.....ایسا کچھ نہیں ہے۔ماں باپ کے کیے پر بچوں کا کیا قصور ہوتا ہے۔خاور اور عفیفہ کے بھائیوں کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

''دیکھ لیں اماں بی، اگر ان لوگوں نے بُرا مان لیا تو خواہ مخواہ آپ کے تعلقات خراب ہوں گے ان لوگوں سے.....''

''بلاوجہ کے وہم نہ پال بیٹا، مجھے بات کر لینے دے.....مجھے یقین ہے کہ انکار نہیں ہوگا.....میری بڑی خواہش ہے کہ عفیفہ اس گھر میں بہو

بن کر آئے۔ بہت نیک اور پیاری بچی ہے اور اچھا ساتھی خدا کا انعام ہوتا ہے بیٹا..... تو اپنے سارے غم بھول جائے گا۔"

اماں بی کے لہجے میں یقین تھا۔ وہ مزید کچھ نہ کہہ سکا۔

☆

وہ سبطین کے ساتھ اس گھر میں داخل ہوئی تھیں۔ وہ گھر جس میں کبھی ان کی ستارہ رہا کرتی تھی لیکن آج نہیں تھی۔ عفیفہ تو جانے کب سے ان کی منتظر تھیں۔ باسط بھائی اور وسیط بھی آفس سے چھٹی لے کر جلدی گھر آ گئے تھے۔ سمیط ہمیشہ کی طرح گھر کی بہت سی باتوں سے لاعلم اپنے کسی ڈرامے کے سلسلے میں گھر سے باہر تھا۔ ابا کے آنے میں بھی دو تین گھنٹے باقی تھے۔ اسی لیے سبطین نے فاخرہ کو ان سے ملوانے کے لیے یہ وقت مقرر کیا تھا۔

عفیفہ کو دیکھ کر وہ چند لمحوں کے لیے ساکت رہ گئیں۔ وہ ستارہ کا دوسرا پرتو تھی۔ مکمل اپنی ماں کا عکس۔

وہ سب بھی انہیں نم آنکھوں سے دیکھتے رہے۔

پھر انہوں نے آگے بڑھ کر اپنے بازو وا کر دیے۔ وہ تینوں ایک ساتھ ان میں سما گئے تھے۔ آج کتنے دنوں بعد پھر سے یہ تکلیف دہ احساس ابھر آیا تھا کہ ان کی ماں ان کے ساتھ نہیں۔

"میرے بچو....." وہ انہیں لپٹائے کتنی دیر روتی رہیں۔

پھر سبطین نے باسط بھائی اور وسیط کو آواز دی "پلیز باسط بھائی، وسیط بھائی سنبھالیں خود کو..... دیکھیں ممی اور عفیفہ کس طرح رو رہی ہیں۔ ان کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔"

وہ دونوں خود کو سنبھال کر ان سے علیحدہ ہو گئے۔

"مجھے معاف کر دینا میرے بچو، میں اس دیوار کو گرا نہ سکی جو تمہاری ماں اور ہمارے درمیان آ کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے بڑی بہن کا کردار ادا نہ کیا اور میری پھولوں جیسی بہن ہم سب کا انتظار کرتے کرتے اس دنیا سے چلی گئی۔ مجھے معاف کر دینا۔" فاخرہ عفیفہ کو لپٹائے لپٹائے رقت سے کہہ رہی تھیں۔

"نہیں فاخرہ آنٹی..... اس میں آپ کا کیا قصور ہے۔ یہ تو تقدیر میں لکھا تھا۔ یونہی..... اسی طرح لیکن اب..... اب بھی کچھ نہیں گیا۔ یہ رشتے پھر سے جڑ سکتے ہیں۔ امی نہیں رہیں لیکن ہمیں آپ سب کی محبتوں کی ضرورت ہے۔"

باسط بھائی سنجیدگی سے کہنے لگے۔

"ہاں بیٹا..... ہم پھر سے اکٹھے ہوں گے۔ پاپا کی ضد میں اب وہ بات نہیں رہی۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان میں نرمی آ گئی ہے۔ میں پہلے سب کو سمجھا لوں پھر ہم سب یہاں ضرور آئیں گے۔ بس ایک ستارہ نہیں ہوگی....." ان کے آنسو ان کے گالوں کو بھگو رہے تھے۔

"وہ اوپر سے اتنی ہی عمر لکھوا کر لائی تھیں۔ اس پر تو ہمیں ایمان ہے نا....." سبطین نے انہیں سمجھایا۔ ماں اور عفیفہ کے آنسوؤں سے اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''چلیں آپ اندر آ کر بیٹھیں.....اور عافی خود کو سنبھالو بیٹا، دیکھو فاخرہ آنٹی پہلی بار ہمارے ہاں آئی ہیں.....'' باسط بھائی بھی عفیفہ کو سمجھانے لگے۔

وسیط خاموش کھڑا ایک ٹک فاخرہ کو دیکھ رہا تھا۔ اسے یہ محبتوں سے بھرپور چہرہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ پتا نہیں شیریں کو دیکھ کر وہ احساس اس کے دل میں کیوں نہیں آیا جو آج آیا تھا۔

ایک بھرپور اپنائیت کا احساس۔ جس کی خوشبو چاروں طرف پھیل رہی تھی۔

☆

وہ آج کافی دنوں بعد اماں بی کی طرف آئی تھی۔ شہزاد والے واقعے کے بعد سے تو وہ گھر سے نکلنے میں بھی ڈرنے لگی تھی۔ پتا نہیں کب اس سے ٹکراؤ ہو جائے اور وہ کچھ الٹا سیدھا بک دے۔

اماں بی اسے دیکھ کر بے انتہا خوش ہو گئی تھیں۔ کل ہی تو انہوں نے اشعر سے اس سلسلے میں بات کی تھی۔ وہ اس کی آنکھوں میں عفیفہ کا عکس دیکھ کر کس قدر مطمئن اور خوش ہوئی تھیں اور اب ایک دو دن میں ان کا ارادہ اس کے گھر جا کر بات کرنے کا تھا۔ لیکن اس کا بجھا بجھا چہرہ انہیں تشویش میں مبتلا کر گیا۔ ''کیا بات ہے بیٹا.....گھر میں کوئی بات ہوئی ہے؟''

''اماں بی کل فاخرہ آنٹی آئی تھیں ہمارے گھر.....'' اس نے سنجیدگی سے انہیں بتایا ''وہ اب نانو کو بھی امی کے بارے میں بتا دیں گی۔ وہ چاہتی ہیں ہم سب پھر سے ملنے جلنے لگیں لیکن.....ابا.....کیا وہ ایسا ہونے دیں گے.....؟''

''ارے بیٹا..... یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ ٹوٹے رشتے پھر سے جڑ جائیں۔ قطع رحمی تو اللہ کو بھی سخت ناپسند ہے۔ اب اتنے سال گزر گئے۔ ستارہ اسی غم میں کڑھ کڑھ کر اپنی جان سے چلی گئی۔ کیا اب بھی تمہارے ابا یونہی اکڑے رہیں گے۔ انسان ہیں پتھر تو نہیں ہیں۔''

''پتھر میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے اماں بی لیکن ابا.....'' وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

''نہیں بیٹا، ایک دن آئے گا اسے اپنی غلطیوں اور بے جا ہٹ دھرمی کا احساس ہوگا.....''

''آخر ہوا کیا تھا اماں بی.....ابا اتنے پتھر دل کیوں بن گئے۔ ایسے سخت دل.....کہ پھر امی اور بعد میں میرے ساتھ بھی ان کا رویہ اتنا سخت ہوتا چلا گیا۔ پلیز اماں بی بتائیں۔ یہ گرہ تو کھلے۔ اماں بی پلیز.....''

اس کی آواز بھرا گئی تھی۔ اماں بی چند لمحوں تک اسے دیکھتی رہیں۔ کتنی پژمردہ نظر آ رہی تھی وہ۔

''بس بیٹا.....اس میں غلطی کسی ایک کی نہیں بہت سے لوگوں کی ہے۔ تمہاری ماں کی.....تمہارے نانا کی اور تمہارے باپ کی۔ ستارہ اور خاور یونیورسٹی میں کلاس فیلو تھے۔ خاور مڈل کلاس سے تعلق رکھتا تھا لیکن بے انتہا ذہین اور اچھی شخصیت کا مالک لیکن وہ ہر ایک سے لیے دیے رہتا تھا۔ یہ اس کے مزاج کا حصہ تھا اور اسی بات سے ستارہ اس سے بے پناہ متاثر ہو گئی۔ دراصل اسکے بے پناہ حسن اور امارت کی وجہ سے بہت سے لڑکے اسے پسند کرتے تھے۔ کچھ سچے تھے اور کچھ جھوٹے لیکن وہ ان کے اس طرح آگے پیچھے پھرنے سے اکتا جاتی تھی۔ اسے اس ٹائپ کے لڑکے اتنے اچھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں لگتے تھے۔ یوں خاور کا اس سے دور دور رہنا اسے متاثر کرتا گیا۔ وہ اس کی جانب خود ملتفت نہیں ہوا تھا بلکہ پہل ستارہ نے کی تھی اور ستارہ کی شخصیت کی خوبیاں اسے بھی آگے بڑھنے سے نہ روک سکیں پھر دونوں کی تعلیم مکمل ہوئی تو ستارہ نے اپنے گھر میں بات کی۔

تمہارے نانا نانی کو یہ اعتراض تھا کہ خاور کا تعلق مڈل کلاس سے ہے۔ جبکہ ستارہ نے بچپن سے ہی گھر میں دولت کی ریل پیل دیکھی ہے لیکن وہ بضد رہی جس سے مجبور ہو کر تمہارے نانا نے خاور کو گھر بلایا اور ان کی جہاندیدہ نظروں سے خاور کی یہ بات چھپی نہ رہ سکی کہ وہ ایک سخت مزاج اور دوسروں کو خاطر میں نہ لانے والا شخص ہے۔ ستارہ نے بتایا تھا کہ پتا نہیں ان دونوں کے درمیان کیا بات ہوئی لیکن تمہارے نانا نے اسے پہلی ہی ملاقات میں ریجیکٹ کر دیا۔ انہیں یقین تھا کہ ستارہ اس کے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ پائے گی اور انہوں نے صاف یہ بھی کہہ دیا کہ ان سے اس موضوع پر پھر بات نہ کی جائے کہ اب کوئی گنجائش نہیں۔ ستارہ ان کے اس فیصلے سے پریشان ہو گئی تھی لیکن اسے بھی ضد ہو گئی تھی کہ وہ صرف خاور سے ہی شادی کرے گی لیکن تمہارے نانا بھی اپنی ضد کے پکے نکلے انہوں نے اس کے لیے ایک لڑکا ڈھونڈ کر اس کی بات طے کر دی۔ تمہاری نانی اس معاملے میں بے بس ہو گئی تھیں کہ شوہر کی مانیں یا بیٹی کی لیکن انہیں یہ امید نہیں تھی کہ بعد کے حالات اتنے مشکل ہو جائیں گے۔ ستارہ نے خاور کو دوبارہ سے تمہارے نانا کے پاس آنے کو کہا لیکن وہ اڑ گیا کہ وہ اپنے والدین کو وہاں بے عزتی کروانے نہیں لائے گا۔ کیوں کہ اس نے تمہارے نانا کے رویے سے جان لیا تھا کہ وہ کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ حالاں کہ وہ اپنے گھر والوں کو ستارہ کے بارے میں بتا چکا تھا پھر تمہارے نانا نے ستارہ کی بات جہاں طے کی تھی ایک روز انہیں گھر بلا لیا۔

یہ ایک طرح سے منگنی کی چھوٹی موٹی تقریب تھی۔ ستارہ نے صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ ان لوگوں کے سامنے نہیں آئے گی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ تمہارے نانا نے انہیں صرف ڈنر پر بلایا ہے لیکن جب دوسرے مہمان آنے شروع ہوئے تو وہ حیران رہ گئی۔ تمہاری نانی اور خالاؤں نے اسے تیار ہو کر باہر آنے کو کہا تھا وہ بھی تمہارے نانا کے آگے مجبور ہو گئی تھیں۔ ستارہ نے ایک فیصلہ کر لیا اسے معلوم تھا کہ اگر آج وہ جھک گئی تو پھر کبھی خاور کو نہیں پا سکے گی۔ اس نے تمہارے نانا کو اپنے کمرے میں بلوایا۔ سب گھر والے جمع ہو گئے۔ اس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ وہ منگنی نہیں کرے گی، نہ اس لڑکے کے گھر والوں کی لائی ہوئی چیزیں پہنے گی یا تو ان سب کو لوٹا دیا جائے یا پھر وہ ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلی جائے گی۔

تمہارے نانا اپنی اتنی پیاری بیٹی کے منہ سے یہ سب کچھ سن کر سکتے میں رہ گئے تھے۔ گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ لڑکے والے آ چکے تھے اور وہ اس طرح کہہ رہی تھی۔

''سوچ لو..... پھر اس گھر کے دروازے تمہارے لیے ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں گے۔'' انہوں نے شاک کی سی کیفیت میں کہا تھا۔

''اور اس طرح مجھ پر زندگی کا دروازہ بند ہو جائے گا۔'' پتا نہیں اس نرم مزاج لڑکی میں اتنی تلخی کہاں سے امڈ آئی تھی۔ شاید وہ محبت کی اس سیڑھی تک جا پہنچی تھی جہاں سے واپس اترنا اس کے بس میں نہیں تھا۔

''یہاں کے کسی فرد سے تم کوئی رابطہ نہیں رکھو گی۔ جس نے بھی تم سے ملنے کی کوشش کی وہ میرے لیے مر گیا اور میں اس کے لیے۔'' ان کے لہجے میں پتھروں کی جیسی سختی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لمحے بھر کے لیے ستارہ کے قدم لڑکھڑائے۔اپنے سب پیاروں سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جانا بہت بڑی سزا تھی لیکن خاور..... یہاں آ کر سب ختم ہو جاتا تھا۔

''پلیز پاپا..... میں اسے سمجھاتی ہوں.....'' فاخرہ نے آگے بڑھ کر دخل اندازی کی تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوک دیا۔

''سمجھایا ان کو جاتا ہے جو ناسمجھ ہوں۔جس لڑکی کو ماں باپ کی عزت کا خیال نہیں۔ایک غیر شخص کے لیے اس نے کسی کے بارے میں نہیں سوچا۔اب سمجھانے کا وقت گزر چکا ہے۔گزار لینے دو اسے اس شخص کے ساتھ زندگی۔جس کی آنکھوں میں میں نے پتھروں جیسی جامدسختی دیکھی ہے اور پتھروں سے صرف سر پھوڑا جا سکتا ہے ان کے ساتھ زندگی بسر نہیں کی جا سکتی۔'' وہ واپس پلٹ گئے اور ستارہ..... ماں بہنوں کے سمجھانے کے باوجود اسی لمحے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خاور کے پاس چلی آئی۔

اتنی رات گئے وہ اسے اپنے گھر کے دروازے پر دیکھ کر ششدر رہ گیا۔اسے ستارہ جیسی لڑکی سے اتنا بڑا قدم اٹھانے کی توقع نہیں تھی۔

''میں اپنی ساری کشتیاں جلا کر آئی ہوں۔'' ستارہ نے اس سے کہا۔

''لیکن اس طرح..... یوں..... میرے ماں باپ..... وہ تمہیں اس طرح قبول نہیں کریں گے..... میری عزت خاک میں مل جائے گی۔ میں لوگوں کو کیا جواب دوں گا۔کیا سوچ کر تم نے اتنا بڑا قدم اٹھایا۔کسی کی عزت کا خیال نہیں کیا۔'' وہ دروازے پر کھڑا کہہ رہا تھا۔

''تم واپس لوٹ جاؤ،تمہارے گھر والے راضی نہیں ہیں تو نہ سہی لیکن میں اس طرح تمہیں اپنانے کو تیار نہیں ہوں۔ہمارے طبقے میں لڑکیاں اس طرح نہیں کرتیں۔تمہاری کلاس میں شاید ایسا ہوتا ہوگا لیکن میرے گھر والے اس کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔''

ستارہ کے تو جیسے قدموں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔''خاور..... اب واپسی ممکن نہیں ہے۔میں سب کچھ چھوڑ کر آئی ہوں۔میرے گھر میں مہمانوں کو بھی لوٹایا جا چکا ہے..... پھر میں..... میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتی اور پاپا زبردستی میری شادی کسی اور سے کر رہے ہیں.....''

''تو میں کیا کروں.....؟'' وہ بُری طرح جھلا گیا۔''میرا اس میں کیا قصور ہے۔میں تمہیں اس طرح اپنا لوں گا تو میں لوگوں کو کیا جواب دوں گا۔کہ تم ایک غیر شخص کے لیے اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر آئی ہو۔میری کس بات سے تمہیں اندازہ ہوا کہ میں اس حد تک جا سکتا ہوں۔میرے لیے میری اور میرے گھر والوں کی عزت ہر بات سے بڑھ کر ہے،محبت سے بھی۔اتنا بڑا قدم اٹھانے سے پہلے تم مجھ سے پوچھ تو لیتیں۔''

''لیکن خاور اب.....'' ستارہ رونے لگی تھی۔''میری واپسی کے سارے راستے بند ہو چکے ہیں۔میں واپس نہیں لوٹ سکتی۔''

ان کی آوازیں سن کر خاور کے گھر والے بھی آ گئے۔خاور کی والدہ اور بہن فطرتاً کافی سخت مزاج تھیں۔والد بھی بہت نرم طبیعت کے نہیں تھے لیکن اس وقت جانے کیوں قدرت نے ان کے دل میں ستارہ کے لیے نرمی ڈال دی تھی۔وہ ایک اصولی آدمی تھے۔ایک لڑکی ان کے دروازے پر کھڑی آنسو بہا رہی تھی ساری بات جان کر ان سے برداشت نہ ہو سکا۔

''خاور..... اسے اندر بلاؤ۔اول تو تمہیں اپنی حیثیت جانتے ہوئے ایک ایسے گھرانے کی لڑکی کی جانب بڑھنا نہیں چاہیے تھا اور اب بڑھ گئے ہو تو اسے نبھاؤ۔پورے محلے میں تماشا مت بنواؤ۔''

''ابا جی..... میں نے اسے ایسا کرنے کے لیے نہیں کہا تھا۔'' باپ کے سامنے وہ دبی دبی آواز میں بولا۔ ''یہ یونیورسٹی میں بھی خود آگے بڑھی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ یہ ایک اچھی لڑکی ہے۔ سو میں بھی اس سے متاثر ہو گیا لیکن اس کے والدین..... خاص کر اس کے والد کو اپنے پیسے کا بہت غرور ہے۔ انہوں نے اس روز مجھے گھر بلا کر بھی بہت بے عزتی کی تھی۔''

ستارہ پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

وہ ایک ایسے شخص کے لیے اتنے پیارے رشتوں کو چھوڑ کر آئی تھی جو کبھی اس کا تھا ہی نہیں، نہ اتنا آگے گیا تھا کہ اس کے لیے سب کچھ چھوڑ دے۔ اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا لیکن واپسی..... شاید اب ممکن نہیں تھی۔ ''اب تک تو سب کو پتا چل چکا ہوگا۔'' میں نے بھی تو کسی کی عزت کا خیال تک نہیں کیا تھا، ایک کھوکھلی اور بے جان محبت کی خاطر سب کچھ مٹی میں ملا دیا۔ مجھ جیسی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔'' وہ چپ چاپ کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔

''جو بھی ہے لیکن اب اسے اندر بلاؤ۔ اس کے والدین کو فون کرو پھر میں کوئی فیصلہ کروں گا۔'' وہ حتمی لہجے میں کہہ کر اندر چلے گئے۔

خاور کی ماں اور بہن اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ خاور کے والد کے کسی فیصلے سے انکار کرنا ان کے لیے ممکن نہیں تھا لیکن وہ اس کا بدلہ اپنے رویے اور باتوں سے تو لے سکتی تھیں۔

''کیسی لڑکی ہو تم، ماں باپ کی عزت کا بھی خیال نہیں کیا۔ گھر سے بھاگ آئیں۔ یہ نہیں سوچا کہ ہماری بھی کوئی عزت ہے۔ محلے والوں اور رشتے داروں کو ہم کیا کہیں گے کہ لڑکی کو بیاہ کر نہیں بلکہ لڑکی خود گھر چھوڑ کر آئی ہے۔ تمہیں ایک پل بھی اپنے گھر والوں اور ہماری عزت کا خیال نہیں آیا۔'' خاور کی اماں دروازے پر ہی چلانے لگی تھیں۔

''اماں پلیز..... آہستہ..... لوگ سن لیں گے۔ اندر چلیں۔'' ان کے ناراض ہونے پر خاور ڈر کر انہیں سمجھانے لگا۔

''ارے تو سن لیں، تمہارے ابا کی عقل بھی ماری گئی ہے۔ ایک ایسی لڑکی کو گھر سے نکالنے کے بجائے اسے اندر بلا رہے ہیں۔ نہ تو ایسے کام کرتا..... نہ ہمیں یہ دن دیکھنا پڑتا.....''

''اماں، اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میں نے اسے ایسا کرنے کو نہیں کہا تھا۔ یہ خود آئی ہے۔'' وہ جھنجلایا۔

''لیکن اب آپ یہاں باہر تماشا نہ بنوائیں۔ پلیز زینب آپا اماں کو چپ کروائیں۔''

''ارے میں کیا چپ کرواؤں، تماشا تو ہونا ہی تھا۔ جب ایسے کام ہوں گے.....'' ان کی آواز میں بھی ناگواری تھی۔

''ارے جوان بہن شادی کے لائق بیٹھی ہے اور صاحبزادے سے شادی کے لیے لڑکیاں گھر سے بھاگ بھاگ کر آ رہی ہیں۔'' اماں کی آواز پھر بلند ہوئی تو اندر سے خاور کے ابا جی دھاڑے۔

''اندر آؤ سب، باہر ہنگامہ مت کرو۔''

وہ سب ڈر کر اندر پلٹ گئے۔ مرے مرے قدموں سے وہ بھی پیچھے پیچھے چلی آئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کس قدر جلد بازی ہوگئی تھی اس سے۔ ''اتنی ناسمجھی.....ایسی بے وقوفی.....'' وہ اپنے قدموں کو تکتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

خاور کے ابا جی نے اس کے گھر فون کیا لیکن وہاں سے ستارہ کے پاپا نے سرد لہجے میں جواب دیا کہ ''اب وہ ان کے لیے مر چکی ہے۔ اگر وہ اسے قبول کرتے ہیں تو ان کی مرضی، نہیں تو اسے کہیں دارالامان میں چلی جائے۔ اب ان کے گھر میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔''

ابا جی نے انہیں سمجھانے کی ایک بار پھر کوشش کی لیکن انہوں نے مزید بات کیے بنا فون بند کر دیا۔ اب کسی اور بات کی گنجائش نہ تھی۔

خاور کی ماں اور بہن کے بڑبڑانے اور خاور کے بدکنے کے باوجود اس کے ابا جی نے ایک فیصلہ کیا۔

''کل صبح ان دونوں کا نکاح ہے بس.....''

سب ان کے فیصلے پر ساکت رہ گئے تھے۔ کسی میں ان کے فیصلے سے انکار کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ لیکن اس ساری کہانی میں ستارہ کی ذات کس قدر کمتر اور چھوٹی ہوگئی تھی۔ یہ صرف وہی جان سکتی تھی۔

''مجھ جیسی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔'' بے حسی کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے اس نے سوچا تھا۔ اس کے ساتھ آگے زندگی میں کیا ہونا تھا۔ یہ اسے چند گھنٹوں میں ہی اندازہ ہو گیا تھا۔

عفیفہ دم سادھے اماں بی سے ساری کہانی سن رہی تھی۔

''اسی لیے ابا نے ساری عمر امی کو اپنی محبت سے محروم رکھا تھا۔'' اس نے ساری بات جان کر سوچا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ دوسرے مزاج کے شخص تھے۔ یقیناً محلے والوں کی نظروں، رشتے داروں کے سوالات اور گھر والوں کے رویوں سے گھبرا کر وہ مزید سخت مزاج ہو جاتے تھے۔

ستارہ کے ایک غلط قدم نے اس کا امیج ان کی نظروں میں بُری طرح مجروح کر دیا تھا۔ ان کا خیال تھا چوں کہ وہ ایک آزاد ماحول سے تعلق رکھتی تھی اس لیے اتنی آسانی سے یہ سب کچھ کر گئی۔ اس لیے لڑکیوں کو کبھی اتنی آزادی نہیں دینی چاہیے کہ وہ من مانی کر سکیں یا ہٹ دھرمی دکھا سکیں۔ اسی لیے انہوں نے ساری عمر اسے وہ مان نہیں دیا جو ایک شوہر سے بیوی کو ملنا چاہیے اور اس کا نشانہ بعد میں عفیفہ بھی بنتی رہی۔

''ان سارے حالات میں آپ کا اتنا قصور بھی نہیں تھا۔ شاید کوئی اور بھی ہوتا تو ایسا ہی کرتا۔ سب نظر انداز کرنے کا حوصلہ خود میں نہیں رکھتے اور امی کا قصور نظر انداز کرنے کے قابل تھا بھی نہیں۔'' پہلی بار اس نے اپنے دل میں ابا کے لیے ہمدردی کا گوشہ محسوس کیا تھا۔

☆

''یہ کیا لے جا رہی ہو تم؟'' وہ ایک پلیٹ میں بریانی لے کر عفیفہ کے ہاں جا رہی تھی کہ وہ درمیان میں آ ٹپکا۔

''کچھ بھی لے جا رہی ہوں، آپ سے مطلب؟'' اس نے رکھائی سے شہزاد کو جواب دیا۔

اس روز والے واقعے کے بعد وہ شہزاد سے کھنچ گئی تھی۔ بہت بے تکلفی تو اس کی اس سے پہلے بھی نہیں تھی لیکن اب تو اس نے بالکل بات کرنی چھوڑ دی تھی۔

''ناراض ہو؟'' وہ زبردستی مسکرایا۔

''میں کیوں ناراض ہوتی؟''

''مجھے معلوم ہے تم ناراض ہو۔اسی لیے ابو سے میری شکایتیں لگاتی پھرتی ہو۔''

''لیکن اثر آپ کو پھر بھی نہیں ہوتا۔''

''نہیں یقین کرو،اب تو سدھرنے کی پوری کوشش کر رہا ہوں۔اس دن کے بعد عفیفہ نے تم سے کوئی شکایت کی.....؟''

''آپ ہی کے لیے بہتر ہے ورنہ ابو آپ سے اچھی طرح نمٹ لیں گے''اس کے جواب پر شہزاد نے خود کو بپھرنے سے بمشکل روکا۔

''اچھا اب دھمکیاں تو مت دو۔''

''میں دھمکیاں نہیں دے رہی حقیقت بتا رہی ہوں۔آپ کے لیے بہتر ہوگا کہ اب آپ عافی سے دور ہی رہیں۔''وہ سرد لہجے میں بولی۔

''میں کہہ رہی ہوں نا کہ میں اب اسے بھول چکا ہوں۔اچھا تمہیں امی بلا رہی ہیں اندر.....''

''کیا ہو گیا اب.....ذرا میں عافی کے ہاں جانے کو تیار ہوئی۔انہیں پریشانی ہونے لگتی ہے۔پتا نہیں کیوں اس معصوم سے بلاوجہ چڑتی ہیں۔''وہ بُری طرح جھنجلا گئی۔

''کوئی نئی بات تھوڑی ہے۔اچھا تم یہ پلیٹ مجھے پکڑاؤ اور جا کر ان سے پوچھ آؤ.....ورنہ تمہارے آنے تک انہیں غصہ آتا رہے گا۔''

اس کی اس ہمدردی پر نوین نے اسے بغور دیکھا۔وہ ایسا تعاون کرنے والا شخص تھا ہی کب۔''شاید اس کی وجہ عفیفہ کی ذات ہو۔کہیں واقعی یہ اس کے لیے سنجیدہ تو نہیں ہیں لیکن ایسا ہونا نہیں چاہیے۔''

''ہر وقت میری جانب سے مشکوک مت رہا کرو۔کیا میں کبھی کسی کے لیے اچھا نہیں سوچ سکتا۔''وہ مسکرایا۔

''نہیں خیر.....بلی نو سو چوہے کھا کے کبھی کبھار حج کو بھی چلی جاتی ہے۔''اس کا موڈ بھی خوشگوار ہو گیا۔

''آپ یہ پکڑیں،میں ابھی امی سے کام پوچھ کر آتی ہوں۔ورنہ ان کے خوف سے مجھے جلدی واپس آنا پڑے گا۔''وہ اسے پلیٹ تھما کر اندر چلی گئی۔

لیکن کمرے سے نکلتے ہی پتا نہیں کیوں اس کا دل عجیب سا ہونے لگا.....جانے کیا سوچ کر وہ واپس پلٹی.....اور دھک سے رہ گئی۔

شہزاد نے اپنی جیب سے ایک پڑیا نکال کر کوئی سفید سا سفوف بریانی پر چھڑکا اور پلیٹ کو اسی تیزی سے دوبارہ ڈھک دیا تھا۔

''شہزاد بھائی.....!''اس کی آواز پر وہ چونکا۔

''ارے،تم اتنی جلدی لوٹ آئیں۔''

''جی.....لائیے۔''اس نے بریانی کی پلیٹ اپنے ہاتھ میں لی اور اندر جانے لگی۔

''اندر کیوں جا رہی ہو۔عفیفہ کے ہاں نہیں جا رہیں.....؟''وہ اس کے پیچھے پیچھے پریشانی میں پوچھتا ہوا چلا آیا۔

''نہیں،موڈ نہیں ہو رہا۔''وہ پلیٹ تھامے کچن میں چلی گئی۔چند لمحوں بعد کچن سے نکلی تو اس کے ہاتھ میں ایک چمچ تھا پھر اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اطمینان سے وہیں لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھ کر بریانی چمچ میں بھری لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس کے منہ میں جاتا شہزاد نے تیزی سے ہاتھ مار کر اسے نیچے گرا دیا۔

''کیا کر رہی ہو تم؟'' وہ بُری طرح چیخ کر بولا تھا۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے شہزاد بھائی، سارے چاول کارپٹ پر گرا دیے۔'' وہ بھی غصے میں بولی۔

''لیکن تم انہیں خود کیوں کھا رہی ہو؟''

''تو کیا ہوا، میرا دل نہیں چاہ رہا اب عفیفہ کے ہاں جانے کو.....'' اب کی بار وہ اطمینان سے چاول چننے لگی۔

''تمہارا دماغ خراب ہے.....'' وہ اسے گھورنے لگا تھا۔

''اس میں دماغ خراب ہونے کی کیا بات ہے.....'' اس نے گرے ہوئے چاول سمیٹ کر ٹیبل پر ایک طرف رکھے اور پھر سے بریانی کھانے کی تیاری کرنے لگی۔

''نوین.....ادھر دو یہ چاول مجھے.....'' اس نے تیزی سے پلیٹ نوین کے ہاتھ سے جھپٹ لی۔

نوین کو اس کی بے بسی اور جھنجلاہٹ پر مزہ آ رہا تھا لیکن وہ اس کے منہ سے کہلوانا چاہتی تھی کہ اس نے بریانی میں کیا اور کس نیت سے ملایا تھا۔

''کمال ہے، آپ کو اگر بھوک لگی ہے تو میں آپ کو اندر سے اور بریانی لا دیتی ہوں لیکن اس طرح تو نہیں کرنا چاہیے۔''

اس کے سلگتے ہوئے لہجے سے شہزاد جان گیا تھا کہ وہ اسے عالم صاحب کا پڑھا ہوا نمک چاولوں میں ملاتے دیکھ چکی ہے اسی لیے یہ سب کر رہی ہے۔

''میرا دماغ خراب مت کرو۔ ورنہ میں تمہیں دیکھ لوں گا۔'' وہ دانت پیستے ہوئے اسے گھورنے لگا۔

''کیا دیکھیں گے، بتائیے کیا دیکھیں گے۔ اوچھی حرکتوں پر اتر آئے آپ اب..... اپنا دین اور ایمان بھی کھو دیا۔ الٹے سیدھے عمل کر رہے ہیں اب ان لوگوں پر۔ کاش آپ نے خود کو اس قابل بنایا ہوتا تو ان سب کی ضرورت نہیں تھی لیکن آپ.....''

شہزاد کا ہاتھ تیزی سے اٹھا اور اس کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔

وہ اس کی بہن ہوتے ہوئے بھی کیوں اس کی راہ میں روڑے اٹکا رہی تھی۔ اس کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیتی تھی۔

''آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی۔'' اس نے بُری طرح چیخ کر کہا۔ اس کی آواز پر گھر میں موجود سارے افراد دوڑے چلے آئے۔ اس روز اتوار ہونے کی وجہ سے اتفاق سے تجمل حسین بھی گھر پر تھے۔

''کیا ہو رہا ہے یہ سب.....؟'' انہوں نے ناراضی سے پوچھا۔

''پوچھیے ان سے ہی، جب آسانی سے دال نہیں گلی تو یہ اوچھی حرکتوں پر اتر آئے۔ اپنا ایمان تک ختم کر ڈالا۔ انہیں ایسا کرتے وقت یہ بھی یاد نہیں رہا کہ انسان ایسا کرتے ہی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اللہ کی ناراضی مول لیتا ہے لیکن اپنے نفس کی تکمیل کرتے وقت اسے اس بات کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

احساس ہی کہاں ہوتا ہے۔'' نوین شدید غصے میں شہزاد کی طرف دیکھ کر بولی تو مہناز بیگم نے اسے بیچ میں ڈانٹ دیا۔

''کیا بکے جا رہی ہے لڑکی الٹا سیدھا..... مطلب کیا ہے ان باتوں کا؟''

''چپ رہو تم مجھے بات کرنے دو۔ مجھے بتاؤ نوین کیا بات ہے۔ کیوں چیخی تھیں تم.....؟'' تجمل حسین نے کچھ سختی سے مہناز کو ٹوکا۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کی بیٹیاں معمولی باتوں پر مشتعل ہونے والوں میں سے نہیں ہیں۔ یقیناً کوئی غیر معمولی بات تھی جو وہ اس طرح چیخی تھی۔

آسیہ باجی بھی خاموشی سے کھڑی سب تماشا دیکھ رہی تھیں۔ انہیں بھی یقین تھا کہ شہزاد نے پھر کوئی ایسی حرکت کی ہے جس کی وجہ سے نوین مشتعل ہوئی ہے۔

''ان ہی سے پوچھیے.....'' نوین کے لہجے میں نفرت امڈ آئی ''انہوں نے اب ہر جگہ سے مایوس ہو کر ان لوگوں پر جادو ٹونے شروع کر دیے ہیں۔''

''جادو ٹونے.....'' سب نے بیک وقت حیرت سے شہزاد کو دیکھا تھا۔ اس کے تو جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں تھا۔ وہ کتنا بھی بگڑا ہوا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اس کی اس حرکت کو گھر میں کوئی بھی پسند نہیں کرے گا۔

''کیا کیا ہے تم نے.....؟'' تجمل حسین نے کڑی نظروں سے اسے گھورا۔

''وہ ابو..... کچھ نہیں..... وہ دراصل۔'' وہ بُری طرح ہکلانے لگا۔

''صاف صاف بتاؤ.....'' وہ بُری طرح چلائے ''کیوں میرے صبر کا امتحان لینے پر تلے ہو تم..... بہت نظر انداز کی ہیں اب تک میں نے تمہاری غلطیاں..... لیکن تم حد سے گزر چکے ہو..... تم نہیں بدل سکتے..... تمہاری ماں نے تمہیں حد سے زیادہ بگاڑ دیا ہے صحیح اور غلط کا فرق تمہاری زندگی سے مٹ گیا۔''

''مجھے کیوں کہہ رہے ہیں۔'' مہناز بیگم بدک گئیں ''کوئی کچھ کرے الزام مجھ پر لگ جاتا ہے۔ آپ کی بھی تو اولاد ہے۔ آپ سدھار لیتے۔ خواہ مخواہ.....''

''خاموش رہو تم..... مجھے اس سے پوچھ لینے دو اور آج اس کا دماغ بھی درست کرنا ہے مجھے.....'' تجمل حسین کا غضبناک لہجہ انہیں خاموش کرانے کے لیے کافی تھا اور شہزاد کے ہوش اڑانے کے لیے بھی۔

☆

وہ کافی دنوں سے محسوس کر رہی تھی کہ ابا کا رویہ اس کے ساتھ تھوڑا مشفقانہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے لیے ان آنکھوں میں ٹھہری جامد سختی بھی کافی کم ہو گئی تھی۔ وہ اس سے ڈھنگ سے بات کرنے لگے تھے۔ آواز میں نرمی ہوتی اور چہرے پر شفقت۔

اسے اپنی آنکھوں اور کانوں پر یقین نہ آتا۔ وہ شخص جو ہمیشہ اسے اپنے کرخت لہجے اور اکھڑے اکھڑے رویے کی مار مارتا چلا آیا تھا۔ جس کے ہر ہر انداز سے اسے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے۔ باپ صرف پیدا کرنے کا ذمے دار نہیں ہوتا بلکہ اس کے تو ہر رویے سے ایک بے پناہ اپنائیت، شفقت اور محبت کا احساس ہوتا ہے۔ جس کے ہونے سے ایک تحفظ ملتا ہے۔ ایک چھت، ایک سائبان.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن اس نے تو جیسے باپ کے ہوتے ہوئے بھی اپنی تمام عمر دھوپ میں گزاری تھی۔ کھلے آسمان کے نیچے، اور اسی ایک کمی نے اس کے اندر سے اعتماد جیسی دولت چھین لی تھی۔

لیکن اب.....اب ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وہ منتظر رہتی لیکن وہ کچھ نہ کہتے چپ چاپ پلٹ جاتے۔

پچھلی رات بھی اماں بی کافی دیر ان کے پاس بیٹھی رہی تھیں۔ پتا نہیں ان کے درمیان کیا باتیں ہوئیں اسے پتا نہیں چلا.....لیکن اماں بی جاتے وقت کافی خوش تھیں۔

پہلی مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ وہ سارا وقت ابا کے پاس ہی بیٹھی رہیں اس کے پاس ذرا نہیں رکیں۔ حالاں کہ ہمیشہ وہ جب بھی آتیں اس کے پاس ضرور بیٹھتی تھیں۔ جاتے جاتے انہوں نے رک کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ماتھا چوما تو وہ ٹھٹک گئی۔

''کیا بات ہے اماں بی..... بڑا پیار آرہا ہے.....؟'' اس نے ہنس کر پوچھا تھا۔ تو وہ بھی مسکرا کر ایک ٹک اسے دیکھنے لگی تھیں پھر کسی اور ہی لہجے میں بولی تھیں۔

''کیوں، پہلے نہیں آیا کبھی.....؟'' ان کے لہجے میں اس کے لیے بے پناہ پیار ٹپک رہا تھا۔

حالاں کہ وہ اس کے ساتھ ہمیشہ ہی بہت مخلص، مہربان اور ہمدرد رہی تھیں لیکن آج غیر معمولی محبت اسے پریشان کر رہی تھی۔

''یہ میں نے کب کہا.....؟'' وہ مسکرا کر ان کے گلے لگ گئی۔

''بس تو پھر.....خدا تجھے ہمیشہ خوش رکھے میری بچی اور میں ستارہ کے سامنے سرخ رو ہو سکوں۔ اس نے مرنے سے پہلے مجھ سے کہا تھا۔ اماں بی میری بچی کا خیال رکھیے گا۔ یہ پھولوں سے زیادہ نازک ہے۔ میرے بعد تنہا رہ جائے گی۔''

''اور آپ نے اپنا وعدہ ہمیشہ خوب نبھایا ہے اماں بی، ایک آپ ہی کی ذات تھی جو میں ماں جیسی ہستی کے نہ ہوتے ہوئے بھی، ماں کا پیار پاتی رہی۔ آپ نے مجھے کبھی تنہا نہیں ہونے دیا۔''

''اور ہونے بھی نہیں دوں گی۔'' ان کا تو جیسے پورا وجود مسکرا رہا تھا۔

عفیفہ کو وہ یوں مسکراتے ہوئے بہت اچھی لگ رہی تھیں۔ یونہی ہنستے ہوئے اس کی نگاہیں اٹھیں تو ابا کو ایک ٹک اسے دیکھتا پا کر اس کی ہنسی جیسے تھم سی گئی۔

ابا کے پورے وجود کو ایک ان دیکھے دکھ نے گھیر لیا۔ کیسی تھی ان کی ذات اپنی سگی بیٹی کے لیے کہ وہ انہیں دیکھ کر مسکرانا بھول جاتی تھی۔

☆

شیریں خاص کر فاخرہ سے ملنے آئی تھیں۔ فاخرہ دو دن پہلے ہی اپنے گھر میں شفٹ ہوئی تھیں۔ شیریں نے ابھی تک ان کا گھر دیکھا نہیں تھا۔ سبطین کبھی انہیں لے کر وہاں گیا ہی نہیں تھا۔ اب جو انہوں نے ''سبطین ہاؤس'' کو دیکھا تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس قدر خوبصورت اور قیمتی ساز و سامان سے سجا وہ طویل و عریض گھر کسی محل سے کم نہیں تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''گھر تو سبطین نے بڑا زوردار بنایا ہے۔ کبھی دکھانے نہیں لایا۔'' انہوں نے تعریف کے ساتھ ساتھ شکایتاً کہا۔

''اچھا..... حالاں کہ اسے تمہیں لانا چاہیے تھا۔'' فاخرہ نے کہا۔

''پتا نہیں کیا بات ہے ہر شخص کو مجھ سے ہی پرخاش رہتی ہے۔ کوئی اہمیت ہی نہیں دیتا۔''

شیریں کے لہجے میں پتا نہیں کیا تھا کہ فاخرہ خاموش سی ہو گئیں۔ جواباً وہ یہ بھی نہ کہہ سکیں کہ انسان کا اپنا رویہ ہی اسے لوگوں میں مقبول اور غیر مقبول بناتا ہے۔ خود تم ہمیشہ اپنی ہی ذات کے لیے جیتی رہی ہو تو لوگوں کے دل میں کس طرح جگہ بناتیں۔

''ایسا نہیں ہے، سبطین کا تو جب فون آتا تھا وہ تم لوگوں کی بہت تعریفیں کرتا تھا۔ فرقان کو تو وہ بہت پسند کرتا ہے۔'' انہوں نے صفائی پیش کی ویسے بھی وہ تعلقات میں کوئی گرمی نہیں چاہتی تھیں۔ دوسرے انہیں شیریں کے مزاج کا بھی علم تھا وہ ذرا سی بات پر ہتھے سے اکھڑ جاتی تھیں اور فاخرہ کو لڑائی جھگڑوں سے بہت خوف آتا تھا۔ وہ فطرتاً نرم مزاج اور بنا کر رکھنے والی خاتون تھیں۔

''فرقان.....'' شیریں نے منہ بنایا ''انہیں تو میں بھگتتی ہوں۔ مجھ سے کوئی پوچھے ان سے زیادہ ڈل اور روکھا پھیکا شخص شاید ہی کوئی دنیا میں ہو۔ پتا نہیں سبطین جیسے سوشل اور ہنس مکھ لڑکے کو وہ کیسے پسند آ گئے۔ خیر..... آپ اپنی سنائیں۔ یہیں مستقل آ گئی ہیں۔ سبطین کے بارے میں کیا سوچ رکھا ہے؟''

''سوچنا کیا ہے، موصوف نے ایک لڑکی پسند کر رکھی ہے۔ بس اسد پاکستان آ جائیں تو شادی کر دیں گے..... فی الحال تو سوچ رہی ہوں انگیج منٹ کر دوں۔'' فاخرہ کا لہجہ خود بخود خوشگوار ہو گیا۔

''اچھا..... واقعی.....'' شیریں کا دل اتھل پتھل ہونے لگا۔ زویا کا خوبصورت چہرہ ان کی آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

''ہاں بھئی..... اپنی ہی بچی ہے۔ تم تو جانتی ہو۔ مجھے تو جب پتا چلا کہ.....'' ان کی آواز بھرائی۔ چند لمحوں کے لیے وہ خاموش ہو گئیں۔

شیریں نہ سمجھنے والے انداز میں انہیں تکتی رہیں۔

''ستارہ اس قدر خاموشی سے۔ ہم سے ملے بغیر چلی گئی۔'' فاخرہ نے پھر کہا۔

''ستارہ کا یہاں کیا ذکر.....؟'' شیریں نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

''میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی..... سبطین نے جب مجھے بتایا تو دو تین دن تک تو میں خود کو سنبھال نہیں سکی تھی۔ ممی کے فون بھی آئے کہ میں ان کے پاس کیوں نہیں آ رہی ہوں۔ سبطین نے انہیں بہلا دیا کہ میں اسد کے رشتے داروں سے ملنے جاتی رہی ہوں لیکن شیریں کب تک..... ممی کو بتانا پڑے گا۔ میری بہن..... میری ستارہ.....'' انہیں لگا جیسے وہ شیریں کے کندھے سے سر ٹکا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکتی ہو لیکن شیریں نے ستارہ کی موت پر شاید آنسو کافی بہا لیے تھے۔ اب مزید گنجائش نہیں تھی۔

''فاخرہ باجی..... خود کو سنبھالیے..... ستارہ پہلے بھی ہماری زندگی میں کب رہی تھی۔ سالوں پہلے ہماری زندگی سے نکل گئی تھی۔''

''لیکن تب یہ احساس تو تھا کہ وہ کہیں بھی ہے زندہ ہے، خوش ہے۔ کبھی نہ کبھی ملنے لگے گی لیکن اب تو ساری امیدیں ہی ختم ہو گئیں۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''اللہ کو جو منظور..... بہر حال، میرا تو خیال ہے کہ ممی کو کچھ نہ بتایا جائے۔ ورنہ وہ برداشت نہیں کر پائیں گی۔''

''نہیں، اس طرح ہم کبھی بھی ستارہ کے بچوں سے پھر سے تعلقات نہیں جوڑ سکیں گے.....'' فاخرہ نے نفی میں سر ہلایا ''میں ایک دو روز میں جاؤں گی ممی کے ہاں۔ انہیں سمجھا کر یہ بات بتاؤں گی۔ بتانا تو پڑے گا۔ آخر ان بچوں کا کیا قصور ہے۔ وہ چاروں بھی اپنوں کی محبتوں کے لیے ترس رہے ہیں۔''

''جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ میں تو اس خیال سے کہہ رہی تھی کہ ممی یہ صدمہ دل پر نہ لے لیں۔'' شیریں نے مزید بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ''میں تو خود ملی تھی ان سے۔ ہمارے ہاں پارٹی میں آئے تھے ستارہ کے بچے لیکن ہم کچھ بھی کر لیں اب وہ ہمارے ماحول میں ایڈجسٹ نہیں ہو سکتے۔ خاص طور پر ستارہ کی بیٹی بے چاری بہت گھبرائی ہوئی تھی۔ سارا وقت ممی کے پاس گھسی رہی۔ زویا نے تو بعد میں اس کا اس بات پر بہت مذاق اڑایا تو میں نے اسے سمجھایا کہ ماحول کا فرق ہے۔ وہ ساری عمر ایک چھوٹے سے گھر میں رہی ہے۔ اس نے ایسی پارٹیز کہاں اٹینڈ کی ہوں گی۔ ظاہر ہے کہ اسے یہ عجیب سا لگ رہا ہوگا۔''

فاخرہ نے اپنی بہن کے زریں خیالات سنے اور حیرت سے اسے دیکھا۔ پتا نہیں وہ کیا جتانا چاہتی تھیں۔

''ماحول کا کیا ہے، جب وہ ہم سے ملنے جلنے لگیں گے تو یہاں کے ماحول میں بھی رچ جائیں گے۔''

''چلیں چھوڑیں، آپ سبطین کے بارے میں بتا رہی تھیں کہ اس نے کوئی لڑکی پسند کر رکھی ہے۔''

''ہاں، اپنی ستارہ کی بیٹی..... عفیفہ.....'' فاخرہ نے تو گویا شیریں کے سر پر بم بلاسٹ کر دیا تھا۔

''عفیفہ.....؟'' شیریں کو یقین نہیں آیا تھا۔ سبطین جیسا نئے ماحول کا امریکا میں پلا بڑھا، ہر لحاظ سے اتنا شاندار لڑکا، ان کی بیٹی کو چھوڑ کر ایک عام سی لڑکی کو پسند کر سکتا تھا۔ ان کی زویا تو ہر لحاظ سے سبطین کے مقابلے کی تھی۔ عفیفہ میں کیا تھا صرف اچھی صورت..... تو صورت تو ان کی بیٹی کی بھی کسی سے کم نہیں تھی۔

''سبطین نے خود کہا آپ سے عفیفہ کے بارے میں۔''

''ہاں..... ممی نے بھی بتایا تھا۔ وہ ممی سے بھی کہہ چکا ہے۔''

''آپ ملی ہیں عفیفہ سے، وہ تو انتہائی دبو اور جھینپو سی لڑکی ہے۔ جسے چار لوگوں میں بیٹھنا تک نہیں آتا۔ سبطین کے ساتھ کس طرح..... یہ تو انتہائی بے جوڑ رشتہ ہوگا۔''

''میں ملی ہوں عفیفہ سے۔ وہ سادہ اور خاموش طبیعت کی ضرور ہے لیکن ایسی بھی نہیں پھر ہمارے ماحول میں آئے گی تو سیکھ لے گی۔ ویسے بھی میں کون سا سوشل ہوں۔ بس نارمل حد تک لوگوں سے ملتی ہوں۔ ہم ساس بہو بہت خوش رہیں گے۔ مجھے تو خود سبطین کے لیے ایسی ہی لڑکی کی ضرورت تھی اور مجھے خوشی ہے کہ اس نے اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا۔'' فاخرہ کے لہجے کا اطمینان شیریں کو مزید سلگا گیا۔

''آپ کی مرضی، میں ہوتی تو اپنے عمر کے لیے ایسی لڑکی کا انتخاب قطعی نہ کرتی۔ جسے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔ بس خاموش بیٹھی لوگوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی شکلیں دیکھتی ہے۔"

ان کی آواز میں چھپا کینہ فاخرہ سے چھپا نہ رہ سکا۔ انہیں یاد تھا کہ پہلے بھی ستارہ کے لیے شیریں کا لہجہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ فاخرہ سے بھی انہیں کوئی محبت نہ تھی۔ کیوں کہ محبت ان کی فطرت میں ہی نہ تھی لیکن فاخرہ چوں کہ بڑی تھیں اور فطرتاً صلح جو، اس لیے ان سے وہ پھر بھی ٹھیک رہا کرتی تھیں۔

"دیکھو شیریں..... پرانی باتیں بھول جاؤ۔ پہلے تم ستارہ سے ہر معاملے میں مقابلہ کرتی تھیں۔ اب وہ ہی نہیں رہی تو..... پھر اس کی بیٹی تو بالکل معصوم ہے۔ انتہائی بے ضرر..... وہ ہماری بھانجی ہے۔ ہمارا خون..... ہم اس سے محبت نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔ وہ ماں کی محبت کو ترسی ہوئی ہے۔ ہم اس کی خالائیں ہیں۔ جو ماں کا دوسرا روپ ہوتی ہیں۔ ہمیں ان بچوں کو اتنا پیار دینا ہے کہ وہ اپنی ساری محرومیاں بھول جائیں....."

فاخرہ کے لہجے میں جانے کیا تھا کہ شیریں کا دل عجیب سا ہونے لگا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے عفیفہ کا چہرہ گھومنے لگا۔ وہ واقعی بہت چپ چاپ سی، سیدھی سادھی لڑکی تھی اور یہ یقیناً اس کے ماحول اور زندگی کے حالات کا نتیجہ تھا۔

ان کے دل میں چند لمحوں کے لیے عفیفہ کی محبت کا خیال جاگا لیکن اگلے ہی لمحے زویا کے خیال نے دونوں چہروں کو گڈمڈ کر دیا۔

اور بہر حال اپنی بیٹی کا چہرہ ہر خیال پر حاوی تھا۔

☆

جو چلے تو جاں سے گزر گئے

ماہا ملک کا یہ خوبصورت ناول ہمارے اپنے ہی معاشرے کی کہانی ہے۔ اسکے کردار ماورائی یا تصوراتی نہیں ہیں۔ یہ جیتے جاگتے کردار اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ زندگی کی راہوں میں ہم سے قدم قدم پر ٹکراتے ہیں۔ یہ کردار محبت کے قرینوں سے بھی واقف ہیں اور رقابت اور نفرت کے آداب نبھانا بھی جانتے ہیں۔ انہیں جینے کا ہنر بھی آتا ہے اور مرنے کا سلیقہ بھی۔ خیر و شر، ہر آدمی کی فطرت کے بنیادی عناصر ہیں۔ ہر شخص کا خمیر انہی دو عناصر سے گندھا ہوا ہے۔ ان کی کشمکش غالب ایسے شاعر سے کہلواتی ہے۔ آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا۔

آدمی سے انسان ہونے کا سفر بڑا کٹھن اور صبر آزما ہوتا ہے۔ لیکن "انسان" درحقیقت وہی ہے جس کا "شر" اس کے "خیر" کو شکست نہیں دے پایا، جس کے اندر "خیر" کا الاؤ روشن رہتا ہے۔ یہی احساس اس ناول کی اساس ہے۔ **جو چلے تو جاں سے گزر گئے** کتاب گھر پر دستیاب۔ جسے **ناول** سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

زویا کو تو جب یہ بات پتا چلی وہ سکتے میں رہ گئی۔

سبطین نے اس کے مقابلے میں عفیفہ کو ترجیح دی تھی۔ ایک عام سی لڑکی کو۔ جسے اٹھنے بیٹھنے، بولنے چالنے اور اچھا لباس پہننے کا ڈھنگ نہیں تھا۔ ان کے ہاں اتنی بڑی پارٹی میں وہ کیسا عام سا لباس پہن کر چلی آئی تھی اور دوپٹا لپیٹے نانو کے پاس بیٹھی رہی تھی۔

''مما، واقعی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں؟'' اس نے یقین نہ کرنے والے انداز میں شیریں کو دیکھا۔

''مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسی لیے کہتی تھی کہ سبطین کے سامنے بھائی اور ماں باپ سے زیادہ بحث مت کیا کرو۔ بوائے فرینڈز سے دور رہو۔ وہ امریکا میں ضرور رہا ہے لیکن مختلف مزاج کا لڑکا ہے لیکن تم سنتی کہاں تھیں۔ دو تین پارٹیز میں اس نے خود اپنی آنکھوں سے تمہارے طور طریقے دیکھے۔''

''حد کرتی ہیں مما آپ''..... اسے سخت غصہ آ گیا ''کون سے طور طریقے، میں اپنے پیرنٹس اور بھائی کے سامنے بھی اسی طرح رہتی ہوں۔ اس کے لیے کیوں بدل جاتی۔ ہمارا اپنا لائف اسٹائل ہے، پھر وہ اتنے سالوں امریکا میں رہا ہے ایسی باتیں مائنڈ نہیں کرتا ہوگا۔ یہ چکر فاخرہ آنٹی کا چلایا ہوا ہے ورنہ سبطین ہم لوگوں کے سامنے ذکر تو کرتا۔''

''تمہارا خیال ہے یہ..... اس نے ممی کو بہت پہلے بتا دیا ہے۔ مجھے فاخرہ نے خود بتایا ہے لیکن ممی کو تو دیکھو، بھنک تک نہیں پڑنے دی ہمیں۔ وہ تو بڑی خوش ہیں اس بات پر۔ فاخرہ باجی کہہ رہی تھیں کہ وہ خود عفیفہ کو بہت پسند کرتی ہیں۔ حالاں کہ ابھی تو پتا بھی نہیں ہے کہ وہ ستارہ کی بیٹی ہے۔ پتا چلے گا تو جی جان سے فدا ہو جائیں گی۔ ممی کو پتا نہیں مجھ سے اور میری اولاد سے کیا بیر ہے۔'' انہوں نے نفرت سے کہا۔

''لیکن مما سبطین..... میں کسی بھی حال میں اسے نہیں چھوڑ سکتی۔ مما آپ نے فاخرہ آنٹی سے کیوں بات نہیں کی.....''

''زیادہ پاگل مت بنو، میں اپنے منہ سے کس طرح کہتی..... پھر تم میں کیا کمی ہے۔ ہزاروں لڑکے ہیں تمہارے لیے۔ مسز درانی تو کئی بار کہہ چکی ہیں تمہارے لیے۔''

''پلیز مما.....'' اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں ٹوک دیا۔ ''میں کسی کو بھی نہیں جانتی۔ میرے لیے سبطین سے بڑھ کر کوئی نہیں۔''

''لیکن وہ عفیفہ میں انٹرسٹڈ ہے۔ فاخرہ باجی کچھ دنوں میں ان لوگوں سے بات کرنے والی ہیں۔ تم اتنی گری پڑی نہیں ہو کہ وہ نہ بھی چاہے تو بلاوجہ اس کے گلے پڑ جاؤ.....'' شیریں نے اسے سمجھایا۔

''مما.....'' اس نے بچوں کی طرح پیر پٹخ کر کہا ''اگر سبطین سے شادی نہ ہوئی تو میں خودکشی کر لوں گی.....''

''زویا.....'' شیریں سکتے میں رہ گئیں ''دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا..... جانتی ہو خودکشی کس چڑیا کا نام ہے۔ خبردار جو کوئی الٹا سیدھا قدم اٹھایا تو.....''

''اس سے ایسی ہی بچگانہ باتوں کی امید کی جا سکتی ہے مما.....'' عمر جانے کب وہاں آ کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک تناؤ سا تھا۔ یقیناً اس نے ان دونوں کی باتیں سن لی تھیں۔

''تم میرے معاملے میں مت بولو۔'' زویا زور سے چیخی۔

''مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے تمہارے معاملات میں بولنے کا لیکن تمہاری خودکشی تمہارا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ تم تو گزر جاؤ گی۔ ہم دوسروں کو کیا جواب دیتے پھریں گے کہ تم اچانک کیوں مر گئیں۔''

''عمر خدا کے لیے!'' شیریں نے دہل کر کہا ''وہ تو بے وقوفی کی باتیں کر رہی ہے۔ کم از کم تم تو فضول مت بولو.....''

''میں فضول بول رہا ہوں مما.....؟'' اس نے حیرت سے ماں کو دیکھا ''آپ کی بے جا حمایت نے آج اسے یہاں پہنچا دیا ہے کہ یہ زندگی کو بھی اپنا ذاتی معاملہ سمجھتی ہے۔ اسے نہیں معلوم کہ انسان کتنے رشتوں کی ڈوری سے بندھا ہوتا ہے۔ اس کا ہر عمل دوسروں پر اثر ڈالتا ہے۔''

شیریں کو عمر کی باتوں پر حیرانی ہونے لگی۔ وہ تو اسے بہت لاابالی سا نوجوان سمجھی تھیں۔

''کچھ نہیں ہوگا..... تم پریشان مت ہو۔ زویا کوئی بے وقوفی مت کرنا۔ تمہاری اس حرکت سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا۔ شادی تو دونوں کی پھر بھی ہو جائے گی..... ذرا سکون سے مجھے سوچنے دو کہ کیا ہو سکتا ہے۔''

''کیا ہو سکتا ہے مما.....؟'' عمر نے استہزائیہ انداز میں کہا ''اب کیا آپ بی جمالو بن کر اس رشتے میں رخنے ڈلوائیں گی۔''

''عمر..... شیریں کو غصہ آ گیا۔ ''تمہیں ماں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے؟''

''آپ نے کبھی سکھائی ہی نہیں۔'' وہ اطمینان سے بولا تو شیریں لمحہ بھر کو خاموش سی ہو گئیں۔

''دیکھ رہی ہیں مما آپ.....!'' زویا اس کے انداز پر چڑ گئی۔

لیکن شیریں زندگی میں پہلی بار اپنی اس ''کوتاہی'' کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہی تھیں۔

☆

ٹائیں ٹائیں فش

کتاب گھر پر پیش کیا جانے والا، گل نوخیز اختر کا مقبول ترین ناول، جسے پاک و ہند کے قارئین نے سند قبولیت بخشی۔ اُردو کا پہلا مکمل مزاحیہ ناول، ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ اس ناول کو ایک بار شروع کر کے ختم کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ ٹائیں ٹائیں فش کہانی ہے ایک غریب گھر کے سادہ لوح نوجوان کی جسے حالات ایک ارب پتی لڑکی کا کرائے کا شوہر بنا دیتے ہیں۔ اس کاغذی شادی سے پہلے اور بعد میں کمال عرف کمالے کی سادہ لوحی اور حماقتیں کیا گل کھلاتی ہیں، جاننے کیلئے پڑھیے ٹائیں ٹائیں فش۔ اسے **ناول** سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اشعر کے رشتے کے بارے میں ابا نے باسط بھائی سے بھی بات کی تھی ''لڑکا اچھا ہے، دیکھا بھالا ہے۔ اماں بی کے مزاج کا بھی سب کو معلوم ہے۔ عفیفہ وہاں خوش رہے گی۔ اماں بی بتا رہی تھیں کہ اشعر کی ترقی بھی ہوئی ہے کچھ دن پہلے.....''

''جی ابا..... مجھے معلوم ہے۔ اشعر بھی واقعی بہت سلجھا ہوا لڑکا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ.....'' پتا نہیں کیوں ان کی آنکھوں کے سامنے سبطین کا چہرہ گھوم گیا تھا۔ اس طرح عفیفہ ایک اچھے گھرانے میں بیاہی جاتی دوسرے ان کے تعلقات پھر سے ان لوگوں سے استوار ہو جاتے لیکن ابھی تک سبطین نے ان سے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔ فاخرہ آنٹی کو تو آئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔

''کیا چاہتے ہو تم.....؟'' ابا کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ ان کی بات کو رد کیا جائے یہ ان کو کہاں گوارا تھا۔

''میرا مطلب تھا کہ عفیفہ میں کیا کمی ہے اسے تو کوئی اور اشعر سے بہت بہتر لڑکا مل سکتا ہے۔'' انہوں نے دبے لہجے میں کہا۔

''مثلاً..... کوئی لڑکا ہے تمہاری نظر میں.....؟''

''نہیں، فی الحال تو نہیں لیکن تلاش کیا جا سکتا ہے۔''

''کون نکلے گا تلاش کرنے؟'' ابا کا لہجہ بدستور تیکھا تھا۔

''ابا جی عفیفہ کی عمر ابھی نکل تو نہیں گئی ہے۔ اتنی جلدی کیا ہے۔''

''تمہاری ماں کے عمل کی سیاہی اس کے ماتھے پر ایسی واضح نظر آ رہی ہے کہ کوئی بھی اچھا گھرانہ کبھی یہاں آ کر جھانکے گا بھی نہیں۔ اس خوش فہمی میں مت رہنا۔''

ان کی بات نے باسط کو چند لمحوں کے لیے خاموش کر دیا۔

''ابا..... امی کا گناہ اتنا بڑا تو نہیں تھا کہ اسے بار بار اچھالا جائے۔'' چند لمحوں بعد سنبھل کر انہوں نے انتہائی ضبط کے ساتھ کہا۔

''ہمارے جیسے گھرانوں میں یہ بہت بڑی بات ہوتی ہے کہ کوئی لڑکی بنا کسی رشتے کے اپنے گھر کو چھوڑ کر کسی لڑکے کے پیچھے چلی آئے۔'' انہوں نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا۔

''تو انہیں یہ راستہ دکھانے والے بھی تو آپ ہی تھے۔'' باسط کا ضبط جواب دے گیا۔

''میں نے اسے یہ راہ نہیں دکھائی تھی۔ میں نے اسے نہیں کہا تھا کہ وہ آدھی رات کو اپنے مہمانوں سے بھرے گھر کو چھوڑ کر میرے پاس چلی آئے۔ میں اسے عزت کے ساتھ بیاہ کر لانا چاہتا تھا لیکن جب اس کے باپ کو گوارا نہیں ہوا تو میں چپ چاپ پلٹ آیا لیکن..... اس نے نہ تو اپنے ماں باپ کی عزت کی پروا کی نہ میری عزت کی اور نہ اپنی عزت کی..... ابا جی نہ کہتے تو میں کبھی ایسی لڑکی سے شادی نہیں کرتا۔ جس کے ساتھ نے مجھے تمام عمر لوگوں سے آنکھ ملانے کے قابل نہیں رکھا۔ اس کی کہانی ہر شخص کو پتا چل گئی تھی۔ سب طنز کرتے تھے کہ خاور کی بیوی اپنے ماں باپ کو چھوڑ آئی ہے۔''

''ابا جی..... آپ وہ سب بھول کیوں نہیں جاتے۔ اب جبکہ امی بھی اس دنیا میں نہیں ہیں۔ اپنی غلطی کی سزا وہ ساری زندگی بھگتتی رہیں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس دنیا سے چلی گئیں لیکن مرتے مرتے بھی آپ نے انہیں معاف نہیں کیا۔''

''یہی تو خامی ہے مجھ میں کہ میں لوگوں کی غلطیاں بھولتا نہیں ہوں اور پھر ایسی غلطی جس میں میری ذات کو بھی شامل کرلیا جائے۔ میں اپنے گھر والوں، رشتے داروں اور محلے والوں کی نظر میں کتنا نامعتبر ہوگیا تھا.....'' انہوں نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''چلیں.....لیکن اس سب میں عفیفہ کا کیا قصور ہے۔ آپ نے جس طرح چاہا وہ ویسی ہی زندگی گزارتی رہی۔ کبھی محبت سے اس کے سر پر ہاتھ نہیں رکھا۔ ماں کی محبت سے تو وہ محروم ہو ہی گئی تھی لیکن آپ نے تو اسے جیتے جی باپ کی شفقت سے بھی محروم کر دیا۔''

باسط بھائی کے شکوے نے انہیں لمحہ بھر کے لیے گنگ سا کر دیا۔ آج کل جانے کیوں وہ خود بھی اسی احساس سے دوچار ہو رہے تھے۔

''ابا جی، زندہ رہنے کے لیے اپنوں کی محبتیں ٹانک کا کام کرتی ہیں۔ امی کو بھی یہی محرومیاں وقت سے پہلے قبر میں اتار گئیں پھر ہم لوگ تو کہیں نہ کہیں محبتیں پا ہی لیں گے۔ دوسری دنیا بنا ہی لیں گے امی کے پاس تو واپسی کا بھی کوئی راستہ نہیں تھا اور جس کے لیے وہ اپنی ساری محبتیں چھوڑ کر آئی تھیں۔ اسی نے انہیں تہی داماں رکھا تو وہ چپ چاپ کوئی شکوہ کیے بغیر چلی گئیں لیکن خدا کے لیے اب.....'' ان کا باقی جملہ شدتِ جذبات سے ادھورا رہ گیا۔

پتا نہیں ابا کو کیا ہوا انہوں نے بے ساختہ باسط کو گلے لگا لیا۔

انہوں نے اپنی اولاد کو اپنی محبت سے جانے کیوں محروم رکھا تھا۔ آج انہیں خود پر بہت غصہ آ رہا تھا۔ باسط بھی ان کے اس اچانک التفات پر حیران رہ گئے تھے۔

☆

''ممی، آپ سے ایک بات کرنی ہے.....لیکن آپ وعدہ کریں کہ ہمت سے کام لیں گی۔'' آج فاخرہ یہ سوچ کر آئی تھیں کہ ممی کو ساری صورت حال سمجھائیں گی۔ انہیں اس بات کا ڈر تو بہت تھا کہ وہ پتا نہیں اسے برداشت بھی کر پائیں گی یا نہیں لیکن بہر حال انہیں بتانا تو تھا۔

نانو ان کی بات پر پریشان ہو کر انہیں دیکھنے لگیں ''خیریت،.....تم اس طرح کیوں کہہ رہی ہو، کیا بات ہے؟''

''پہلے آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ اپنی طبیعت خراب نہیں کریں گی۔'' فاخرہ نے اٹھ کر ان کے نزدیک بیٹھ کر ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔

''خدا کے لیے فاخرہ.....میں تمہاری ان باتوں کو سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کیا بات ہے؟'' ان کا پورا وجود کپکپانے لگا۔ فاخرہ ان کی کیفیت دیکھ کر ڈر سی گئیں۔

ابھی تو انہیں پوری بات پتا نہیں چلی تھی تو ان کا یہ حال تھا۔ جب معلوم ہو جاتا تو پتا نہیں ان کی کیا کیفیت ہوتی۔ اسی لیے تو سب انہیں حقیقت بتانے سے ڈرتے تھے۔

''پلیز ممی.....کچھ نہیں ہوا۔ آپ نارمل ہو جائیں۔ صبح آپ نے اپنی بی۔ پی کی دوا لی تھی؟''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''کچھ نہیں ہوا مجھے، تم بات بتاؤ میرے اندر سب برداشت کرنے کا حوصلہ ہے مجھے اس قدر کمزور نہ سمجھو۔'' انہوں نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں جانتی ہوں ممی.....'' فاخرہ نے ان کے ہاتھ تھپتھپائے۔ ''لیکن آپ کی ذات ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو.....لیکن آپ کو بہت ہمت سے کام لینا ہوگا۔ یہ سب کچھ اوپر والے کی مرضی ہے۔ انسان بالکل بے بس ہے۔''

نانو خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھنے لگیں۔ پتا نہیں وہ انہیں کس بات کے لیے تیار کر رہی تھی لیکن ان کا دل کہہ رہا تھا کہ کچھ ایسا ضرور ہو گیا تھا جو بہت ناقابلِ برداشت تھا۔

''آپ کے کہنے پر سبطین ستارہ کے گھر پر گیا تھا.....'' فاخرہ نے بات ادھوری چھوڑ کر اپنی بات کا ردِعمل جاننے کے لیے ان کے چہرے کو دیکھا۔ جہاں ایک ان دیکھے دکھ کے اثرات سمٹ آئے تھے۔

یقیناً وہ بہت کچھ سمجھ رہی تھیں لیکن سمجھنا نہیں چاہ رہی تھیں۔

''لیکن، وہاں جانے پر پتا چلا کہ ستارہ.....'' وہ اپنی بات مکمل نہ کر سکیں.....خود شدتِ جذبات سے ان کی آواز بھیگ رہی تھی۔

''کیا ہوا میری ستارہ کو؟'' نانو کا دل جیسے ڈوبنے لگا تھا۔

''ممی، وہ ہمیں بہت پہلے، کئی سال پہلے چھوڑ گئی تھی۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ ہم نے اسے اپنی زندگی سے نکال دیا تھا اور وہ ہمیشہ کے لیے ہماری زندگی سے نکل گئی۔''

ابھی کچھ پہلے نانو کو ہمت کرنے کا کہنے والی فاخرہ سب کچھ بھول کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

نانو پھٹی پھٹی نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔ یہ کیا کہہ رہی تھیں فاخرہ.....انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''فاخرہ ایسا مت کہو.....میری ستارہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ میں اسے اب کبھی نہیں دیکھ سکوں گی۔ اس سے کبھی نہیں مل سکوں گی.....میری پھولوں جیسی بیٹی.....میری ستارہ.....'' وہ دل پر ہاتھ رکھ کر وہیں جھکتی چلی گئیں۔

فاخرہ اپنا رونا دھونا بھول کر انہیں سنبھالنے لگیں ''ممی.....ممی.....کیا ہوا آپ کو.....سبطین، پاپا.....'' وہ زور زور سے سب کو پکارنے لگیں۔

اور سبطین جو باہر لاؤنج میں بیٹھا تھا۔ ماں کی آواز سن کر نانو کے کمرے کی طرف لپکا۔

☆

صبح سے پتا نہیں کیوں اس کا دل اتنا گھبرا رہا تھا۔ حالاں کہ کوئی بات بھی نہیں تھی.....ماحول میں ایک اداسی سی رچی ہوئی تھی۔

''یہ میرے اندر کی کیفیت ہے۔ جو مجھے باہر بھی نظر آ رہی ہے۔ شاید میں قنوطی ہوتی جا رہی ہوں۔'' اس نے خود کو سمجھایا۔

''کرنے کو بھی تو کچھ نہیں ہے۔ گھر کے سارے کام ماسی کر جاتی ہے۔ ایک کھانا بنانا ہوتا ہے۔ وہ کچھ دیر میں بن جاتا ہے۔ مجھے کوئی مشغلہ ڈھونڈنا چاہیے تاکہ وقت کٹ سکے۔ باسط بھائی کی شادی میں بھی دو مہینے پڑے ہیں۔'' وہ غائب دماغی سے ریموٹ کنٹرول ہاتھ میں لیے

مختلف چینل بدلتی رہی.....لیکن وقت تھا کہ کٹ ہی نہیں رہا تھا۔

آج اتفاق سے ابا آفس نہیں گئے تھے اور دوپہر کا کھانا کھا کر اپنے کمرے میں آرام کر رہے تھے۔ اور ان کی موجودگی میں نوین بھی کم ہی ٹھہرتی تھی۔ دوپہر میں وہ آئی تھی لیکن ابا کو گھر میں موجود پا کر جلدی ہی چلی گئی تھی۔

اسی وقت باسط بھائی گھبرائے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئے۔ ان کے پاس مین گیٹ کی چابی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ خود دروازہ کھول کر اندر آجاتے تھے۔

''عافی.....جلدی اٹھو، ہاسپٹل چلنا ہے.....'' انہوں نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاسپٹل.....کیا ہوا؟'' ریموٹ کنٹرول اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

''نانو کی طبیعت بہت خراب ہے، وہ آئی سی یو میں داخل ہیں۔ میں گھر ہی آرہا تھا کہ سبطین کا فون آیا.....اس لیے سوچا تمہیں بھی لیتا چلوں.....''

''باسط بھائی نانو.....'' وہ آگے کچھ کہہ نہ سکی۔

''بس دعا کرو، اللہ ان کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے.....وسیط کو راستے میں فون کر دیں گے۔ وہ وہیں سے پہنچ جائے گا۔''

''باسط بھائی نانو کو کچھ ہو گیا تو.....؟'' اس کی لرزتی ہوئی آواز میں بہت سے خدشات تھے۔

''کچھ نہیں ہوگا نانو کو.....کچھ نہیں ہوگا۔''

''نانو.....یہ نانو کون ہیں.....؟'' ابا پتا نہیں کب لاؤنج سے نکل کر آئے تھے۔

☆

وہ دونوں ان کی اچانک آمد پر ساکت کھڑے رہ گئے۔

ابھی تک تو وہ ہر بات سے لاعلم تھے۔ انہیں بتانا ضرور تھا لیکن اس طرح نہیں.....پتا نہیں ان کا کیا ردِعمل ہوتا۔

''میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم دونوں سے؟'' ان کا لہجہ درشت ہو گیا۔

''وہ ابا جی، دراصل.....'' باسط بھائی نے ہمت کی ''وہ ہماری نانی ہیں۔ کچھ عرصے پہلے ان کا پتا چلا تھا۔'' ابا کے ماتھے کی سلوٹیں مزید گہری ہو گئیں۔

''اور تم لوگوں نے مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔''

''ہم آپ کو بتانے ہی والے تھے ابا جی.....بس آپ کی خفگی کے ڈر سے چپ تھے۔''

''میری خفگی کا ڈر۔'' وہ پھنکارے ''میری خفگی کا ڈر ہوتا تو تم لوگ میری اجازت کے بغیر ان لوگوں سے نہ ملتے لیکن لگتا ہے کہ تم ان لوگوں سے بہت عرصے سے ملتے رہے ہو لیکن مجھے کانوں کان خبر نہیں دی۔ تمہاری ماں مرتے مرتے مر گئی لیکن.....میں نے اس سے صاف کہہ دیا تھا کہ اگر اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کبھی ان لوگوں سے کسی قسم کا رابطہ کیا تو میں اس سے کوئی تعلق نہیں رکھوں گا۔'' عفیفہ اور باسط بھائی اس انکشاف پر ششدر رہ گئے تھے۔ ''میری طرف سے اسے طلاق ہوگی۔''

تو یہ وجہ تھی کہ ایک شہر میں رہتے ہوئے بھی ان کی ماں اپنے گھر والوں سے دور تھی۔

''اور تم لوگ..... تم لوگوں نے میری ناراضی کی بھی پرواہ نہیں کی اور چوری چھپے ان سے رشتے جوڑ لیے۔ کب سے چل رہا ہے یہ سب.....؟'' وہ شدید غصے میں بول رہے تھے۔

''پلیز، ابا جی، بھول جائیں اب سب کچھ..... امی اس دنیا میں نہیں رہیں اور نانو۔ پتا نہیں وہ کیسی ہوں گی۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں ان کی زندگی کا کوئی بھروسا نہیں۔ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔''

''میری بلا سے، ان لوگوں نے میری ذات کی جو توہین کی تھی میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔ وہ اگر بڑے لوگ ہیں تو اپنے گھر کے ہوں گے۔''

''ابا جی۔'' باسط..... نے ان کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے ''کوئی بڑا نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے جو اللہ کے نزدیک بڑا ہوتا ہے اور غلطیاں بھی ہم انسانوں سے ہی سرزد ہوتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو انسان فرشتہ نہ بن جائے۔ بھول جائیے اب سب کچھ..... اللہ بھی تو ہم بندوں کی خطاؤں کو درگزر کر دیتا ہے پھر ہم تو معمولی انسان ہیں۔ ہم کیوں اپنے ہی جیسے ایک انسان کو معاف نہیں کر سکتے اور ویسے بھی نانو کا اس سارے قصے میں کیا قصور ہے۔ وہ تو پہلے بھی ایک ناکردہ گناہ کی سزا بھگتتی رہی ہیں۔ ساری زندگی اپنی جان سے عزیز بیٹی سے دور رہیں اور آج جب اس کے بارے میں کوئی خبر ملی تو وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔''

ابا جی پہلے کی طرح چیخنا چاہتے تھے لیکن پتا نہیں کیوں اب کی بار وہ چپ ہو گئے تھے۔ ان کی نظر سامنے کھڑی عفیفہ پر پڑ گئی تھی۔ اس کے چہرے میں انہیں ستارہ کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔

وہ جانتے تھے کہ ستارہ اپنے گھر والوں سے ملنے کے لئے ترستی رہی تھی لیکن شوہر کی خفگی کے ڈر سے ساری عمر اپنے لب سیے رہی تھی۔ وہ اس کے ضبط سے چٹختے چہرے کو دیکھتے اور نظر انداز کر دیتے لیکن آج پتا نہیں کیوں وہ بیٹی کے چہرے کو نظر انداز نہیں کر سکے اور اپنی اس کیفیت پر وہ خود حیران رہ گئے تھے۔

☆

وہ اور باسط جب ہاسپٹل پہنچے تو سبطین انہیں کاریڈور میں ہی مل گیا۔ انہیں دیکھ کر وہ تیزی سے ان کے نزدیک چلا آیا۔

''اب کیسی ہیں نانو؟'' باسط بھائی نے اسے دیکھتے ہی پوچھا تھا۔

''اللہ کا شکر ہے اب ان کی طبیعت بہت بہتر ہے۔ خطرے سے نکل آئی ہیں وہ۔ میں اور ممی تو ڈر ہی گئے تھے۔ مجھے معلوم تھا ایسا ہی ہوگا۔ تبھی تو میں انہیں کچھ بتاتے ہوئے ڈرتا تھا لیکن کبھی نہ کبھی تو انہیں بتانا ہی تھا۔ شکر ہے کہ ممی ان کے پاس تھیں۔ میں تو ممی کی حالت دیکھ دیکھ کر پریشان ہو رہا ہوں۔ اچھا ہوا آپ آ گئیں عفیفہ، پلیز انہیں تسلی دیجئے۔ وہ اس وقت خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی ہیں۔'' سبطین ان لوگوں سے باتیں

کرتا ہوا انہیں فاخرہ کے پاس لے آیا۔

وہ آئی سی یو کے نزدیکی ویٹنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ نانا جان بھی وہیں موجود تھے۔ ان تینوں کو دیکھ کر چونکے۔ یہ انکشاف ان کے لئے بھی بڑا روح فرسا تھا کہ ستارہ اب اس دنیا میں نہیں۔ سبطین نے انہیں سب کچھ بتا دیا تھا اور وہ یہ سب سن کر ایک شاک کی سی کیفیت میں وہیں رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئے تھے۔

''نانا جان پلیز، آپ کو بہت حوصلے سے کام لینا ہے۔ نانو اور ممی کو سنبھالنا ہے۔ نانو اس وقت جس کیفیت سے گزر رہی ہیں ہمیں سب کچھ بھول کر ان کی زندگی اور صحت کے لئے دعا کرنی ہے۔ میں جانتا ہوں، یہ خبر آپ کے لئے بڑے دکھ کا باعث ہے لیکن خدا کے آگے ہم سب بے بس ہیں۔'' وہ ان کے نزدیک بیٹھ کر انہیں سمجھا رہا تھا۔

''بہت..... بہت ضدی نکلی وہ..... میں ناراض تھا تو وہ بھی نہیں پلٹی۔ ہمیشہ کے لئے روٹھ گئی۔ کوئی ایسا بھی کرتا ہے۔ ماں باپ تو بچوں کی غلطیوں پر انہیں ڈانٹتے ہی ہیں۔ پتا نہیں کیا کیا کہہ دیتے ہیں لیکن بچے تو ایسا نہیں کرتے۔'' وہ جیسے اپنے آپ سے کہہ رہے تھے۔

سبطین ان کے اندر کی حالت محسوس کرتے ہوئے اپنے دل میں ایک کسک محسوس کر رہا تھا لیکن ظاہر ہے اس کے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں تھا سوائے انہیں تسلی دینے کے۔

''نانا جان وقت بہت گزر گیا ہے۔ ستارہ خالہ اوپر سے اتنی عمر ہی لکھوا کر لائی تھیں لیکن اب ہمیں نانو کی فکر کرنی ہے۔ خدا ان کا سایہ ہمارے سر پر سلامت رکھے۔ آپ تو جانتے ہیں ستارہ خالہ سے انہیں کتنی محبت ہے۔ وہ نہیں ہیں لیکن ان کے بچے۔''

''اس کے بچے.....'' وہ چونکے ہاں یہ تو وہ بھول ہی گئے تھے کہ ان کی ستارہ ماں بھی بنی ہوگی۔

''ان کے چار بچے ہیں۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی۔ میں ان سے ملتا رہتا ہوں۔ نانو بھی دو ایک بار ملی ہیں لیکن اس بات سے بے خبر ہیں کہ وہ ان کی ستارہ کے بچے ہیں۔ اب آپ کو ستارہ خالہ کے بچوں کو وہی محبت دینی ہے جس سے وہ محروم ہو گئی تھیں۔ میں نے انہیں فون کیا ہے وہ آتے ہی ہوں گے۔'' سبطین انہیں نرمی سے سمجھاتا رہا اور وہ سر جھکائے خاموشی سے سنتے رہے۔

نا معلوم کیوں آج ان کے کندھے جھک سے گئے تھے۔ ستارہ تو سالوں پہلے ان کی زندگی سے نکل گئی تھی لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ آج ہی ان سے جدا ہوئی ہو۔

ان کا جی چاہ رہا تھا وہ کسی کندھے سے سر ٹیک کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روئیں۔ سب کو بتائیں کہ ان کی روٹھی ہوئی بیٹی ان سے ہمیشہ کے لئے روٹھ گئی ہے لیکن وہ خالی خالی آنکھوں سے ہاسپٹل کے چمکتے ہوئے فرش کو تکتے رہے۔

اور اب ان کی خاموشی عفیفہ اور باسط کو دیکھ کر ٹوٹی تھی۔ عفیفہ کو دیکھ کر تو وہ ششدر رہ گئے تھے۔ اس میں ستارہ کی کتنی مشابہت تھی۔ انہیں لگا جیسے وقت کئی سال پیچھے پلٹ گیا ہو۔ وہ بالکل ستارہ جیسی تھی لیکن ستارہ نہیں تھی۔ ان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔

''وہ اب اپنی ستارہ کو کبھی نہیں دیکھ پائیں گے۔'' شروع شروع میں تو انہیں واقعی ستارہ پر بہت غصہ تھا لیکن آہستہ آہستہ وہ غصہ وقت کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ ساتھ کم ہوتا گیا۔تب ان کا دل چاہتا وہ ان کے پکارے بغیر خود ہی پلٹ آئے۔پھر تھوڑی سی ناراضی دکھا کر وہ اسے معاف کر دیں۔آخر وہ ان کی بیٹی تھی اور بچوں کی غلطیاں بڑے بھول ہی جایا کرتے ہیں لیکن وہ تو ان سے بھی زیادہ اونچی ناک والی نکلی۔ایک بار گئی تو پھر نہیں پلٹی۔

کبھی کبھی تو وہ اس شدت سے یاد آتی کہ وہ سب کچھ بھول کر اسے بلانے کا قصد کرنے لگتے تھے لیکن جلد ہی انہیں اپنی انا یاد آجاتی اور وہ ٹھنڈے ہو کر بیٹھ جاتے۔

''باسط بھائی یہ نانا جان ہیں، میں انہیں سب کچھ بتا چکا ہوں۔''سبطین نے آہستہ سے باسط بھائی کے نزدیک ہو کر بتایا تو وہ جھجکتے ہوئے ان کے نزدیک چلے آئے۔فاخرہ بھی چند لمحوں پہلے وہیں آگئی تھیں اور خاموشی سے سب دیکھ رہی تھیں۔

''نانا جان میں.....''باسط بھائی کی بات ادھوری رہ گئی۔

نانا جان نے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگا لیا تھا اور وہ آنسو جو کتنی دیر سے ضبط کی باڑھ لگائے رکے ہوئے تھے اب ان کے بوڑھے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

''اپنے بوڑھے نانا کو معاف کر دینا میرے بچے، بڑا بدنصیب تھا میں جو اتنے برسوں اپنے بچوں سے دور رہا اور تمہاری ماں.....''ان کی باقی بات آنسوؤں میں بہہ گئی۔

عفیفہ کے دھیرے دھیرے کانپتے وجود کو فاخرہ خالہ نے اپنے حصار میں لے لیا تھا پھر وہ اسے لیے ہوئے ان کے نزدیک چلی آئیں۔

''پاپا یہ عفیفہ ہے، ستارہ کی بیٹی.....''نانا جان نے کچھ کہے بنا اسے بھی گلے لگا لیا تھا اور پہلی بار اسے لگا تھا جیسے کوئی سائبان اس کے سر پر آ کر ٹھہر گیا ہو۔

شیریں، فرقان علی اور عمر بھی اسی وقت ہاسپٹل پہنچے تھے اور اب پورا گھرانہ ستارہ کی یاد میں آنسو بہا رہا تھا۔

☆

''نانو، اب آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر ہم آپ کے گھر آئیں گے۔میں اس گھر کو دیکھنا چاہتی ہوں جہاں میری امی رہا کرتی تھیں۔''وہ انہیں سوپ پلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''ہاں بچے.....ضرور.....لیکن اس خالی گھر کو دیکھ کر تمہیں مایوسی ہوگی۔اب وہاں تمہیں دو بوڑھوں کے وجود کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔پہلے ایک انتظار ہوا کرتا تھا اب تو وہ بھی نہیں رہا۔سوائے مایوسی، خاموشی اور سناٹے کے۔''نانو نم لہجے میں بولیں۔

''نہیں نانو، آپ تنہا نہیں ہیں۔ہم سب ہیں نا آپ کے ساتھ۔فاخرہ آنٹی، سبطین بھائی، شیریں آنٹی کی فیملی اور ہم سب.....آپ تنہا تو نہیں ہیں۔''اس نے سوپ کا پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے ان کے ہاتھ تھام لئے۔

''سب ہیں لیکن میری ستارہ نہیں ہے۔میری ستارہ.....''ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

''پلیز نانو، روئیں نہیں۔آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی اور امی کہاں گئی ہیں۔ہمارے دلوں میں ہمارے ذہنوں میں ہر جگہ تو موجود

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں۔ان کی یاد تو ایک پل کے لئے بھی مجھ سے جدا نہیں ہوتی۔ان کی ہنسی،ان کی آواز،ان کی باتیں سب کچھ یاد ہے مجھے۔کیا آپ بھول گئی ہیں؟ نہیں نا پھر جسم تو فانی ہوتے ہی ہیں نانو.....لیکن کوئی مرنے کے بعد بھی دلوں میں زندہ رہے تو کتنی اچھی بات ہے۔میں تو رات کو جب سونے کے لئے لیٹتی ہوں تو امی کی ایک ایک بات یاد آتی چلی جاتی ہے۔ایک کے بعد ایک جیسے کوئی برات اتری ہوئی ہو پھر میں ان کی مغفرت کی دعائیں کرتی ہوں۔انہیں دعائیں بخشتی ہوں۔اماں بی کہتی ہیں اب وہ ہماری محتاج ہیں۔پہلے انہوں نے ساری زندگی ہمیں دیا۔اب ہمیں انہیں دعاؤں کے تحفے بھیجنے ہیں۔ہمارے رونے سے انہیں کیا فائدہ ہوگا،کچھ نہیں.....لیکن ہماری دعائیں اب ان کے کام آئیں گی۔''

نانو خاموشی اور حیرت سے اس کی باتیں سنتی رہیں۔

''آپ تو ان کی ماں ہیں،انہیں معاف کر دیں۔ان کی غلطیوں کو معاف کر دیں۔''

''میں تو اس سے ناراض تھی ہی نہیں بیٹا،کوئی ماں اپنی اولاد سے زیادہ عرصہ ناراض نہیں رہ سکتی۔ناراض تو وہ ہوگئی تھی ہم سے.....اور ایسی ناراض ہوئی کہ پھر کبھی نہیں لوٹی۔''

''وہ آپ سے ناراض نہیں تھیں نانو،بس اپنی غلطی پر شرمندہ تھیں۔وہ آپ لوگوں سے مل کر معافی مانگنا چاہتی تھیں لیکن.....'' وہ اصل حقیقت بتاتے بتاتے رک گئی۔

''میں جانتی ہوں،تمہارے ابا نے اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیا ہوگا۔تمہارے نانا نے اس کی بے عزتی بھی تو بہت کی تھی جب اسے گھر بلایا تھا۔پتا نہیں بیٹا غلطی کہاں اور کس سے ہوئی۔شاید اپنی اپنی جگہ ہر شخص سے لیکن اس میں نقصان صرف میری بیٹی کا ہوا اور میرا۔ہم دونوں عمر بھر ایک دوسرے سے ملنے کے لئے تڑپتے رہے لیکن دوسروں کی ضد اور انا کی وجہ سے مل نہ سکے لیکن اپنے باپ سے کہو اب ہمیں معاف کر دے۔اب تو میری بیٹی نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر اس کا ازالہ بھی کر دیا ہے۔''

''وہ آئیں گے نانو،ضرور آئیں گے۔محبت سے کوئی کب تک منہ موڑ سکتا ہے۔پتھروں میں بھی سوراخ ہو جاتے ہیں وہ تو پھر انسان ہیں۔''

''انسان جب سنگدلی پر اترتا ہے تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت دل ہو جاتا ہے پھر اسے دوسروں کے نازک دلوں کی بھی پروا نہیں ہوتی بیٹا۔''

''ہاں نانو،آپ ٹھیک کہتی ہیں لیکن جب وہ پگھلنے پر آتا ہے تو موم سے بھی زیادہ نرم ہو جاتا ہے اور یہ محبت کی تپش ہوتی ہے جو اسے پگھلا دیتی ہے۔خیر چھوڑیں،یہ آج فاخرہ آنٹی اور شیریں آنٹی کے ہاں سے کوئی نہیں آیا۔'' اس نے موضوع تبدیل کرنے کی غرض سے پوچھا۔

''مثلاً کون؟'' وہ مسکرائیں۔

''سب لوگ۔'' وہ ان کے مسکرانے پر گڑبڑا سی گئی۔

''سبطین آنے والا ہوگا۔فاخرہ تو صبح ہی ہو کر گئی ہے۔ہو سکتا ہے شام تک ڈاکٹر ڈسچارج کر دے۔تمہارے نانا اسی وقت آئیں گے۔ڈاکٹرز سے بات بھی کرنی ہوگی۔ڈیوز بھی کلیئر کرنے ہوں گے۔''

''جی اچھا۔'' وہ کچھ سوچنے لگی۔دوپہر میں وسیط اسے یہاں چھوڑ کر گیا تھا۔اسے حیرت ہو رہی تھی کہ ابا اس کے روز یہاں آنے پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اعتراض نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ وہ خود ان سے ملنے نہیں آئے تھے لیکن انہوں نے اسے بھی آنے سے نہیں روکا تھا۔ پہلے روز کے بعد جیسے وہ اس معاملے میں بالکل چپ ہو گئے تھے۔ باسط بھائی نے بھی ان کی اس خاموشی کو غنیمت جانا تھا اور وہ چاروں بہن بھائی ان سے روز ملنے آ رہے تھے۔ سمیط کو بھی جب اس بارے میں پتا چلا تھا اس نے بہت خوشی کا اظہار کیا تھا اور نانو سے ملنے روزانہ آتا تھا۔

''السلام علیکم!'' سبطین کی زوردار آمد نے اس کی سوچوں کے سلسلے کو منقطع کر دیا تھا۔

''وعلیکم السلام..... آؤ تمہارا ہی ذکر ہو رہا تھا۔'' نانو نے مسکراتے ہوئے لہجے میں اس کے چہرے کو دیکھا جہاں عفیفہ کو وہاں پا کر رونق سی ہو گئی تھی۔ دوسرے ہی لمحے انہوں نے عفیفہ کے چہرے کو دیکھا وہ اپنے چہرے پر پھیلی سرخی کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ان کے دل میں ایک خوشی، سرشاری اور اطمینان کا سا احساس پھیل گیا۔ انہیں سبطین اپنی اچھی فطرت کی وجہ سے بہت عزیز تھا اور عفیفہ تو یہ جانے بنا ہی کہ وہ ستارہ کی بیٹی ہے انہیں بہت پیاری ہو گئی تھی اور اب جب سے انہوں نے یہ جانا تھا تو وہ انہیں اپنے دل سے کس قدر نزدیک ہونے لگی تھی۔

''کون کر رہا تھا ہمارا ذکر نانو، یہاں تو لوگ سلام کرنے تک کے روادار نہیں ہوتے'' اس نے بیٹھتے ہوئے زیرِ لب عفیفہ کی خاموشی کا شکوہ کیا۔

''وہم ہے تمہارا۔'' وہ پھر سے مسکرائیں ''میں نے تو آج کچھ اور ہی دیکھا ہے۔'' ''کیا نانو؟'' وہ دلچسپی سے مسکراتے ہوئے عفیفہ کو گڑبڑاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

''نانو آپ اپنا سوپ تو ختم کر لیں۔'' اس نے سبطین کی جانب سے پیٹھ موڑ کر سوپ کا پیالہ اٹھایا تو نانو کو بھی اس پر رحم آ گیا۔

☆

نانو اب ٹھیک ہو کر گھر آ گئی تھیں اب انہیں سبطین اور عفیفہ کی نسبت طے کرنے کی جلدی ہو رہی تھی۔

''بس اب سب سے پہلا کام یہی کرنا ہے فاخرہ۔ تم اسد میاں سے فون پر بات تو کر چکی ہو۔ کسی دن ستارہ کے گھر چلو بلکہ کسی دن کیوں آج کیوں نہیں۔''

''اتنی جلدی نہیں ممی، میں نے باسط سے بات کی تھی اس سلسلے میں۔ وہ بہت خوش ہو رہا تھا لیکن اس کا کہنا ہے کہ اس کے والد اس کے لئے ذرا مشکل سے تیار ہوں گے اور اسے پہلے ان سے بات کرنی ہو گی۔ وہ مانیں گے تب ہی ہمیں وہاں جانا چاہیے۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے ایک دم چلے جانے پر ان کا ردِعمل ہماری سوچ کے برخلاف ہو۔''

''ہاں یہ تو ہے، وہ اس بات کا بدلہ بھی لے سکتا ہے کہ اب بیٹی اس کی ہے۔ اس کی مرضی جو فیصلہ کرے۔ کبھی تمہارے نانا نے بھی تو فیصلہ اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔''

''یہی تو بات ہے ممی، اس لیے ہمیں کچھ صبر سے کام لینا چاہیے۔ باسط سمجھ دار لڑکا ہے۔ اپنے والد کو کنوینس کرے گا یقیناً پھر ہم ضرور وہاں جائیں گے۔'' فاخرہ نے انہیں امید دلائی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''کہاں جایا جارہا ہے؟'' یہ شیریں تھیں جو زویا کے ساتھ ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔

نانو کی اچانک بیماری نے کسی حد تک ان کا دل نرم کر دیا تھا۔ ویسے بھی وہ فاخرہ کے ساتھ تو ہمیشہ سے ٹھیک تھیں۔ ستارہ کے ساتھ تو شروع سے وہ ایک مقابلے کی سی فضا محسوس کرتی تھیں اور جب اس کا پلڑا بھاری پاتیں تو حسد کا جذبہ انہیں گھیرے میں لے لیتا اور وہ اس سے مزید دور ہو جاتیں۔

''ستارہ کے ہاں۔'' فاخرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور وہاں کیا رکھا ہے، کیا کریں گے ہم وہاں جا کر۔ جس سے رشتہ تھا وہ تو سالوں پہلے ہم سے سارے رشتے ناتے توڑ بیٹھی تھی پھر اسے خود کبھی ہم سے دوبارہ ملنے کا خیال تک نہیں آیا۔ ایسی بھی کیا ضد۔'' شیریں نے نخوت سے کہا تو فاخرہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ نانو بھی ان کی باتوں پر کانپنے لگیں۔

''ستارہ نہیں رہی لیکن اس کے بچے تو ہیں وہاں..... اور وہ ضدی نہیں تھی، مجبور تھی۔ اسے ہم سے نہ ملنے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ اس کے شوہر کو بخوبی احساس تھا کہ وہ اپنی ساری کشتیاں جلا کر آئی ہے اور اس کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس نے کبھی اسے ہم سے ملنے نہ دیا۔ اسی غم میں تو وہ وقت سے پہلے اس دنیا سے چلی گئی اور خدا کے لئے شیریں اب تو سب کچھ بھول جاؤ۔ وہ ہماری بہن تھی..... بہن'' فاخرہ منہ ڈھانپ کر رونے لگیں تو زندگی میں پہلی بار زویا کو اپنی ماں پر سخت غصہ آیا۔

''مما حد کرتی ہیں آپ بھی، ستارہ آنٹی کا قصور اتنا بڑا بھی نہیں تھا کہ اسے بار بار دہرایا جائے۔ پلیز فاخرہ آنٹی مت روئیں۔ میں چلوں گی آپ کے ساتھ وہاں۔'' زویا نے آگے بڑھ کر فاخرہ کو چپ کرانے کی کوشش کی تو شیریں بھی شرمندہ سی ہو گئیں۔

''میں نے کب انکار کیا ہے۔ مجھے بھی معلوم ہے وہ ہماری بہن تھی۔ اس کے بچے مجھے بھی عزیز ہیں لیکن مجھے اس شخص سے شدید نفرت ہے جس کی وجہ سے ستارہ ساری زندگی ہم سے نہ مل سکی۔''

''جو گزر گیا اس سب پر مٹی ڈالو..... لیکن میری ستارہ کے بچے کیوں ننھیال کی محبت کو ترسیں۔ فاخرہ تم جلد از جلد اس سلسلے میں عفیفہ کے باپ سے بات کرو۔ تمہارے پاپا کو میں منا لوں گی۔ وہ انکار نہیں کریں گے۔ تمہارے ساتھ ضرور جائیں گے۔'' نانو نے خود کو سنبھال کر کہا۔

''اور ویسے بھی یہ سبطین کی خواہش ہے۔ اس نے میرے آنے سے پہلے ہی ممی سے اس خواہش کا اظہار کر دیا تھا۔'' فاخرہ نے جواب دیا۔

''اور آپ لوگ مجھ سے اتنی بڑی بات چھپاتے رہے۔ ممی نے تو کبھی آج تک مجھے اپنی بیٹی ہی نہیں سمجھا۔'' شیریں تلخی سے بولیں۔

''ماں کے لئے ساری اولاد برابر ہوتی ہے شیریں۔'' فاخرہ کے لئے مزید ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔

''تم نے بھی تو آج تک ممی کو بیٹی بن کر نہیں دکھایا۔ میں دور تھی۔ ستارہ ہم لوگوں سے بالکل کٹ گئی تھی۔ بھائی ہمارا کوئی ہے نہیں تو تمہارا فرض تھا کہ ممی اور پاپا کی خبر گیری کرتیں۔ ان کا خیال رکھتیں لیکن تم نے تو مہینوں ممی کو اپنی شکل تک نہیں دکھائی۔ الٹا شکوہ کرنے بیٹھ گئیں وہ بھی غلط بات پر۔ سبطین نے ممی کو بھی ابھی چند روز پہلے ہی بتایا تھا۔ ممی کو تو معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ ستارہ کی بیٹی ہے۔ مجھے بھی اس نے یہاں آنے کے بعد بتایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ظاہر ہے وہاں جانے سے پہلے ہم تمہیں ضرور بتاتے۔تم نے ممی سے کوئی رابطہ رکھا ہوتا تو وہ تم سے اپنے دل کی بات کرتیں۔کیا یہی فرض تھا تمہارا؟''

شیریں کچھ شرمندہ سی ہوگئیں۔واقعی زندگی بھر وہ اپنی زندگی کے جھمیلوں میں اس قدر الجھ رہی تھیں کہ انہیں ماں باپ،شوہر اور اولاد کسی کا دھیان کبھی رہا کب تھا۔ان کی اپنی دلچسپیاں کیا کم تھیں لیکن یہ شرمندگی چند لمحوں کی تھی پھر انہیں بار بار زویا کا بھی خیال آ رہا تھا جو پہلے بھی یہ سن کر جذباتی سی ہوگئی تھی۔اب بھی شاید.....لیکن انہیں حیرت ہو رہی تھی کہ وہ کافی حد تک نارمل بی ہیو کر رہی تھی۔

''مجھے میرے فرائض مت یاد دلائیں،آپ لوگوں نے بھی تو کبھی مجھے اپنا نہیں سمجھا۔''

''دماغ خراب ہے تمہارا.....اور کچھ نہیں۔ہر وقت دوسروں سے بدگمان اور خفا رہنا ٹھیک نہیں ہوتا۔تمہیں چلنا ہے میرے ساتھ اور زویا نے تو ابھی مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے ساتھ ضرور جائے گی۔''

فاخرہ کافی حد تک معاملے کی تہ تک پہنچ گئی تھیں لیکن ایک تو یہ ان کے بیٹے کا فیصلہ تھا دوسرے زویا جیسی لڑکیاں انہیں بہو کے روپ میں پسند بھی نہیں تھیں۔انہوں نے ہمیشہ ایک ایسی بہو کا تصور کیا تھا جو ان کے ساتھ ان کی بیٹی کی طرح رہے۔

''کیوں زویا؟'' فاخرہ کے دوبارہ کہنے پر وہ چونکی۔

''جی آنٹی ضرور کیوں نہیں۔'' اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔اب وہ ایسی گری پڑی بھی نہیں تھی کہ خود کو زبردستی پیش کرے۔

''کیا تمہیں عفیفہ پسند نہیں ہے؟'' فاخرہ نے شیریں کے چہرے پر پھیلی ناراضی کو اچھی طرح محسوس کر لیا تھا۔

''میری ناپسند کا کیا سوال ہے۔بیٹا آپ کا ہے،جب اسے عفیفہ پسند ہے تو.....لیکن سوچ لیجئے۔وہ ایک سیدھی سادی بے وقوف سی لڑکی ہے کیا وہ ہم لوگوں میں گھل مل جائے گی۔چار لوگوں میں بیٹھ کر ڈھنگ سے بات تک تو کر نہیں سکتی وہ۔'' انہوں نے نخوت سے کہا۔

''مجھے اسے چار لوگوں میں بٹھا کر بات کروا کر کیا کرنا ہے۔میرے لئے زیادہ اہم یہ ہوگا کہ وہ ہم لوگوں کو اہمیت دے پھر جب اتنی ہائی کلاس کی لڑکی ایک چھوٹے سے گھرانے میں ایڈجسٹ کر سکتی ہے تو ایک چھوٹے سے گھرانے کی لڑکی ہماری کلاس میں کیوں خود کو ایڈجسٹ نہیں کر سکتی۔میرا ایک ہی بیٹا ہے شیریں،میں کسی اونچے گھرانے کی ماڈرن سی لڑکی لانے کا تجربہ نہیں کر سکتی۔مجھے ایک گھر بنانے والی بہو چاہیے اور سب سے بڑھ کر یہ سبطین کا فیصلہ ہے۔میرے لئے اس کی پسند ہر بات سے اہم ہے۔'' فاخرہ نے کھل کر بات کر کے گویا بات ہی ختم کر دی۔

زویا سر جھکائے سوچ رہی تھی ''مما کاش آپ نے بھی میری تربیت ایسی کی ہوتی کہ فاخرہ آنٹی اور سبطین جیسے شخص کی نظرِ انتخاب مجھ پر پڑتی۔''

☆

''شکر ہے کہ یہ مسئلہ بھی حل ہوا جان چھوٹی۔'' نوین نے اسے بتایا تو اسے بھی ایک سکون محسوس ہوا ورنہ شہزاد کے بارے میں سوچ سوچ کر تو اس کے بھی ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے۔

''ابو نے بھی اس بار بڑا اچھا کام کیا ہے۔ایک مہینے بعد چلے جائیں گے وہ پھر دو تین سال سے پہلے تو واپس نہیں آتے۔''

''توبہ ہے نوین،اپنے بھائی کے جانے پر کس قدر خوش ہو تم۔'' عفیفہ کو ہنسی آ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''تو بھائی بھی تو ایسا نہ ہو کسی کا، سمجھا سمجھا کر تھک گئے سب تمہارے عشق کا بھوت اترتا ہی نہیں تھا ان کے سر سے۔ آخری کارکردگی بتاؤں ان کی اگر میں تو تم سر پیٹ لوگی۔ یقین ہی نہیں آئے گا تمہیں کہ کوئی اس حد تک بھی جا سکتا ہے۔''

عفیفہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

''موصوف کہیں سے پڑھا ہوا نمک لے آئے تھے تمہارے لیے۔ وہ تو میں نے وقت پر پکڑ لیا ورنہ ہو سکتا تھا آج تم ہماری بھاوج ہوتیں۔''

وہ مزے سے بتا رہی تھی۔ عفیفہ کی تو جیسے سانس ہی رک گئی۔

کیسے کیسے انکشافات کر رہی تھی وہ۔

''اس دن تو ابو نے انہیں سخت بُرا بھلا کہا۔ بہت دنوں سے کوششوں میں لگے ہوئے تھے وہ انہیں باہر بھجوانے کی۔ اب ایک مہینے بعد وہ امریکا چلے جائیں گے۔ ابو کے ایک دوست ہیں وہاں انہوں نے بلوا لیا ہے انہیں لیکن میں سوچتی ہوں کہ اب وہاں کی گوریوں کی خیر نہیں ہے۔'' اس کا انداز بدستور تھا۔ عفیفہ کے چہرے پر پھر سے مسکراہٹ دوڑ گئی۔

ایسے ہی لوگ تو زندگی کا حسن قائم رکھے ہوئے ہیں۔ جن سے مل کر انسان اپنے دکھ اور غم سب بھول جاتا ہے۔ نوین ایسی ہی تھی۔

''اور تم سناؤ، تمہاری نئی خالہ اور وہ ان کے بیٹے کیسے ہیں؟''

''بالکل ٹھیک ہیں۔ فاخرہ خالہ کا فون بھی آیا تھا صبح۔ وہ بضد ہیں کہ میں ان کے ہاں آؤں لیکن تمہیں ابا کے موڈ کا تو پتا ہے۔ نانو سے ہاسپٹل ملنے جانے تک تو انہوں نے برداشت کیا لیکن اب ان کے گھر یا فاخرہ خالہ کے گھر ہم لوگ جائیں..... شاید وہ اسے پسند نہ کریں۔''

''ارے واہ! کیوں نہیں کریں گے تم لوگ بلاوجہ ڈرتے رہنا ان سے۔ مجھے یقین ہے کہ باسط بھائی چاہیں تو اس بات کے لئے بھی انہیں کنوینس کر سکتے ہیں، وہ یقیناً مان جائیں گے۔''

''پتا نہیں شاید..... اللہ کرے ایسا ہو جائے۔ فاخرہ خالہ کہہ رہی تھیں کہ وہ نانو کے ساتھ ہمارے گھر آئیں گی۔ تب شاید ابا کو اپنی زیادتی کا احساس ہو۔''

''کہیں اپنے بیٹے کا رشتہ تو لے کر نہیں آ رہیں وہ.....؟'' نوین نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا۔

''پتا نہیں۔'' اس نے نظریں چرا لیں ''ایسا کوئی ارادہ انہوں نے ظاہر تو نہیں کیا۔ تم تو بے پر کی اڑاتی رہتی ہو۔''

''دیکھ لینا وقت آنے پر..... ان کے بیٹے کے ارادے ٹھیک نظر نہیں آ رہے مجھے، جب یہ بات سچ ہو جائے تو مان لینا۔''

جواباً عفیفہ خاموش رہی۔

''اور تم..... تمہاری اپنی کیا سوچ ہے اس بارے میں۔ ویسے تو مجھے معلوم ہے۔ صاف صاف نام لکھا ہے ان موصوف کا تمہارے چہرے پر۔'' وہ مسکرائی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''فضول میں۔''

''اب تم حقیقت سے نظریں چراؤ تو اور بات ہے۔'' وہ ایک دم سنجیدہ ہوئی'' ویسے اس میں کوئی برائی بھی نہیں۔ سبطین ایک اچھا شخص ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم جیسی لڑکی اس کے ساتھ خوش رہے گی۔ ورنہ کوئی تیز طرار شخص تو..... مجھے معلوم ہے تم میں بہت حوصلہ ہے لیکن ضرورت سے زیادہ حوصلہ دکھانے والے لوگ اندر سے کھوکھلے ہو جاتے ہیں اور میری دعا ہے کہ تم اب اندر سے، دل سے خوش رہو۔'' نوین نے خلوص سے اس کے ہاتھ تھام لیے اور وہ چپ چاپ بیٹھی اس کا بے ریا چہرہ دیکھتی رہی۔

☆

فاخرہ کا ٹیلی فون ابا نے ہی اٹینڈ کیا تھا۔ اس روز اتوار تھا اور تقریباً سب ہی سو رہے تھے۔ انہوں نے اپنا تعارف کرایا تو وہ خاموش کھڑے رہ گئے۔

''دیکھیے خاور جو بیت گیا اسے بھول جائیں اور اب تو وہ بھی نہیں رہی جس کی وجہ سے آپ کے اور پاپا کے درمیان نظریاتی اختلافات تھے لیکن اب ہم سب اس کے بچوں سے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ ممی پچھلے دنوں سب جان کر موت کے منہ سے پلٹ کر آئی ہیں۔ وہ ستارہ کے بچوں سے ملنا چاہتی ہیں۔''

جواباً صرف اتنا بولے'' گڑے مردے اکھاڑنے سے تعفن پھیلتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب ان سب باتوں کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی۔''

''گنجائش نکالی جاتی ہے۔'' فاخرہ نے ہمت نہیں ہاری'' میں یہاں پاکستان میں نہیں تھی ورنہ بہت پہلے یہ کوشش کر چکی ہوتی۔ شروع شروع میں تو آپ کی اور پاپا کی ضد نے ہمیں مجبور کیے رکھا لیکن گوشت سے ناخن کبھی جدا نہیں ہوتا۔ ممی ساری عمر ستارہ کے غم میں گھلتی رہی ہیں لیکن پاپا کی ناراضی کے خوف سے اندر ہی اندر گھٹتی رہیں۔ ستارہ آپ کے ڈر سے خاموش رہی ورنہ تو کیا سگے رشتے یوں ٹوٹ جاتے ہیں؟''

''آج اتنے سالوں بعد آپ کو اس کا خیال کیوں آ رہا ہے'' ابا کا لہجہ طنزیہ ہو گیا لیکن فاخرہ نے نظر انداز کر دیا۔

''اسی کا دکھ رہے گا ہمیں زندگی بھر، کاش ستارہ کی زندگی میں ہم یہ پیش رفت کر لیتے لیکن.....'' ان کی آواز لمحہ بھر کو بھرائی لیکن اگلے ہی لمحے انہوں نے خود کو سنبھال لیا۔

''بعض مرتبہ کسی ایک یا دو انسانوں کی بے جا ضد اور انا ہمیں مجبور کر دیتی ہے۔ ہم بھی مجبور تھے لیکن وقت آہستہ آہستہ خود راستہ بناتا ہے۔ اتنے سال گزر گئے، پاپا کے کندھے بھی جھک گئے ہیں۔ پہلے بیٹی کی ناراضی، اس سے دوری اور اب اس کی بے وقت موت نے انہیں ڈھا دیا ہے۔ پلیز آپ بھی سارے اختلافات بھول جائیں اور ہمارے بچوں کو ہم لوگوں سے ملنے دیں۔ شاید ان کی محبتیں، ان کے چہرے اس غم کو بھلانے میں مرہم ثابت ہو سکیں جو زندگی نے ہمیں لگا دیا ہے۔''

''بچے ملنا چاہیں تو ان کی مرضی لیکن مجھ سے آپ کوئی توقعات مت رکھیے گا۔'' ان کی آواز میں سرد مہری تھی لیکن فاخرہ کے لئے اتنا ہی کافی تھا۔

☆

باسط..... جونہی سو کر اٹھے ابا نے انہیں فاخرہ کے فون کے بارے میں بتایا اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ وہ ان کی یہاں بار بار آمد کو برداشت نہیں کریں گے۔ ان لوگوں کو اگر اپنے ننھیال والوں سے تعلق ضرور ہی جوڑنا ہے تو وہیں جا کر مل آئیں۔

''ابا اب جب آپ نے اپنے دل میں اتنی گنجائش نکال ہی لی ہے تو مزید اس کے لیے بھی نکال لیں۔'' باسط..... نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

''بس..... اتنا کافی ہے میرے خیال میں۔'' وہ قطعی لہجے میں کہہ کر اخبار میں منہ گھسا کر بیٹھ گئے۔

''چلو، واقعی فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گا۔'' انہوں نے خود کو تسلی دی اور کچن میں عفیفہ کے پاس چلے آئے۔ وہ ناشتا بنا رہی تھی۔ ان کی آہٹ پر چونکی۔

''اٹھ گئے آپ باسط بھائی، پلیز سمیط بھائی اور وسیط کو بھی اٹھا دیں۔ سارا ناشتا ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔''

''ان دونوں کو اٹھانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔ اٹھ جائیں گے خود ہی۔ تم، ایک اہم خبر سنو صبح فاخرہ آنٹی کا فون آیا تھا۔ ابا نے اٹینڈ کیا تھا۔''

''واقعی!'' وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔

''ابا سے انہوں نے یہاں آنے کی اجازت مانگی تھی۔ نانو بھی آنا چاہتی ہیں۔ پتا نہیں دونوں میں اور کیا باتیں ہوئیں۔ فی الحال ابا نے انہیں آنے سے منع نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے آج ہی شام تک آ جائیں وہ لوگ..... یا پھر ایک دو دن میں۔'' باسط بھائی کی آواز میں جوش تھا۔

''مجھے یقین نہیں آتا..... اور اگر واقعی ایسا ہے تو..... کتنا اچھا ہوگا نا باسط بھائی اگر ہم لوگ ان سب سے ملنے جلنے لگیں۔''

''ہاں عافی سگے رشتوں سے کٹ کر کوئی کب تک رہ سکتا ہے۔ ابا بھی کچھ عرصہ ناراض رہیں گے پھر مان ہی جائیں گے۔ بس ایک ہی خیال بار بار آتا ہے کہ کاش امی زندہ ہوتیں لیکن..... اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں وہی جانتا ہے۔''

''ہاں۔'' اس کے حلق میں جیسے آنسوؤں کا پھندا سا لگنے لگا تو اس نے اپنے آنسو باسط بھائی سے چھپانے کی غرض سے پیٹھ موڑ لی۔ امی آج کل اسے ہر ہر موڑ پر یاد آ رہی تھیں۔

''وہ ہوتیں تو کس قدر خوش ہوتیں۔ ان کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگتیں۔ ان کے بجھے بجھے چہرے پر پھر سے مسکراہٹیں لوٹ آتیں۔'' وہ پھر سے ایک ہی بات سوچنے لگی تھی۔

باسط بھائی کچھ اور باتیں کر کے واپس چلے گئے تھے اور وہ ناشتا بناتے ہوئے، سمیط اور وسیط کو اٹھاتے ہوئے اور سب کو ناشتا سرو کرتے ہوئے مسلسل اسی موضوع پر سوچے جا رہی تھی۔

ابا کے سامنے ناشتا رکھتے ہوئے اس نے دزدیدہ نظروں سے انہیں دیکھا۔ وہ انتہائی سنجیدہ نظر آ رہے تھے۔ ماتھے کی شکنیں جو کچھ عرصے سے غائب ہو گئی تھیں۔ آج پھر سے نظر آ رہی تھیں۔

وسیط اور سمیط کسی بحث میں الجھے ہوئے تھے۔ جبکہ باسط بھائی خاموشی سے ناشتا کرنے میں مصروف تھے۔

خود وہ چپ چاپ اپنا ناشتا لے کر وہیں آ کر بیٹھ گئی تھی لیکن بمشکل ایک دو نوالے حلق سے اتار سکی تھی اور چائے کا کپ تھامے آہستہ آہستہ اسے ختم کر رہی تھی۔

''آج ہماری بہن بہت خاموش نظر آ رہی ہے خیریت؟'' سمیط نے اس کی خاموشی کو محسوس کر لیا تھا۔

اس کی بات پر ابا نے چونک کر سر کو اٹھایا۔ وہ ان کے بالکل سامنے والی کرسی پر بیٹھی تھی۔ پتا نہیں ان کے دل کو کیا ہوا وہ ایک ٹک اسے دیکھے گئے۔

وہ بالکل ستارہ کی مشابہت لے کر اس دنیا میں آئی تھی۔ ویسی ہی شکل وصورت، وہی عادات، وہی چپ رہنے کی ادا اور ویسی ہی دوسروں کی خدمتیں کرنا۔ کبھی کبھی جب وہ اس کے ساتھ کوئی زیادتی کرتے تو اندر سے کوئی انہیں کھرکتا

(''خاور سعید، کیوں کرتے ہو تم ایسا۔ یہ تمہاری بیٹی ہے، تمہاری محبتوں کی حق دار۔ ستارہ کے کیے کی سزا تم اسے کیوں دے رہے ہو؟''

لیکن اگلے ہی لمحے وہ پھر سے پتھر دل ہو جاتے

''ستارہ کو اس کے ماں باپ نے بے جا آزادی دے رکھی تھی۔ تبھی تو وہ اس کا فائدہ اٹھا کر ان کی عزت کی پروا کیے بنا انہیں چھوڑ آئی۔ لڑکیوں کو اس قدر آزادی دینے کا یہی انجام ہوتا ہے۔ عورت دبا کر رکھے جانے والی ہستی ہے تاکہ زندگی کے کسی موڑ پر وہ سر اٹھا کر اپنے گھر والوں کے لئے شرمندگی کا باعث نہ بن سکے۔'')

لیکن ان کی عفیفہ تو ایسی نہیں تھی۔ اس نے ساری زندگی اپنی ہستی کو بھلا کر ان کی ہر بات مانی تھی۔ تعلیم سے لے کر زندگی گزارنے کے ہر ہر مرحلے تک وہ ان کی تابع رہی تھی۔ اس نے کبھی انہیں کسی شکایت کا موقع نہیں دیا تھا پھر انہوں نے آج تک اسے اپنی محبتوں سے محروم کیوں رکھا تھا کیوں زندگی بھر اپنے خود ساختہ خول میں بند رہے تھے۔

''عفیفہ، یہاں آؤ میرے پاس۔'' انہوں نے اچانک کہا تو سب ہی چونک گئے۔ خود عفیفہ کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ اب اس سے ایسی کیا غلطی ہو گئی تھی۔ اس کے خوف کو ابا نے لمحے بھر کو محسوس کیا پھر خود ہی اٹھ کر اس کے پاس آئے۔ وہ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

''مجھے معاف کر دینا بیٹا۔'' انہوں نے اپنا ہاتھ شفقت سے اس کے سر پر رکھا تو وہ جیسے پتھر کی بن گئی تھی۔

''میں نے زندگی بھر تمہارے ساتھ..... تم سب کے ساتھ بہت زیادتیاں کی ہیں۔ تمہیں اپنی شفقت و محبت سے محروم رکھا ہے۔ مجھے اس جرم پر معاف کر دینا۔'' ان کی آواز نم ہو گئی تھی۔

وہ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں انہیں دیکھ رہی تھی۔

''ایسا مت کہیں ابا جی، سب ٹھیک ہے۔'' باسط بھائی اٹھ کر نزدیک آئے۔ ابا بغیر آواز کے رو رہے تھے۔

''میں نے بڑی زیادتی کی تم لوگوں کے ساتھ۔ تمہاری ماں کے کیے کی سزا تم سب کو دی۔ میرے اندر جیسے نرمی اور شفقت ختم ہو گئی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے زندگی بھر یہ احساس رہا کہ لوگ مجھے کن نظروں سے دیکھتے ہیں۔ یہ بھول گیا کہ مجھے اپنے بچوں کو کن نظروں سے دیکھنا چاہیے۔ ایک محبت سے بھرپور.....ایک باپ کی سی نظر۔"

"کوئی بات نہیں ابا جی، آپ ہمیں تب بھی بہت پیارے ہیں۔ ہمیں کچھ یاد نہیں۔ صرف یہ یاد ہے کہ آپ ہمارے باپ ہیں۔" باسط بھائی نے دونوں بھائیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور وہ سب کے سب ان سے لپٹ گئے۔

☆

ابا کے بدلتے ہی جیسے گھر میں ایک رونق سی اتر آئی تھی۔ وسیط تو صبح سے گنگناتا پھر رہا تھا۔ آج سمیط بھی گھر پر تھا اور اس کی مسکراہٹوں کو خوش ہو کر دیکھ رہا تھا۔ دوپہر کا کھانا بڑے خوشگوار موڈ میں کھایا گیا۔

بس ایک وہی تھی جو خوش تو تھی لیکن ایک اداسی جو اندر تک اتر گئی تھی اس کا کیا کرتی۔ ہزار وہ مسکرانا چاہتی تھی لیکن امی کی یادیں ہی پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔

شام کی چائے بناتے ہوئے اپنا دھیان اِدھر اُدھر لگا رہی تھی کہ کال بیل کی آواز پر جیسے اس کا دل تھم سا گیا۔ صبح سے وہ نانو کی آمد کی منتظر تھی اور ابا کا رویہ ان کے ساتھ کیسا ہوتا۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

دروازہ شاید سمیط بھائی نے کھولا تھا یا وسیط نے.....لیکن کچھ ہی دیر بعد برآمدے سے کئی لوگوں کے بولنے کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ چولھا بند کر کے باہر نکل آئی۔ سامنے ہی نانو تھیں جو باسط بھائی کو گلے سے لگائے رو رہی تھیں۔ ساتھ ہی فاخرہ، سبطین بھائی اور وسیط تھے۔

"عافی، میری بچی۔" نانو نے اسے بھی لاؤنج کے دروازے پر کھڑے دیکھ لیا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور ان سے لپٹ گئی۔ نانو کی حالت پھر سے غیر ہونے لگی تھی۔

"میری ستارہ.....میری بیٹی، کہاں چلی گئی وہ۔ اپنی ماں سے ایک بار تو مل لیتی۔"

"نانو پلیز، آپ اندر آئیں۔ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔ ایسے مت کریں۔" سبطین انہیں سمجھا رہا تھا۔

پھر باسط بھائی کو نانو کو اندر لے جانے کے اشارے کرنے لگا۔ باسط نے خود کو سنبھالا اور ان کا ہاتھ تھام کر اندر لانے لگے۔

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی ان کے چہرے کا رنگ لمحہ بھر کے لئے بدلا۔ ابا اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہونٹ بھینچے سب دیکھ رہے تھے۔

"ابا یہ نانو ہیں یہ فاخرہ خالہ، سبطین سے تو آپ مل ہی چکے ہیں۔" انہوں نے دبے لفظوں میں سب کا تعارف کروایا۔

"ہاں۔" انہوں نے سنجیدگی سے جواب دیا اور اسی خاموشی سے اپنے کمرے میں پلٹ گئے۔

ان کے کمرے کا دروازہ بند ہوا تو سب چونکے۔ چاروں بہن بھائیوں کو شرمندگی نے گھیر لیا۔ انہیں یہ تو معلوم تھا کہ ابا ان سب سے اچھی طرح نہیں ملیں گے لیکن صبح کی تبدیلی سے انہیں ایک امید سی ہو چلی تھی کہ شاید اب وہ نانو وغیرہ کے لئے بھی ساری کدورتیں بھلا دیں گے لیکن اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وقت کے ان کے رویے نے ان کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

''آئی ایم سوری نانو، دراصل.....'' باسط صفائیاں پیش کرنے لگے'' کچھ وقت لگے گا پھر انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''کوئی بات نہیں بیٹا، ہم سب باتوں کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو کر آئے ہیں۔'' فاخرہ زبردستی مسکرائیں۔''ہمیں اپنی ستارہ کے بچوں سے تعلق جوڑنا ہے۔ ہر حال میں، ہر قیمت پر۔ کسی کا رویہ ہماری اس کوشش پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔''

''میرا دل گواہی دیتا تھا۔ مجھے خبر ہو گئی تھی کہ یہ میری ستارہ کے بچے ہیں۔ میں سبطین سے بار بار کہتی تھی لیکن یہ ٹال جاتا تھا۔ میرے دل کی گواہی سچی نکلی۔ عافی تو بالکل ستارہ کی طرح ہے۔ میں تو خود حیران ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا کسی سے اتنا مشابہ ہو سکتا ہے پھر میرا دل..... یہ بار بار تم لوگوں کے لئے ہمکتا تھا۔ یہ خون کی کشش تھی۔'' نانو گلوگیر لہجے میں اپنے چہرے پر گرتے آنسوؤں سے بے خبر کہے جا رہی تھیں۔

''میں تو خود حیران ہو جاتا تھا اس بات پر کہ آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے لیکن جب تک ممی پاکستان نہیں آ جاتیں میں آپ کو حقیقت نہیں بتا سکتا تھا۔'' سبطین نے کہا۔

''آیئے اندر بیٹھتے ہیں۔'' باسط بھائی نے انہیں اٹھانا چاہا۔ وہ لاؤنج میں رکھے تخت پر بیٹھ گئی تھیں۔

''نہیں، میں یہاں ٹھیک ہوں۔ مہمان تو نہیں ہوں۔'' وہ زبردستی مسکرائیں'' یہ میری ستارہ کا گھر ہے۔ وہ یہاں بیٹھتی ہو گی۔ یہاں چلتی پھرتی ہو گی..... لیکن اب.....''

وہ کہتے کہتے رک گئیں'' تم لوگوں نے ماں کے بغیر اتنا لمبا عرصہ کس طرح گزارہ ہو گا اور میں بدنصیب نہ تم لوگوں کا بچپن دیکھ سکی نہ زندگی کی مشکلات میں تمہارا حوصلہ بن سکی۔ مجھے معاف کر دینا بچو۔''

''نہیں نانو ایسا مت کہیں'' اب کی بار وسیط ان کے قدموں کے پاس بیٹھ گیا تھا'' اس میں پتا نہیں کس کا قصور تھا لیکن اب..... اب ہمیں سب کچھ بھلا کر ملنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ امی کی روح بہت خوش ہو گی۔''

''سمیط وہ چیئر یہاں اٹھا لاؤ۔'' باسط بھائی سمیط کو اشارہ کیا پھر خود بھی اس کے ساتھ لاؤنج میں رکھی ایزی چیئر اٹھا کر وہیں تخت کے پاس لا کر رکھنے لگے۔

سبطین نے عفیفہ کے چہرے پر ایک نظر ڈالی۔ وہ کس قدر خاموش نظر آ رہی تھی۔

اس کے دل کو ایک تکلیف دہ احساس نے گھیر لیا۔ وہ تو اس لڑکی کے سارے دکھ سمیٹ لینا چاہتا تھا۔ اپنی بھرپور رفاقت سے اس کی ذات کو اتنی خوشیاں دینا چاہتا تھا کہ وہ اپنے سارے غم بھول جائے مگر وہ آنے والے وقت کے خدشات میں گھری رہتی تھی۔

''بس اب وقت آ گیا ہے عفیفہ بیگم کہ آپ اپنے سارے خدشوں کو بھلا کر میری پناہ میں آ جائیں۔'' وہ بے اختیار ہی مسکرا دیا۔

''خیریت، آپ کیوں اکیلے اکیلے مسکرائے جا رہے ہیں؟'' وسیط کی اچانک اس پر نظر پڑ گئی تھی۔

''ہاں کچھ نہیں۔'' وہ گڑبڑا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''عافی اچھی سی چائے ہو جائے۔'' باسط بھائی کے کہنے پر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''نہیں بیٹا رہنے دو، میری بچی کو میرے پاس سے مت اٹھاؤ۔'' نانو نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

''سب مل کر پئیں گے نانو، پہلی بار کیا آپ اپنی بیٹی کے گھر ایک کپ چائے بھی نہیں پئیں گی۔''

باسط بھائی کے جملے نے انہیں خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیا۔

☆

اس روز ابا ان سب کے جانے کے بعد اپنے کمرے سے نکلے تو ان کے چہرے پر وہی ازلی خشونت پھر سے عود کر آئی تھی۔ وہ سب ان سے نظریں چرائے پھرتے رہے۔ فی الحال انہیں نہ چھیڑنا ہی مناسب تھا لیکن دوسرے دن شام میں فاخرہ کا پھر سے فون آ گیا۔ باسط نے ابا کو بلایا تو انہوں نے ماتھے پر ہزاروں سلوٹیں لیے ریسیور تھام لیا۔

''دیکھیے خاور، جو بیت چکا اسے بھلانے کی کوشش کریں۔ یقیناً زیادتی آپ کے ساتھ بھی ہوئی ہے لیکن ہم سب خدا تو نہیں ہیں۔ غلطیاں ہم ہی سے ہوتی ہیں لیکن اب ہمیں بچوں کی خاطر سب کچھ بھول جانا چاہیے۔'' دوسری طرف فاخرہ بول رہی تھی۔

وہ خاموشی سے سنتے رہے۔

میں، ممی اور پاپا آپ کے ہاں پھر سے آنا چاہتے ہیں۔''

''کس سلسلے میں.....؟'' ان کا لہجہ پتھروں جیسا سخت ہو گیا۔ انہیں فیض صاحب کا برسوں پرانا رویہ یاد آ گیا تھا۔ کس قدر طنز تھا ان کی آواز میں۔

''کیا ہے تمہارے پاس۔ کیا دے سکو گے تم میری بیٹی کو۔ وہ نازوں میں پلی ہے۔ تم نے سوچا ہو گا کہ اس کے ذریعے تم وہ کچھ حاصل کر سکو گے جو تمہارے پاس نہیں ہے۔'' خاور کا چہرہ ان کی باتوں پر سرخ ہو گیا تھا۔

''آپ غلط سمجھ رہے ہیں مجھے سوائے ستارہ کے کسی چیز سے غرض نہیں ہے۔''

''جھوٹ بول رہے ہو تم۔ تم نے سوچا ہو گا اس کے ساتھ ساتھ تمہیں ایک اچھی نوکری، گھر اور بہت کچھ مل جائے گا اور تم بہت سی مشکلات سے بچ جاؤ گے۔ تم جیسے ہزاروں نوجوان زندگی کو آسان بنانے کے لئے ایسا ہی شارٹ کٹ اختیار کرتے ہیں مگر اس بھول میں مت رہنا کہ میں تمہاری یہ کوشش کامیاب ہونے دوں گا۔''

''مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے آپ کی اس دولت سے.....اور رہی آپ کی بیٹی تو وہ خود میری جانب بڑھی تھی۔'' وہ غصے میں کھڑا ہو گیا تھا ''اگر اسے سنبھال سکتے ہیں تو سنبھال لیں لیکن یہ میرا دعویٰ ہے کہ وہ واپس نہیں پلٹے گی اور آپ.....تمام عمر اس بات کا ماتم کرتے رہیں گے۔'' اس کے چہرے پر ایک زعم تھا۔ ان کی بیٹی پر مکمل اختیار حاصل کر لینے کا زعم۔ وہ چند لمحوں کے لئے ساکت کھڑے رہ گئے تھے۔

''وہ میری بیٹی ہے۔ میری بیٹی!'' اگلے ہی لمحے انہوں نے خود کو سنبھال کر یقین سے کہا تھا ''تم اس کے لئے کتنے بھی اہم سہی.....لیکن وہ اپنے باپ کی محبتوں اور حکم سے نظریں نہیں چرا سکتی۔ تم جیسے ہزاروں لڑکے اس کے طالب ہیں لیکن میں اس کے لئے ایک اچھے اور مکمل لڑکے کا

انتخاب کروں گا۔تم جیسے ادھورے،مٹ پونجیے شخص کا نہیں۔جس کے پاس میری بیٹی کو دینے کے لئے آسائشیں تو کیا محبت اور عزت تک نہیں ہے۔"

"یہی تو آپ کی غلطی ہے۔روک لیجئے گا اسے کہ میرے گھر میں بھی اس کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔" وہ طنزیہ کہہ کر اٹھ گیا تھا۔

اور آج انہیں وہ ساری باتیں یاد آرہی تھیں۔

"پلیز خاور،گزری باتوں کو نظر انداز کردیں۔اگر آپ اجازت دیں تو کل ہم آپ کے ہاں آنا چاہتے ہیں۔ہماری خواہش ہے کہ سبطین کے لئے عفیفہ کا ہاتھ آپ سے مانگیں۔اس طرح ہمارے دلوں سے وہ پرانی کدورتیں بھی دھل جائیں اور ہم لوگوں کے تعلقات پھر سے استوار ہو جائیں گے۔نیا رشتہ اس پرانے رشتے پر جمے زنگ کو صاف کردے گا۔"

"اپنے والد سے پوچھ لیا آپ نے،ایک معمولی شخص کی بیٹی اور ایک ملیئر کا نواسا۔بہت بے جوڑ سا رشتہ ہوگا اور بے جوڑ رشتے انہیں کچھ زیادہ بھاتے نہیں ہیں۔" ابا کو تو جیسے برسوں پرانے اپنے زخموں کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا تھا۔

"میں نے ابھی کہا نا خاور کہ پچھلی باتیں بھول جائیں۔عفیفہ مجھے بہت پسند آئی ہے پھر وہ میری بہن کی بیٹی ہے۔بہن بھی وہ جو مجھے بہت پیاری تھی۔اس طرح ستارہ پھر سے ہم لوگوں کی زندگی میں شامل ہو جائے گی۔میں نے سبطین کے فادر سے بھی بات کر لی ہے۔انہیں بھی کوئی اعتراض نہیں۔بس آپ کی رضا چاہیے۔اگر آپ اجازت دیں تو کل شام کو ہم لوگ آپ کے گھر آجائیں اور اگر آپ کچھ وقت چاہیں تو وہ بھی آپ لے لیں لیکن میں ایک بار پھر کہوں گی کہ بیتی باتوں کو بھلا دیں۔"

"آپ کل شام میں آجائیں....." ابا کی بات نے انہیں لمحے بھر کے لئے حیران کردیا تھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ حیرت کو بھلا کر خوش ہوگئیں۔

"او کے.....پھر ہم کل شام کو آرہے ہیں۔تھینک یو خاور،یو آر سو نائس۔" اور ابا اپنی تعریفوں سے بے نیاز کچھ اور ہی سوچ رہے تھے۔

☆

باسط کو ابا نے ان لوگوں کی آمد کے بارے میں بتادیا تھا۔وہ تو جیسے یہ سنتے ہی کھل اٹھے تھے۔

"میں کہتا تھا نا ابا،عافی کے لئے کوئی اور بے حد اچھا رشتہ بھی آسکتا ہے،شکر ہے کہ آپ نے ابھی اماں بی کو جواب نہیں دیا۔"

ابا جواباً خاموش رہے تھے۔

دوسرے دن صبح آفس جانے سے پہلے باسط نے عفیفہ کو بتایا تو وہ حیرانی سے انہیں دیکھنے لگی "تم نوین کو بلا لینا۔رات کو کھانا وہ لوگ یہیں کھائیں گے۔میں نانو کو فون کردوں گا۔جو چاہیے وہ وسیط سے منگوالینا۔مجھے آفس آج جلدی پہنچنا ہے لیکن شام میں جلدی آجاؤں گا۔" اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا تو وہ نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے۔

"پریشان کیوں ہو رہی ہو،ابا میں تبدیلی تو تم دیکھ چکی ہو۔سب ٹھیک ہو جائے گا انشاء اللہ۔نانا جان پہلی بار ہمارے ہاں آئیں گے۔کوئی کسر نہیں رہنی چاہیے۔کہو تو کچھ چیزیں بازار سے منگوالوں؟"

"نہیں باسط بھائی،یہ بات نہیں ہے۔وہ سب میں کرلوں گی۔بس مجھے تو ابا جی کی طرف سے ڈر لگ رہا ہے۔انہوں نے نانو کے ساتھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جیسا سلوک کیا۔ ویسا ہی نانا جان کے ساتھ کیا تو وہ پھر سے خفا نہ ہو جائیں۔ اتنی مشکل سے تو ان کی ناراضگی ختم ہوئی ہے۔"

"اللہ پر چھوڑ دو سب کچھ۔ پہلے سے سوچ سوچ کر پریشان ہونا، مسئلے کا حل نہیں ہوتا پھر نانا جان بھی جانتے ہیں کہ ابا اس معاملے میں کیسے ہیں۔ وہ ذہنی طور پر تیار ہوں گے اور ہم لوگ بھی تو ہیں۔ ہم ان سے اتنی اچھی طرح ملیں گے کہ اگر ابا کا رویہ نامناسب بھی ہوا تو وہ اتنا محسوس نہیں کریں گے۔ ویسے بھی انہیں آنے تو دو۔ ہوسکتا ہے ابا ویسا بی ہیو نہ کریں بس ہماری طرف سے کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے۔"

"نہیں ہوگی انشاء اللہ۔" وہ بمشکل مسکرائی۔

ان کے جاتے ہی اس نے وسیط کو چیزوں کی لسٹ تھما کر مارکیٹ بھیجا اور خود فون کر کے نوین کو بلا لیا۔ وہ جلدی جلدی اپنے حصے کے کام نمٹا کر چلی آئی۔

"توبہ ہے عافی، خیریت تو ہے، کچھ بتایا بھی نہیں "بس فوراً آجاؤ" حکم نامہ جاری کر دیا۔ کیا غلطی سے تمہارے سسرال والے آرہے ہیں؟"

"نہیں، وہ نانو، نانا جان، فاخرہ خالہ، شیریں آنٹی اور ان کی فیملی وغیرہ سب آرہے ہیں رات کے کھانے پر۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اکیلے کیسے کروں.....اور کہاں سے شروع کروں۔"

"ہاں تو پھر نہیں کیوں کہہ رہی ہو۔ سسرال والے ہی ہوئے نا؟" وہ بھرپور طریقے سے مسکرائی "رشتہ لے کر آرہے ہیں تمہارے اس ہینڈسم کزن کا؟"

"پلیز نوین۔" وہ چڑ سی گئی۔ "میں پہلے ہی پریشان ہوں۔"

"لو بھلا۔" نوین سنجیدہ ہوگئی "اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ ایک دن تو یہ ہونا ہی تھا۔ میں نے تو اول روز سے سبطین کی آنکھوں میں تمہارا نام پڑھ لیا تھا پھر یہ تو خوشی کی بات ہے۔ تمہاری فاخرہ خالہ سے میں ہاسپٹل میں ملی تھی۔ بہت بھلی خاتون ہیں۔ تمہیں محبت سے رکھیں گی۔"

"اور ابا.....ابا کو نہیں جانتیں تم۔ ابھی تو صرف ان کی آمد پر ان کا یہ رویہ ہے۔ اگر ایسا ہوا تو ایک آفت آجائے گی۔ پتا نہیں وہ ان لوگوں سے کیسا سلوک کریں اور میں ان لوگوں کی محبتوں کو پھر سے کھونا نہیں چاہتی۔"

"کچھ نہیں ہوگا۔ ابھی سے وہم مت پالو۔ اللہ بہتر کرے گا۔ بس ہر پل خدا سے یہی دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ میاں جو میرے حق میں بہتر ہو وہی کر۔" نوین کی آواز میں خلوص اور اطمینان دلاتا ایک احساس تھا۔ پتا نہیں کیوں خود بخود اس کا دل ہلکا پھلکا سا ہوگیا۔

"چلو کام کی ابتدا کرتے ہیں آسیہ باجی سے کہہ آئی ہوں۔ گھر کے کام وہ سنبھال لیں گی۔" اس لڑکی کو لوگوں کو تسلی دینے کے کتنے گُر آتے تھے۔ جہاں وہ ہوتی.....ماحول کا بوجھل پن، پریشانیاں اور مسائل خود بخود بھاگ جاتے تھے۔

☆

باسط گھر آئے تو سارے کام تقریباً مکمل تھے۔ وہ اطمینان سے واش روم چلے گئے اور عفیفہ ان کی لائی ہوئی چیزیں سمیٹنے لگی۔ کولڈ ڈرنکس، آئس کریم، مٹھائی، مختلف پھل اور بڑا سا چاکلیٹ کیک۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''یا خدا، باسط بھائی کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا سب کچھ ایک ہی دن میں کھلا ڈالیں گے۔ گھر میں بھی اتنی چیزیں تیار کروالی ہیں اور یہ بھی.....''

نوین کی مدد سے چیزوں کو جگہ پر رکھتے ہوئے وہ بولی تو نوین شرارت سے مسکرائی۔

''سوچ رہے ہوں گے بہن کے سسرال والوں کی مدارات میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔''

''خدا کے لیے نوین، آج تو اپنی چونچ کو بند رکھو۔'' وہ ہول گئی ''گھر میں تینوں بھائی موجود ہیں۔ ابا بھی ابھی آتے ہوں گے۔ کسی کے کان میں تمہاری یہ فضول باتیں پڑ گئیں تو کتنی بُری بات ہوگی۔''

''ارے واہ! اس میں بُری کون سی بات ہے۔ تم دیکھ لینا، تمہاری نانو اور فاخرہ خالہ یہ بات ضرور کریں گی۔ تبھی تو سب کو سمیٹ کر لا رہی ہیں اور نہ کریں تو میرا نام بھلے سے کچھ اور رکھ دینا۔'' اس نے اتنے یقین سے کہا کہ وہ لمحے بھر کو خاموش سی ہو گئی۔

''اچھا اب سوچ سوچ کر پریشان مت ہو۔ میں گھر جا رہی ہوں ایک گھنٹے کے لئے۔ ذرا فریش ہو کر آ جاؤں گی ورنہ اکیلے تم کیا کیا کرو گی۔ جب وہ لوگ تمہیں انگوٹھی پہنائیں گے تو.....''

عفیفہ کے گھورنے پر وہ ہنسی۔

''چلو انگوٹھی نہ سہی۔ ہو سکتا ہے اتنی تیاری سے نہ آئیں پھر بھی ہار پھول تو ضرور لائیں گے۔ تو اس وقت مجھے ہی سنبھالنا ہوگا سب کچھ۔''

''نوین کی بچی، جاؤ تم چولھے کی گرمی تمہارے دماغ کو چڑھ گئی ہے۔ ٹھنڈے پانی سے نہاؤ گی تو بیکار باتیں کرنا چھوڑ دو گی۔'' وہ جھنجلا کر بولی تو وہ ہنستے ہوئے چلی گئی۔

ابا ان لوگوں کے آنے سے پہلے آ گئے تھے اور روز کی طرح صاف ستھرا شلوار سوٹ پہنے لاؤنج میں آ بیٹھے تھے وہ ان کے لئے چائے لائی تو انہوں نے ایک اچٹتی ہوئی نظر اس پر ڈالی۔ روز کی طرح وہ چہرے پر بے پناہ سنجیدگی لیے ہوئے تھی۔

''یہ تو لاعلم ہے۔ اسے کہاں پتا کہ وہ لوگ کس سلسلے میں آ رہے ہیں لیکن کہیں یہ خواہش اس کی اپنی بھی تو نہیں۔ سبطین بظاہر اچھا لڑکا ہے۔ کافی دنوں سے آ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے اس سلسلے میں اس سے کوئی بات کی ہو۔'' وہ اسے دیکھے گئے اور عفیفہ ان کی نظروں سے گھبرا کر پلٹ آئی۔

''سسٹر تیاری تو سب ٹھیک ہے نا؟'' وسیط نے آتے جاتے کئی بار پوچھا تھا۔ اور وہ سر ہلا کر رہ گئی تھی۔

''کچھ اور تو نہیں لانا؟'' باسط اس کے پاس کچن میں آئے تو پوچھ بیٹھے۔

''نہیں باسط بھائی پہلے ہی اتنا بہت کچھ لے آئے ہیں آپ۔ میں نے اور نوین نے کتنے کھانے بنا لیے ہیں گھر میں۔ آپ فکر مت کریں۔ سب ٹھیک ہوگا۔'' اس نے انہیں تسلی دی۔ تو وہ اطمینان سے لوٹ گئے۔

ابھی رات گہری بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ لوگ چلے آئے۔ ساتھ میں پھلوں اور مٹھائی کے ٹوکروں نے تو جیسے اس کے قدموں تلے سے زمین کو کھینچ لیا تھا۔ وہ منتظر رہی کہ ابا ابھی وہ سب کچھ لوٹا دیں گے ان کی بے عزتی کریں گے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ وہ ان سب سے انتہائی سنجیدگی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اطمینان کے ساتھ ملے۔حتیٰ کہ نانا جان سے بھی انہوں نے آرام سے ہاتھ ملایا اور سب کو لے کر ڈرائینگ روم میں چلے گئے۔

فرقان علی ان سے بہت گرمجوشی سے ملے تھے۔عمر بھی سب سے بہت خوش دلی سے مل رہا تھا لیکن شیریں اور زویا کے چہروں پر ایک بڑائی کا سا احساس تھا جیسے کہہ رہی ہوں۔اتنا معمولی سا گھر۔کس قدر احمق ہے یہ سبطین اور اس کی ماں۔رشتہ ہمیشہ اپنے ہی جیسے لوگوں میں کرنا چاہیے لیکن مجبور تھیں کہ یہ بات ان ماں بیٹے کی عقل میں نہیں آ رہی تھی۔

نانا جان خاموشی سے پورے گھر کو دیکھ رہے تھے۔ان کے چہرے پر دکھ کا عمیق احساس پھیل رہا تھا۔

''میری بیٹی یہاں رہا کرتی تھی۔اس گھر میں، پتا نہیں کتنا یاد کرتی ہوگی وہ ہم سب کو۔دروازے کو تکتی ہوگی شاید کوئی آ جائے۔سب کچھ بھلا کر لیکن ہر بار کسی دوسرے کو پا کر کتنی مایوس ہو جاتی ہوگی۔کاش میں پہلے آ جاتا اس گھر میں، اپنی بیٹی سے مل لیتا۔کیوں ضد ہو چلی تھی مجھے جبکہ اس کا جوڑ تو خدا نے اسی گھر میں بنا رکھا تھا پھر خوشی خوشی سب ہو جاتا تو شاید وہ اتنی جلدی.....''

پتا نہیں کون کس سے باتیں کر رہا تھا۔سبطین چپکے چپکے عفیفہ پر نظر ڈال لیتا تھا جو آج خوش ہونے کی کوشش میں اور الجھی ہوئی نظر آ رہی تھی۔اس کے اندر کے خدشات اسے الجھائے ہوئے تھے۔نوین کے ساتھ اس نے جلدی کھانا لگا دیا۔

''اتنی چھوٹی سی عمر میں اتنے اچھے کھانے بنانے کس نے سکھائے ہماری بیٹی کو؟'' کھانے کے بعد نانا جان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس سے شفقت سے پوچھا تو اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

''اماں بی رہتی ہیں ہمارے پڑوس میں، امی کے بعد سب کچھ ان ہی سے سیکھا ہے میں نے۔''

''امی کے بعد.....امی کے بعد.....'' ایک ہی جملہ ان کے چاروں جانب گشت کرنے لگا۔کیسا دل دکھانے والا جملہ تھا۔وہ چپ چاپ سے رہ گئے۔

کھانے سے فارغ ہوتے ہی فاخرہ اپا سے مخاطب ہوئیں ''خاور ہم سب کی خواہش ہے کہ عفیفہ ہمیشہ کے لئے ہماری بیٹی بن جائے۔پلیز ہمیں مایوس مت لوٹایئے گا۔جو کچھ بیت گیا اسے بھلا دیں۔'' ابا جواب تک انتہائی مروت کا مظاہرہ کر رہے تھے ایک دم سرد مہر ہو گئے۔

''آپ نے فون پر بھی یہی بات کی تھی لیکن اتنے بڑے فیصلے اتنی جلدی نہیں ہوتے، میں اس پر کچھ سوچوں گا۔''

''ضرور آپ ضرور سوچیں، یہ آپ کا حق ہے لیکن اتنا ضرور یاد رکھیے گا کہ ہم سب ان ٹوٹے رشتوں کو پھر سے استوار کرنا چاہتے ہیں۔کاش ستارہ زندہ ہوتی تو سب کچھ کتنا اچھا لگتا لیکن جو خدا کی مرضی۔''

''فاخرہ باجی ٹھیک کہہ رہی ہیں خاور، پرانی باتوں کو اس نئے رشتے پر اثر انداز نہیں ہونا چاہیے۔سبطین اتنا اچھا بچہ ہے کہ میں آنکھیں بند کر کے اس کی ہر بات کی ضمانت لے سکتا ہوں پھر بھی آپ ضرور سوچیں لیکن فیصلہ مثبت ہو تو بہت اچھی بات ہوگی۔'' فرقان علی بھی بولے۔

شیریں نے ایک نظر ان پر ڈالی۔یہ بات آج تک ان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ وہ اتنے بے غرض کیوں تھے۔عفیفہ کے ابا کو اس رشتے پر راضی کرتے وقت کیا ان کو ایک بار بھی اپنی بیٹی یاد نہیں آئی تھی جبکہ سبطین اور زویا کا ایک ہونا ان کی بھی خواہش تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''جب یہ شخص غیر ہوتے ہوئے بھی اتنا مخلص ہے تو میں.....'' انہوں نے زندگی میں پہلی بار سوچا ''تو میں تو ان بچوں کی سگی خالہ ہوں۔ میرے اندر اتنا خلوص اور بے غرضی کیوں نہیں۔''

شرمندگی سے ان کے ماتھے پر ننھی ننھی بوندیں ابھر آئیں ''ستارہ سے میرے کتنے بھی نظریاتی اختلافات سہی۔ بہر حال وہ میری بہن تھی۔ جواب اس دنیا میں نہیں ہے۔ زویا میری اپنی بیٹی سہی لیکن عفیفہ بھی تو میری بھانجی ہے۔ میری بیٹی کی طرح.....''

وہ چپ چاپ وہاں سے اٹھ کر باہر نکل آئیں۔ عفیفہ نوین کے ساتھ چائے کے انتظامات میں لگی تھی۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی ازلی سنجیدگی انہیں دکھی کر گئی۔

''اس عمر کی لڑکیوں کا چہرہ ایسا تو نہیں ہوتا۔ ان کی زویا تو ایسی نہیں تھی۔ کتنی خوش باش اور دنیا کے تمام تفکرات سے عاری رہتی تھی وہ۔'' سبطین کی عفیفہ میں دلچسپی کے بارے میں سن کر کس قدر شاکڈ ہوئی تھی وہ کہ خودکشی تک کے بارے میں سوچنے لگی تھی لیکن پھر ان کے سمجھانے پر کتنی جلدی بھول بھی گئی تھی۔ زندگی اس کے نزدیک کڑا امتحان نہیں بلکہ ایک انجوائے منٹ تھی۔ جس میں کچھ دیر کے لئے دکھ ضرور آیا تھا لیکن بس کچھ دیر کے لئے۔۔ وہ لاابالی سی لڑکی زندگی کو روگ لگانے کی قائل ہی نہیں تھی مگر یہ۔''

''عفیفہ، ادھر آؤ میرے پاس۔'' انہوں نے کچن کے دروازے پر رک کر آہستگی سے کہا۔

عفیفہ چونک کر پلٹی۔ نوین بھی ٹرالی میں برتن جماتے جماتے رک گئی۔

''اتنی سنجیدہ نہ رہا کرو، ہنسا بولا کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے اس کا ماتھا چوما تو اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

☆

یتّی

اس طویل و عریض دنیا میں ابھی بے شمار حقائق ایسے بھی ہیں جن سے انسان پوری طرح باخبر نہیں ہو سکا ہے لیکن اس کی تجسس پسند فطرت ہر روز کسی نئے چونکا دینے والے انکشاف کے لئے اسے بے قرار رکھتی ہے۔ ایسے ہی چند تحقیق کے میدان کے کھلاڑیوں کی مہم جوئی کا قصہ۔ وہ ایک ان دیکھی مخلوق کے بارے میں جاننے کے لئے بے چین تھے۔ ان کی مہم جوطبیعت انہیں خطرناک راستوں پر لے آئی تھی۔ ایک **یتی (برفانی انسان)** کی انہیں تلاش تھی۔ اس کتاب کا قصہ جس کا آخری باب تحریر کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ انگریزی ادب سے یہ انتخاب، کتاب گھر کے **ایکشن ایڈونچر ناول** سیکشن میں دستیاب ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور شاید سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ شاید وہ سب، اس کے لئے ٹھیک ہی ہو۔ خدا کی مصلحت تو خدا ہی جانتا ہے لیکن ان باتوں میں ابا کی کیا مصلحت تھی یہ کوئی کیسے جان سکتا تھا۔ انہوں نے سب کچھ اس پر چھوڑ دیا تھا اور سارے ہی سارے معاملات کی طنابیں اپنے ہاتھ میں رکھی تھیں۔ ان لوگوں کے جاتے ہی انہوں نے لاؤنج میں سب کو جمع کیا اور بولے تھے۔

''وہ لوگ پھر سے میرا صبر اور سکون چھین لینا چاہتے ہیں۔ پہلے تمہاری ماں کے ذریعے.....اور اب عفیفہ کے ذریعے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ سبطین ٹھیک ٹھاک لڑکا ہے لیکن اس میں ایک خامی ہے کہ وہ فیض صاحب کا نواسا ہے۔ ان فیض صاحب کا جنہوں نے کئی سال پہلے اپنے گھر بلا کر میری ذات کی نفی کی تھی۔ ان کے نزدیک میں ایک گیا گزرا شخص تھا جو ان کی بیٹی کو خوش نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ بہت اونچے اور میں ایک بونا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا انہیں گھر بلا کر ان کے ساتھ ویسا سلوک نہیں کیا۔ انہیں عزت دی۔ وہ کچھ نہیں کیا جو انہوں نے میرے ساتھ کیا تھا۔''

چاروں بہن بھائی دم سادھے ان کی باتوں کو سن رہے تھے۔ پتا نہیں وہ کیا کہنا چاہتے تھے۔

''اب بال میرے کورٹ میں ہے۔''، وہ اطمینان سے بولے۔''

''ابا آپ کی بیٹی ٹینس کی کوئی بال نہیں ہے۔ ایک جیتی جاگتی لڑکی ہے۔'' باسط نے کہنا چاہا لیکن ان کے لب جیسے سل گئے تھے۔

''اس کے باوجود میں عفیفہ کو اس کا حق ضرور دوں گا کہ اسلام بھی اسے اس کی اجازت دیتا ہے۔ اماں بی نے اشعر کے لئے خواہش ظاہر کی ہے اور یہ لوگ بھی سبطین کے لئے اس کا ہاتھ مانگ رہے تھے۔ اب فیصلہ عفیفہ کو کرنا ہے۔''

''اور آپ.....آپ کا کیا فیصلہ ہے۔'' باسط نے خاموشی کو توڑ کر پوچھا تو وہ عجیب سے طریقے سے مسکرائے۔

''فیصلہ میرا نہیں عفیفہ کا ہوگا۔ میں فیض صاحب نہیں ہوں۔ نہ ہی ایسا چاہوں گا کہ میری بیٹی کو مجھ سے کوئی شکوہ ہو۔ اپنی زندگی کا فیصلہ یہ خود کرے گی۔''

عفیفہ کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ اس کی زندگی کے سارے فیصلے انہوں نے ہمیشہ خود کیے تھے اور آج اتنے اہم فیصلے کو اس کے اختیار میں دے دیا تھا۔ یہ اس کا امتحان تھا یا پدرانہ شفقت۔ کوئی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

وسیط کے دل میں غصے اور ناراضی کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ ابا ہمیشہ ساری زندگی عفیفہ کے ساتھ زیادتیاں کرتے آئے تھے اور آج بھی..... کیا وہ خود نہیں سمجھ سکتے تھے کہ عفیفہ کے لئے کون سا گھر اور کون سا لڑکا بہتر رہے گا۔ وہ کیوں اس کی بہن کا امتحان لینے پر تلے تھے۔

''کیوں عفیفہ، میں کس کے لئے ہاں کروں؟'' وہ پھر سے بولے تو باسط کا ضبط جواب دے گیا۔

''اگر آپ اس کا اختیار واقعی عفیفہ کو دینا چاہتے ہیں تو اسے سوچنے کے لئے وقت تو دیں ابا۔ یوں ایک دم..... پھر اس میں اس طرح اچانک فیصلہ کرنے کی ہمت ہی کہاں ہے۔ وہ دو ایک دن میں سوچ کر جواب دے دے گی۔'' سمیط نے بھی ایک نظر اپنی چپ چاپ سی بہن پر ڈالی۔

''باسط بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں ابا۔ ہمیں عافی کو سوچنے کے لئے وقت دینا چاہیے۔ یوں وہ کیا فیصلہ کر پائے گی۔''

''کوئی ایسا مشکل کام بھی نہیں ہے۔ اشعر یا سبطین.....بس ایک نام لینا ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔'' وہ سرد مہری سے بولے۔

''ہاں عفیفہ، اب تمہیں فیصلہ کرنا ہے۔ اماں بی کئی بار پوچھ چکی ہیں۔ تمہارے ننھیال والوں کی آمد کا بھی انہیں علم ہو جائے گا۔ انہیں جواب تو دینا ہوگا۔ میں اس مسئلے سے جلد از جلد نمٹنا چاہتا ہوں۔'' ابا نے پھر کہا۔ عفیفہ کی زبان گویا تالو سے چپک گئی تھی۔

باسط بھائی نے تاسف سے ابا کی باتیں سنیں۔

''ابا بیٹی کی شادی مسئلہ نہیں ہوتی۔ اگر اسے مسئلہ نہ بنایا جائے۔ میں جانتا ہوں عافی کچھ نہیں بول سکے گی۔ وہ ان لڑکیوں میں سے نہیں ہے جو اپنی زندگی کے مسئلے خود طے کرتی ہیں۔ آپ کل تک انتظار کر لیں آپ کو جواب مل جائے گا۔''

''ابھی کیوں نہیں؟'' ان کی آواز بلند ہو گئی ''ہم سب ہیں یہاں ہاں اگر اس نے ان کے علاوہ کچھ اور سوچ رکھا ہے تو.....''

''ابا.....!'' وہ سب کے سب ساکت رہ گئے تھے ''کوئی باپ اس حد تک بھی سوچ سکتا ہے۔'' ان کی بات پر عفیفہ کے بے جان وجود میں ہلچل سی مچی تھی۔

زندگی میں پہلی بار اس کا دل چاہا تھا کہ انہیں جھنجوڑ کر رکھ دے۔ اتنا کہ ان کے اندر چھپی ساری نفرت باہر نکل آئے پھر وہ ان کے سینے سے لگ کر کہے ''ابا میں آپ کی بیٹی ہوں۔ آپ سے محبت اور عزت کی طلب گار ہوں۔ بس مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ صرف ایک معتبر کر دینے والی نظر ڈال دیں مجھ پر۔ میں سب کچھ بھول جاؤں گی۔''

''ابا۔'' اس کے بند لب کھلے۔ ''آپ جہاں چاہیں جس سے چاہیں میری شادی کرا دیں۔ میں نے کبھی اس بارے میں نہیں سوچا لیکن اپنی بیٹی پر اعتبار کر لیں۔ اسے صرف ایک بار اپنے بھروسے کی چادر سے ڈھک دیں۔'' باسط تڑپ کر آگے بڑھے تھے اور انہوں نے اسے سینے سے لگا لیا تھا۔

''عافی، پلیز.....ایسا مت کہو۔ تمہاری زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے سامنے ہے۔ کچھ چھپا ہوا نہیں ہے۔ تم ایک کھلی کتاب ہو اور اس کا ایک ایک حرف شفاف اور واضح لفظوں میں لکھا ہے۔''

''ہاں باسط بھائی، آپ ایسا ہی سوچتے ہیں میرے بارے میں۔ میں جانتی ہوں لیکن ابا کے، منہ سے سننا چاہتی ہوں۔ صرف ایک بار۔'' اس کی آواز ٹوٹتی ہوئی تھی۔

''ہاں میں جانتا ہوں۔ بہت اچھی طرح تم اپنی ماں سے مختلف ہو۔'' ابا نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ دکھ کے پاتال میں اتر گئی تھی۔

''میں اپنی ماں کی طرح ہوں ابا..... بالکل ان کی طرح۔ وہ بُری نہیں تھیں۔ بس ایک چھوٹی سی لغزش نے انہیں اعتبار اور بھروسے کی مسند سے اتار کر بے اعتباری کی زمین پر لا پٹخا تھا۔ اپنی اس غلطی کی سزا وہ ساری عمر بھگتتی رہیں لیکن اپنے ماتھے پر لگا وہ داغ نہ صاف کر پائیں کہ یہ معاشرہ مردوں کا ہے جہاں مردوں کی بڑی بڑی غلطیاں نظر انداز کر دی جاتی ہیں جبکہ عورت کی چھوٹی سے چھوٹی غلطی بھی پکڑ کر اس کے ماتھے پر ہمیشہ کیلئے چسپاں کر دی جاتی ہے۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''پلیز عافی، اتنی جلدی مت کرو۔ تم نہیں تو ہمیں تو اپنے لئے یہ لڑائی لڑ لینے دو۔'' وسیط نے کہنا چاہا تھا لیکن وہ بے وقوف لڑکی اپنے ہر حامی کی جانب سے نظریں بند کیے صرف ایک شخص کا اعتبار حاصل کرنا چاہتی تھی۔

☆

ان سب کی سوچوں کے عین مطابق ابا نے فیصلہ اشعر کے حق میں دیا تھا۔ باسط کو زندگی میں پہلی بار اس احمق لڑکی پر سخت غصہ آیا تھا۔ وہ ابا سے الجھنا نہیں چاہتے تھے لیکن خاموش بھی نہیں رہ سکتے تھے۔

''ابا پلیز آپ ایک بار اور سوچ لیں۔ آپ کے ان لوگوں سے لاکھ اختلافات سہی، نانا جان نے آپ کے ساتھ کیسا ہی سلوک کیا ہو لیکن اس سب میں سبطین کا کیا قصور ہے۔ اشعر خراب لڑکا نہیں لیکن ہمیں عفیفہ کے لئے بہتر سے بہترین کا انتخاب کرنا چاہیے۔ سبطین اشعر سے ہر لحاظ سے بہترین ہے۔ اس کا گھر، تعلیم، مزاج، رکھ رکھاؤ، شکل وصورت، سب کچھ اشعر سے کہیں اچھا ہے۔ جب عفیفہ کو ایک اچھا لڑکا مل سکتا ہے تو ہم اپنی انا کے زعم میں اسے ایک اچھی رفاقت اور ایک اچھی اور شاندار زندگی سے کیوں محروم کریں۔''

''عفیفہ نے اپنا ہر فیصلہ مجھ پر چھوڑ دیا تھا۔ میں نے اسے فیصلے کا حق دیا تھا لیکن اس نے ہر بار یہی کہا کہ میں جو مناسب سمجھوں وہی کروں اور میرا خیال ہے کہ اشعر بُرا لڑکا نہیں۔ اماں بی کی ذات اس کے لئے کسی سائباں سے کم نہیں ہوگی پھر وہ سب کی نظروں سے نزدیک ہوگی۔ میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ وہ میری بھی بیٹی ہے۔ میں اس کا بُرا نہیں سوچ سکتا۔'' انہوں نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔

''لیکن ابا.....''

''کیا اس سلسلے میں عافی نے تم سے کچھ کہا ہے۔ کیا سبطین کے لئے اس نے.....؟''

''پلیز ابا..... ایسا کچھ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ آپ سے کہتی۔ میرے بار بار پوچھنے پر مجھ سے کہتی۔ میں تو خود ہی اس کے لئے زیادہ مناسب لڑکا چاہتا ہوں۔'' انہوں نے ابا کی بات کاٹ کر کہا۔

''اور تمہارے خیال میں مجھے اس کا احساس نہیں ہے۔ اشعر میں کوئی خامی ہوتی تو میں کبھی اس کے لئے نہیں سوچتا لیکن میں نے بچپن سے اسے دیکھا ہے۔ بہت سلجھا ہوا لڑکا ہے۔ بالکل عفیفہ کے مزاج کا۔ اماں بی کے علاوہ اور کون ہے جو دخل انداز ہوگا اور اماں بی تو عفیفہ پر جان چھڑکتی ہیں۔ ساری عمر کس قدر خیال رکھا ہے انہوں نے عفیفہ کا پھر وہ ہمارے نزدیک بھی رہے گی۔ اور کوئی احساس کمتری بھی نہیں ہوگا اسے۔ سبطین کے گھر میں اسے سوائے احساسِ کمتری کے کچھ نہیں ملے گا اور میں..... میں زندگی بھر اس کے گھر سے کوئی تعلق نہیں رکھوں گا۔ میں کتنا بھی وسیع القلب بن جاؤں میں وہ سب نہیں بھلا سکتا۔ میں تم لوگوں کو نہیں روکوں گا۔ وہ لوگ یہاں آئیں میں منع نہیں کروں گا لیکن اس گھر میں دوبارہ نہیں جاؤں گا جہاں سے ایک بار دھتکارا جا چکا ہوں'' ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''لیکن ابا سبطین اس گھر میں تو نہیں رہتا۔'' باسط نے احتجاج جاری رکھا۔

''اس کی ماں اس شخص کی بیٹی تو ہے اور وہ سارے گھر میرے لئے ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔'' عجیب منطق تھی اور عجیب دل۔ ملنے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باوجود وہ اپنے دل کی سیاہی نہیں دھو پائے تھے۔ کاش جان لیتے کہ دل میں کینہ رکھنے والا خدا کی نظر میں کس قدر ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

''آپ عفیفہ کو بھی اپنے اس فیصلے سے آگاہ کر دیں۔'' باسط نے تھک ہار کر ہار مان لی۔ جس کا مقدمہ تھا جب وہ پیچھے ہٹ رہا تھا تو وہ کب تک تنہا اس کے لئے لڑ سکتے تھے۔

''ہاں بلا لو اسے، اس نے کہہ تو دیا تھا لیکن اسے کوئی اعتراض نہ ہو۔'' ان کی آواز میں ہلکا سا طنز تھا۔

ابا کا فیصلہ سن کر وہ چند لمحوں کے لئے خاموش رہ گئی تھی لیکن فوراً ہی اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ اتنی آسانی سے کہ اسے مستقل نظروں کی زد میں رکھنے والے باسط بھی اس کے اندر کی اس بے چینی کو محسوس نہیں کر سکے تھے۔

''میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا ابا کہ آپ کا ہر فیصلہ مجھے منظور ہوگا۔ بس میں چاہتی ہوں کہ.....'' وہ کہتے کہتے کچھ دیر کے لئے رکی۔

ابا بغور اسے دیکھ رہے تھے۔

''یہ شادی باسط بھائی کی شادی کے ساتھ نہ ہو۔ میں اپنے بھائی کی شادی انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔ دوسرے اس شادی میں نانو وغیرہ کو بصد اصرار، عزت و احترام کے ساتھ انوائٹ کیا جائے تاکہ امی کی روح بے چین نہ ہو۔''

''اور کچھ نہیں..... پلیز عافی کہہ دو، تمہارے لیے سبطین زیادہ مناسب ہے۔ تم وہاں خوش ہوگی۔ امی سے تو سب کچھ چھن گیا لیکن تمہیں تو وہ سب مل جائے گا۔ وہ آسائشیں، محبتیں اور عزت۔'' باسط بھائی کی آنکھوں نے اس سے شکوہ کیا لیکن وہ نظریں چرا گئی۔

رات بھی تو وہ اس کے کمرے میں آئے تھے اس سے بار بار پوچھتے رہے کہ کہیں اس نے ابا کے دباؤ اور خوف سے تو سارے اختیار ابا کو نہیں دے دیئے تھے اور اس نے ہر بار یہی جواب دیا تھا کہ ''ایسی کوئی بات نہیں ہے باسط بھائی۔ میرے لئے ہر شخص ایک سا ہے۔ میں نے اس بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں پھر کیوں میں ابا کو اس کا اختیار نہ دوں۔''

''ٹھیک ہے جیسا تم چاہو۔'' ابا نے کہا تو وہ دل میں یہی سوچ سکی تھی۔

''بات میرے چاہنے کی تھی کب، بات تو آپ کی خواہش کی ہے۔''

☆

فاخرہ کے پاس جب باسط کا فون آیا تو ابا کا جواب جان کر وہ کوئی شکوہ تک نہ کر سکی تھیں لیکن باسط جانتے تھے کہ انہیں اس جواب کو سن کر بہت دکھ ہوا ہوگا۔

''عفیفہ نے سارے فیصلے ابا پر چھوڑ دیئے تھے فاخرہ آنٹی..... اور ابا نے بالآخر وہی کیا جو ان کے دل نے کہا۔ ہم اوپر سے کتنے بھی وسیع القلب بن جائیں فاخرہ آنٹی..... لیکن اندر سے وہی چھوٹا اور سکڑا ہوا دل رکھتے ہیں۔ جہاں موقع ملے بدلہ چکا دیتے ہیں۔ ابا بھی چاہنے کے باوجود سب کچھ بھلا نہیں پائے۔ اپنے دل سے وہ سالوں جما ہوا میل نہیں دھو سکے۔ کاش وہ ایک بار بیٹی کے بہتر مستقبل کے بارے میں ہی سوچ لیتے۔ ایک بار باپ بن جاتے۔'' باسط کی آواز میں دکھ کا گہرا احساس تھا۔ فاخرہ تو خود ایک شدید دھچکے میں تھیں اس لیے انہیں تسلی تک نہ دے سکیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''بس جو خدا کو منظور بیٹا، میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں سبطین کو کیسے سمجھاؤں گی۔ یہ اس کی اپنی خواہش تھی۔ شدید خواہش۔'' یہ انکشاف باسط کے لئے کتنا نیا تھا۔

''اوہ!'' لیکن اس نے مجھے کبھی نہیں بتایا۔''

''ہاں وہ ایسا ہی ہے۔ رشتوں کے تقدس اور احترام کو اوّلیت دیتا ہے۔ اس نے مناسب یہی سمجھا کہ میرے ذریعے یہ قدم اٹھائے جو سب سے مناسب طریقہ ہے لیکن..... شاید عفیفہ اس کے مقدر میں ہی نہیں تھی اور میرے مقدر میں ایک اچھی بہو..... جو میری بیٹی بھی ہوتی۔'' ان کی آواز میں آنسوؤں کی جھنکار گونجی تو باسط کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔

''کاش آپ نے یہ بات مجھے پہلے بتادی ہوتی یا سبطین ہی کچھ کہہ دیتا۔ مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ عافی بھی آپ لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ محبتوں کو ترسی ہوئی ہے اور آپ کے گھر میں اسے بہت پیار ملتا..... لیکن خیر آج رات اماں بی بات پکی کرنے آ رہی ہیں۔ ابا نے آپ سب کو دعوت دی ہے۔ میں نانو سے بات نہیں کر سکتا۔ جانتا ہوں انہیں صدمہ ہوگا۔ آپ انہیں سمجھا کر لے آیئے گا۔ شادی اگلے ماہ ہوگی اور اس کے پندرہ دن بعد میری شادی ہے اور عافی کی خواہش ہے کہ وہ میری شادی میں انجوائے کر سکے ورنہ شاید ابا دونوں شادیاں ساتھ ہی رکھتے۔''

''ہم ضرور آئیں گے۔ بے شک عافی میری بہو نہ بن سکی لیکن میری بھانجی تو ہے۔'' وہ فون رکھ کر پلٹیں تو دروازے پر کھڑے سبطین کو دیکھ کر ساکت رہ گئیں۔

''تو انہوں نے انکار کر دیا؟'' وہ عام سے لہجے میں کہہ کر وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ہاں، اس کے ابا نے۔ یقیناً ان کے دل میں ہمارے لیے گنجائش نہیں نکلتی ہوگی۔ ایسے موقعوں پر انسان اپنے آپ سے بے بس ہو جاتا ہے۔''

''انسان تو ہر جگہ، ہر موقع پر اپنے آپ سے بے بس ہو جاتا ہے ممی، بے بس اور بے اختیار۔'' وہ مسکرایا تو فاخرہ کا دل تڑپ کر رہ گیا۔

ابھی تو انہوں نے اس کی آنکھوں میں عفیفہ کے نام کی قندیلیں جلتی دیکھی تھیں۔ وہ اس کے ذکر پر کتنا کھل کر مسکرایا کرتا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سی کشش آ ٹھہرتی تھی اور وہ اسے نظر بھر کر دیکھتی بھی نہیں تھیں۔

''کیا عفیفہ کو تمہاری اس سوچ کی خبر نہیں تھی؟'' انہوں نے پوچھا۔

''شاید ممی، اسے خبر ہی نہیں تھی تبھی تو..... خیر چھوڑیں، نانو کو فون کرنے کے بجائے ان کے پاس چلے چلیں۔ زیادہ ٹھیک ہوگا۔ میں ذرا فریش ہو کر آتا ہوں۔'' وہ اچانک اٹھ کر چلا گیا تو فاخرہ اس کے تیز قدموں کی لرزش کو دیکھنے لگیں۔

''کاش میرے اختیار میں کچھ ہوتا لیکن تم نے ٹھیک کہا میرے بچے، ہم سب بے اختیار ہیں اور یہاں آ کر یقین ہوتا ہے کہ جوڑے آسمان پر بنتے ہیں۔''

☆

صبح سے نہ معلوم وہ کس کی منتظر تھی لیکن وہی حال تھا کہ.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فون خاموش ہے اور گیٹ کی گھنٹی بے صورت

جیسے اس شہر میں رہتا ہی نہیں تھا کوئی

''میں کس کے انتظار میں ہوں؟'' اس نے بے کلی سے سوچا۔

''سب کچھ اپنے ہاتھوں سے لٹا کر اب کس کی منتظر ہوں لیکن میرے ہاتھوں میں تھا ہی کیا۔ بے بسی اور بے اختیاری۔ ابا نے تو سارے اختیار مجھے دے کر بھی سارے فیصلے اپنے ہاتھ میں ہی رکھے اور مجھے تو سب کچھ چھوڑ کر بس ایک ہی شے حاصل کرنی تھی۔ وہ تھا اعتبار..... اور اگر میرے اس فیصلے سے مجھے وہ مل جاتا ہے تو میں تہی داماں کہاں رہی۔''

فون کی گھنٹی پر وہ چونکی۔ پتا نہیں کیوں دل کہہ رہا تھا۔ فون اسی کا ہوگا۔ کوئی شکوہ، کوئی شکایت، کوئی طنز، کوئی گلہ۔ گھنٹیاں تواتر سے بجتی رہیں۔ اس نے بے دلی سے ریسیور اٹھایا۔

''تو اب تم فون بھی نہیں اٹھاؤ گی؟'' سبطین کی شکوہ کناں آواز اس کے کان میں اتری۔

''نہیں دراصل میں اندر تھی، مجھے آواز نہیں آئی۔''

''جھوٹ، ابھی سے جھوٹ..... ابھی تو ساری عمر تمہیں ایک جھوٹ کی سی زندگی گزارنی ہے لیکن ابھی سے کیوں.....؟''

جواباً وہ اسے جھٹلا نہ سکی۔

''میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ تم نے اپنے دل کے خلاف فیصلہ کیوں کیا.....؟''

''ایسا کچھ نہیں ہے۔''

''زندگی ایک دن کی نہیں ہوتی عافی کہ اسے دوسروں کی خوشنودی کے لئے گزار دیا جائے۔ اپنے اندر کی آواز سے انحراف کرنا اپنے آپ سے سب سے بڑی بددیانتی ہوتی ہے اور تم وہی کرنے جا رہی ہو۔''

''آپ پتا نہیں کیا کہہ رہے ہیں۔''

''تم سمجھی ہی تو نہیں، میں نے تو سمجھانا چاہا تھا۔ ہم دونوں کا ساتھ کوئی قیامت نہیں لے آتا۔ نہ ہی کسی کی انا کو ٹھیس پہنچتی۔ بڑی بے ضرری خواہش تھی میری کہ زندگی کے راستے پر تمہارا ساتھ ہو۔ تمہارے گریز کو میں نے تمہاری شخصیت کی سنجیدگی جانا تھا کہ شاید تم اظہار کی قائل نہیں ہو اور اسی لیے میں نے اپنے اندر کی شدتیں سنبھال کر رکھی تھیں کہ جب تم میرے گھر آؤ گی تو تمہیں ایک ایک کر کے سب سناؤں گا۔ سارا حال بتاؤں گا لیکن تم..... تم تو بہت انجان نکلیں۔ میرے ہر جذبے سے یکسر انجان اور میں اس خوش فہمی میں رہا کہ تم کچھ نہیں کہتیں نہ سہی لیکن جانتی تو ہو لیکن تم تو جانتی تک نہ تھیں کہ تمہارے اس فیصلے نے مجھ سے کیا کچھ چھین لیا ہے۔ زندگی تو گزر ہی جاتی ہے لیکن محبتوں کے بغیر بڑی کٹھن اور دشوار.....'' سبطین کی آواز ٹوٹی ہوئی تھی اور اس کا یہ لہجہ اسے بھی اندر سے توڑ رہا تھا لیکن وہ اس کے سامنے کسی کمزوری کا اظہار نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''زندگی محبتوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ کٹھن ہوتی ہے اور اس سے کہیں زیادہ دشوار..... میری امی نے ایسی زندگی گزاری ہے۔''

''ہر شخص خاور نہیں ہوا کرتا عفیفہ، تم نے فیصلہ کرتے وقت میرے بارے میں نہیں سوچا۔''

''پلیز سبطین بھائی، آپ کو مجھ سے کہیں بہتر لڑکی مل جائے گی۔ میں تو ویسے بھی آپ کے قابل نہیں ہوں۔ نہ آپ کے ماحول میں ڈھل سکتی تھی۔''

''کوئی کتنی بھی بہتر لڑکی ہو وہ تم تو نہیں ہوگی..... اور ماحول میں ڈھلنے کا کیا ہے۔ تم نہ ڈھلتیں تو میں تو تمہارے ماحول میں ڈھل سکتا تھا۔ ایک سادہ اور ہنستا کھیلتا ماحول..... لیکن تم نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا اور میری ماں کی آنکھوں کے سارے خواب..... جبکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہاری آنکھوں میں بھی میرے نام کے خواب تھے۔ اتنے سارے خوابوں کو توڑ کر تمہیں کیا ملا ظالم لڑکی.....؟''

''صرف ایک اعتبار۔'' اس نے دل میں سوچا اور ریسیور رکھ دیا۔

اور فون کو دوبارہ نہیں بجنا تھا سو وہ خاموش رہا۔ ویسے بھی کوئی کتنی بار دستک دے سکتا ہے؟

☆

کیا آپ کتاب چھپوانے کے خواہش مند ہیں؟

اگر آپ شاعر/مصنف/مولف ہیں اور اپنی کتاب چھپوانے کے خواہش مند ہیں تو ملک کے معروف پبلشرز ''علم و عرفان پبلشرز'' کی خدمات حاصل کیجئے، جسے بہت سے شہرت یافتہ مصنفین اور شعراء کی کتب چھاپنے کا اعزاز حاصل ہے۔ خوبصورت دیدہ زیب ٹائٹل اور اغلاط سے پاک کمپوزنگ، معیاری کاغذ، اعلیٰ طباعت اور مناسب دام کے ساتھ ساتھ پاکستان بھر میں پھیلا کتب فروشی کا وسیع نیٹ ورک..... کتاب چھاپنے کے تمام مراحل کی مکمل نگرانی ادارے کی ذمہ داری ہے۔ آپ بس میٹر (مواد) دیجئے اور کتاب لیجئے.....

خواتین کے لیے سنہری موقع..... سب کام گھر بیٹھے آپ کی مرضی کے عین مطابق.....

ادارہ علم و عرفان پبلشرز ایک ایسا پبلشنگ ہاؤس ہے جو آپ کو ایک بہت مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے کیونکہ ادارہ ہذا پاکستان کے کئی ایک معروف شعراء/مصنفین کی کتب چھاپ رہا ہے جن میں سے چند نام یہ ہیں.....

عمیرہ احمد	ماہا ملک	فرحت اشتیاق	رخسانہ نگار عدنان	قیصرہ حیات	انجم انصار
نازیہ کنول نازی	نگہت عبداللہ	رفعت سراج	نبیلہ عزیز	نگہت سیما	میمونہ خورشید علی
اقراء صغیر احمد	ہاشم ندیم	طارق اسماعیل ساگر	ایم۔اے۔راحت	اعتبار ساجد	شیما مجید (تحقیق)
محی الدین نواب	علیم الحق حقی	امجد جاوید	جاوید چوہدری	ایس۔ایم۔ظفر	

مکمل اعتماد کے ساتھ رابطہ کیجئے۔ علم و عرفان پبلشرز، اُردو بازار لاہور ilmoirfanpublishers@yahoo.com

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سارے مراحل بخوبی بڑی تیزی سے طے ہو گئے۔اماں بی کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔پہلی بار لوگوں نے اشعر کی آنکھوں میں ایک جان دار خوشی دیکھی تھی۔ باسط کے دل کو بھی اطمینان سا ہونے لگا۔

بے شک اشعر کے پاس سبطین جیسی آسائشیں نہیں تھیں لیکن اس کا دل عفیفہ کی محبت سے معمور تھا اور یہ سب کچھ اس کے چہرے کی طمانیت بتاتی تھی۔

''چلو محبتوں سے تمہارا دامن خالی نہیں رہے گا میری بہن.....اور محبت زندہ رہنے کے لئے کتنی ضروری ہے یہ کوئی مجھ سے پوچھے جس نے اپنی ماں کے چہرے پر اس محرومی سے پھیلے سائے دیکھے تھے۔''

ابا یہ سب ہوتے دیکھ کر بہت مطمئن نظر آتے تھے لیکن جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا پتا نہیں کیوں ان کے دل کا اطمینان جیسے رخصت ہو رہا تھا۔اچھا بھلا لیٹے لیٹے وہ اٹھ کر بیٹھ جاتے۔سوتے سوتے جاگ جاتے۔بولتے بولتے ٹھٹک جاتے۔انہیں لگتا جیسے کچھ ہے جو غلط ہو رہا ہے۔

چلتے پھرتے عفیفہ کے چہرے پر نظر پڑتی تو پتا نہیں کیوں انہیں اسکا چہرہ زرد محسوس ہونے لگتا۔اس کی آنکھوں کی جوت بجھی ہوئی دکھائی دیتی۔وہ ہنستی تو لگتا جیسے اس کی آنکھیں اس کا ساتھ نہیں دے رہی۔

پہلے تو وہ بہت چپ چاپ رہتی تھی۔اب بھائیوں کے ساتھ بولتی نظر آتی حالانکہ اس نے اپنی شادی کی تیاریاں اچھی طرح کی تھیں لیکن ایسا کیوں محسوس ہوتا کہ کسی بھی چیز کو دیکھ کر اس کے چہرے پر وہ خوشی نہیں پھیلتی جو اس موقع پر لڑکی کے چہرے پر نظر آتی ہے۔

پہلی بار انہوں نے دل کھول کر خرچ کیا تھا۔

تینوں بھائی حیران تھے ابا کی دریا دلی پر۔انہوں نے عفیفہ کے لئے چیزوں کا ایک ڈھیر لگا دیا تھا۔پتا نہیں یہ ان کا بینک بیلنس تھا یا انہوں نے اپنے آفس سے ادھار لیا تھا۔

''ابا بس کریں،اب مزید چیزوں کی گنجائش نہیں ہے۔'' باسط بھائی ٹوکتے۔

''اور کس کے لئے رکھنا ہے۔ایک عفیفہ ہی تو ہے۔'' وہ نظریں چرا کر اٹھ جاتے۔

''کاش ابا آپ عافی کو اتنی چیزیں نہ دیتے۔سبطین جیسے لڑکے کا ساتھ.....'' وہ دل میں شکوہ کرتے۔

لیکن اگلے ہی لمحے ان کی آنکھوں کے سامنے اشعر کا مسکراتا ہوا چہرہ آ جاتا ''اشعر کا ساتھ بھی بُرا نہیں ہے۔'' وہ خود کو تسلی دیتے۔

اماں بی نے بھی بری کی ایک ایک شے عافی کی پسند کی بنوائی تھی اور اس تیاری میں نوین اور آسیہ باجی نے بہت ساتھ دیا تھا۔شہزاد کے امریکا جانے کے بعد مہناز خالہ بھی کچھ ٹھیک ہو گئی تھیں۔بالکل تو کوئی بھی تبدیل نہیں ہو سکتا کہ فطرت کبھی نہیں بدلتی لیکن ان کے لئے یہ بات ہی اطمینان کا باعث تھی کہ ان کی بیٹی کے اپنے سسرال جانے سے پہلے نند کا ''کانٹا'' ہٹ رہا تھا اور وہ خود بھی اب وہاں آزادی سے آ جا سکتی تھیں۔اب بھلا ان سے کوئی یہ کیسے پوچھتا کہ اس بے ضرر سی لڑکی سے بھلا انہیں یا ان کی بیٹی کو کیا خطرہ ہو سکتا تھا۔

☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کل اس کی رخصتی تھی جسے ساری زندگی وہ ایک ناکردہ گناہ کی سزا دیتے آئے تھے۔

لیٹے لیٹے ان کا دل بے کل ہونے لگا۔ پورے گھر پر ایک ہو کا عالم طاری تھا۔ ان کے کون سے بہت سارے رشتے دار تھے۔ ایک بہن تھیں جو پنڈی سے طبیعت کی خرابی کے باعث نہیں آسکی تھیں۔ یہاں رہنے والے رشتے دار زیادہ تر دور پار کے تھے جو ان کے رویے کے باعث سالوں آکر نہیں جھانکتے تھے۔ اب بھی یقیناً کارڈ بھجوائے جانے پر سیدھے ہال ہی میں پہنچتے۔

وہ بے چین ہو کر اپنے کمرے سے نکل آئے۔ عفیفہ کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔ اس کے مایوں بیٹھنے کے بعد سے نوین رات میں بھی اس کے پاس رک رہی تھی۔ دونوں کی باتیں کرنے کی آواز آرہی تھی۔ ان کے قدم ٹھہر گئے۔

''تو کل آپ بھی پرائی ہو جائیں گے عافی جی۔'' نوین کی آواز میں افسردگی گھلی ہوئی تھی۔

''کون سا دور جا رہی ہوں، برابر والے گھر میں..... جیسے تم یہاں آتی تھیں وہاں آجایا کرنا۔'' یہ عفیفہ تھی۔

''مجھے زیادہ خوشی تب ہوتی جب تم اس محلے سے تو نکلتیں۔ تم سے ملنے کیلئے گاڑی میں جانا پڑتا۔ مثلاً ڈیفنس تک.....''

''پلیز نوین، اب تو بھول جاؤ۔'' عفیفہ نے بے بسی سے اسے ٹوکا۔

''میں بھول جاؤں یا تم..... کیا تم سبطین کو بھلا پائی ہو؟'' نوین نے تیزی سے کہا۔

ابا کی تو جیسے سانسیں رک گئیں۔

''ہاں..... اور میں نے انہیں یاد رکھا بھی کب تھا۔ کب کہا تھا کہ.....''

''جھوٹ بول رہی ہو تم، میں نے تمہارے چہرے پر سبطین کا نام لکھا دیکھا ہے لیکن پتا نہیں کیوں..... تم سبطین سے دستبردار ہو گئیں۔ ان کی ممی کتنے چاؤ سے تمہارا رشتہ لے کر آئی تھیں۔ وہ سب تمہارے اپنے تھے بے انتہا چاہنے والے۔ تم پر کس قدر محبتیں نچھاور کرتے۔ میں تو بعد میں یہ سن کر حیران رہ گئی تھی کہ تمہاری شادی اشعر بھائی سے ہو رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اشعر بھائی میں کوئی خامی ہے۔ تمہاری زندگی کا ساتھی کوئی عام شخص ہو ہی نہیں سکتا لیکن سبطین..... وہ سب سے شاندار ہیں۔ سب سے بڑھ کر، تمہیں اتنا چاہتے ہیں..... اور تم بھی..... پھر کیوں..... کیوں عافی، آج مجھے بتا دو۔ کل تو تم چلی جاؤ گی۔ ایک نئی زندگی کی ابتدا کر دو گی پھر یہ سوال بے معنی ہو جائے گا۔ میں نے تمہاری نسبت طے ہونے والے دن سبطین کا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ کیسے سنبھال رہے تھے خود کو کتنی وسیع القلبی کا ثبوت دیا ہے انہوں نے..... ان کے گھر والوں نے لیکن تم نے ایسا کیوں کیا۔ محبتیں خوش نصیب لوگوں کو ملتی ہیں اور اس سے بھی زیادہ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو پانے کی چاہ کی جاتی ہے۔ تمہیں تو ان سب نے بڑے چاؤ سے مانگا تھا لیکن تم نے انہیں ٹھکرا دیا۔''

''ایسا نہیں ہے..... یہ ابا کا فیصلہ تھا۔ میں نے سارے اختیار انہیں دے دیئے تھے۔ وہ سبطین سے کہتے تو میں ان سے شادی کر لیتی۔'' عفیفہ کے لہجے میں تھکن اتر آئی۔

''لیکن کیوں۔ تم نے خود کیوں نہیں اپنے لیے سوچا۔ میں جانتی ہوں تم سبطین کی سوچوں سے ناواقف نہیں تھیں۔ تمہیں بھی محبت تھی ان سے۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''پلیز نوین۔'' عفیفہ کی لرزتی ہوئی آواز آئی ''یہ سب اب بعد از وقت ہے۔ کل میری شادی ہے۔ کسی اور شخص سے..... مجھے وہ سب سوچنے پر مجبور نہ کرو۔ جسے بھلانے میں میرا وجود چھلنی ہو چکا ہے۔''

ابا کے وجود کو جیسے کوئی آرے سے دولخت کرتا چلا گیا۔ یہ کیسا انکشاف تھا۔

''میں نے سبطین کے جذبوں کی کبھی پذیرائی نہیں کی۔ انہیں کبھی یہ راہ نہیں دکھلائی۔ مجھے معلوم تھا ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں جانتی تھی کہ میری زندگی میں سے کوئی راستہ ان کے گھر تک نہیں جاتا۔ بس میں خود کو نہیں روک سکی نہیں روک سکی نوین۔ یہ محبت کس قدر بے بس کر دینے والی شے ہے۔ ہر بات اختیار سے باہر ہوتی چلی جاتی ہے۔ میرے اختیار سے بھی سب کچھ باہر ہو گیا تھا۔ میں راتوں کو جاگ کر، دن میں پھرتے ہوئے انہیں گھنٹوں سوچتی تھی لیکن ان کو دیکھتے ہی پتھر ہو جاتی تھی۔ پتا نہیں کیوں میرے دل کو بہت پہلے سے ادراک ہو گیا تھا کہ میرا اور ان کا ساتھ ممکن نہیں۔ ابا ایسا کبھی نہیں چاہیں گے۔''

وہ عفیفہ کے آنسو اپنے چہرے پر محسوس کر رہے تھے۔

''لیکن وسیط تو بتا رہا تھا کہ تمہارے ابا نے تم سے پوچھا تھا۔ دونوں کے بارے میں لیکن تم نے ہر فیصلہ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ تم سبطین کا نام بھی تو لے سکتی تھیں۔''

''اور ہمیشہ کے لئے اس اعتبار کو کھو دیتی۔ جسے پانے کے لئے ساری زندگی میں نے اپنا دامن بچا کر رکھا تھا۔ تم نہیں جانتیں نوین کہ باپ کی آنکھوں میں نا اعتباری کیسے دل کو چیر دیتی ہے۔ تم نے تو اپنے ابو سے ہمیشہ محبت اور شفقت سمیٹی ہے لیکن میں نے ساری زندگی ایک دھند میں گزاری ہے۔ امی کے کیے کی سزا مجھے ہمیشہ ملتی رہی۔ ان کے ایک غلط قدم نے ہمیشہ انہیں بھی بے اعتباری کے سائے میں رکھا اور بعد میں ان کی بیٹی کو بھی۔ ابا یہی سوچتے رہے کہ معمولی سی آزادی بھی لڑکیوں کے قدم لڑکھڑا دیتی ہے۔ وہ بگڑ جاتی ہیں اور ان کی اس سوچ نے مجھے ساری عمر ان کی محبت سے محروم رکھا لیکن اس روز جب میں نے سب کچھ ابا پر چھوڑ دیا تو جانتی ہو پہلی بار انہوں نے بے اعتباری کی چادر کو اپنی آنکھوں سے اتار کر مجھے یوں دیکھا جیسے ایک دبیز کہر میں سے کوئی کرن اچانک چمک اٹھے اور وہ راستہ جو دھند کی وجہ سے نظر نہ آ رہا ہو ایک دم واضح ہو کر نظر آنے لگے لیکن تم میری فیلنگز نہیں سمجھو گی۔ میں نے اپنی ماں کا قرض ادا کیا ہے سود کے ساتھ۔ بدلے میں مجھے ابا کی شفقت اور اعتبار ملا ہے تو میں نے گھاٹے کا سودا نہیں کیا۔ بے شک تم مجھے جذباتی کہو، احمق کہو یا نادان..... لیکن جس شخص نے ساری زندگی بے اعتباری کے سائے میں گزاری ہو اسے ایک اپنے دل اور خواہش کی قربانی سے ایک دم بہت سا اعتبار حاصل ہو جائے تو کیا بُرا ہے اور محبتوں کا کیا ہے میرے حصے کی محبتیں بھی مجھے مل ہی جائیں گی۔''

ابا کا پورا وجود جیسے کسی گہری دلدل میں اترتا چلا گیا۔

''تو تم نے صرف ایک اعتبار کے بدلے ساری عمر کی نارسائی سمیٹ لی۔''

''ماں باپ کا اعتبار اور بھروسا ایک غیر شخص کی محبت سے کہیں قیمتی ہوا کرتا ہے نوین لیکن، نادان لڑکیاں یہ کبھی نہیں سمجھتیں اور رہی محبت تو وہ آپ کو ملنی ہے تو مل کر رہے گی اور نصیب میں نہیں لکھی تو سب کچھ کھو کر بھی آپ کے ہاتھ نہیں آئے گی۔''

وہ لرزتے قدموں سے اپنے کمرے میں لوٹ آئے۔

یہ کیا ہو گیا تھا ان سے.....وہ اپنی اکلوتی بیٹی کی دھواں دھواں آنکھیں تک نہ دیکھ سکے۔ ماں کا قرض ادا کرتے کرتے اس نے اپنی ذات کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ صرف ایک اعتبار پانے کے لئے۔

کل اس کو گھر سے رخصت ہو جانا تھا۔ بیٹیوں کو تو رخصت ہونا ہی ہوتا ہے۔ اور ان کی بیٹی بھی اپنے باپ سے کوئی شکوہ کیے بنا کل اس گھر سے چلی جائے گی۔ اپنے باپ کا بہت سا اعتبار اپنے دامن میں سمیٹے۔

ان کا دل چیخ چیخ کر رونے کو چاہ رہا تھا لیکن وہ ساکت بیٹھے آئینے میں ایک پتھر شخص کو دیکھ رہے تھے۔ اور بھلا پتھر بھی رویا کرتے ہیں۔

"مجھے معاف کر دینا ستارہ، میں نے تمہارے ساتھ بھی اچھا نہیں کیا تھا.....اور آج تمہاری بیٹی کے ساتھ بھی....."

زندگی میں پہلی بار وہ اعتراف کر رہے تھے۔ بے بسی کے ایک تکلیف دہ احساس نے ان کے پورے وجود کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ لیکن آج ان کے اختیار میں کچھ نہیں تھا۔

عورت ان کی نظر میں کبھی قابلِ اعتبار ہستی نہیں رہی تھی لیکن آج ایک عورت نے ہی ان کے اعتبار کو لوٹا دیا تھا۔

☆======☆======☆

ختم شد

☆======☆======☆

کتاب گھر کا پیغام

آپ تک بہترین اردو کتابیں پہنچانے کے لیے، ہمیں آپ ہی کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم کتاب گھر کو اردو کی سب سے بڑی لائبریری بنانا چاہتے ہیں، لیکن اس کے لیے ہمیں بہت ساری کتابیں کمپوز کروانا پڑیں گی اور اسکے لیے مالی وسائل درکار ہوں گے۔

اگر آپ ہماری براہ راست مدد کرنا چاہیں تو ہم سے kitaab_ghar@yahoo.com پر رابطہ کریں۔ اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو کتاب گھر پر موجود ADs کے ذریعے ہمارے سپانسرز ویب سائٹس کو وزٹ کیجئے، آپکی یہی مدد کافی ہوگی۔

یاد رہے، کتاب گھر کو صرف آپ بہتر بنا سکتے ہیں۔